اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن
کے صد (یعنی 100) سالہ عرس کے موقع پر خصوصی شمارہ

فیضانِ امامِ اہلِ سنّت

100

100 سالہ عُرسِ اعلیٰ حضرت مبارک ہو

فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین و ملّت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن میرے آئیڈیل (Ideal) ہیں، مجھے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت سے اس لئے پیار ہے کہ وہ عاشقِ رسول، ولی اللہ، بہت بڑے عالم، مفتیِ اسلام اور صوفی بزرگ تھے۔

پیشکش: ماہنامہ فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)

فیضانِ امامِ اہلِ سنّت

صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

دینی واصلاحی خدمات

مکتوباتِ رضا

اسفارِ رضا

شانِ رضا

ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران باب المدینہ کراچی
فون: 2660 :Ext 92 26 25 111 21 92+
Web: www.dawateislami.net
Email: mahnama@dawateislami.net
Whatsapp: +923012619734
پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

شرعی تفتیش: حافظ محمد جمیل عطاری مدنی مدظلہ العالی (دارالافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی))

https://www.dawateislami.net/magazine
☆ "فیضانِ امامِ اہلِ سنت" اس لنک پر موجود ہے۔

گرافکس ڈیزائننگ: یاور احمد انصاری / شاہد علی حسن عطاری / عادل غوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے:
جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُرُودِ پاک پڑھے
قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں
(یعنی ہاتھ ملاؤں) گا۔
(القربۃ الی رب العلمین، لابن بشکوال، ص90، حدیث:90)

مناجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بُھول جاؤں نَزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مُصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سَخت رات
اُن کے پیارے مُنھ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ مَحشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قُدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مُصطفےٰ کا ساتھ ہو

حدائقِ بخشش، ص 132

از امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

نعت

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نَقص جہاں نہیں

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نَقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر مِلی یُوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سُخن ہے جس میں سُخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مَفَر مَقَر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ترے آگے یُوں ہیں دَبے لُچے فُصَحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دِین پارۂ ناں نہیں

حدائقِ بخشش، ص 107

از امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن سے عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی محبّت کی مثالیں

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کی ساری زندگی اللہ پاک کے دین کے لئے وَقف تھی۔(30 ستمبر 2014ء) مجھے پٹھان اس لئے اچھے لگتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پٹھان تھے۔ (15 دسمبر 2015ء) غوثِ پاک اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے خلاف کچھ سننے کے لئے "الیاس قادری" کے کان بہرے ہیں۔ ہم ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور یہ ہمیں جنّت میں لے جائیں گے۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ (15 جنوری 2016ء) دعوتِ اسلامی کے جھنڈے میں گنبدِ خضریٰ، غوثِ پاک اور اعلیٰ حضرت کے گنبد کی جھلکیاں ہیں۔(13 جولائی 2015ء) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اتنے بڑے عالم تھے کہ رُوئے زمین میں ان کے بعد کوئی اس سے بڑا عالم ہوا ہو میرے علم میں نہیں۔(یکم جولائی 2015ء) جو امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ہے، وہ ہمارا ہے۔(26 جولائی 2015ء) مسلکِ اعلیٰ حضرت، عین شریعت کے مطابق اور ادب والا ہے، ہمیں اس پر مضبوطی سے چلنا ہے۔(16 ستمبر 2015ء) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کی بات ہمارے لئے حرفِ آخر ہے۔(23 جنوری 2015ء)

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت، حضرت مولانا ابو اسید عبید رضا عطاری مدنی مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی کا پیغام

مَا شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے 57 مضامین اور 252 صفحات پر مشتمل خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کیا جارہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تو کیا ہی بات ہے! حدیث کی حیثیت سے دیکھیں تو اعلیٰ حضرت! فقہ کی حیثیت سے دیکھیں تو اعلیٰ حضرت! قاریِ قراٰن کی حیثیت سے دیکھیں تو اعلیٰ حضرت! عبادت و زہد کے اعتبار سے دیکھیں تو اعلیٰ حضرت! شاعر کی حیثیت سے دیکھیں تو اعلیٰ حضرت! الغرض ہر فن اور علم میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اعلیٰ حضرت نظر آتے ہیں۔ عوام النّاس کو حضور سیّدی اعلیٰ حضرت کا تعارف کروانے میں امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا کردار اور کوششیں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے بیانات، مدنی مذاکروں، مدنی مشوروں، رسائل اور کتابوں میں اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت کا ہی درس دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ترجمۂ قراٰن کنزالایمان کی جو خدمت دعوتِ اسلامی اور امیرِ اہلِ سنّت نے کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بار بار ترغیب دلا کر بلا مبالغہ لاتعداد مسلمانوں کے گھروں میں کنزالایمان پہنچا دیا ہے۔ اللہ کریم امیرِ اہلِ سنّت کا سایہ ہم پر دراز فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں خوب خوب فیضانِ امامِ اہلِ سنّت نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سوچنے سے چھپنے تک کا سفر

کیوں رضاؔ آج گلی سُونی ہے اُٹھ مرے دھوم مچانے والے

اسلامی تاریخ میں بے شمار ایسی ہستیاں گزریں جنہوں نے دینِ اسلام کی ایسی خدمت کی جس کے اثرات اُن کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی کسی نہ کسی شکل میں باقی ہیں۔ ماضی قریب میں دیکھا جائے تو آقائے نعمت، اِمامِ اَہلِ سنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرْتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین وملّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن ایسی ہی ہستی ہیں کہ ان کے وصال شریف کے 100 سال بعد بھی ان کی مختلف علوم وفنون جیسے تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، منطق، فلسفہ، کلام، ریاضی، ہیئات، توقیت، کیمسٹری، فزکس، نجوم، ہندسہ، لوگارتھم اور دیگر کئی علوم میں مہارت کی قدر افزائی اور ان کی اصلاحی کاوشوں کی پذیرائی ہے نیز ان کا خوفِ خدا، عشقِ رسول، تقویٰ اور مسلمانوں سے خیر خواہی کا انداز لائقِ پیروی ہے۔

25 صفر المظفر 1440 ہجری کو اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا صد سالہ عُرس مبارک ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کس شان کے مالک تھے؟ اس کا جواب آپ کو آنے والے صفحات میں مل جائے گا۔ میری خوش بختی کہ "مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے صد سالہ عُرسِ رضا کے موقع پر خصوصی شمارہ شائع کرنے کی تجویز شوال المکرم 1439 ہجری مطابق 5 جولائی 2018 عیسوی کو ذہن میں آئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک "دعوتِ اسلامی" میں کسی بھی کام کو کرنے کا ایک تنظیمی طریقۂ کار ہے تاکہ کام کو بہتر سے بہتر انداز میں کیا جاسکے، چنانچہ جیسے ہی میں نے یہ تجویز مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے مدنی مشورے میں رکھی "مرحبا! مرحبا!" کی صداؤں میں اسے ہاتھوں ہاتھ قبول کرلیا گیا اور تنظیمی اجازتوں کے بقیہ مراحل کو بھی بعد میں طے کرلیا گیا۔ عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے اس خصوصی شمارے کا نام رکھنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے نام رکھا: "**فیضانِ امامِ اہلِ سنّت**"۔

بشمول میرے تین مدنی (دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ سے فارغ التحصیل ہونے والوں کو مدنی کہا جاتا ہے) اسلامی بھائی ❀ ابوسلمان محمد عدنان چشتی عطاری مدنی ❀ ابوالنّور راشد علی عطاری مدنی (ناظم مکتب ماہنامہ فیضان مدینہ) نے کئی گھنٹے مدنی مشورہ

کیا جس کا مقصد تھا کہ موضوعات کون کون سے ہوں اور کس موضوع پر کس مؤلف (Writer) سے لکھوایا جائے؟ "کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ" کے پیشِ نظر یہ بھی ذہن میں تھا کہ نئے عنوانات پر نئے انداز کے مضامین ہوں تا کہ پڑھنے والوں کی دلچسپی برقرار رہے، یوں ابتدائی طور پر 60 موضوعات اور 72 مُصَنِّفِین کا انتخاب کیا گیا۔ بعدۂ دوبارہ غورو فکر ہوا، دیگر سے بھی رائے لی گئی اور ملتے جلتے موضوعات کو ایک ہی عنوان میں جمع کر دیا گیا۔ پھر مؤلفین تک موضوعات اور اس کے مشمولات کا خاکہ بذریعۂ ای میل، واٹس ایپ، کال، میسج اور بالمشافہ پیش کیا گیا۔ مضمون واپسی کی تاریخ مُعَیَّن کرکے التجائے کرم بھی کی گئی۔ بروقت مضامین کی وصولی کے لئے یاددہانی بھی کروائی جاتی رہی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کثیر مؤلفین نے ہماری درخواست پر عمل کیا اور بعضوں نے کچھ دن کی تاخیر سے کرم نوازی کی اور چند نے مصروفیات وغیرہ کی وجہ سے لکھنے سے معذرت کر لی، یوں ابتداءً کم و بیش 47 مضامین جمع ہو گئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں شائع ہونے والے مضامین کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے مثلاً: ❀ اسلوبِ تحریر کو دیکھنا ❀ طوالت وغیرہ سے پرہیز کرنا ❀ انشاء پردازی کے دیگر اصولوں کا خیال رکھنا ❀ عند الضرورت ترمیم کے لئے مؤلف سے دوبارہ رابطہ کرنا ❀ مواد کی صحت کے لئے حوالہ جات کا التزام کرنا ❀ طِبّ کا مضمون ہے تو مستند ڈاکٹر یا حکیم سے بھی چیک کروانا ❀ تمام مضامین کو دعوتِ اسلامی کے تنظیمی اصولوں کی روشنی میں دیکھنا ❀ بنظرِ غائر پروف ریڈنگ کرنا ❀ دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی) سے تمام مضامین کی شرعی تفتیش کروانا۔[1] یہ تمام مراحل مکمل ہونے کے بعد مکتب "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ناظم اسلامی بھائی اس کی ❀ پیراگرافنگ ❀ فونٹ سیٹنگ اور ❀ ای پی ایس (Eps) بنانے کے مراحل طے کرکے ڈیزائننگ کے لئے مختص اسلامی بھائیوں کو دے دیتے ہیں جو "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو حسنِ صُوری سے مُزَیَّن کرتے ہیں۔ ان کا کام پورا ہونے پر مکمل "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پر نظر ثانی ہوتی ہے کہ کہیں کوئی لفظ کٹ نہ گیا ہو یا کوئی جملہ شامل ہونے سے رہ نہ گیا ہو، ڈیزائننگ میں رنگ (color) اور امیجز وغیرہ کو بھی چیک کیا جاتا ہے اور عند الضرورت تبدیلی کی جاتی ہے۔ یہ تمام خدمات جامعۃ المدینہ کے چشمۂ علم سے سیراب ہونے والے مدنی اسلامی بھائی ایک نظام کے تحت انجام دیتے ہیں۔ ڈیزائننگ کے تمام مراحل سے مدیر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے مطمئن ہونے پر دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے حوالے کیا جاتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کم و بیش یہی اسلوب خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" میں اپنایا گیا ہے۔ اس کے نصف سے زائد مضامین کی نظرِ ثانی سفرِ حج کے دوران مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ اور مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کی پُر بہار فضاؤں میں کرنے کی سعادت بھی ملی۔ سوچنے سے چھپنے تک کے سفر میں پریشانیاں بھی پیش آئیں جسے حقیقی معنوں میں وہی سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے یہ سفر کیا ہو۔ اللہ پاک کا کرم ہے کہ اس شمارے پر کام کرنے والے مدنی اسلامی بھائیوں ❀ عدنان چشتی عطاری مدنی ❀ آصف جہانزیب عطاری مدنی ❀ عمر فیاض عطاری مدنی ❀ محمد رفیق عطاری مدنی ❀ اویس یامین عطاری مدنی ❀ محمد نواز عطاری مدنی ❀ شاہ زیب عطاری مدنی ❀ راشد علی عطاری مدنی ❀ عدنان احمد عطاری مدنی ❀ کاشف شہزاد عطاری مدنی ❀ بلال حسین عطاری مدنی ❀ محمد عباس عطاری اور 2 گرافک ڈیزائنرز ❀ یاور احمد انصاری قادری اور ❀ شاہد علی عطاری کی غیر معمولی کاوشوں اور مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے نگران و رکنِ شوریٰ حاجی ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی سلمہ الغنی کی شفقتوں،

---

(1) یہ تمام مراحل پورے ہونے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے مضامین انگلش ترجمے کے لئے مجلس تراجم کو بھی پیش کر دیئے جاتے ہیں یوں "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر ماہ اردو اور انگلش زبان میں شائع ہوتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

اراکینِ شوریٰ کی عنایتوں کی بدولت یہ سفر طے ہوا اور اب خصوصی شمارہ "فیضان امامِ اہلِ سنّت" آپ کے سامنے ہے۔[1] شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے عشقِ رضا کا جو جام ہمیں پلایا ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے اثرات آپ کو جابجا دکھائی دیں گے۔ ہم نے اسے بہترین اور عمدہ بنانے کے لئے بھرپور کوششیں کیں، ہم ان کوششوں میں کتنا کامیاب ہوئے یہ تو آپ ہی بتاسکتے ہیں، اپنے پیغامات و تأثرات سے ضرور نوازیئے گا۔[2]

یہ خاص شمارہ آقائے نعمت، اِمامِ اَہلِ سُنّت، عَظِیمُ البَرَکت، مُجَدِّدِ دین و ملّت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ **امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی بارگاہ میں **دعوتِ اسلامی** کی طرف سے ایک **تحفہ** ہے۔

ع گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شان و عظمت، علمی شوکت اور دینی خدمات کے بارے میں جو بھی ہم نے لکھا یا لکھوایا! اس پر یہی کہنا ہے: وَمَا حَرَّرْنَا فِیْ شَانِہٖ قَلِیْلٌ عَمَّا ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ (یعنی ہم نے ان کی شان میں جو کچھ لکھا وہ اس سے کم ہے جو کچھ ان کی ذات میں ہے)

اللہ تعالٰی کی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جلوہ ہے نور ہے کہ سراپا رضا کا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ تصویرِ سُنّیت ہے کہ چہرہ رضا کا ہے
وادی رضا کی، کوہِ ہمالہ رضا کا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

(1) اس دوران "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے معمول کے شماروں پر بھی کام جاری رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ المدینۃ العلمیۃ کے کئی اسلامی بھائیوں بالخصوص ناظم المدینۃ العلمیۃ آصف خان عطاری مدنی نے اس خصوصی شمارے کی تیاری میں خوب تعاون کیا۔

(2) ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران باب المدینہ کراچی، فون: Ext: 2660 +92 21 111 25 26 92
Email: mahnama@dawateislami.net Whatsapp:+923012619734

* مدیر (Chief editor) "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ورکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ و مُدرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

خوابِ رضا کی ایک تعبیر "دعوتِ اسلامی"

خوابِ رضا کی تعبیر کئی سال پہلے ہند کے ایک عالِمِ دین کی فیضانِ مدینہ تشریف آوری ہوئی۔ جب سیڑھیاں چڑھ کر انہوں نے فیضانِ مدینہ کے وسیع و عریض صحن میں قدم رکھا اور دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کی پُرشکوہ عمارت نیز عاشقانِ رسول کی کثیر تعداد کو دیکھا تو ایک آہِ سرد دلِ پُردرد سے کھینچ کر فرمانے لگے: **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **نے خدمتِ دین کا جو خواب دیکھا تھا آج میں جاگتی آنکھوں سے اس کی تعبیر دیکھ رہاہوں۔**

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ مرے دُھوم مچانے والے

سو سالہ عُرس اور فیضانِ امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، عاشقِ ماہِ رِسالت، مجدِّدِ دین وملت، عظیم المرتبت، عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے 100 سالہ عُرس مبارک کے موقع پر عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کی طرف سے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ **"فیضانِ امام اہلِ سنّت"** آپ کے پیشِ نظر ہے۔ امام اہلِ سنّت جیسی ہمہ جہت شخصیت صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہے اور بلا مُبالَغہ ان کے بارے میں یہ کہنا بجا ہے کہ:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

امامِ اہلِ سنّت کے عاشقِ صادق راقمُ الحُرُوف سالہا سال سے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت کی بَرَکتیں سمیٹ رہا ہے۔ جَلْوَت ہو یا خَلْوَت، عاشقِ اعلیٰ حضرت اَمیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا ذِکرِ خیر کرتے اور آپ کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔ عقیدتِ اعلیٰ حضرت میں ڈوبے ہوئے اَمیرِ اہلِ سنّت کے چار اَقوال حُصولِ بَرَکت کے لئے آپ کی نذر کرتا ہوں:

(1) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن جو کہ ولیُّ اللہ، سچے عاشقِ رسول اور ہمارے مُسَلَّمہ بزرگ ہیں، ان کی عقیدت دل کی گہرائیوں میں سنبھال کر رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ یعنی برکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے۔ (مستدرک، 1/238، حدیث: 218)

(2) آپ میں سے اگر کسی کا میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اختلاف کا معمولی سا بھی ذہن بننا شروع ہوجائے تو سمجھ لیجئے کہ مَعَاذَ اللہ آپکی بربادی کے دن شروع ہوگئے! لہٰذا فوراً چوکنّے ہوجایئے اور اختلاف کے خیال کو حرفِ غلط کی طرح دماغ سے مٹادیجئے۔

(3) فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان کردہ کوئی مسئلہ بالفرض آپ کا ذہن قبول نہ کرے تب بھی اس کے بارے میں عقل کے گھوڑے مت دوڑایئے بلکہ سمجھ نہ پانے کو اپنی عقل ہی کی کوتاہی تصوّر کیجئے۔ دیکھئے! میں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اختِلاف کرنے سے آپ کو روکا ہے، رہا تغیّرِ زمان وغیرہ اَسبابِ سِتّہ کی روشنی میں بعض اَحکام میں رعایت یا تبدیلی کا مسئلہ تو اسے اِختِلاف کرنا نہیں کہتے، اِس ضمن میں جو فیصلہ اکابِر عُلمائے اہلِ سنت کریں اُس پر عمل کیجئے۔

(علم وحکمت کے 125 مدنی پھول، ص80)

(4) مسلکِ اعلیٰ حضرت سے بال برابر ہٹنے سے پہلے اللہ کریم مجھے ایمان وعافیت کے ساتھ موت عطا فرمادے۔

کُتب ورَسائلِ امامِ اہلِ سنت سے محبت

امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ وقتاً فوقتاً اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مختلف کتابوں کے مطالعے کا مَدَنی ذہن بناتے رہتے ہیں۔ ماضی کے یہ مَناظر میرے ذہن میں محفوظ ہیں کہ جب فقہِ حَنَفی کی معروف کتاب ''رَدُّ الْمُحْتَار'' اَلْمعروف فتاویٰ شامی پر اعلیٰ حضرت کا حاشیہ ''جَدُّ الْمُمْتَار'' چھپ کر آیا تو اَمیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اسے اپنے سر پر رکھ کر اس کی اہمیت بیان فرمائی اور خریدنے کی ترغیب دلائی۔[1]

امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' کے اَشعار خود بھی پڑھتے اور نعت خوانوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے ہیں۔

فیضانِ رضا کو عام کرنے والی شخصیت

اگر میں یہ کہوں تو اس میں مُبالغہ نہ ہوگا کہ مجھ سمیت لاکھوں لاکھ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں ایسے ہیں جنہیں امامِ اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت کا تعارُف اور آپ کی محبت وعقیدت امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دامن سے وابستہ ہونے کی بدولت نصیب ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

فیضِ رضا کو کردیا عالم پہ آشکار
یہ تیرا اونچا کام ہے الیاس قادری

اللہ پاک ہمیں مرتے دم تک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) دعوتِ اسلامی کے عظیم علمی شعبے المدینۃ العلمیۃ نے جدید انداز میں جَدُّ الْمُمْتَار (سات جلدوں) پر کام کیا اور دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ نے اسے خوبصورت جدید انداز میں 2017ء میں شائع کیا ہے۔

"فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت پر پیغامات و تاثرات

مفتیانِ کرام کی نوازشیں

خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، سرپرستِ دعوتِ اسلامی ہند، مفتی عبدالحلیم نوری صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ (تاج پور، ہند)

عزیزی مفتی یحییٰ رضا سلمہ الباری کے ذریعے معلوم ہوا کہ دعوتِ اسلامی کا شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" نکال رہا ہے۔ سن کر بے پناہ خوشی ہوئی اور قلب کی گہرائیوں سے دعائیں نکلیں۔ میں امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، اراکینِ شوریٰ اور "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت (امیر اہلِ سنّت) کے فیضان کو جاری و ساری رکھے، دعوتِ اسلامی کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور ہم سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مفتی ابوالحسن فضیل رضا قادری عطاری

(دارالافتاء اہلِ سنّت، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

سیّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے وقت کے مجدِّد اور ماضی قریب کے بے مثال فقیہ گزرے ہیں۔ قرآن و علومِ قرآن، حدیث و علومِ حدیث، عقائد، تصوف اور فقہ میں خوب مہارتِ تامہ رکھتے تھے، صرف یہی نہیں بلکہ پچاس سے زیادہ دینی و دنیاوی علوم پر آپ کو مہارت حاصل تھی۔ آپ کی تحقیقات پڑھنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ کے استدلال کی بنیاد انتہائی محکم اور عقل و نقل کے معتبر ضابطوں کے مطابق انتہائی مضبوط و مستحکم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی طرف صرف عوامُ النّاس کا رجوع نہیں ہوتا تھا بلکہ علماء و مشائخ اور اربابِ افتاء و محققین بھی بکثرت آپ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے، آپ کا فتاویٰ رضویہ مخرجہ جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے اس میں ایک چوتھائی مسائل پوچھنے والے علماء و مشائخ ہیں۔

کہاوت ہے کہ دیانت دار کی بات دستاویز ہوتی ہے جس کی شخصیت مُسَلَّمہ ہو اس کی بات بھی مسلَّم ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ کی شخصیت مسلمانانِ عالَم میں ایسی مُسَلَّمہ ہے کہ کسی مسئلہ کی نسبت آپ کی جانب کر دینا اس کے درست و قابلِ اعتماد ہونے کی کھلی دلیل مانی جاتی ہے ساری زندگی آپ نے احکامِ شریعت کی پاسبانی کی، عقائد و نظریات میں فساد و بگاڑ کی کوشش کرنے والوں کا قلع قمع کیا، عشقِ رسول کا نا صرف یہ کہ بے مثال درس دیا بلکہ بدعقیدہ لوگ جو رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں توہین و تنقیص کے ناپاک فعل کا ارتکاب کرتے تھے انھیں چھپنے نہ دیا، سب کے سامنے بے نقاب کر دیا تاکہ ان کے شر اور فتنہ سے اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھیں، الغرض اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل بلا خوف لَومۃ لائم کرنے میں اپنی زندگی کے شب و روز صَرف کرکے دینِ متین کی بلاشبہ ایسی شاندار خدمت کی ہے کہ کروڑوں کا ایمان بچایا اور اُنہیں اپنی ستھری تعلیمات کی صورت میں مضبوط قلعہ فراہم کر دیا۔

مبارک باد کی مستحق ہے دعوتِ اسلامی کی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کہ تقریباً پچاس مضامین پر مشتمل خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کر رہی ہے اس سے ضرور عوام و خواص کو امامِ اہلِ سنّت کی شخصیت کو سمجھنے اور ان سے فیضیاب ہونے کا ذہن ملے گا۔ اللہ تعالٰی اس خصوصی شمارہ میں کسی بھی طرح شریک ہو کر کام کرنے والے ہر ہر اسلامی بھائی کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ابو الحسن فضیل رضا قادری عطاری 17 اکتوبر 2018

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی

(استاذ الحدیث جامعۃ المدینہ و مفتی دارالافتاء اہلِ سنّت مرکز الاولیاء لاہور)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مبارک زندگی یقیناً ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ تعالٰی ہمیں تادمِ زیست مسلکِ اعلیٰ حضرت سے وابستہ رکھے۔ صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر خصوصی شمارے کی ترکیب بنانے پر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالٰی ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اسی طرح دینِ متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اراکینِ شوریٰ کی فرحتیں

نگرانِ شوریٰ حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دنیا بھر کے عاشقانِ رسول اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مجدِّدِ دین و ملت پروانۂ شمعِ رسالت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنان کا سو سالہ عرس شریف عقیدت و احترام کے ساتھ منانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ 25 صفر المظفر 1440 ہجری کو امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وصال کو 100 سال پورے ہو جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی شان کو کہاں تک بیان کیا جائے! میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالٰی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کی جملہ تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

"دعوتِ اسلامی" فیضانِ اعلیٰ حضرت ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت کی پہچان عاشقِ اعلیٰ حضرت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ذریعے ملی تو یقیناً یہ درست، درست اور درست ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تعلیم و تربیت اور امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سے محبت کا یہ ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ دعوتِ اسلامی کی "مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ" 100 سالہ عرسِ رضا کے موقع پر "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کے نام سے خصوصی شمارہ شائع کرنے جا رہی ہے۔ امید ہے کہ اس کوشش کی بدولت دنیا بھر کے عاشقانِ اعلیٰ حضرت کو خوب خوب معلومات حاصل ہوں گی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم اس شعبے کے تمام اسلامی بھائیوں کو اور ہم سب کو مرتے دم تک مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت اور تعلیماتِ اعلیٰ حضرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ و نگرانِ پاکستان انتظامی کابینہ حاجی ابو رجب محمد شاہد عطاری (سردار آباد فیصل آباد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے بے حد پیار ہے اور یہ ساری محبتیں اور پیار امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی برکت سے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستگی سے قبل مجھے کنز الایمان شریف کا نام تک معلوم نہ تھا، حدائقِ بخشش بھی نہ دیکھی تھی۔ پھر جب مدنی ماحول سے وابستگی ہوئی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرے ذریعے سینکڑوں ہزاروں اسلامی بھائیوں تک کنز الایمان شریف پہنچا، حدائقِ بخشش کے سینکڑوں اشعار

مجھے یاد بھی ہو گئے اور کسی حد تک سمجھ بھی آتے ہیں، یہ سب مدنی ماحول کی بہاریں ہیں۔ ماشآءاللہ عَزَّوَجَلَّ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی مجلس نے جو خصوصی نمبر "فیضانِ امام اہلِ سنت" کی ترکیب بنائی یہ بہت پیاری ہے تاکہ ہماری نئی نسل کو پتہ چلے کہ آج سے سو سال پہلے ایک بزرگ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تھا وہ ان ان خوبیوں کے حامل تھے۔ اللہ پاک ان کی برکتوں سے ہمیں مالا مال کرے اور مجلس کو بھی خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی عبد الحبیب عطاری (باب المدینہ کراچی)

وادیٔ رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ امام اہلِ سنّت مجدّدِ دین و ملت پروانۂ شمعِ رسالت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا تعارف ہمیں امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی زبانی ملا اور جب سے ملا ان کا دیوانہ کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا بچہ بچہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت سے والہانہ پیار کرنے والا ہے، یہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت کا فیضان ہے جنہوں نے عشقِ رضا اس طرح گھول گھول کر پلایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مجھے مزارِ اعلیٰ حضرت پر حاضری اور عرسِ رضوی میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی ہے، بریلی شریف میں بیانات کا موقع بھی ملا، مدنی چینل کے سلسلے "نغماتِ رضا" میں امام اہلِ سنّت کے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" کی کم و بیش مکمل شرح کرنے کا شرف بھی ملا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ 100 سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر "مکتبۃ المدینہ" سلسلہ "نغماتِ رضا" کو میموری کارڈ کی صورت میں بھی پیش کرنے والا ہے۔ یہ سب کچھ دعوتِ اسلامی کا صدقہ ہے۔ آج اگر مجھ جیسوں کو اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت سے محبت و عقیدت ہے تو یہ عاشقِ اعلیٰ حضرت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بدولت ہے۔ اللہ پاک امیرِ اہلِ سنّت کو سلامت رکھے اور ہم سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ ہمارا حسنِ ظن ہے کہ روزِ قیامت صلوٰۃ و سلام کی محفل سجے گی کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے:

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صلوٰۃ و سلام کی اس محفل میں جمع ہونا نصیب فرمائے، اعلیٰ حضرت اور امیرِ اہلِ سنّت کے ساتھ اور ان ہستیوں کے صدقے حضور نبیِّ پاک صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پیچھے پیچھے جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی سید محمد ابراہیم عطاری (باب المدینہ کراچی)

ماہِ صفر المظفر 1340 ہجری میں امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا وصال ہوا اور آج 1440ھ جاری ہے یعنی امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے وصال کو 100 سال ہونے والے ہیں۔ امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کی دینی خدمات کا ڈنکا سارے عالم میں بج رہا ہے۔ مشرق و مغرب میں آپ کی خدمات کو سلام پیش کیا جارہا ہے، آپ کی کتابوں سے استفادہ کیا جارہا ہے۔ دعوتِ اسلامی کی ایک مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" جو مَا شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ روز بروز ترقی پر ہے، اس مجلس کی جانب سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" تسلسل کے ساتھ جاری کیا جاتا ہے، جس میں پُر مغز مضامین ہوتے ہیں۔ یوں تو ماہنامہ فیضانِ مدینہ ہر مہینے ہی اپنی برکتیں لٹاتا ہے لیکن اس مرتبہ ایک ضخیم خصوصی شمارہ "فیضانِ امام اہلِ سنّت" شائع کیا جارہا ہے میں ساری مجلس کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ پاک انہیں دونوں جہاں کی برکتیں عطا فرمائے، ان کی کاوشیں قبول فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ سید عارف علی عطاری (مہاراشٹر، ہند)

ماہِ رضا جاری ہے، یومِ رضا قریب ہے، حصولِ برکت کے لئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے حوالے سے کچھ عرض کرتا ہوں۔ آپ کی ولادت سے پہلے ہی بزرگوں نے آپ کے بارے میں پیشن گوئیاں کی تھیں جن میں سے ایک پیشِ خدمت ہے: حضرت مولانا سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے: جس وقت اعلیٰ حضرت بطنِ مادر میں تھے، آپ کے والدِ ماجد نے ایک بہت ہی عجیب و غریب خواب دیکھا جس کی وجہ سے آپ پریشان ہوگئے اور رات بھر اس فکر میں رہے۔ صبح اٹھے تو بھی تشویش باقی تھی، اپنے والدِ ماجد مولانا رضا علی خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور خواب بیان کیا۔ والد نے فرمایا کہ بیٹا! یہ مبارک خواب ہے، تمہیں بشارت ہو کہ پروردگارِ عالم عَزَّوَجَلَّ تمہیں ایک فرزند عطا فرمائے گا جو علم کے دریا بہائے گا، جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔ سبحٰن اللہ! پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ پیشن گوئی درست ثابت ہوئی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے ڈنکے دنیا میں بج رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکتیں ہمیں نصیب کرے۔

مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی کیا بات ہے! صد سالہ عرسِ رضا کے موقع پر خاص شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع ہو رہا ہے۔ ہماری مجلس کو بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ کریم آپ کی کوشش قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی محمد عماد عطاری مدنی (بابُ المدینہ کراچی)

اللہ پاک اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" مرحبا۔ سو سالہ عرسِ رضوی کے موقع پر اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجلس مدنی مذاکرہ بیرونِ ملک کی طرف سے عظیم الشان اجتماعِ مدنی مذاکرہ بریلی شریف میں منعقد کیا جائے گا اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ ہند کا تاریخی اجتماع ہوگا، اس کی تیاریاں ہمارے اسلامی بھائیوں نے یکم صفر المظفر سے شروع کرلی ہیں۔

رکنِ شوریٰ حاجی ابو الحسن محمد امین عطاری (بابُ المدینہ کراچی)

عاشقانِ رسول، عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت، عاشقانِ اولیا اور عاشقانِ اعلیٰ حضرت کو صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت مبارک ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت شاہ مولانا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی محبت نہ صرف سکھائی بلکہ پلائی جاتی ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے بیانات اور تحاریر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ذکرِ خیر بڑی محبت سے فرماتے ہیں۔ مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ صد سالہ عرسِ رضا کے موقع پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں فیضانِ اعلیٰ حضرت سے مالا مال فرمائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اعلیٰ حضرت سے پیار ہے، اِنْ شَآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت کے صدقے ہمیں دنیا و آخرت کی برکتیں نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی بلال رضا عطاری (راولپنڈی)

امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ برِّ عظیم پاک و ہند ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آپ کے علمی و روحانی فیضان سے مستفید ہو رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی بھی دنیا بھر میں فیضانِ اعلیٰ حضرت کو عام کر رہی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کے حوالے سے مختلف ممالک کا سفر رہتا ہے، جہاں بھی جائیں چاہے ایشیائی ممالک ہوں یا یورپ کے، نارتھ امریکہ کا خطہ ہو، سینٹرل امریکہ یا لاطینی امریکہ! اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا فیضان جاری ہے۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے سو سالہ عرس کے موقع پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی نمبر "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ پاک مجلس کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو دنیا بھر میں مقبولیت عطا فرمائے اور ہمیں مسلکِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر کاربند رکھے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی محمد اسد عطاری مدنی (جہلم، پنجاب)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم

فقیہِ اسلام مجدِّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ محبت، فارقِ نور و ظلمت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی ذاتِ مبارکہ آج دنیائے اسلام میں روزِ روشن سے بھی زیادہ روشن ہے۔ آپ نے اسلام و سنیت کی ترویج و اشاعت کے لئے جو کارنامے انجام دیئے ہیں صفحۂ عالم پر ان کے آثار و نقوش آج ہمیں نظر بھی آرہے ہیں۔ اللہ عزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید ہے کہ صبحِ قیامت تک اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا پیغامِ محبت عام سے عام تر ہوتا چلا جائے گا۔ آپ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں عرب و عجم کے علما نے امامِ اہلِ سنّت کے لقب سے جانا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی یادگار کے طور پر عظیم تحقیقات و تدقیقات اور قابلِ فخر فرزند چھوڑے۔ اس کے علاوہ آپ نے خلفا و تلامذہ کی ایک ایسی عظیم جماعت چھوڑی جس کے ذریعے دینِ متین کی خدمت کا سلسلہ مزید وسیع ہوا۔

مرحبا! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت کی خبر سن کر خوشی ہوئی۔ اللہ تعالٰی اس عظیم کاوش کو قبول فرماکر تمام امتِ مسلمہ کو اس کی برکتیں عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی ابو رضا محمد علی عطاری (باب المدینہ کراچی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزَّوَجَلَّ اس مرتبہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امامِ عشق و محبت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی نسبت سے ان کے سو سالہ عرس شریف کے موقع پر آرہا ہے۔

یوں تو اعلیٰ حضرت کا کیا کہنا! آپ کا علم، آپ کا عمل، آپ کا عشق، آپ کا حسنِ اخلاق، سیدوں سے محبت، کیا کیا کہیں! لیکن میں مختصر اً اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت عشقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیکر تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" اس امر کا شاہد ہے۔ آپ کی نوکِ قلم بلکہ گہرائی قلب سے نکلا ہوا ہر مصرع مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آپ کی بے پایاں عشق و محبت کی شہادت دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کبھی کسی دنیوی تاجدار کی خوشامد کے لئے کوئی کلام نہیں لکھا کیونکہ آپ نے تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و غلامی کو دل و جان سے قبول کرلیا تھا اور اس میں مرتبۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس بات کا اظہار آپ نے اپنے ایک شعر میں اس طرح فرمایا:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لِلّٰہِ الْحَمْد میں دنیا سے مسلمان گیا

رکنِ شوریٰ حاجی محمد اظہر عطاری (ضیاء کوٹ سیالکوٹ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزَّوَجَلَّ سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجدِّدِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے سو سالہ عرسِ مبارک کے موقع پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع ہورہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں۔ آپ زبردست عاشقِ رسول، زبردست عالمِ دین، جید مفتیٔ اسلام، زبردست مُصلح اور دین کی خدمت کرنے والے اور قاطعِ بدعات تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سنّتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احیا کا عظیم کام کیا۔ امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے کیا خوب کہا ہے:

تو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا

دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

قلم اٹھایا تو علم کے دریا بہادیئے کہ آج بھی علما جس سے فیض حاصل کررہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شاعری کی تو ایسی کی کہ کمال کردیا:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھادیئے ہیں

میرے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عرس کے موقع پر دعوتِ اسلامی کی "مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی کاوش پر میں اسے مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع ہورہا ہے، اس کو جاری کرنا سعادت بھی ہے اور مسلمانوں میں شعور بیدار کرنے کا سبب بھی ہے تاکہ وہ امامِ اہلِ سنّت کی سیرت کو پڑھیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی برکت سے مزید ترقی عطا فرمائے۔ میں نے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خوبصورت انداز دیکھا ہے کہ یہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے دلی خوشی ہوئی، اللہ پاک ہماری مجلس کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

(بابُ المدینہ کراچی)

بچپن میں سب سے پہلے والدِ محترم الحاج محمد صادق مرحوم سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ذکرِ خیر سنا اور ذہن بنا کہ امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سنیوں کے امام ہیں اور "مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" انہی کا لکھا ہوا سلام ہے۔ پھر ایک کتاب پڑھی "تجلیاتِ امام احمد رضا" تو پتہ چلا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تو ولی اللہ بھی ہیں۔ یوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بچپن سے ہی اعلیٰ حضرت کے بہت بڑے عالم، سنیوں کے امام اور ولیِ کامل ہونے کی معلومات گھر سے ہی ملیں۔ والدِ مرحوم نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی محبت کے باعث میرے چھوٹے بھائی کا نام بھی احمد رضا رکھا۔ میرے والد صاحب اگرچہ چشتی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان دنوں ہمارے گھر میں ایک رسالہ آیا کرتا تھا، اس سے بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بارے میں کافی معلومات ہوئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بچپن سے ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی محبت یوں سمجھیں ورثے میں ملی ہے۔ پھر جب دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا تو اس محبت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ترجمۂ کنزالایمان پہلے سے ہمارے گھر میں موجود تھا، پھر شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ذریعے اس کے بارے میں مزید آگاہی ہوئی اور فیضانِ امامِ اہلِ سنّت بذریعۂ امیرِ اہلِ سنّت نصیب ہوا۔ اللہ تعالٰی دعوتِ اسلامی کو ترقیاں عطا فرمائے کہ یہ واقعی "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" ہے، اللہ تعالٰی اس فیضان کو عام فرمائے۔

سو سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" آرہا ہے۔ اس کی فہرس کو دیکھا تو خوشی ہوئی کہ مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت پیارے پیارے مضامین ہیں۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں مضامین لکھنے والوں کو اور پوری مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ کریم سب کو فیضانِ اعلیٰ حضرت سے مالا مال فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی بغدادر رضا عطاری

(نگرانِ میلادی زون گلگت بلتستان)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تقویٰ وطہارت، اتباعِ سنّت، پاکیزہ اخلاق اور حسنِ سیرت کے اوصافِ جلیلہ سے مزین تھے۔ آپ کی زندگی کے تمام گوشے اتباعِ شریعت اور اطاعت و محبتِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مزین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد تقریباً 54 برس تک مسلسل دینی اور علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کرنے جارہی ہے،

مجلس کی کوشش مرحبا! اللہ پاک ان کی کوشش قبول فرمائے اور برکتیں عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

رکنِ شوریٰ حاجی عقیل رضا عطاری مدنی (باب المدینہ کراچی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ماہِ صفر المظفر جاری ہے۔ اس ماہ کی 25 تاریخ کو میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا عرس منایا جاتا ہے۔ یہ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے عالمِ اسلام بالخصوص پاک و ہند کے مسلمانوں کو عشق، محبت اور عقیدت کے جام بھر بھر کر پلائے ہیں۔ 55 سے زائد علوم و فنون میں آپ نے تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ آپ نے اپنے کئی فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ یہ تحقیق اس کے علاوہ کہیں نہیں ملے گی۔ آپ بڑے پیارے انداز میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی کرتے رہے، علومِ قراٰن، علومِ حدیث، علومِ طب اور علومِ فقہ میں آپ نے امتِ مسلمہ کی زبردست رہنمائی فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا نعتیہ کلام ادب و عشق کا شاہکار ہے۔ اللہ تبارک و تعالٰی ان کی برکتوں سے ہمیں مالا مال فرمائے۔

میں مبارکباد پیش کرتا ہوں مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو کہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کے نام سے خصوصی شمارہ جاری ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالٰی ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے، اس پر انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تعلیمات پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے طفیل ہمیں بھی سچا عاشقِ رسول بنائے اور ہم سب کا ایمان محفوظ فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

رکنِ شوریٰ حاجی محمد اسلم عطاری (خان پور ضلع رحیم یار خان)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ماہِ رضا صفر المظفر ہمارے درمیان جلوہ گر ہے۔ اس ماہ کے تو کیا کہنے! میرے آقائے نعمت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانۂ شمعِ رسالت ولیِ نعمت پیرِ طریقت الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا عرسِ مبارک یومِ رضا کے نام سے منایا جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ "مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی کوششوں اور کاوشوں سے اس ماہِ مقدس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عرس کے موقع پر خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری کیا جارہا ہے۔ میں مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

رکنِ شوریٰ حاجی محمد منصور عطاری (مرکز الاولیاء لاہور)

امامِ اہلِ سنّت مجدِّدِ دین و ملت سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے سینکڑوں تصانیف کے ساتھ ساتھ تفسیر، حدیث اور فقہ کی مشہور عربی کتابوں پر پُرمغز اور مفید حواشی کی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہت بڑے مصنف، محدث اور عاشقِ رسول تھے۔ دعوتِ اسلامی فیضانِ اعلیٰ حضرت ہے، یہی وجہ ہے کہ دعوتِ اسلامی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ذکرِ خیر بکثرت کیا جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ خصوصی شمارہ بنام "فیضانِ امامِ اہلِ سنت" جاری کر رہی ہے۔ میں "مجلس مدنی انعامات" کی جانب سے اس کاوش پر "مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالٰی اس مجلس کو دن 25ویں اور رات 26ویں ترقی عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت سے ہمیں تو پیار ہے ‏ ‏ ‏ اِنْ شَآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے
فیضانِ رضا جاری رہے گا، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

رکنِ شوریٰ حاجی برکت علی عطاری (باب المدینہ کراچی)

مَا شَآءَ اللہ! امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عرس کے موقع پر مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" آرہا ہے۔ اللہ تعالٰی مجلس کے تمام اسلامی بھائیوں کو خوب برکتیں عطا فرمائے۔ امیرِ اہلِ سنّت کی غلامی اور دعوتِ اسلامی پر استقامت عطا

فرمائے۔ جب ہم چھوٹے تھے تو مسجد میں ""مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام" سنتے پڑھتے تھے لیکن معلوم نہیں تھا کہ یہ سلام کس نے لکھا ہے؟ یہ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور دعوتِ اسلامی کا فیضان ہے کہ ہمیں امامِ اہلِ سنّت کی پہچان حاصل ہوئی۔ اللہ پاک ہمیں فیضانِ امامِ اہلِ سنّت سے مالا مال فرمائے۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کا متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور دعوتِ اسلامی کی مجلسِ تراجم اسے از سرِ نو انگریزی اور سندھی زبانوں میں منظرِ عام پر لانے کے لئے کوشاں ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے اوّلین رسالے "تذکرۂ امام احمد رضا" کا مجلسِ تراجم کے تحت دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

رکنِ شوریٰ حاجی محمد رفیع عطاری (اوکاڑہ پنجاب)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اپنے دور میں حق کو باطل کی آمیزش سے پاک رکھنے کی سعی کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دینی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ دعوتِ اسلامی نے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمات کو خوب اُجاگر کیا ہے اور اب مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اسی سلسلے میں اپنا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کرنے جارہی ہے۔ اس عظیم کاوش پر میں مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

رکنِ شوریٰ محمد اطہر عطاری (بابُ المدینہ کراچی)

تمام عاشقانِ رسول، محبانِ اعلیٰ حضرت کو سوسالہ عرسِ رضا مبارک ہو۔ اللہ کریم بطفیلِ مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں اپنی زندگی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے افکار و تعلیمات کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعلیٰ حضرت کی عظمت و شان سے متعلق مجھ جیسا شخص کیا عرض کر سکتا ہے! فقط یہ کہوں گا کہ افکارِ رضا نے مُردہ دلوں کو وہ جِلا بخشی ہے کہ جس کی نظیر نہیں ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنانے اور پھیلانے والے لوگ نہایت خوش نصیب ہیں۔ مجلس شعبۂ تعلیم اور مجلس دارالمدینہ کی طرف سے میں تمام عاشقانِ رسول کو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سوسالہ عرس کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

خاک ہو جائیں عَدُو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دَم میں جب تک دَم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری (مرکزُ الاولیاء لاہور)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی دنیا میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتیں عام کر رہی ہے۔ مَاشَآءَ اللہ مختلف شعبہ جات میں دعوتِ اسلامی کا مدنی کام روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ دعوتِ اسلامی نے نبیِ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت کو عام کیا ہے۔ شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے یہ سوچ عطا فرمائی ہے کہ ہمیں تمام اللہ والوں سے محبت کرنی ہے۔ دیگر اللہ والوں کے ساتھ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک ایسے ولیِ کامل کی محبت کو بھی عام کیا جنہوں نے آج سے سو سال پہلے انتقال فرمایا، جنہوں نے اپنی مبارک زندگی میں سنّتوں کو عام فرمایا، برائیوں کا خاتمہ کیا، مسلمانوں تک علمِ دین پہنچایا، نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کا درس دیا، اور وہ ہستی ہیں امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین و ملت پروانۂ شمعِ رسالت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن۔ آپ کی دینی خدمت ایسی ہیں جنہیں صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ عرب و عجم کے علما نے تسلیم کیا ہے کہ اپنے دور کے سب سے بڑے عالم امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت کی دینی خدمات کو اجاگر کرنے کی جتنی ضرورت پہلے تھی اتنی ہی آج بھی ہے۔ مَاشَآءَ اللہ سوسالہ عرسِ رضا کے موقع پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری ہونے جارہا ہے۔ اللہ تعالٰی ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو مزید ترقیاں اور عروج عطا فرمائے، اس کے تمام معاونین، محررین وغیرہ کو خوب برکتیں نصیب

فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی فضیل رضا عطاری (باب المدینہ کراچی)

اللہ پاک نے میرے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو خوب نوازا! 55 سے زائد علوم و فنون پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ آپ بہت بڑے فقیہ اور خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ کا حافظہ انتہائی قوی تھا۔ آپ نے اپنے قلم کے ذریعے علم کے دریا بہادیئے، حق اور باطل کو جدا جدا کرکے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا۔ مَاشَآءَاللہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شمارے "فیضانِ امام اہلِ سنّت" کی خوش خبری ملی، کیا بات ہے میرے اعلیٰ حضرت کی! اللہ پاک آپ کی مبارک تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رکنِ شوریٰ حاجی وقارالمدینہ عطاری (گلزار طیبہ سرگودھا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ خوشخبری ملی کہ امام اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے صد سالہ عرس پاک کے موقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امام اہلِ سنّت" شائع کیا جارہا ہے۔ یہ سن کر دل باغ باغ بلکہ باغِ مدینہ ہوگیا۔ مجلس کی کاوشیں، کوششیں صد کروڑ مرحبا! اللہ تعالٰی آپ سب کے علم میں، عمل میں، قلم میں، فیضانِ مرشد میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

مَاشَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ حضرت کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں آپ کے عطا کردہ فتاویٰ اور کتب سے آج کروڑہا مسلمان فیض یاب ہورہے ہیں اور اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ تاقیامت ہوتے رہیں گے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے آئیڈیل ہیں اور مَاشَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ حضرت تو اعلیٰ حضرت ہیں اور زبردست عاشقِ رسول ہیں، مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" نے ان کی شخصیت کو مزید جس انداز سے متعارف کرانے کی سعی جاری رکھی ہے اللہ اس میں برکت دے اور ہمیں عاشقِ امامِ اہلِ سنّت رکھے، عاشقِ امیرِ اہلِ سنّت رکھے کہ ان حضرات کی برکت سے ہمیں مزید اپنے بڑوں کا ادب اور عشق نصیب ہوگا۔ اللہ کریم اعلیٰ حضرت کے عشق کے صدقے ہمیں عاشقِ رسول بنائے سنّتوں کا پیکر بنائے اور آقا کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کا اتباع نصیب فرمائے، میری طرف سے بہت بہت مبارک!

رکنِ شوریٰ قاری محمد سلیم عطاری (مدینۃ الاولیاء ملتان)

دعوتِ اسلامی کی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدّدِ دین و ملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے سو سالہ عرس کے موقع پر خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" (تقریباً 225 صفحات پر مشتمل) شائع ہونے جارہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو مقبولِ عام بنائے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سیرت سے آگہی حاصل کرنے کے لئے ہمیں "فیضانِ امام اہلِ سنّت" پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ خود بھی اس کو خریدیں، پڑھیں اور دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی خریدنے، پڑھنے کی ترغیب دیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں مرتے دم تک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فیضان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بقیہ تاثرات صفحہ 246 پر ملاحظہ فرمایئے

حیاتِ اعلیٰ حضرت تاریخ کے آئینے میں

اعجاز نواز عطاری مدنی*

- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 10 شوال المکرم 1272 ہجری/1856 عیسوی بروز ہفتہ ہوئی۔
- ربیع الاول 1276ھ / 1860ء کو تقریباً 4 سال کی عمر میں ناظرہ قرآنِ پاک ختم فرمایا اور اسی عمر میں فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔
- ربیع الاول 1278ھ / 1861ء کو تقریباً 6 سال کی عمر میں پہلا بیان فرمایا۔
- 1279ھ / 1862ء کو تقریباً 7 سال کی عمر میں رمضان المبارک کے روزے رکھنا شروع کئے۔
- شوال المکرم 1280ھ / 1863ء کو تقریباً 8 سال کی عمر میں مسئلۂ وراثت کا شاندار جواب لکھا۔
- 8 سال ہی کی عمر میں نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو پڑھی اور اس کی عربی شرح بھی لکھی۔
- شعبان المعظم 1286ھ / 1869ء کو 13 سال 4 ماہ اور 10 دن کی عمر میں علوم درسیہ سے فراغت پائی، دستارِ فضیلت ہوئی، اسی دن فتویٰ نویسی کا باقاعدہ آغاز فرمایا اور درس و تدریس کا بھی آغاز فرمایا۔
- 1291ھ / 1874ء میں تقریباً 19 سال کی عمر میں نکاح ہوا اور ازدواجی زندگی کی ابتدا ہوئی۔
- 1293ھ / 1876ء تقریباً 21 سال کی عمر میں فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت ملی۔
- جمادی الاولیٰ 1294ھ / 1877ء تقریباً 22 سال کی عمر میں مارہرہ مطہرہ میں شرف بیعت اور تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔
- 1294ھ / 1877ء تقریباً 22 سال کی عمر میں پہلی اردو کتاب تحریر فرمائی۔
- شوال المکرم 1295ھ / 1878ء تقریباً 23 سال کی عمر میں پہلی بار زیارتِ حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا۔
- 1295ھ / 1878ء تقریباً 23 سال کی عمر میں علمائے مکۂ مکرمہ نے آپ کو اجازتِ حدیث دی۔
- 1299ھ / 1899ء تقریباً 27 سال کی عمر میں پہلی فارسی کتاب تحریر فرمائی۔
- 1303ھ / 1885ء کو تقریباً 31 سال کی عمر میں مشہور و معروف قصیدۂ معراجیہ تحریر فرمایا۔
- 1317ھ / 1899ء کو تقریباً 45 سال کی عمر میں کتاب فتاویٰ الحرمین تحریر فرمائی۔
- 1318ھ / 1900ء تقریباً 46 سال کی عمر میں مجددِ مائۃ حاضرہ کا خطاب ملا۔

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

1322ھ/1904ء کو تقریباً50 سال کی عمر میں دار العلوم منظر اسلام کی بنیاد رکھی۔

ذوالحجۃ الحرام1323ھ/1905ء کو تقریباً51 سال کی عمر میں دوسری بار زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی سال مکۃ المکرمہ میں ہی صرف 8 گھنٹے میں علمِ غیب مصطفٰے پر ضخیم عربی کتاب اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّہ تحریر کی۔

محرم الحرام1324ھ/1906ء کو تقریباً52 سال کی عمر میں علمائے مکہ ومدینہ کو سندِ اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

اسی سال کرنسی نوٹ کے متعلق کتاب کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم مکۂ مکرمہ میں لکھی۔

ربیع الاول1324ھ/1906ء کو تقریباً52 سال کی عمر میں قصیدۂ حضور جانِ نور(شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے) تحریر فرمایا۔

ربیع الاول1324ھ/1906ء کو تقریباً52 سال کی عمر میں بیداری میں دیدارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا شرف حاصل ہوا۔

اسی سال کتاب حسام الحرمین مرتب فرمائی۔

ربیع الاول1324ھ/1906ء کو تقریباً52 سال کی عمر میں آپ کی باب المدینہ کراچی آمد ہوئی۔

1330ھ/1912ء کو تقریباً58 سال کی عمر میں ترجمۂ قرآن کنز الایمان املا کروانا شروع کیا۔

1336ھ/1917ء کو تقریباً64 سال کی عمر میں جماعت رضائے مصطفٰے کا قیام فرمایا۔

جمادی الاخری1337ھ/1918ء کو تقریباً65 سال کی عمر میں جبل پور کا تاریخی سیاحتی سفر فرمایا۔

اسی سال حرمتِ سجدۂ تعظیمی پر تحقیقی رسالہ "اَلزُّبْدَۃُ الزَّکِیَّۃُ لِتَحْرِیْمِ سُجُوْدِ التَّحِیَّۃِ "تصنیف فرمایا۔

1338ھ/1920ء کو تقریباً66 سال کی عمر میں ردِّ حرکتِ زمین پر تحقیقی رسالہ "فوزِ مبین در ردِّ حرکت زمین "تصنیف فرمایا۔

اسی سال فلسفیوں کے غلط نظریات کے رد میں تحقیقی رسالہ "اَلْکَلِمَۃُ الْمُلْھَمَۃُ فِی الْحِکْمَۃِ الْمُحْکَمَۃِ لِوِھَاءِ الْفَلْسَفَۃِ الْمُشْئَمَۃِ" تحریر فرمایا۔

1339ھ/1921ء تقریباً67 سال کی عمر میں دو قومی نظریہ پر جامع کلام فرمایا۔

صفر المظفر1340ھ/1921ء کو تقریباً68 سال کی عمر میں آخری وصیتیں قلمبند کروائیں۔

ہر علم وفن کا یہ عظیم آفتاب 25صفر المظفر 1340ھ 28اکتوبر 1921ء کو جمعۃ المبارک کے دن عین اذانِ جمعہ کے وقت تقریباً68 سال کی عمر میں غروب ہوگیا۔ اللہ کریم کی ان پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری، جہانِ رضا، سوانح امام احمد رضا از علامہ بدر الدین قادری، تجلیات امام احمد رضا از مولانا امانت رسول، تذکرہ امام احمد رضا از امیر اہل سنت۔)

نوٹ: امام اہل سنت نے سینکڑوں کتب تصنیف فرمائیں، ان کا سن تالیف لکھنا تفصیل کا محتاج ہے، اس لئے صرف چند کا ذکر کیا گیا۔

تعارفِ اعلیٰ حضرت

ابوفراز عطاری مدنی

تعارف، آباء واَجداد

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن 10 شوّال،1272ھ مطابق 14جون 1856ء کو ہند کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے، آپ صاحبِ ثروت دینی و علمی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کا نام محمد ہے، دادا نے اَحمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے، آپ کے آباء و اَجداد (Ancestors) اَفغانستان کے صوبہ قندھار کے قبیلہ بڑیچ کے پٹھان تھے، ہجرت کرکے مرکز الاولیاء لاہور آئے اور پھر دہلی چلے گئے، آپ کے والد علّامہ مفتی نقی علی خان قادری، دادا مولانا رضا علی خان نقشبندی اور پیر و مرشد کا نام سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی قادری رحمۃ اللہ علیہم تھا جو علم، معرفت، تقویٰ و پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھے۔

بچپن اعلیٰ حضرت کا بچپن پاکیزہ اَخلاق، اِتّباعِ سنّت اور حُسنِ سیرت سے مُزیّن تھا، ابتدائی تعلیم والدِ گرامی سے حاصل کی، چار سال کی عمر میں ناظرہ قراٰنِ مجید ختم کر لیا، حافظہ ایسا مضبوط تھا کہ ایک دو بار سبق دیکھ کر کتاب بند کر دیتے اور اُستاد کو لفظ بہ لفظ سنا دیتے، 6سال کی عمر میں میلادُ النّبی کے موضوع پر ایک بڑے اجتماع میں بیان فرمایا، پانچوں نمازیں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا فرماتے، نگاہیں جھکا کر چلتے، 7سال کی عمر سے رمضان کے روزے رکھنا شروع کردیئے۔

حصولِ علم

صرف 13سال 10 ماہ کی عمر میں اپنے والد سے تمام علوم کی تکمیل کے بعد سندِ فراغت حاصل کی اور پہلا فتویٰ تحریر فرمایا، پھر آخر وقت تک فتاویٰ تحریر فرماتے رہے۔کم و بیش 70 علوم میں قلم اُٹھایا۔ قراٰن و حدیث سمیت ہر فنّ میں دسترس حاصل تھی، علمِ توقیت میں تو اِس قدر کمال تھا کہ دن میں سورج اور رات میں ستارے دیکھ کر اِس طرح گھڑی ملالیتے کہ ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوتا۔ دینی علوم، قراٰن، تفسیرِ، حدیث، اُصولِ حدیث، فقہ، اُصولِ فقہ، تَصَوُّف وغیرہ کے ساتھ دُنیوی علوم، علمِ ریاضی (Mathematics)، علمِ تکسیر، علمِ ہیئت (Astronomy)، علمِ جَفَر وغیرہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ پورا قراٰنِ مجید فقط ایک ماہ میں حفظ کرلیا تھا۔ آپ کی حاضر جوابی سے لوگ حیران وشَشدر رہ جاتے، جو حوالہ بیان فرماتے بعینہٖ اسی کتاب اور صفحے پر ہوتا ایک لائن کا بھی فرق نہ ہوتا۔ ہزاروں کتب اور لاکھوں مختلف علمی مسائل کا چلتا پھرتا

ذخیرہ تھے، اکثر تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے، ترجمۂ قرآن کنزالایمان سمیت مختلف عنوانات پر اردو، عربی اور فارسی زبان پر مشتمل کم و بیش 1000 کتابیں لکھیں۔ "فتاویٰ رضویہ" جدید 30 جلدوں میں آپ کی علمیت کا نہایت عظیم شاہکار ہے۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد کم اور تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔

نکاح و اولاد 19 سال کی عمر میں نکاح فرمایا، کُل سات اولادیں ہوئیں، پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے، شیخ العلماء و حُجّۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان، پھر ان سے مزید اولاد کا سلسلہ چلا۔

حج و زیاراتِ مکہ و مدینہ 2 بار حج کی سعادت حاصل کی، پہلی بار والدین کے ساتھ گئے اور بڑے بڑے علمائے مکہ و مدینہ سے حدیث، فقہ، اُصولِ تفسیر و دیگر علوم کی سَنَدیں حاصل کیں، دوسری بار دیگر گھر والوں کے ساتھ گئے اور کبار علمائے مکہ و مدینہ نے آپ سے سندیں و خلافتیں حاصل کیں اور دونوں بار نہایت ہی اِعزاز و اِکرام سے پیش آئے، دوسری بار روضۂ مبارکہ پر حالتِ بیداری میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

عشقِ رسول آپ عشقِ حبیبِ خدا کا سَر تا پا نمونہ تھے، محفلِ میلاد شریف میں ادبا دو زانو بیٹھے رہتے، ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰ کے مطابق ہوتی، پاؤں پھیلا کر نہ سوتے بلکہ اس طرح سوتے کہ جسم کی ہیئت لفظِ محمد جیسی ہوجاتی، پوری زندگی رسولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا کرتے رہے، عظیم الشان نعت گو شاعر تھے، آپ کا نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" عشق و محبتِ محبوبِ خدا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاء کی خوشبوؤں سے مہک رہا ہے۔

عادات و اَوصاف والدین کے ایسے اِطاعت گزار کہ دوسرے حج کیلئے بلا اجازت والدہ جانا گوارا نہ کیا۔ علمائے اہلِ سنت کے ساتھ نہایت ہی عزت و تکریم (Respect) سے پیش آتے، خُصوصاً سادات کرام سے بہت محبت فرماتے، مسلمانوں کی دل جوئی، حوصلہ افزائی اور اِصلاح کا جذبہ آپ کی ذات میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا، بچوں پر شفقت فرماتے، بڑوں کا احترام سکھاتے، کبھی قہقہہ نہ لگاتے، جانبِ قبلہ نہ تھوکتے نہ ہی پاؤں پھیلاتے، کبھی وقت ضائع نہ فرماتے، بعدِ عصر عام ملاقات فرماتے، اپنی ذاتی اشیاء استعمال فرماتے، کھانے پینے پہننے کی کوئی چیز کسی سے نہ مانگتے، کبھی اتنا مال جمع نہ ہونے دیا کہ زکوٰۃ فرض ہوتی، جو بھی مال آتا راہِ خدا میں خرچ کردیتے، امیر و غریب میں امتیاز کی بجائے مُساوات فرماتے، غریبوں کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے، ہمیشہ اُن کی اِمداد فرماتے، بسا اوقات اپنے ذاتی استعمال کی اشیاء بھی عطا فرمادیتے۔

تقویٰ و پرہیزگاری اعلیٰ حضرت نہ صرف فرائض و واجبات کی ادائیگی کے سختی سے پابند تھے، بلکہ سُنَن و نوافل اور مُستحبات کو بھی ترک نہ فرماتے، اِستنجا وغیرہ کے سوا ہر فعل کی ابتداء سیدھی جانب (Right side) سے فرماتے، تحریر و تقریر وغیرہ کسی بھی دینی یا دُنیوی معاملے کے بدلے میں رقم یا ہدیہ وغیرہ قطعاً قبول نہ فرماتے، تکبر

کو کبھی قریب نہ آنے دیا، ہمیشہ تواضع و عاجزی کو اختیار کیا، نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے، قیمتی ملبوسات وغیرہ سے بچتے، سادہ لباس زیبِ تن فرماتے۔

قناعت و توکّل آپ کی خوراک بہت کم تھی، پیٹ بھر کر کھانا تناول نہ فرماتے بلکہ بسا اوقات کئی کئی ایام تک کھانا ہی نہ کھاتے، البتہ کسی دعوت پر تشریف لے جاتے تو وہاں میزبان کی دِلجوئی کی خاطر کھانا تناول فرما لیتے، آپ زمزم نہایت مرغوب تھا، خوب پیٹ بھر کر نوش فرماتے۔

شریعت کی پاسداری اعلیٰ حضرت ہر ہر معاملے میں شریعت کی پاسداری فرمایا کرتے، آپ کی دوستی یا دشمنی فقط اللہ کیلئے ہوتی تھی کبھی کسی سے ذاتی انتقام (Revenge) نہ لیتے، بُرا بھلا کہنے والوں کو بھی معاف فرما دیتے، حُقُوقُ اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی حد درجہ خیال فرماتے اگرچہ حقدار کوئی چھوٹا سا بچّہ ہی کیوں نہ ہوتا، البتہ ناموسِ رسالت کے بے باک اور نِڈر محافظ تھے، اللہ رسول کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی خوب پکڑ فرمائی، اُن کے ناپاک اِرادوں کو خاک میں ملا دیا اور انہیں کسی بھی طرح سر نہ اُٹھانے دیا۔ الغرض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔

سفرِ آخرت 25 صفر المظفر 1340 ھ بمطابق 1921ء بروز جمعۃ المبارک آخری وصیتیں قلمبند کروانے کے بعد آپ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

آپ کا مزارِ پُر انوار بریلی شریف میں ہے اور 25 صفر ہی کو ہر سال آپ کا یومِ عرس دُنیا بھر میں منایا جاتا ہے۔

(ملخص از تذکرہ امام احمد رضا، حیاتِ اعلیٰ حضرت)

اللہ کریم ہمیں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کی سیرتِ طیبہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیۡن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

اعلیٰ حضرت کا بچپن

محمد عبد الماجد نقشبندی عطاری مدنی*

مثالی اَوصاف سے مزیّن بچپن اللہ تبارکَ وَتعالیٰ کو جب کسی بندے سے کوئی اہم کام لینا ہوتا ہے تو اسے بچپن سے ہی غیر معمولی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے نوازتا اور ایسے اوصافِ جمیلہ سے مزیّن فرماتا ہے جن کی بدولت سے وہ بچپن ہی سے دیگر لوگوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ چونکہ اللہ پاک نے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن سے دین کا کام لینا تھا اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بچپن ہی سے احکامِ شریعت کی پاسداری، تقویٰ و پرہیزگاری، شرم وحیا، بے مثال حافظہ، اتّباعِ سنّت، قادرُالکلامی اور زبان میں سلاست و روانی جیسی غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف اور مثالی اوصاف سے مزیّن تھا۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بچپن کے چند واقعات ذکر کئے جارہے ہیں جنہیں پڑھ کر اِنْ شَآءَ اللہ العَزِیْز دل میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی محبت مزید اُجاگر ہوگی۔

ولادت کی بشارت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ابھی بطنِ مادر (ماں کے پیٹ) میں تھے تو آپ کے دادا جان مولانا رضا علی خان نقشبندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ایک خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے بشارت دی: اللہ پاک تمہیں ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جو علم کے دریا بہائے گا، جس کا شُہرہ مشرق و مغرب میں ہوگا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/58 ملخصاً)

بڑا عالم بننے کی بشارات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیشانی پر بچپن ہی سے سعادت و وِلایت کے آثار نمایاں تھے اس لئے اللہ والے آپ پر انوار و آثار دیکھ کر مختلف بشارتوں کا اظہار فرماتے تھے۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ کے

دادا جان نے آپ کو گود میں لیا اور فرمایا: یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/59 ملخصاً) جس وقت آپ کی عمر دس برس ہوئی تو ایک دن ایک فقیر منش بزرگ نے دروازے پر آواز دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے تو انھوں نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: تم بہت بڑے عالم ہو۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/63 ملخصاً)

زبان صاف تھی عام طور پر بچے جب بولنا شروع کرتے ہیں تو تُتلاتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب بولنا شروع کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان صاف تھی اور عام بچوں کی طرح زبان میں کوئی توتلا پَن نہیں تھا۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص35 ملخصاً)

بچپن میں دینی رُجحان بچوں میں عام طور پر کھیل کود کا رُجحان زیادہ ہوتا ہے مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھیل کود سے کوئی شغف (Interest) نہیں تھا، محلے کے بچے گھر آکر کھیلتے تو بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہوتے۔ اس وقت بچوں میں پتنگ اُڑانے کا عام رواج تھا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبھی پتنگ نہیں اڑائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بچپن کھیل کود کے بجائے علمِ دین کے حصول میں گزرا۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص34 ملخصاً)

بچپن میں دینی سمجھ بوجھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بچپن سے ہی عادتِ مبارکہ تھی کہ اگر کسی کو کوئی غلطی کرتا دیکھتے تو اُس کے مرتبے اور منصب کے مطابق بلا تکلف دل نشین انداز میں اِصلاح فرما دیا کرتے تھے، جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن میں ایک مولوی صاحب کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز مولوی صاحب حسبِ معمول پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے انہیں سلام کیا، مولوی صاحب نے جواب دیا: جیتے رہو۔ اس پر آپ نے (استاد صاحب کو توجہ دلاتے ہوئے) عرض کی: یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وَعَلَیْکُمُ السَّلَام کہنا چاہئے تھا۔ مولوی صاحب سُن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دُعائیں دیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/63 ملخصاً)

ننھی سی عمر میں عربی میں گفتگو اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قادرُ الکلامی اور زبان میں سلاست وروانی کی جو نعمت عطا فرمائی تھی اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ننھی عمر میں ایک عربی شخص سے فصیح عربی زبان میں گفتگو فرمائی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ارشاد فرماتے ہیں: میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال

میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب اہلِ عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ عرب ہیں، اُنہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی، اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

کی ہو گی، ایک صاحب اہلِ عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ عرب ہیں، انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی، اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/62 ملخصا)

تقویٰ و پرہیزگاری میں ضربُ المثل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن ہی سے تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر تھے۔ اسی لئے آپ کی ساری زندگی کتاب و سنّت کی پیروی میں گزری۔ چنانچہ بریلی شریف کے ایک بہت بڑے زمیندار حاجی محمد شاہ خاں صاحب جو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عمر میں بڑے تھے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں جاروب کشی (جھاڑو دینے کا کام) کر رہے تھے کسی نے آگے بڑھ کر اس خدمت کو انجام دینا چاہا، تو فرمانے لگے، یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں۔ میں عمر میں حضور سے بڑا ہوں۔ ان کا بچپن دیکھا جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا، تب ہاتھ میں ہاتھ دیا، بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے، انہیں بچپن میں ضربُ المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/64 ملخصا)

ہر ایک کرتا تھا احترام آپ کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بھائی اور تین بہنیں تھیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھائیوں میں سب سے بڑے اور بہنوں سے چھوٹے تھے مگر اللہ کریم نے آپ کو عزت و وقار میں سب سے بڑا کر دیا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کا برتاؤ کرتے تھے اور ہر چھوٹا بڑا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یکساں عزت کرتا تھا۔

(سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص 34 ملخصا)

بچپن سے نماز کے پابند اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن سے ہی نماز باجماعت کے پابند تھے، بالغ (Adult) ہونے سے قبل ہی آپ اصحابِ ترتیب میں داخل ہو چکے تھے اور وقتِ وفات تک صاحبِ ترتیب[1] ہی رہے۔

(سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص 38 ملخصا)

---

(1) جس شخص کی پانچ نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں یا ایک نماز بھی قضا نہ ہوئی ہو اس کو صاحبِ ترتیب کہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وقتی نماز سے پہلے قضا نمازوں کو پڑھ لے اگر وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے اور قضا نماز کو یاد رکھتے ہوئے وقتی نماز کو پڑھ لے تو یہ نماز نہیں ہوگی۔ (بہشتی زیور، ص 313)

اعلیٰ حضرت کہنے کی وجہ

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

امام احمد رضا کو اعلیٰ حضرت کیسے کہا جانے لگا؟ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں(Clear) ہے کہ نام اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ ان کے ذریعے ایک شخصیت کا دوسری سے اِمتیاز ہوتا ہے، اگر آدمی اپنے سارے بچوں کے نام ایک ہی نام پر رکھ لے اور ان میں امتیاز کے لئے کوئی دوسرا لفظ استعمال ہی نہ کرے تو اس سے سامعین و مخاطبین کو جو دشواری و پریشانی ہوگی اس کا ہر ایک اندازہ کرسکتا ہے، جبکہ لوگوں کو دیئے جانے والے اچھے القابات عموماً ان کی ظاہری وباطنی خوبیوں اور خداداد صلاحیتوں کو دیکھ کر دیئے جاتے ہیں، لہٰذا جو شخص علم و عمل کا جامع، دینِ اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ رکھنے والا، خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفےٰ جس کے راہ نُما ہوں تو پھر اس کو دیئے جانے والے اَلقابات بھی ایسے ہوں جو اسے اپنے مُعاصرین سے ممتاز کرسکیں۔ امام اہلِ سنّت مُجدِّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح ہی ہے، آپ کا گھرانا علم دوست تھا اور آپ کے زمانے میں بھی کئی علمی شخصیات موجود تھیں لیکن ان تمام کے درمیان اللہ پاک نے آپ کو جو مقام ومرتبہ عطا کیا تھا جب اس کا ظہور آپ کے خاندان کے افراد اور دیگر علمی شخصیات پر ہوا تو انہوں نے اِمتیازی تعارف کے لئے آپ کو اپنی بول چال میں اعلیٰ حضرت کہنا شروع کردیا، مَعارف و کمالات اور فضائل و مَکارِم میں اپنے مُعاصرین کے درمیان بَرتری کے لحاظ سے یہ لفظ اپنے مَمْدوح کی شخصیت پر اس طرح مُنطَبِق ہوگیا کہ آج صرف پاک و ہند کے عوام وخواص ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے عاشقانِ رسول کی زبانوں پر چڑھ گیا اوراب قبولِ عام کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کیا موافق کیا مخالف! کسی حلقے میں

* دارالافتاء اہلِ سنّت، مرکز الاولیاء لاہور

بھی اعلیٰ حضرت کہے بغیر شخصیت کی تعبیر (Introduction) ہی مکمل نہیں ہوتی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۵ بتغیر قلیل) جس طرح ہر پھول کو گلاب نہیں کہا جاتا اسی طرح اعلیٰ حضرت کے دور میں اور بعد بھی حضرت تو بہت گُزرے اور ہیں بھی لیکن ہر ایک کو اعلیٰ حضرت نہیں کہا جاتا۔

وسوسہ اگر شیطان یہ وسوسہ دلائے کہ تم نے تو اعلیٰ حضرت کو اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بھی بڑھا دیا کیونکہ حضور علیہ السّلام کو تو صرف حضرت کہا جاتا ہے جبکہ امام احمد رضا کو تم اعلیٰ حضرت کہتے ہو؟

علاجِ وسوسہ اس کے جواب سے پہلے ایک اصول ذہن میں رکھئے کہ تقابُل (Comparison) جب بھی ہوتا ہے تو وہ مُعاصِرین سے ہوتا ہے نہ کہ اپنے پہلے والوں سے جیسے حنفیوں کے عظیم پیشوا، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے "امامِ اعظم" کا لفظ بطورِ لقب استعمال ہوتا ہے، یہ ان کے ہم زمانہ دیگر ائمۂ اسلام کو دیکھتے ہوئے بولا جاتا ہے اگر ان کا تقابُل بھی ان سے پہلے والوں سے کیا جاتا تو ان کیلئے بھی امامِ اعظم بولنے پر وہی اعتراض ہوتا جو امام اہلِ سنّت کو اعلیٰ حضرت بولنے پر ہے حالانکہ بڑے بڑے علمائے اسلام نے اس لقب (یعنی امام اعظم) کو حنفیوں کے عظیم پیشوا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے لئے استعمال کیا ہے اور آج تک کسی اہلِ علم نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا، اسی طرح شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے لئے اعلیٰ حضرت کا لقب آپ کے ہم زمانہ لوگوں کے مُقابل بولا جاتا ہے، لہٰذا شیطان کا اسے کھینچ تان کر زمانۂ نبوی تک پہنچا دینا اور پھر لوگوں کو وسوسے ڈالنا اپنے اندر پائی جانے والی گندگیوں میں سے ایک گندگی کو ظاہر کرنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ ذیل میں اب کچھ وہ باتیں بیان کی جارہی ہیں جو کہ ہر عاشقِ رسول کو اس بات پر اُبھارتی ہیں کہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن اپنے مُعاصِرین اور بعد والوں کے لئے اعلیٰ حضرت ہی ہیں چنانچہ

اہلِ سنّت کے امام اور فتنوں کی روک تھام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن مسلمانانِ بَرِّ عظیم کے دورِ اِبتلاء کی اَہم ترین شخصیت اور صاحبِ بَصیرت راہ نُما تھے۔ انھوں نے جس وقت آنکھ کھولی اس وقت سارا ہند تاجِ برطانیہ کے زیرِ نگیں تھا، اس وقت مقامی سطح پر مسلمانوں کو اور بھی کئی طرح کی مشکلات کا سامنا تھا ان مشکلات میں سب سے زیادہ تکلیف دِہ اَمر یہ تھا کہ مسلمانوں کی زَبوں حالی کو دیکھ کر کفار و مشرکین اور مُبتَدِعین کے کئی گروہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد و نظریات سے لے کر فُروعات و معمولات تک میں کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر رہے تھے اور قرآن و سنّت کے مخالف عقائد و نظریات کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ قرنِ اوّل سے لے کر اس دور تک جو نظریات اور معمولات بزرگانِ دین نے قرآن و سنت کی روشنی میں درست پا کر اپنائے اور ان کے مُحِبّین و مُتوسِّلین ان پر ہر دور میں عمل پیرا رہے ان کو نہ صرف خلافِ شرع بلکہ کفر و شرک قرار دے کر اجتماعی طور پر پوری اُمّت پر کفر و شرک کے فتوے لگانے کی کوششیں کی جا رہی تھیں، اسی طرح مُلحدین و مُرتدین کا فتنہ بھی زوروں پر تھا اور وہ بھی مسلمانوں کے دین و ایمان پر طرح طرح سے حملے کر رہے تھے ایسے میں اعلیٰ حضرت تنِ تنہا ان فتنوں کا مُقابلہ کرنے کے لئے میدانِ عمل میں اُترے اور قرآن و سنّت کا جھنڈا اٹھا کر ہر فتنے کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے حق کو واضح کیا اور باطل کو باطل ثابت کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے بارے میں حتَّی المقدور اور کامیاب کوششیں کر کے نہ صرف بَرِّ عظیم بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور اب رہتی دنیا تک جب جب لوگ ان فتنوں کی کسی بھی نئی یا پرانی شکل کو دیکھیں گے اور اس کے مُقابل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلمی جہاد کو دیکھیں گے اور اس کی برکت سے اپنے دین و

ایمان کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہیں گے تو اپنی نیم شبی میں اور آہِ سحر گہی میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو بھی شکریہ کے ساتھ یاد رکھیں گے۔ برِّ عظیم کی علمی روایت کے ایک نہایت دَرَخشندہ ستارے اور عظیم مُحدِّث و حافظِ بخاری مولانا وَصی احمد سُورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند جملے مسلمانانِ برِّ عظیم کی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے نیازمندی واحسان مندی کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں شاگرد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار (مُحدِّث اعظم ہند) سیّد محمد مُحدِّث کچھوچھوی نے حضرت مُحدِّث سُورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کو شَرفِ بیعت مولانا شاہ فضلُ الرّحمٰن گنج مراد آبادی سے حاصل ہے مگر کیا وجہ ہے آپ کو جو محبت اعلیٰ حضرت سے ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں، اس پر مولانا وَصی احمد سُورتی نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق مُحَشّیِ بخاری سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو گنج مراد آباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان ہے جو مدارِ نجات ہے جسے میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص137 ملخصاً)

دیکھا جائے تو اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت قرار دیئے جانے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت کا معنٰی ہے اپنے وقت کی سب سے بڑی شخصیت اور ہم دیکھتے ہیں کہ سُطورِ بالا میں جن فتنوں کا ذکر ہوا ہے ان کی بیخ کَنی اور عوام و خواصِ مسلمین کے سامنے اِحقاقِ حق و ابطالِ باطل کے فرض کو اعلیٰ حضرت سے بڑھ کر کسی نے ادا نہیں کیا اعلیٰ حضرت نہ صرف خود اس کارِ خیر میں پوری تن دہی سے مصروف تھے بلکہ اپنے خُلفاو تلامذہ کو بھی اس طرف مُتوجّہ کر رکھا تھا اور باطل قوتوں کے مقابل حق پرستوں کی ایک فوج تھی جو اعلیٰ حضرت کی علمی راہ نُمائی میں حق کی خاطر اپنی زبان اور قلم کی صلاحیتیں بروئے کار لارہی تھی۔

اعلیٰ حضرت کا معنٰی ہے اپنے وقت کی سب سے بڑی شخصیت اور ہم دیکھتے ہیں کہ سُطورِ بالا میں جن فتنوں کا ذکر ہوا ہے ان کی بیخ کَنی اور عوام وخواص مسلمین کے سامنے احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے فرض کو اعلیٰ حضرت سے بڑھ کر کسی نے ادا نہیں کیا

علوم وفنون کے جامع اور یادگارِ سلف

لیکن اسکے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی ذاتِ مُبارَکہ اور بھی اوصاف و کمالات کی جامع تھی جن کی بنا پر اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت یعنی اپنے زمانے کی سب سے بڑی شخصیت کہا گیا اور بجا طور پر کہا گیا مثلاً اگر یہ دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت جن عُلوم وفُنون پر دَسترَس رکھتے تھے ان کے زمانے میں کوئی دوسرا آدمی ایسا نظر نہیں آتا جو اِنفرادی طور پر اتنے زیادہ علوم و فنون پر دَسترَس رکھتا ہو، قدیم فلسفیانہ علوم وفُنون کی بنیاد سے لے کر ان علوم کی جدید صورتوں کی شاخوں تک اعلیٰ حضرت اس طرح کی واقفیت اور تبحُّر کے حامل تھے کہ انہیں دیکھ کر ان علوم وفنون کے بانیان و اکابرین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

منقولات یعنی قرآن و سنّت اور ان سے اَخذ کردہ علوم کے بارے میں بھی اعلیٰ حضرت کی وُسعتِ مطالعہ، مُجتہدانہ بصیرت اور احاطۂ معلومات کی صلاحیت دیکھنے والوں کو انگشت بدنداں کردیتی تھی اور آج بھی ان کی کُتُب و فتاویٰ کا قاری ان اوصاف پر حیرت زدہ ہوکر یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ اگر ان کو اعلیٰ حضرت نہ کہا جاتا تو ان کی عظمت و شان کے اعتراف میں بڑی کمی رہ جاتی۔

ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری فرماتے ہیں:
اعلیٰ حضرت میں امام احمد بن حنبل اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا سا زہد و تقویٰ تھا، ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی سی ژرف نگاہی (گہری نظر) تھی، رازی و غزالی کا سا طرزِ استدلال تھا، وہ مجدِّدِ الفِ ثانی اور منصور حلّاج کا سا اعلائے کلمۃُ الحق کا یارا رکھتا تھا، دشمنانِ اسلام کیلئے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کی تفسیر اور عاشقانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لئے رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کی تصویر تھا۔
(فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، ص53)

امام احمد رضا بطورِ اعلیٰ حضرت اہلِ علم کی نظر میں سطورِ بالا میں امامِ اہلِ سنّت کی جن چند خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا اور ان کے علاوہ دیگر خصوصیات کا اعتراف ہر دور کے اہلِ علم نے کیا ہے اور سیّدی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، یاد رہے کہ یہ سلسلہ فقط برِّ عظیم کے علما تک محدود نہیں تھا بلکہ عرب و عجم میں جہاں جہاں اس گُلِ سرسبد کی خوشبو پہنچی وہاں وہاں سے تعریف و توصیف کے نذرانے آپ کی بارگاہ میں پیش کئے گئے، ذیل میں پہلے عرب دنیا کے اور پھر برِّ عظیم کے فقط چند اہلِ علم کے تعریفی کلمات ملاحظہ فرمایئے جو اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ اعلیٰ حضرت صرف ایک آدھ فرد کی نظر میں اعلیٰ حضرت نہیں تھے بلکہ عرب و عجم کے اہلِ علم ان کی زُلفِ طَرحدارِ علم و فضل کے اَسیر تھے۔ (1) شیخ عبداللہ نابلسی مدنی فرماتے ہیں: وہ نادرِ روزگار، اس وقت اور اس زمانے کا نور، معزز مشائخ اور فضلا کا سردار اور بلا تامّل زمانے کا گوہرِ یکتا۔ (سر تاج الفقہاء، ص7) (2) دمشق کے علامہ شیخ محمد القاسمی تحریر فرماتے ہیں: آپ فضائل و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے، وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں، ان کی فضیلت کا یقین دشمن اور دوست دونوں کو ہے ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے۔ (ایضاً، ص8) (3) شیخ محمد بن عطار دالجاوی فرماتے ہیں: بے شک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس زمانے میں علمائے محققین کے بادشاہ ہیں اور ان کی ساری باتیں سچی ہیں گویا وہ (یعنی ان کا کلام) ہمارے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اللہ کریم نے ان کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص28) (4) ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت میں امام احمد بن حنبل اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا سا زہد و تقویٰ تھا، ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی سی ژرف نگاہی (گہری نظر) تھی، رازی و غزالی کا سا طرزِ استدلال تھا، وہ مجدِّدِ الفِ ثانی اور منصور حلّاج کا سا اعلائے کلمۃُ الحق کا یارا رکھتا تھا، دشمنانِ اسلام کیلئے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کی تفسیر اور عاشقانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لئے رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کی تصویر تھا۔ (فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، ص53) (5) برِّ عظیم کے معروف مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی بیان کرتے ہیں: حضرت مولانا احمد رضا خان کے متعلق میں صرف اس قدر کہنے پر کفایت کرتا ہوں کہ عُلومِ دینیہ میں انہیں جو دسترس حاصل تھی وہ فی زمانہ فقیدُ المثال تھی دوسرے علوم میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ (خیابانِ رضا، ص43 بتغیر قلیل)

شہزادگانِ اعلیٰ حضرت

راشد علی عطاری مدنی*

امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کو اللہ کریم نے دو شہزادوں اور 5 شہزادیوں سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شہزادگان نے بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دینِ متین کی خدمت میں اہم کردار ادا کیا۔ یہاں دونوں شہزادوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان
علیہ رحمۃ الرَّحمٰن

ولادتِ باسعادت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بڑے شہزادے حجۃ الاسلام، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حامد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن ہیں۔ آپ کی ولادتِ باسعادت بریلی شریف میں ربیع الاول 1292ھ میں ہوئی۔ (تذکرہ جمیل، ص86)

اسمِ گرامی عقیقہ میں آپ کا نام "محمد" رکھا گیا اور یہی نام آپ کا تاریخی نام بھی ہو گیا جبکہ عرفی نام حامد رضا رکھا گیا اور "حجۃ الاسلام" آپ کا لقب ہے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص483)

حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آپ سے بڑی محبت فرماتے اور ارشاد فرماتے: "حَامِدٌ مِنِّی وَاَنَامِنْ حَامِدٍ" (یعنی حامد مجھ سے ہے اور میں حامد سے ہوں)۔

(خلفائے محدث بریلوی، ص61)

تعلیم و تربیت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تعلیم و تربیت آغوشِ والدِ ماجد میں ہوئی، تمام علوم وفنون آپ نے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پڑھے یہاں تک کہ حدیث، تفسیر، فقہ و کتبِ معقول و منقول کو پڑھ کر صرف 19 سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص104)

بیعت و خلافت آپ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مرید و خلیفہ تھے اور والدِ ماجد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی۔

(خلفائے محدث بریلوی، ص61)

فضائل اللہ کریم نے حسنِ باطنی کے ساتھ ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی بہت نوازا تھا یہاں تک کہ بیشتر غیر مسلم آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر اسلام کے دامن میں آگئے۔ محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جیسی نابغۂ روزگار ہستی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہی کے دیدار کی

* ناظم ماہنامہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

بدولت علمِ دین حاصل کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ حرمین طیبین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کی حاضری پر حضرتِ شیخ سید حسین دبّاغ اور سید مالکی ترکی نے آپ کی قابلیت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا: "ہم نے ہندوستان کے اطراف و اکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔" (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص94)

زُہد و تقویٰ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے جسمِ اقدس پر ایک پھوڑا ہوگیا تھا جس کا آپریشن ضروری تھا۔ ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو منع فرمادیا۔ عالمِ ہوش میں دو تین گھنٹے آپریشن ہوتا رہا، درود شریف کا ورد کرتے رہے اور کسی بھی درد و کرب کا اظہار نہ ہونے دیا۔ ڈاکٹر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا زہد و تقویٰ اور ہمت و استقامت پر حیران رہ گئے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص485)

حج و زیارت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 1323ھ بمطابق 1905ء میں اپنے والدِ ماجد امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے ہمراہ حج کی سعادت پائی۔

(تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص104)

تصانیف آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے چند مشہور نام یہ ہیں:

(1) اَلصَّارِمُ الرَّبَّانِی علٰی اِسْرَافِ الْقَادِیَانِی (2) فتاویٰ حامدیہ (3) حاشیہ "مُلّا جلال" (4) نعتیہ دیوان وغیرہ۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص494)

وصال آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ بمطابق 23 مئی 1943ء بعمر 70 سال عین حالتِ نماز میں دورانِ تشہد 10 بجکر 45 منٹ پر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص500)

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان
علیہ رحمۃ الرَّحمٰن

ولادت باسعادت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چھوٹے شہزادے، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 22 ذی الحجہ 1310ھ کو بریلی شریف میں ہوئی۔

(جہانِ مفتیِ اعظم، ص64)

مرشدِ گرامی نے نام رکھا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت کے وقت حضور سیّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے مُرشد خانہ مارہرہ شریف میں تھے۔ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی" نام تجویز فرمایا، عقیقہ نامِ محمد پر ہوا جبکہ عرفی نام مصطفیٰ رضا خان رکھا گیا۔ مفتیِ اعظم ہند آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا لقب ہے۔

(جہانِ مفتیِ اعظم، ص64، تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص114)

مرشد کی بشارت ولادت کے کچھ عرصہ بعد حضرتِ شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی بریلی تشریف لائے اور امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کو مبارکباد دی اور فرمایا "یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوقِ خدا کو اس کی ذات سے خوب فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دینِ حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کا دریا بہائے گا۔" اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص114)

تعلیم و تربیت حضور مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عمر جب چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو رسمِ تسمیہ خوانی خود امامِ اہلِ سنت نے فرمائی اور حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کو آپ کی تعلیم و نگہداشت کے لئے خاص طور پر مقرر کرتے ہوئے فرمایا: "میری مصروفیات سے تم باخبر ہو

تم اپنے بھائی کو پڑھاؤ۔" 18 سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور تقریباً 40 علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔

(جہانِ مفتیِ اعظم ہند، ص65، 64، مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص27)

پہلا فتویٰ آپ نے 1328ھ میں 18 سال کی قلیل عمر میں رضاعت کے مسئلہ پر پہلا فتویٰ لکھا۔ والدِ ماجد اعلیٰ حضرت کی زیرِ نگرانی 1328ھ سے 1340ھ تک مسلسل 12 سال فتاویٰ لکھتے رہے اور فتویٰ نویسی کا سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔ (مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص81)

مبالغہ آرائی سے گریز آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جچا تُلا کلام فرماتے، مبالغہ آرائی ہرگز نہ فرماتے، ایک مرتبہ کسی کے تعزیتی خط کا جواب لکھنا تھا، مفتی مجیب الاسلام صاحب سے فرمایا کہ جواب لکھ دیں میں دستخط کر دیتا ہوں، چنانچہ مفتی صاحب نے جواب لکھا: آپ کا خط ملا، صاحبزادے کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ آپ نے لفظ "بہت" سن کر فرمایا: بہت افسوس تو نہیں ہوا، ہاں افسوس ہوا ہے۔

(جہانِ مفتیِ اعظم، ص319)

ذوقِ شعر وادب آپ اپنے وقت کے استاذ الشعراء تھے، والدِ ماجد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نعتیہ اور عشقِ رسول سے بھرپور شاعری فرمائی۔ آپ نے اپنا تخلص اپنے پیر و مرشد کے تخلص پر "نوری" رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عشق سے معمور کلاموں میں سے چند اشعار یہ ہیں:

1. تو شمعِ رسالت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہِ نبوت ہے اے ! جلوۂ جانانہ
آباد اِسے فرما، ویراں ہے دلِ نوری
جلوے تیرے بس جائیں، آباد ہو ویرانہ

2. یہ کس شہنشاہِ والا کی آمد آمد ہے
یہ کون سے شہ بالا کی آمد آمد ہے

3. حبیبِ خدا کا نظارہ کروں میں
دل و جان اُن پر نثار کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں
خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینے کی گلیاں بُہارا کروں میں

4. سنوگے "لا" نہ زبانِ کریم سے نوری
یہ فیض و جود کے دریا بہانے آئے ہیں
نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں

وصالِ پُر ملال علوم وفنون کا ماہر اور عشقِ رسول کا ترجمان یہ عظیم آفتاب 14 محرم الحرام 1402ھ[1] کو شبِ جمعہ رات 1 بجکر 40 منٹ پر غروب ہوگیا۔ (جہانِ مفتیِ اعظم، ص130)

وقتِ غسل عظیم کرامت بروز جمعہ 15 محرم الحرام 1402ھ صبح آٹھ بجے آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل کے دوران سہواً ران کے اوپر سے چادر ذرا سی ہٹ گئی، یکایک آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دستِ مبارک کی دو انگلیوں نے چادر کو پکڑ کر ران کو ڈھک لیا اور جب تک ران کا وہ حصہ ٹھیک سے ڈھک نہیں دیا انگلیاں نہ ہٹیں۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص103)

اللہ تعالٰی کی اعلیٰ حضرت، ان کے شہزادگان اور جمیع محبّین و متوسلین پر رحمت ہو اور ان سب کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

[1]: قمری تاریخ مغرب کے بعد بدل جاتی ہے اس حساب سے آپ کی تاریخ وصال 15 محرم الحرام بنتی ہے، اسی لئے بعض سوانح نگاروں نے 15 محرم الحرام لکھا ہے۔

اعلیٰ حضرت اور حصولِ علم

محمد خرم ناصر عطاری مدنی*

خَلق کو وہ فیض بخشا علم سے بس کیا کہوں
علم کا دریا بہایا اے امام احمد رضا

امامِ اہلِ سنّت، مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان بے شمار علوم وفنون کی حامل عظیمُ الشّان شخصیت کے مالک تھے، جنہوں نے اپنے علم کی بدولت دین وملت کے دِفاع وتجدید کا حق ادا کیا، حیران کُن ذِہانت و فطانت اور حصولِ علمِ دین کی لگن آپ کے خمیر کا حصّہ تھی۔

بسم اللہ خوانی کا واقعہ ننّھی سی عُمر میں آپ کی ذہنی پختگی کی غمّازی کرتا ہے، جب قاری صاحب نے ”لام الف“ (لا) پڑھایا تو آپ نے کہا: یہ دونوں لفظ تو میں پہلے پڑھ چکا ہوں؟ دادا جان مولانا رضا علی خان علیہ رحمۃ الحنّان کے کہنے پر سبق تو پڑھ لیا مگر دادا جان کو سوالیہ نظروں سے تکنے لگے، صاحبِ فراست دادا جان سمجھ گئے کہ آپ کو حروفِ مُفْرَدہ کی تختی میں ”لام الف“ مرکب آنے پر تشویش ہے، اس لئے فرمایا: شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا وہ حقیقۃً ہمزہ ہے، الف تو یہ ہے، چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتدا ناممکن ہے لہٰذا الف کا تلفظ بتانے کے لئے اسے لام کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا: پھر تو کسی بھی حرف سے ملایا جاسکتا تھا لام کے ساتھ ہی کیوں ملایا؟ چھوٹے سے بچے کا علمی سوال سن کر دادا جان نے فرطِ محبت سے گلے لگا لیا اور فرمایا: لام اور الف میں صورتاً اور سیرتاً خاص مناسبت ہے لکھنے میں دونوں کی صورت ایک سی لگتی ہے اور سیرتاً ایسے مناسبت ہے کہ الف لام (ل+ا+م) کے بیچ میں آتا ہے اور لام الف (ا+ل+ف) کے بیچ میں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/66، 67 ملخصاً)

چار برس کی چھوٹی سی عُمر جس میں بچے اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوتے ہیں بریلی کے تاجدار نے کلام مجید ناظرہ مکمل کرلیا تھا۔

ناظرہ قرآن کی تکمیل بسمِ اللہ خوانی سے علمِ دین سیکھنے کا شاندار آغاز ہی آپ کے علم سے لگاؤ (Interest) اور شوق کی خبر دیتا ہے یہی وجہ تھی کہ 1376ھ بمطابق 1860ء میں چار

* شعبہ تراجم کتب، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

برس کی چھوٹی سی عُمر جس میں بچے اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوتے ہیں بریلی کے تاجدار نے کلامِ مجید ناظرہ مکمل (Complete) کر لیا تھا۔ (سوانح امام احمد رضا، ص98 ملخصاً)

شوقِ علم شوقِ علم کے حوالے سے آپ کے بارے میں آپ کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ آپ نے پڑھائی کے معاملے میں کبھی ضِد نہیں کی، خود سے برابر پڑھنے جایا کرتے تھے حتّٰی کہ جمعہ کے دن بھی جانا چاہتے تھے مگر والد صاحب کے منع فرمانے سے رُک گئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/69 ملخصاً)

قوتِ حافظہ بارگاہِ خداوندی سے آپ کو کمال کا قوتِ حافظہ مِلا، استاد صاحب کا دیا ہوا سبق فقط ایک یا دو مرتبہ دیکھتے، جب سنانے کا وقت آتا تو پورا سبق حرف بحرف سنا دیتے تھے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/68 ملخصاً) اللہ تعالٰی نے آپ کو ایسی ذِہنی اِستِعداد سے نوازا تھا کہ استاد صاحب سے کوئی کتاب مکمل پڑھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی کیونکہ اس کے بعد مکمل کتاب کا مطالعہ خود ہی کرکے زبانی سنا دیا کرتے تھے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/70 مفہوماً) مُحَیِّرُ الْعُقُوْل (حیرت میں ڈالنے والے) حافظہ کے ساتھ ساتھ کمال کا شوقِ مطالعہ سونے پہ سہاگا تھا، آپ نے دو جلدوں (موجودہ طباعت کے مطابق تقریباً 772 صفحات) پر مشتمل "اَلْعُقُوْدُ الدُّرِّيَّه" جیسی ضخیم کتاب فقط ایک رات میں مطالعہ (Study) فرمائی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/213 ملخصاً)

ابتدائی تعلیم امامِ اہلِ سنّت نے اُردو، فارسی کی ابتدائی کتابیں جنابِ مرزا غلام قادر بیگ بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پڑھیں، بعد میں انہی مرزا صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے "ہدایہ" کا سبق لیا۔ گویا آپ ان کے شاگرد بھی تھے اور استاذ بھی۔ (حاشیہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص70)

تکمیلِ علومِ درسیہ آپ نے اپنے والدِ ماجد سے تعلیم و تربیت پائی اور ان ہی سے درسی علوم سے فراغت حاصل کی۔ (تذکرہ علمائے ہند، ص449) امامِ اہلِ سنّت نے درسی عُلوم سے فقط تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عُمر میں فراغت حاصل کی اور اسی دن بالغ ہوئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/279 ملخصاً)

فتویٰ نویسی کی تربیت امامِ اہلِ سنّت نے پہلا فتویٰ لکھنے کے بعد بھی مسلسل سات سال تک اپنے والدِ گرامی کی زیرِ نگرانی فتویٰ نویسی فرمائی چنانچہ تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عُمر میں 14 شعبان 1286ھ کو اپنے والد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا، سات برس بعد تقریباً 1293ھ میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب 1297ھ میں مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انتقال ہوا تو کُلّی طور پر فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔

(حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص120 ملخصاً)

علمِ حدیث علمِ حدیث میں امامِ اہلِ سنّت کی وُسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچاس سے زیادہ کتابیں آپ کے درس و تدریس میں شامل تھیں جن میں سے کچھ نام خود امامِ اہلِ سنّت نے ذکر فرمائے: مُسْنَدِ امامِ اعظم و مؤطا امام محمد و کتابُ الآثار امام محمد و کتابُ الخَراج امام ابو یوسف و شرحِ مَعانی الآثار امام طحاوی و مؤطا امام مالک و مُسْنَدِ امام شافعی و مُسْنَدِ امام احمد و سُنَنِ دارمی و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و خصائصِ نسائی و مُنتقٰی ابنُ الجارُود و عِلَلِ مُتَناہیہ و مشکوٰۃ، جامع کبیر و جامع صغیر و ذیلِ جامع صغیر و بُلُوغُ الْمَرام و عَمَلُ الْیَوْمِ وَ اللَّیْلَۃ ابنُ السُّنی و کتابُ الترغیب و خصائصِ کبریٰ و کتابُ الاَسْمَاءِ وَ الصِّفات وغیرہ، پچاس سے زائد کتبِ حدیث، میرے دَرس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔

(اظہار الحق الجلی، ص40)

علمِ کلام و عقائد علمِ کلام و عقائد پر مشتمل کتب پر امامِ اہلِ سنّت کی کامل دَسترس اور کثرتِ مطالعہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ سے سوال ہوا: "شرح عقائد" کے "حاشیہ جلال" میں عبارتِ ذیل درج ہے یا نہیں؟ قولہ خَلْفَ كُلِّ بِرٍّ وَّ فَاجِرٍ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهُمَا سَوَاءٌ فِي الْاِمَامَةِ یعنی "یہ جو فرمایا ہے کہ نیک و بد کے پیچھے، اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ نیک و

بد دونوں امام ہونے میں مساوی ہیں۔" تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا: "شرح عقائد" میری دیکھی ہوئی ہے اور "شرح عقائدِ نسفی" کے ساتھ 70 شروح و حواشی میں نے دیکھے اور ان میں کوئی "حاشیہ جلال" نہیں۔ ہاں ہندی چھاپے میں زید و عمر، کتاب پر حاشیہ چڑھا دیتے ہیں، اُن میں کوئی ہو تو مجھے معلوم نہیں، نہ وہ قابلِ التفات، نہ عالَم میں کوئی عالِم اس کا قائل کہ امامت کیلئے نیک و بد سب برابر ہیں۔ ہاں! فرض اُتر جانے میں کہو تو ایک بات ہے جبکہ بدی حدِ کفر تک نہ ہو۔

(اظہار الحق الجلی، ص94)

علمِ جفر کوئی علم چاہے کتنا ہی مشکل ہو اور اس کے سکھانے والے ناپید ہی کیوں نہ ہو گئے ہوں امام اہلِ سنت نے جب اس پر توجہ فرمائی تو بے نظیر مہارت حاصل کی، ایسے ہی علوم میں سے ایک علم علمِ جفر ہے جو اہلِ بیتِ اطہار اور اولیائے کاملین کے خاص عُلوم میں سے ہے، حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ علم مستقبل کی باتیں صحیح صحیح بتاتا ہے لیکن ہر ایک اس میں کامیاب نہیں ہوتا، اس علم میں کامیاب وہی ہوتا ہے جو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کرکے اجازت حاصل کرتا ہے، ورنہ یہ علم کوئی فائدہ نہیں دیتا، عہدِ اعلیٰ حضرت میں ہی اس کے سکھانے والے ناپید ہو گئے تھے، آپ نے اس علم کی طرف توجہ فرمائی تو بغیر کسی استاد کے اس علم میں ماہر ہو گئے، ابتدا میں حضرتِ سیّدُنا شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 1294ھ میں آپ سے صرف "بدوح یلن" والے ایک قاعدے کا تذکرہ کیا تھا، آپ نے اس ایک قاعدے سے علمِ جفر کی کتب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو فقط دو ہی کتابوں کو اس علم میں بہتر پایا اور اللہ عزّوجلّ کے کرم سے وہ دونوں کتابیں آپ کو مُیَسَّر آ گئیں، ان سے مزید قواعد سیکھے اور ان قواعد سے سوالات کر کر کے مزید قاعدے حل کرتے چلے گئے اور بالآخر "سِفْرُ السِّفْرِ عَنِ الْجَفْرِ بِالْجَفْرِ" یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب ہی لکھ ڈالی جو آپ کا زبردست کارنامہ ہے کہ جس علم کے جاننے والے ناپید ہو گئے تھے امامِ اہلِ سنت نے اسی علم کے اصول و قواعد اور دستیاب معلومات کے ذریعے اس علم پر ایسی مہارت حاصل کی کہ ماہرِ فن بھی آپ کے شاگرد ہو گئے، ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ نے یہ چاہا کہ شہر مکّہ چونکہ تمام جہاں کا مَرجِع ہے۔ اہلِ مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی علمِ جفر کا ماہر عالم مل جائے جس سے اس فن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے، معلومات کی گئی تو "مولانا عبدالرحمٰن دہّان" کا پتہ چلا کہ وہ مشہور جفردان ہیں، بالآخر اس فن کے لئے ان سے کئی گھنٹے کی ملاقات ہوئی تو

نتیجہ یہ نکلا کہ جو قاعدہ ان کے پاس نامکمل تھا آپ کی بارگاہ میں حاضری کی بدولت قدرے مکمل ہو گیا یعنی جو آپ کو سکھانے آئے تھے خود سیکھ کر گئے، امامِ اہلِ سنّت اس فن میں ان سے بھی زیادہ ماہر نکلے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص210تا213ملخصاً)

علم ریاضی آپ نے علمِ ریاضی (Mathematics) کے فقط ابتدائی قواعد سیکھے تھے اس کے باوجود شرعی سفر کی مسافت، ناپ تول کے پیمانوں کی شرعی مقدار اور علمِ میراث میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور اس علم میں وہ مَلَکہ حاصل کیا کہ ہندوستان کے مشہور ریاضی دان ضیاء الدین صاحب جو ریاضی کے ایک مسئلہ کے حل کے لئے جرمنی جانا چاہتے تھے، آپ کی بارگاہ میں آگئے، طبیعت کی ناسازی کے باوجود ایک ہی مجلس میں آپ نے ان کے مسئلے کو حل کر کے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت 1 / 221تا229ملخصاً)

علم تکسیر مدرسۂ اسلامیہ شمسُ الہدیٰ پٹنہ میں ایک صاحب مولانا مقبول احمد صاحب کے مہمان ہوا کرتے تھے جو فنِ تکسیر میں واقفیت کے حوالے سے خود پر نازاں تھے کیونکہ اس وقت اس فن کے ماہر تقریباً ناپید تھے، ایک مرتبہ مولانا مقبول صاحب نے ذکر کیا کہ ہمارے مدرسے کے ایک مُدرِّس مولانا ظفر الدین بہاری اس فن کو جانتے ہیں، یہ سن کر بڑے حیران ہوئے اور ملاقات کے لئے کہا، بالآخر ان صاحب کی ملاقات مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ہو گئی، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان صاحب سے پوچھا: آپ "مُرَبَّع" کتنے طریقے سے بھرتے ہیں؟ انہوں نے فخریہ فرمایا: سولہ طریقوں سے۔ میں نے کہا: بس۔ انہوں نے کہا: اور آپ؟ میں نے 1152 کہا تو وہ بڑے متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے: آپ نے یہ علم کس سے سیکھا ہے؟ میں نے کہا: اعلیٰ حضرت سے۔ نام سن کر ان کو یقین ہو گیا۔ پھر پوچھنے لگے: اعلیٰ حضرت کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟ میں نے کہا: 2303 طریقوں سے۔ پوچھا: آپ نے اتنا کیوں نہیں سیکھا؟ میں نے کہا: وہ علم کے دریا نہیں سمندر ہیں، ہر فن پر ایسی گفتگو فرماتے ہیں گویا عمر بھر اسی علم کی کتب بینی فرمائی ہے، ان کے علوم میں کہاں تک حاصل کر سکتا ہوں؟ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 237تا239ملخصاً)

اساتذۂ کرام کی تعداد علم کے اس سمندر کے اساتذہ میں مشہور نام ان چھ ہستیوں کے ہیں: (1) والد ماجد (علامہ) نقی علی خان (2) ابتدائی کتابیں پڑھانے والے ایک استاد (3) مرزا غلام قادر بیگ[1] (4) مولانا عبد العلی رامپوری (5) پیر و مرشد حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی اور (6) حضرت سالارِ خاندانِ برکاتیہ شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص71)

اساتذہ کی یہ مختصر فہرست بتاتی ہے کہ آپ کا سینہ علمِ لَدُنّی سے لبریز تھا، اللہ تعالٰی ہمیں بھی امامِ اہلِ سنّت کے طفیل علمِ دین کا بھرپور ذوق و شوق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1): یہاں مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مرزا قادیانی لعنۃ اللہ علیہ کا بھائی مراد نہیں، کیونکہ وہ 1883ء / 1301ھ میں فوت ہو گیا تھا جبکہ اعلیٰ حضرت کے استاذِ محترم مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیدائش یکم محرم 1243ھ / 25 جولائی 1827ء کی ہے اور سنِ وفات یکم محرم 1336ھ / 18 اکتوبر 1917ء ہے۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس ایک استفتا بھیجا، جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 1305ھ میں تاریخی نام سے ایک رسالہ لکھا تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (1305ھ)۔ پھر یہی مولانا مرزا غلام قادر بیگ 1310ھ میں کلکتہ سے استفسار کرتے ہیں، پھر 1311ھ اور 1312ھ میں کلکتہ ہی سے فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ پھر کلکتہ ہی سے 1314ھ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سوال کرتے ہیں۔ یہ فتوے، فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص152، فتاویٰ رضویہ (قدیم)، جلد 3 ص32۔ فتاویٰ رضویہ، جلد 11، ص45 (رضا فاؤنڈیشن لاہور) پر موجود ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص 1301ھ میں فوت ہوا اور پھر دوبارہ 1305ھ میں زندہ ہو جائے اور کئی سال تک فتوے طلب کرے؟ (حاشیہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص70)

تدریسِ اعلیٰ حضرت

[illegible] علی عطاری مدنی*

ایک باشُعور معاشرے (Society) کی تشکیل کیلئے درس و تدریس کا شُعبہ انتہائی اَہمیت کا حامل ہے۔ اس کے ذریعے اہلِ علم اپنے تجربات و مُشاہدات (Experiences and observations) کو بُروئے کار لاتے ہوئے طلبہ کی تعلیم و تربیت کرتے اور معاشرے سے جہالت کی تاریکیوں کو دور کرکے اسے علم کے اُجالوں سے روشن کرتے ہیں۔ اس اَہَم مَنصب کیلئے مُدرِّس میں علمی قابلیت، عمدہ اخلاق، اعلیٰ کردار اور طلبہ کی صلاحیت کو بڑھانے کی خداداد استعداد جیسی کئی صلاحیتوں (Capabilities) کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہترین مفتی اور اعلیٰ پائے کے مُصنِّف ہونے کے ساتھ ساتھ میدانِ تدریس کے مایۂ ناز شہسوار بھی تھے۔ آیئے! تدریسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تاریخی نظارے دیکھتے ہیں:

تدریس کا آغاز

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شخصیت (Personality) مَرجعِ طلبہ و علما تھی۔ تعلیم و تعلُّم سے بے انتہا شَغَف (Interest) کے بارے میں آپ کے بڑے صاحبزادے حُجَّۃُ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "اعلیٰ حضرت نے زمانۂ طالبِ علمی میں طلبہ کو پڑھایا۔"[1] فارغُ التحصیل ہونے کے بعد فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تدریس بھی فرماتے رہے۔ چنانچہ "اَلْكَلِمَةُ الْمُلْهَمَة" میں ارشاد فرماتے ہیں: "فقیر کا درس بحمدہٖ تعالٰی 13 برس 10 مہینے 4 دن کی عمر میں ختم ہوا، اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو پڑھایا۔"[2] درس و تدریس کی طرف بے حد رغبت کے باعث ابتدا میں زیادہ تر وقت اِسی میں مُنہمک رہتے تحریر و تصنیف کا کام جمعہ کے دن کیا کرتے۔ اپنے ایک رسالے "صَفَائِحُ اللُّجَيْن فِي كَوْنِ التَّصَافُحِ بِكَفَّيِ الْيَدَيْن" میں فرماتے ہیں: یہ مسئلہ فقیر غفرلہ المولی القدیر سے روزِ جمعہ 19 ذیقعدہ 1306ھ کو بعدِ نمازِ پوچھا گیا۔ جواب زبانی بیان میں آیا اور از انجا کہ آج کل قدرے عَلالت اور بوجہِ مَشاغلِ درس قلّتِ مہلت تھی قصد کیا کہ جمعہ آئندہ کی تعطیل اِنْ شَآءَ اللہ تعالٰی تحریرِ جواب کی کفیل ہوگی۔[3]

تدریس کی مصروفیات کو امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس وقت بھی بیان فرمایا جب صاحبِ عُلوم و فُنون حضرت علامہ عبدُ الحق خیر آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سوال کیا کہ بریلی شریف میں آپ کی کیا مصروفیات ہیں؟ تو جواب دیا: تدریس، اِفتا، تصنیف (کتابیں وغیرہ تحریر کرنا)۔[4]

عاشقانِ علمِ دین کی آمد

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے علمی کمالات کے چرچے چار سُو تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ میں پنجاب، بنگال، کیرلا، بہار، سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ)، بابُ المدینہ کراچی حتّٰی کہ عرب شریف کے طلبہ نے بھی شرفِ تلمّذ حاصل کیا۔[5]

آپ کی ذاتِ اقدس سے فیضیاب ہونے والے بے شمار تلامذہ علوم وفنون کا دَرَخشاں ستارہ بن کر چمکے جن میں سے چند مشہور نام پیشِ خدمت ہیں: برادرانِ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سُخن مولانا حسن رضا خان اور مولانا محمد رضا خان، حجۃُ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مَلِکُ العلماء مولانا سیّد ظفرُ الدین بہاری، استاذُ العلما مفتی حافظ سیّد عبدالرّشید عظیم آبادی، شہزادۂ شیخُ المشائخ حضرت مولانا سیّد احمد اشرف کچھوچھوی، سلطانُ الواعظین مولانا عبدالاَحد مُحدِّث سورتی اور مُحدِّثِ اعظم ہند حضرت مولانا سیّد محمد کچھوچھوی، مفتیِ اعظم پاکستان مفتی شاہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمہم اللہ تعالٰی۔[6]

تدریسِ رضا کی مقبولیت کی وجہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علم کی طلب میں آنے والوں کو علومِ نَقلیہ وعَقلیہ دونوں سے سیراب فرمایا اور جس کی رَغبت جس علم میں پائی اسے اُس فن یا فنون میں درجۂ کمال تک پہنچا دیا اور یہی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے درس کی مقبولیت کی بنیادی وجہ تھی۔

درس وتدریس میں شامل پچاس کتبِ حدیث

امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حدیث شریف کی تیس سے زائد کتابوں کے نام لینے کے بعد فرمایا: پچاس سے زائد کُتُبِ حدیث میرے درس و تدریس اور مطالعہ میں رہیں۔[7]

حدیث شریف کی تیس سے زائد کتابوں کے نام لینے کے بعد فرمایا: پچاس سے زائد کُتُبِ حدیث میرے درس وتدریس اور مطالعہ میں رہیں

علومِ عقلیہ و تصوّف

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے درس و تدریس میں علومِ دینیہ کے ساتھ ساتھ اُقْلِیدِس، تشریحُ الافلاک، شرحِ چغمینی، علمِ ہیئت، توقیت اور جَفر و تکسیر جبکہ تصوّف میں رسالہ قُشیریہ اور عوارفُ المعارِف جیسی مشہور کُتُب شامل رہا کرتیں۔[8] آپ سے علمِ جفر و تکسیر سیکھنے والوں میں حجۃُ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتیِ اعظم شاہ مصطفےٰ رضا خان اور مَلِکُ العُلَما سیّد ظفرُ الدین بہاری رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی نمایاں ہیں۔[9] علمِ ہیئت وتوقیت سیکھنے والوں میں سے ملکُ العلما کی مہارت بیان کرتے ہوئے آپ خود فرماتے ہیں: (مولانا ظفرالدین) علمائے زمانہ میں علمِ توقیت سے تنہا آگاہ ہیں (اس علم میں) سات صاحب بنانا چاہے جس میں بعض نے انتقال کیا، اکثر اس کی صَعُوبَت (مشکل، Difficulty) سے چھوڑ بیٹھے، انہوں نے بقدرِ کفایت اَخذ کیا۔[10]

2 رضوی ریاضی دانوں پر اظہارِ حیرت

علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاءُالدّین ریاضی کا ایک مسئلہ پوچھنے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بات چیت کے دوران "کسورِ اعشاریہ متوالیہ" کا تذکرہ ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بس تیسری

قوت تک کا سوال حل کیا جاسکتا ہے، اس پر آپ نے اپنے 2شاگرد سیّد ایوب علی رضوی اور سیّد قناعت علی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی جانب اشارہ کرکے فرمایا: میں نے ان دونوں کو کچھ قاعدے سکھائے ہیں آپ انہیں جس قوت کا سوال دیں اِنْ شَآءَ اللہ یہ حل کردیں گے۔ ڈاکٹر صاحب حیرت سے ان دونوں رَضَوی ریاضی دانوں کو تکنے لگے۔ [11]

ہدایہ اٰخَرین پڑھنے والے کی ذہن سازی

بعض لوگ اپنی خامیوں کو دور کرنے کے بجائے انہیں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں یوں تو یہ ہر شخص کے لئے عیب ہے لیکن یہ خامی اگر کسی مُدرِّس میں ہو تو بہت بڑی خامی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں بھی اس طبیعت کے ایک مدرس چُھپ کر پڑھنا چاہتے تھے، اس واقعہ کو اعلیٰ حضرت یوں بیان فرماتے ہیں: جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا اس زمانے میں ایک مُدرِّس صاحب کے ہدایہ اٰخَرین سپُرد ہوا، یہ کوئی آسان کتاب نہیں، جب انہوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کی کہ چھت پر مجھے بلالیا کیجئے اور وہاں تنہائی میں پڑھادیا کیجئے (تاکہ) کسی کو معلوم نہ ہو۔ میں نے کہا: "مولانا! ہدایہ اٰخَرین کا سبق کوئی سَرِقہ (یعنی چوری) نہیں جو لوگوں سے چُھپ کر ہو، مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ [12]

درسِ حدیث کا انوکھا انداز

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سینہ عشقِ رسول سے سرشار تھا، درسِ حدیث دیتے وقت آپ کی وارفتگی دیدنی ہوتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احادیثِ کریمہ کی کُتُب بغیر وضو کے نہ چھوتے اور نہ پڑھایا کرتے، کتبِ احادیث پر کوئی دوسری کتاب نہ رکھتے، حدیث کی ترجمانی فرماتے ہوئے کوئی شخص درمیان درسِ حدیث اگر بات کاٹنے کی کوشش کرتا تو آپ سخت ناراض ہوجاتے یہاں تک کہ جوش سے چہرہ مُبارَک سُرخ ہوجاتا، حدیث پڑھاتے وقت دوسرے پاؤں کو زانو پر رکھ کر بیٹھ جانے کو ناپسند فرماتے۔ [13]

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے فیضیاب ہونے والے علم و دانش کے چمکتے ستاروں میں سلطانُ الواعظین مولانا عبدالاَحد مُحدِّث سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی ہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ

احادیثِ کریمہ کی کُتُب بغیر وضو کے نہ چھوتے اور نہ پڑھایا کرتے، کتبِ احادیث پر کوئی دوسری کتاب نہ رکھتے، حدیث کی ترجمانی فرماتے ہوئے کوئی شخص درمیان درسِ حدیث اگر بات کاٹنے کی کوشش کرتا تو آپ سخت ناراض ہوجاتے یہاں تک کہ جوش سے چہرہ مُبارَک سُرخ ہوجاتا، حدیث پڑھاتے وقت دوسرے پاؤں کو زانو پر رکھ کر بیٹھ جانے کو ناپسند فرماتے

میں حاضر ہوئے اور آپ ہی سے دورۂ حدیث پڑھنے کا شَرف حاصل کیا۔ پورے ہند میں آپ کے وعظ کی شہرت کے سبب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو سلطانُ الواعظین کا لقب عطا فرمایا اور اپنی کتاب "الاِستِمداد" میں آپ کا ذکر اس طرح فرمایا:

اِک اِک وَعظ عبدُالاحد پر کتنے ٹھُنے پُھلاتے یہ ہیں [14]

طلبہ کی خیر خواہی

اچھے استاد کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ طلبا سے شفقت و محبت سے پیش آتا ہے، ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے، ان کی حوصلہ اَفزائی کرتا ہے تاکہ طلبہ اس سے مانوس ہوں اور اچھے انداز سے اپنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کر سکیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی طلبہ سے غیر معمولی اُنسیت رکھتے تھے، ان کے آرام و آسائش کا ہر طرح سے خیال رکھتے، خاص طور پر جو طلبہ دُور دَراز سے حاضر ہوتے اور مدرسہ کی چھٹیاں ہونے کے بعد رمضان میں بھی آپ کے پاس رہ کر استفادہ کرنے کو ترجیح دیتے ان کے سَحَر و افطار کا انتظام فرماتے اور جب عید پر اہل وعیال کے کپڑے وغیرہ تیار کرواتے تو ان طلبہ کے لئے بھی کپڑے تیار کرواتے اور عید کے اخراجات نذرانہ کی شکل میں پیش کرتے۔ [15]

سیّد زادے پر خصوصی شفقت

ولیِ کامل پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی کے پوتے حضرت مولانا سیّد علی اصغر شاہ جماعتی علمِ دین کی طلب میں بریلی شریف منظرِ اسلام تشریف لائے، اعلیٰ حضرت نے انہیں اپنی رہائش گاہ پر ٹھہرایا، آرام کے لئے نئے بستر کا اہتمام فرمایا۔ پھر جب مدرسے کی رہائش گاہ میں منتقل ہوگئے تو وہاں بھی وقفے وقفے سے آپ کے کمرے میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو بطورِ خاص شرح وِقایہ کا ایک سبق پڑھایا، بعد میں بھی خصوصی طور پر عُلوم سے فیضیاب فرماتے رہتے۔ [16]

طلبہ کی پُرتکلّف دعوت

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غُربا اور مَساکین پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی قائم کردہ عظیم دینی درسگاہ "مَنظرِ اسلام" میں بنگالی، پنجابی، پٹھان، بخاری، بہاری اور ہند کے دوسرے صوبوں سے بھی حصولِ علم کے لئے طلبہ حاضر تھے۔ آپ نے اپنے پوتے کی ولادت کی خوشی میں مدرسہ کے طلبہ اور مُدرِّسین عُلما کی پُرتکلّف دعوت کا اہتمام کیا۔ تمام طلبہ سے ملاقات فرمائی اور ان کی خواہشات کے مُطابق بنگالی طلبہ کے لئے مچھلی چاول، بہاری طلبہ کے لئے بریانی کباب اور فیرنی اور پنجابی اور بخاری طلبہ کے لئے قورمہ اور تنوری روٹی بنوائی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ کسی کے لئے کوئی پابندی نہیں ہر شخص ہر چیز کھا سکتا ہے۔ دعوتِ طعام کے علاوہ اس خوشی کے موقع پر بہت سے لوگوں کو کپڑوں کے جوڑے بھی عنایت کئے۔ [17]

درس گاہ کا قیام

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علوم وفُیُوض کی گونج ملک و بیرونِ ملک تک پہنچ چکی تھی مگر تدریس کا یہ سلسلہ باقاعدہ کسی درس گاہ یا جامعہ میں نہیں ہوتا تھا، طالبِ علم سیراب ہونے کے لئے حاضر ہوتے اور اپنی پیاس بجھاتے۔ یہ سلسلہ روز بروز ترقی کرتا دیکھ کر علمائے کرام اور رُفقا کے بے حد اصرار پر آپ نے دور دراز سے آنے والے شائقینِ علم کے لئے بریلی شریف میں 1322ھ مطابق 1904ء میں اہلِ سنّت کی عظیم درسگاہ "مَنظرِ اسلام" کا قیام فرمایا اور کچھ عرصہ

> بریلی شریف میں 1322ھ مطابق 1904ء میں اہلِ سنّت کی عظیم درسگاہ "مَنظرِ اسلام" کا قیام فرمایا

اس میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ پھر دارُ الاِفتاء، تصنیف و تالیف اور دیگر علمی مشاغل کی وجہ سے دوبارہ گھر ہی میں مخصوص طلبہ کو علوم و فنون کا درس جاری رکھا۔[18]

تدریسِ رضا کے نتائج و اثرات

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے طریقۂ تدریس کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ آپ کی بارگاہ سے فیض پانے والے طلبہ کے طرزِ فکر میں بڑی گہرائی پیدا ہوئی، عشقِ مصطفےٰ رگ وپے میں سما گیا، اس دولتِ عشق کے آگے دنیوی مال کی لالچ دل سے نکل گئی، خود نمائی کی خواہش اور خود پسندی سے بچنے اور مسلمانوں کی رہنمائی کا جذبہ پیدا ہوا یوں فیضانِ رضا سے فیض یاب ہونے والے طلبہ محتاط مُحقّق، بلند پایہ مفکّر، ماہر مفتی اور اعلیٰ پائے کے مُصنّف بنے اور ہر موقع پر پوری توانائی سے اسلام کو فروغ دیا، اس کا دفاع کیا اور دینِ اسلام کے لئے وہ خدمات انجام دیں کہ آج بھی تاریخ میں ان کی سیرت ستاروں کی طرح جگمگا رہی ہے۔ ان جگمگاتے ستاروں سے آج پاکستان کی سرزمین بھی فیضیاب ہو رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے فیض پاکر نورِ علم کو پھیلانے والے پاکستان میں مدفون چند روشن ستارے

☆ استاذُالمُحدّثین مفتی شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔ ان کا مزار جامعہ حزبُ الاَحناف مرکزُالاولیا لاہور میں ہے۔ ☆ یادگارِ سَلَف، استاذُ العلماء مولانا تقدُّس علی خان علیہ رحمۃ المنّان۔ آپ کا مزارِ مبارک پیر جو گوٹھ (خیرپور میرس) بابُ الاسلام سندھ پاکستان میں ہے۔[19] ولیِ کامل پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی کے پوتے حضرت مولانا سیّد علی اصغر شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔ آپ کا مزار پُرانوار علی پور سیّداں شریف (ضلع نارووال پنجاب) پاکستان میں موجود ہے۔[20] حضرت علامہ مولانا عبدُ الرّبی رضوی ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی۔ آپ کا مزارِ فیضُ الانوار مرکزی قبرستان کیہال (ضلع ایبٹ آباد، صوبہ خیبر پختونخواہ) میں ہے۔[21]

فقیہِ عصر، استاذُ العلما، حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان علیہ رحمۃ الحنّان۔ آپ کا مزارِ مُبارک (میانی صاحب قبرستان بہاولپور روڈ) مرکزُ الاولیاء لاہور پاکستان میں ہے۔[22]

---

(1) صد سالہ جشن دار العلوم منظر الاسلام 1322ھ تا 1422ھ، ص13، (2) حیات مولانا احمد رضا خان، ص119، (3) فتاویٰ رضویہ، 22/ 270، (4) کراماتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی از اقبال احمد رضوی ص19 بتغیر قلیل، (5) اعلیٰ حضرت کے ایک گم شدہ خلیفہ، ص9، سوانح حیاتِ اعلیٰ حضرت از الحاج شاہ مانا میاں صاحب، ص147، الحافظ محمد عبدالحی الکتانی، ص282، (6) سوانح اعلیٰ حضرت از علامہ بدرالدین قادری، ص327، (7) اظہار الحق الجلی، ص40 ملخصاً، (8) فتاویٰ ملک العلماء، ص11، 12، (9) ملک العلماء، ص40، (10) ملک العلماء، ص204، (11) سوانح اعلیٰ حضرت از علامہ بدرالدین قادری، ص97، 98، (12) ملفوظات، ص143، (13) امام احمد رضا کا درسِ ادب، ص15، (14) تذکرہ جمیل، ص229، (15) سوانح اعلیٰ حضرت از الحاج شاہ مانا میاں صاحب، ص146، (16) معارفِ رضا ستمبر تا نومبر 2008، ص68، (17) سوانح اعلیٰ حضرت از الحاج شاہ مانا میاں صاحب، ص146، 147، (18) سوانح اعلیٰ حضرت الحاج شاہ مانا میاں صاحب، ص85، (19) مکاشفۃ القلوب مترجم، مقدمہ، ص22، (20) معارفِ رضا ستمبر تا نومبر 2008، ص75، (21) علماء اہلسنت ایبٹ آباد، ص160، (22) تذکرہ اکابر اہلسنت ص65۔

دار العلوم منظر اسلام (بریلی شریف، ہند)

فقاہت کی عظمت اور حصول کے طریقے

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

فقہ ایک عظیم اور دینِ اسلام کا بہت بنیادی علم ہے۔ عبادات و معاملات اور نظامِ زندگی کے ہزارہا مسائل اسی علم میں بیان کئے جاتے ہیں۔ فقہ کی عظمت اِس امر سے ظاہر ہے کہ کلامِ الٰہی قرآن پاک میں فقہی مسائل سے متعلق تقریباً پانچ سو آیات ہیں چنانچہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق، مہر، خلع، عدت، لعان، ظِہار، اِیلاء، حلال و حرام، حُدود، جہاد، وِراثت وغیرہا کثیر ابوابِ فقہ کے مسائل آیاتِ قرآنیہ میں بیان کئے گئے ہیں اور علما و فقہا نے "احکام القرآن" اور "فقہ القرآن" کے نام سے باقاعدہ علم الفقہ کا ایک شعبہ قائم کر کے اِس موضوع پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

یونہی نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ طیبہ کا ایک وسیع حصہ علمِ فقہ سے متعلق ہے اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی حاضری کی روئیداد میں کثیر فقہی مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا مذکور ہے حتی کہ علما نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کئے گئے فقہی سوالات و جوابات پر جداگانہ کتب تحریر کی ہیں اور یہ کتب نہ بھی ہوں تب بھی احادیث کا مطالعہ کرنے والے پر عیاں ہے کہ احادیث مبارکہ میں ہزارہا مسائل کا بیان موجود ہے مثلاً بخاری شریف کی فہرست(Index) ہی ایک نظر دیکھ لیں تو کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب المیراث تک کے فقہی ابواب موجود ہیں اور یہی معاملہ مسلم شریف کا ہے جبکہ "سنن" کے نام سے موسوم کتابیں مثلاً ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، دارمی وغیرہا تو ہیں ہی فقہی طرز پر۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ہمارے علما کی کتابیں یعنی کتبِ فقہ کا مطالعہ کرنا قیام اللیل سے بہتر ہے۔ صاحب ملتقط (امام ناصر الدین محمد بن یوسف سمرقندی) نے روایت کیا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ انسان کو سب سے پہلے حلال و حرام اور احکام شرعیہ و مسائل فقہیہ کا علم حاصل کرنا چاہیے اس کے مقابلے میں اسے دیگر علوم کو ترجیح نہیں دینی چاہیے صرف ان ہی میں انہماک مناسب ہے۔

(ملخص از رد المحتار، 1/102،101)

فقہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

"علم فقہ" کی یہ بھی فضیلت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے "خیر" قرار دیا چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًاؕ﴾

(پ3، البقرۃ:269) ترجمہ کنزالعرفان: اور جسے حکمت دی جائے تو بیشک اسے بہت زیادہ بھلائی مل گئی۔ مفسرین نے حکمت کا ایک معنٰی "فقہ" بھی بیان کیا ہے۔ اس معنٰی کی رُو سے "علم فقہ" خیر کثیر ہے اور فقہائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر سے نوازا ہے۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بھی فرمانِ بشارت نشان ہے: مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے۔

(بخاری، 1/42، حدیث:71)

فقاہت کسے کہتے ہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فقاہت کا جو حقیقی بلند و بالا مفہوم

بیان فرمایا ہے، اس کے الفاظ کی دقت کے پیشِ نظر صرف چند الفاظ کا آسان الفاظ میں خلاصہ عرض کرتا ہوں، آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: فقہ یہ نہیں کہ کسی مسئلے کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اُس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے، یوں تو ہر عربی جاننے والا فقیہ ہوتا، کہ ان کی مادری زبان (Mother tongue) عربی ہے۔ فقہ یہ ہے کہ علمِ فقہ میں طے شدہ مسلمہ اصول و قواعد و ضوابط کا علم ہو، اُسلوبِ کلام کی پہچان ہو، مسائل کی علت و مدار سمجھے، معلوم ہو کہ کہاں آسانی چاہیے اور کہاں احتیاط پر فتوی دیا جائے، افراط و تفریط سے اجتناب ہو، فقہی روایات میں قوی و ضعیف، معتبر و نامعتبر کا علم ہو، کلام کا معنی، اس کا ظاہر، اس کا مفہومِ موافق و مخالف سمجھتا ہو، کون سا قول جمہور فقہا کا ہے اور کون سا بعض کا، اصحابِ ترجیح اور ان کے درمیان فرقِ مراتب سے واقف ہو، کتبِ فقہ کے اسالیب اور ان میں باہم ترجیح کا علم ہو، الفاظِ افتا کی ایک دوسرے پر ترجیح کے طریقے سے آشنا ہو، عرف عام و خاص کی پہچان ہو، مصالحِ شرعیہ اور حکمتِ دینیہ سمجھتا ہو، لوگ فتوے کو کہاں کیسے استعمال کر سکتے ہیں اِس چیز کا اِدراک ہو، جزئیات میں کہاں اِطلاق ہے اور کہاں ظاہر و پوشیدہ قیود ہیں، انہیں جانتا ہو۔ ان تمام چیزوں کے ساتھ اعلی درجے کا مطالعہ، باریک نظر، گہری فکر، علمِ فقہ میں عرصہ دراز تک مشق، محنت کر کے مہارت حاصل کی ہو۔ وہ بیدار مغز، صاف ذہن اور تحقیق کا عادی ہو اور اِن تمام چیزوں کے ساتھ اللہ عزوجل کی طرف سے خاص تائید اُس کے شاملِ حال ہو۔

(خلاصہ از فتاوی رضویہ، 16/376)

حقیقت یہ ہے کہ صحیح فتوی وہی دے سکتا ہے جو مذکورہ بالا اوصاف کا جامع ہے اور ماضی قریب میں اِس تعریف پر سب سے زیادہ پورا اترنے والی ہستی بلاشک وشبہ امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین و ملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ہی کی ہے جن کی کتب و فتاوی کا ایک ایک صفحہ فقاہت کا منہ بولتا شاہکار ہے۔

فقاہت کے لئے کتنے علوم کی ضرورت ہے؟

فقیہ کو کس قدر علوم میں مہارت کی حاجت ہے اس کے لئے چند چیزیں عرض کرتا ہوں۔

پہلی بات

یہ ذہن میں رکھیں کہ صرف علمِ فقہ میں کیسی مہارت ہونی چاہیے اس کی کچھ تفصیل اوپر دی گئی اعلیٰ حضرت کے کلام کی تلخیص (Summary) سے واضح ہے جس میں اصول و جزئیاتِ فقہ، رسم الافتاء اور مہارتِ فن وغیرہ دسیوں چیزیں شامل ہیں۔ ان امور کا بہت زیادہ تعلق حافظے، ذہانت، استحضارِ جزئیات اور قوتِ استدلال و استخراج کے ساتھ ہے۔

دوسری بات

علمِ فقہ بذاتِ خود ایک علم نہیں بلکہ کئی علوم کا مجموعہ ہے مثلاً فقہ صرف وہ نہیں جو قدیم فقہاء کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے بلکہ جدید دور اور ماضی قریب کے محقق فقہا و علما کی کتب و تحقیقات سے واقفیت بھی ضروری ہے کہ فقہ کا تعلق زندگی کے اُس میدان سے ہے جس میں ہر روز نئے نئے مسائل ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں لہٰذا فقہ المعاصرین کی اطلاع ضروری ہے۔ پھر فقہ کا ایک متعلقہ علم "اصولِ فقہ" جو کتاب اللہ، سنت، اجماع و قیاس سے متعلقہ علوم و اصطلاحات و اصول سے بحث کرتا ہے جن میں خاص، عام، مشترک، مؤول، ظاہر،

نص، مفسر، محکم و مراتبِ سنت واقسامِ اجماع ومباحثِ قیاس وغیرہا پر کلام کیا جاتا ہے۔ یونہی فقہ کا ایک اصولی علم "قواعدِ فقہیہ" بھی ہے جو الاشباہ والنظائر جیسی کتب میں مذکور ہے جن میں اس طرح کے اصول پر بحث کی جاتی ہے: مثلاً "مشقت آسانی لاتی ہے۔" "دو مصیبتوں میں مبتلا ہوں تو چھوٹی کو اختیار کیا جائے گا۔" "مفاسد کو دور کرنا مصالح کو حاصل کرنے سے اولیٰ ہے۔" "عرف وعادت کا لحاظ کیا جائے گا۔"

تیسری بات

فقیہ کے لئے تنہا علمِ فقہ اور متعلقہ علوم ہی کافی نہیں بلکہ دیگر کثیر علوم کی بھی ضرورت ہے چنانچہ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: "حدیث و تفسیر واُصول وادب و قدرِ حاجت ہیئت وہندسہ و توقیت اور ان میں مہارت کافی اور ذہن صافی اور نظرِ وافی اور فقہ کا کثیر مشغلہ اور اشغالِ دنیویہ سے فراغِ قلب اور توجُّہ اِلَی اللہ اور نیّت لِوَجہِ اللہ اور ان سب کے ساتھ شرطِ اعظم توفیق مِنَ اللہ، جو اِن شروط کا جامع وہ اس بحرِ ذخار (یعنی گہرے سمندر) میں شناوری (یعنی تیراکی) کر سکتا ہے، مہارت اتنی ہو کہ اس کی اِصابت (یعنی دُرستی) اس کی خطا پر غالب ہو اور جب خطا واقع ہو رُجوع سے عار (یعنی شرم) نہ رکھے ورنہ اگر خواہی سلامت بر کنار است (یعنی اگر سلامتی چاہئے تو کنارے پر رہے)۔ (فتاویٰ رضویہ، 18/590)

مفتی وفقیہ کے لئے فقہ کے علاوہ دیگر علوم میں مہارت کے حوالے سے شارحِ بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "اب دارالافتاء، دارُالفقہ نہیں رہا بلکہ دینی معلوماتِ عامہ کا محکمہ ہو گیا، کسی بھی دارالافتاء میں جا کر دیکھئے، مسائلِ فقہ وکلام کے علاوہ تصوّف، تاریخ، جغرافیہ، حتیٰ کہ منطقی سوالات بھی آتے ہیں اور اب تو یہ رواج عام پڑ گیا ہے کہ کسی مقرِّر نے تقریر میں کوئی حدیث پڑھی کوئی واقعہ بیان کیا۔ مقرر صاحب تو پورے اِعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت ہو گئے، ان سے کسی صاحب نے نہ سند مانگی نہ حوالہ مگر دارالافتاء میں سوال پہنچ گیا کہ فلاں مقرر نے یہ حدیث پڑھی تھی یہ واقعہ بیان کیا تھا، کس کتاب میں ہے؟ باب، صفحہ، مطبع کے ساتھ حوالہ دیجئے، یہ کتنا مشکل کام ہے! اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ "فتویٰ نویسی" جیسا مشکل اور ذمہ داری کا کام کوئی بھی نہیں، مقرر خاص خاص موضوع پر تیاری کر کے تقریر تیار کر لیتا ہے، مدرس اپنے ذمہ کی کتابوں کا وہ حصہ جو اسے دوسرے دن پڑھانا ہے مطالعہ کر کے اپنی تیاری کر لیتا ہے، مصنف اپنے پسندیدہ موضوع پر اس کے متعلق مواد فراہم کر کے لکھ لیتا ہے، لیکن دارالافتاء سے سوال کرنے والا کسی موضوع کا پابند نہیں، نہ کسی فن کا پابند ہے نہ کسی کتاب کا پابند ہے، اس کو تو جو ضرورت ہوئی اس کے مطابق سوال کرتا ہے، خواہ وہ عقائد سے متعلق ہو یا فقہ کے یا تفسیر کے یا حدیث کے یا تاریخ کے یا جغرافیہ کے! ان سب تفصیلات سے ظاہر ہو گیا کہ فتویٰ نویسی کتنا اہم اور مشکل کام ہے۔" (تقدیم حبیب الفتاویٰ، ص46)

چوتھی بات

مفتی وفقیہ کے لئے صرف مذکورہ بالا مطالعہ ہی کافی نہیں ہے بلکہ مفتی بننے کے لئے ماہر مفتی کی صحبت بھی ضروری ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "علمُ الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مُدتہا کسی طبیبِ حاذق کا مطب نہ کیا ہو" (یعنی ماہر مفتی کی صحبت میں رہ کر فتویٰ لکھنے کی مشق نہ کی ہو۔)

(فتاویٰ رضویہ، 23/683)

مذکورہ بالا تمام تر گفتگو سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ نہایت عظیم علم ہے اور فقاہت عظیم القدر مرتبہ ہے اور فقیہ کی شان بہت بلند ہے۔ اگر بیان کردہ پیمانے کو پیشِ نظر رکھ کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی جامعِ علوم وفنون، حاوی فروع واصول ہستی کو دیکھا جائے تو دل فوراً گواہی دیتا ہے کہ یہ صفات جس طرح بدرجۂ اَتم آپ علیہ الرحمۃ کی ہستی میں پائی جاتی ہیں، ماضی قریب کی کئی صدیوں میں بہت کم فقہا اس مرتبے پر نظر آئیں گے۔

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

اعلیٰ حضرت کی شانِ فقاہت

فقاہت کا معنیٰ و مفہوم کیا ہے اور اس کے حصول کا طریقہ کیا ہے، اِس پر ہم ایک دوسرے مضمون میں کلام کرچکے ہیں۔ یہاں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی فقاہت پر اس اعتبار سے کلام ہے کہ فقیہ بننے کے لئے اور کسی کی فقاہت کو دیکھنے، سمجھنے کے لئے جن اوصاف و خصوصیات کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے وہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ذاتِ مبارک میں کس قدر پائی جاتی تھیں۔ آپ کی فقیہانہ شان کے عملی نمونے یعنی آپ کی تحقیقات اور اُن تحقیقات میں فقہی شان کی بلندی پر کلام کرنا ایک جداگانہ موضوع ہے جس کی مناسب تفصیل کیلئے بھی درجنوں صفحات چاہئیں۔ وہ موضوع کسی دوسرے مقالے میں ذکر کیا جائے گا۔ یہاں بنیادی اوصاف و کمالات ہی کے متعلق کلام کرنا مقصود ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عظمت و شان جب بیان کی جاتی ہے تو بعض اوقات ذکر کردہ چیزیں افسانوی سی لگتی ہیں کہ اتنی ذہانت، حافظہ اور کمال کیسے ممکن ہے لیکن یہ خیال محض ایک وسوسہ ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان اور خصوصاً اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت کو جن اوصاف و کمالات سے نوازا ہے اُن کا اِدراک پوری طرح کیا ہی نہیں جاسکتا، مثلاً اگر قوتِ حافظہ کے حوالے سے سیّدنا ابوہریرہ، عبدُاللہ بن عباس، امام بخاری، امام ترمذی اورامام ابوزرعہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے واقعات سنیں تو عقل کے لئے یقین کرنا مشکل ہوجاتا ہے بلکہ آج کے زمانے میں بھی ایسے مُحَیِّرُ العقول حافظے والے حضرات موجود ہیں کہ ایک مرتبہ پڑھ لینے سے کتابیں حفظ کرلیتے ہیں جسے Photographic memory کہا جاتا ہے یعنی ایک مرتبہ پڑھنے، دیکھنے یا سننے سے چیزیں ذہن میں نقش ہوجائیں۔ یونہی ذہانت و ذکاوت کے واقعات پر مشتمل کتابیں موجود ہیں جنہیں پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے لیکن فضلِ الٰہی کی کوئی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے نواز دے۔ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تو نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود ارشاد فرمایا: میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں معلوم نہیں کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری۔

(ترمذی،4/397،حدیث:2878)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اوّلین کو بھی نوازا ہے اور آخرین کو بھی نوازتا ہے۔ اب آیئے قصرِ فقاہت کے اہم ستونوں کے بیان کے ضمن میں مسندِ فقاہت کے تخت نشین کی ہستی کے بارے میں جانتے ہیں۔

* دار الافتاء اہلِ سنت
نائب مفتی مرکز فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

فقاہت کا پہلا ستون حافظہ

فقاہت کے لئے پہلی بنیادی چیز حافظہ اچھا ہونا ہے کہ کثرتِ مطالعہ کا فائدہ تبھی ہے جب حافظے کا خزانہ اسے محفوظ بھی کرے اور اسی سے استحضارِ جزئیات کا ملکہ پیدا ہوتا ہے کہ بوقتِ ضرورت قوتِ حافظہ فوراً مساعد ہو اور متعلقہ جزئیات و کتب نگاہوں کے سامنے آجائیں۔ حافظے کے معاملے میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص الخاص کرم تھا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "امت" کے بہترین حافظہ رکھنے والی ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ آپ کے مُحَیِّرُ العقول حافظے کے کثیر واقعات آپ کی سوانح میں موجود ہیں۔

صرف دو واقعے ملاحظہ ہوں۔ پہلا واقعہ حفظِ قرآن کا ہے جس کے بارے میں سیّد ایوب علی رضوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، جبکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں (یعنی میں حقیقت میں حافظِ قرآن نہیں ہوں)، پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قرآن پاک کا دور شروع فرمادیا، جس کا وقت غالباً صرف عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اور یوں تیس دن میں مکمل قرآن مجید حفظ کرلیا۔ ایک موقع پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خود کچھ یوں فرمایا "بحمد اللہ میں نے کلامِ پاک بالتّرتیب بکوشش یاد کرلیا، اور یہ اس لئے کہ اُن بندگانِ خدا کا کہنا (جو مجھے حافظ کہتے ہیں) غلط ثابت نہ ہو"

(ملخص و مرمم از حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 101)

دوسرا واقعہ اختصار کے ساتھ کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مہمان ہوئے، اثنائے گفتگو میں "العقودُ الدّریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ" کا ذکر نکلا، جو محدث سورتی صاحب کے کتب خانے میں موجود تھی لیکن اعلیٰ حضرت کے کتب خانے میں نہ تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے ساتھ بریلی عاریتاً لے جانے کے لئے طلب فرمائی لیکن پھر کسی دعوت کی وجہ سے ایک رات مزید پیلی بھیت میں رکنا پڑا، رات کو اعلیٰ حضرت نے "العقود الدریہ" کا (جو کہ ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی) مطالعہ فرمالیا اور اگلے دن سفر کے وقت فرمایا کہ "عقود الدریہ" کتاب محدّث صاحب کو واپس دے آؤ محدّثِ سورتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کتاب بریلی لے جانے کی بجائے واپس کرنے کا سبب دریافت کیا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا: قصد بریلی ساتھ لے جانے کا ہی تھا اور اگر کل جاتا تو ساتھ لے جاتا۔ لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی، اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا: بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہوگیا؟

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو (اس کتاب میں سے) جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا۔ (ملخص از حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 103)

فقاہت کا دوسرا ستون، استحضارِ جزئیات

استحضارِ جزئیات کے لئے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بیسیوں کی تعداد میں ایسے فتاویٰ ہیں کہ چند صفحات میں جزئیات و عبارات کے دریا بہا دیئے ہیں مثلاً اعلیٰ حضرت سے کسی نے نمازِ جنازہ کے اعادہ کے متعلق سوال کیا کہ کیا مذہبِ حنفی کی رو سے نمازِ جنازہ دوبارہ پڑھنی جائز ہے یا کہ نہیں؟ تو آپ نے اِعادہ کے عدمِ جواز پر تقریباً پچاس کتبِ متون و شروح اور فتاویٰ کی تقریباً دو سو عبارات پیش کیں اور نمازِ جنازہ کی تکرار کے ناجائز و گناہ ہونے پر مذہبِ حنفی کا اجماع ثابت کیا اور بعض فتاویٰ میں تو چند صفحات ہی میں پچاس ساٹھ کتب کے حوالے موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کثرتِ مطالعہ اور استحضارِ جزئیات کے لئے آپ کی صحبت میں رہنے والے حضرات کے دن رات کے مشاہدات میں سے صرف دو اقوال ملاحظہ فرمائیں۔ محدثِ اعظم ہند حضرت محمد محدث کچھوچھوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیلِ جواب کے لئے جُزئیاتِ فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو (آپ کی بارگاہ میں) عرض کرتے، آپ اُسی وقت (ارشاد) فرما دیتے کہ "رَدُّالمحتار" جلد فلاں کے، صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ "دُرِّ مختار" کے فلاں صفحہ، سطر میں یہ عبارت ہے، "عالمگیری" میں بقید جلد و صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ (انوارِ رضا، ص 265)

مولانا محمد حسین میرٹھی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیمار ہوئے اور خود لکھنے سے طبیب نے منع کر دیا تھا تو اب جو فتویٰ لکھنا ہوتا اس کا کچھ مضمون لکھوا کر مجھ سے فرماتے کہ: "الماری میں سے فلاں جلد نکال کر لاؤ" اکثر کتابیں مصری ٹائپ کی کئی کئی جلدوں میں تھیں، پھر مجھ سے فرماتے "اتنے صفحے لَوٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوا ہے اسے یہاں نقل کر دو"۔ میں دیکھ کر پورا مضمون لکھتا اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کون سا وقت ملا تھا کہ جس میں صفحہ اور سطر گن گن کر رکھے گئے تھے غرض یہ کہ ان کا حافظہ اور دماغی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری، 1 / 103، مکتبہ نبویہ)

فقاہت کا تیسرا ستون، ذہانت

ذہانت ذہن کی تیزی کو کہتے ہیں کہ آدمی چیزوں کو جلد سمجھ جائے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی فطری ذہانت کا یہ عالم تھا کہ نہایت کم عمر میں کثیر علوم اور خصوصاً علمِ فقہ و فتویٰ نویسی سمجھ کر فتویٰ لکھنے میں مہارت حاصل کر لی اور بہت کم مدت میں یہ صلاحیت حاصل کر لی کہ اپنے مُصلِح و معلم کو تحریر چیک کرائے بغیر فتویٰ جاری کر سکیں۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے والدِ ماجد رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے حکم پر 1286 ھ مطابق 1869ء میں فتاویٰ لکھنا شروع فرمائے اور والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے فتاویٰ پر اصلاح لیا کرتے تھے، 7 سال کے بعد انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ کو اجازت دے دی کہ اب فتاویٰ مجھے دکھائے بغیر سائلوں کو روانہ کر دیا کرو مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے دنیا سے تشریف لے جانے تک اپنے فتاویٰ چیک کرواتے رہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خود لکھتے ہیں: "سات برس کے بعد مجھے اِذن فرما دیا کہ اب فتوے لکھوں اور بغیر حضور (یعنی اپنے والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو سنائے سائلوں کو بھیج دیا کروں، مگر میں نے اس پر جرأت نہ کی یہاں تک کہ رحمٰن عزوجل نے حضرتِ والا کو سلخ ذی القعدہ ۱۲۹۷ھ

میں اپنے پاس بلالیا۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ، 1 / 87، 88)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کس عمر میں مفتی بن چکے تھے اس حوالے سے آپ خود فرماتے ہیں: منصبِ اِفتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر 13 برس دس مہینہ چار دن کی تھی، میں بھی ایک طبیبِ حاذِق (ماہر طبیب، یہاں مراد انتہائی ماہر مفتی یعنی اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) کے مطب (مراد صحبت) میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص 63، 141)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس شان کی فتویٰ نویسی فرمائی کہ صرف چودہ سال کے قریب کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور پھر پچاس سال تک فتویٰ نویسی فرمائی اور عرب و عجم، مشرق و مغرب، یورپ و امریکہ افریقہ تک سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات عطا فرمائے اور بحمد اللہ تعالیٰ اپنے علم سے شرق و غرب کو روشن فرمادیا۔

یہ خداداد ذہانت ہی کا کرشمہ تھا کہ اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کو 55 سے زائد عُلوم وفنون پر عُبور حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **علمی وجاہت، فقہی مہارت اور تحقیقی بصیرت** کے جلوے دیکھنے ہوں تو فتاویٰ رضویہ دیکھ لیجئے جس کی (تخریج شدہ) 30 جلدیں ہیں۔ ایک ہی مفتی کے قلم سے نکلا ہوا یہ غالباً اُردو زبان میں دنیا کا ضخیم ترین مجموعۂ فتاویٰ ہے جو کہ علما کی تحقیق کے مطابق تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سُوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مُشتمل ہے جبکہ ہزارہا مسائل ضمناً زیرِ بحث آئے ہیں۔

منصبِ افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر 13 برس دس مہینہ چار دن کی تھی، میں بھی ایک طبیب حاذق کے مطب (مراد صحبت) میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں

فقاہت کا چوتھا ستون، علوم وفنون میں مہارت

فقیہ کے لئے علم الفقہ کے علاوہ بھی بہت سے علوم کی حاجت ہوتی ہے جیسا کہ دوسرے مضمون میں بیان ہوچکا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا علوم میں مہارت کے حوالے سے تو معاملہ ہی بے مثل و بے نظیر ہے کہ درجنوں علوم میں مہارت تامہ رکھنے والی ایسی ہستی شاید و باید ہی تاریخ کے اوراق میں نظر آئے۔ پچپن سے زائد بلکہ حقیقت میں سو سے زائد علوم میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مہارت حاصل تھی۔ علم قرآن، تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، عقائد، تصوف، اخلاق، سلوک، قراءت، تجوید، ہیئت، حساب، ہندسہ، جغرافیہ، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، معانی، بیان، بدیع، شاعری، عروض، ادب، تاریخ، سیرت، سیر، لغت، ادب، توقیت، ریاضی وغیرہا میں اعلیٰ درجے کی مہارت تھی پھر ان علوم میں مہارت کی بھی کئی قسمیں ہیں، مثلاً علم قراءت ہے تو سبع اور عشرہ قراءتوں میں مہارت ہے۔ لغت ہے تو عربی، فارسی، ہندی، اردو چاروں زبانوں میں مہارت ہے۔ یونہی ادب ہے تو ان چاروں زبانوں کا۔ شاعری ہے تو ان چار زبانوں میں، نثر ہے تو ان چار زبانوں میں، بلاغت

ہے توچاروں زبانوں کی، عروض ہے توچاروں زبانوں کا۔

اسی مہارتِ علوم کا نتیجہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کتابوں کی تعداد ہزار سے زائد ہے جو مذکورہ بالا اکثر و بیشتر علوم کے متعلق ہیں پھر یہ کتابیں مختلف زبانوں مثلاً عربی فارسی اردو میں ہیں۔ پھر یہ کتابیں ایسی نہیں کہ سرسری لفاظی ہے یا صرف کتابوں سے نقل در نقل ہے بلکہ بکثرت تحقیقات نقل کرکے کسی کارد، کسی کاجواب، کسی کی تصحیح، کسی کی تفصیل، کسی کی وضاحت، کسی کی طرف سے اعتراضات کے جوابات اور کسی پر اعتراضات کا ورود ہے۔ پھر ہر فن میں اپنی شانِ اجتہادی کہ تفسیر میں امام المُفَسِّرِین، حدیث میں امیرالمومنین فی الحدیث، شاعری میں ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم، تاریخ میں عظیم مؤرخ، توقیت میں امام زمانہ، عقائد میں امام اہلسنت، فقہ میں شانِ اجتہادی کے مالک۔

ایک فن تکسیر ہی کی مثال دیکھ لیں جس میں آپ کے شاگرد ملک العلماحضرت مولانا ظفرالدین بہاری گیارہ سو باون طریقوں سے "مربع" کو پُر کرنا جانتے تھے جبکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تئیس سو طریقوں سے مربع پُر کرنا جانتے تھے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/251 ماخوذاً)

فقاہت کا پانچواں ستون، پیچیدہ مسائل اور مضطرب اقوال میں عمدہ تحقیق سے مسائل کا بہترین حل

اس معاملے میں خود اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کا کلام پیشِ خدمت ہے، فرماتے ہیں: صدہا مسائل میں اضطراب شدید نظر آتا ہے کہ ناواقف دیکھ کر گھبرا جاتا ہے مگر صاحبِ توفیق جب اُن میں نظر کو جولان دیتا اور دامنِ ائمۂ کرام مضبوط تھام کر راہِ تنقیح لیتا ہے توفیقِ ربانی ایک سررشتہ (یعنی تدبیر) اس کے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک سچا سانچا ہو جاتا ہے کہ ہر فرع خود بخود اپنے محمل پر ڈھلتی ہے اور تمام تخالف کی بدلیاں چھنٹ کر اصل مراد کی صاف شفاف چاندنی نکلتی ہے، اس وقت کھل جاتا ہے کہ اقوال سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقۃً سب ایک ہی بات فرماتے تھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ فتاوائے فقیر میں اس کی بکثرت نظیریں ملیں گی وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ تَحْدِیْثًا بِنِعْمَۃِ اللّٰہِ وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ اَمَدَّنَا بِعِلْمِہٖ وَاَیَّدَنَا بِنِعَمِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اٰمِیْن وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ (فتاویٰ رضویہ، 16/377)

فقاہت کا چھٹا ستون، قوتِ استدلال و استخراج و تطبیق و توجیہ و ترجیح و تصحیح

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قوتِ استدلال، شانِ استخراج، ملکۂ تطبیق و توجیہ، شانِ تحقیق و تنقیح اور اہلیتِ ترجیح و تصحیح دیکھنی ہو تو فتاوی رضویہ کا بنظرِ غائر مطالعہ کرلیں اور اگر زیادہ نہیں تو صرف پہلی دو تین جلدوں کا مطالعہ کرلیں، اسی سے شانِ تحقیق روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔ صرف ایک مسئلے کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ تیمم کی ماہیت و شرعی حقیقت کے بارے میں آپ علیہ الرحمہ نے بڑے سائز کے دو سو چونسٹھ صفحات لکھے۔ ہر صفحے پر دلائل، حوالہ جات، اقوال میں تطبیق اور زبردست تحقیق ہے۔ فقہاء متقدمین نے تیمم کے اعذار چالیس تک بیان کئے لیکن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دو سو پچھتر بیان کئے۔ آپ کے ہم عصر علما آپ سے آگے یا مساوی تو دور کی بات، قریب بھی نہ پہنچ سکے۔

فقاہت کا ساتواں ستون، لاینحل مسائل کا حل اور اکابر علماء کا علمی تحقیقات میں رجوع و اعتماد

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مرکزِ عوام و خواص اور مرجعِ علما و فقہا تھے۔ دقیق سے دقیق تر مسائل میں علما آپ کی طرف رجوع کرتے۔ آپ کی فقاہت کو دیکھتے ہوئے حافظ کتب الحرم سید اسماعیل بن خلیل اعلیٰ حضرت کے نام ایک مکتوب محررہ 16 ذی الحجہ 1335ھ میں تحریر فرماتے ہیں: "اگر امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کے فتاوی ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مؤلف کو اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔" (الاجازات المتینۃ، ص10)

لاینحل مسائل کے حل اور اکابر علماء وفقہاء کے آپ پر اعتبار و اعتماد کے لئے یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ علمائے معاصرین میں استاذ العلماء، مولانا سراج احمد صاحب خانپوری اپنی فقاہت کی وجہ سے برعظیم کے علما میں "سراج الفقہا" کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے لیکن بعض فتنہ پردازوں کے وساوس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بدگمان تھے۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسنِ اتفاق سے "رسالۂ میراث" کی تصنیف کے دوران ایک مسئلہ (ذوی الارحام کی صنفِ رابع کے حکم) میں الجھن پیدا ہوئی، جس کے حل کے لئے ہند کے مشہور مراکز میں خطوط لکھے، لیکن کہیں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا، آخرِ کار سب سے مایوس ہو کر میں نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں وہ سوال بھیجا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے صرف ایک ہفتہ کے اندر جواب بھیج دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کر دیا کہ تمام کتابوں کے اختلاف اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ اس لاینحل مسئلے کی ساری پیچیدگی کو حل کر کے مسئلہ اظہر من الشمس کر دیا۔ (ملخص از تجلیاتِ امام احمد رضا، ص120)

بلکہ سراج الفقہاء نے فرمایا کہ میں (سراج الفقہاء) ان (ایک مشہور شخص) کے اس قول کی تصدیق کرتا ہوں کہ شامی وغیرہ اعلیٰ حضرت کے شاگرد ہیں۔۔۔۔

اعلیٰ حضرت کے اس (وراثت والے مسئلے کے) جواب کے پڑھنے کے بعد بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ "امام ابو حنیفہ کا علمِ فقہ و استنباط، رازی کا استدلال، اور غزالی کا کمال، خدا تعالیٰ نے صرف ایک اعلیٰ حضرت میں جمع فرما دیا ہے"۔ (نوٹ: یہ مسئلہ اور اس کا پورا جواب "انوارِ رضا" ص 181، 191 میں موجود ہے۔) (انوار رضا، ص192)

لاینحل مسائل کے حل کرنے کی ایک اور نہایت خوبصورت مثال "کرنسی نوٹ" کا مسئلہ ہے۔ کاغذ کے کرنسی نوٹ کا رواج جب عام ہوا تو اس کی فقہی حیثیت کے متعین نہ ہونے کی وجہ سے عرب و عجم کے علما حیران و پریشان تھے، جب کبھی مفتیانِ عظام سے نوٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملتا تھا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے مفتی احناف، جمال بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس کا شرعی حکم بیان کرنے سے اپنا عذر یہ کہہ کر پیش کر دیا کہ "العلم أمانة في أعناق العلماء" یعنی "علم علما کی گردنوں میں امانت ہے۔" بہر حال ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن دوسری مرتبہ حج بیت اللہ شریف کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو وہاں کے علماء کرام رحمھم اللہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر آپ علیہ رحمۃ الرحمن کی خدمت میں نوٹ سے متعلق بارہ سوالات پیش کر دیئے چنانچہ سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی عادت کریمہ کے مطابق اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اور ان سوالات کے جوابات کو دلائل و براہین سے مزین و آراستہ کر کے احقاقِ حق فرما دیا۔

(از تقدیم کرنسی نوٹ کے شرعی احکام، ص26)

امام ابو حنیفہ کا علمِ فقہ و استنباط، رازی کا استدلال، اور غزالی کا کمال، خدا تعالیٰ نے صرف ایک اعلیٰ حضرت میں جمع فرما دیا ہے

فقاہت کا آٹھواں اور اہم ترین ستون، تائید الٰہی

اس حوالے سے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تحدیثِ نعمت کے طور پر خود فرماتے ہیں: "فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ

طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا اور بِحَمْدِہٖ تعالیٰ بظاہر اَسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں، اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے ہیں اور مجھ پر علمِ حق کا اِفاضہ فرماتے ہیں اور اُنہیں کے ربِ کریم کے لئے حمد ہے، اور ان پر اَبدی صلوٰۃ وسلام۔" (فتاویٰ رضویہ، 29/596)

تائیدِ الٰہی میں آپ علیہ الرَّحمہ کا حافظہ و ذہانت بھی شامل ہے اور بچپن ہی کے وہ واقعات دلیل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو چھوٹی غلطیوں سے بھی محفوظ فرمایا چنانچہ جناب سیّد ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں آپ کو گھر پر ایک مولوی صاحب قرآنِ مجید پڑھانے آیا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیتِ کریمہ میں بار بار ایک لفظ آپ کو بتاتے تھے۔ مگر آپ کی زبانِ مبارک سے نہیں نکلتا تھا۔ وہ "زبر" بتاتے تھے آپ "زیر" پڑھتے تھے، یہ کیفیت جب آپ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دیکھی تو حضور کو اپنے پاس بلایا اور کلامِ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب نے غلطی سے زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا: جو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان سے نکلتا تھا وہ صحیح تھا۔ آپ کے دادا نے پوچھا کہ بیٹے جس طرح مولوی صاحب پڑھاتے تھے تم اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ عرض کی: میں ارادہ کرتا تھا مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔ حضرت جدِ امجد نے فرمایا خوب! اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دُعا دی پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا حقیقتاً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے پھر قلمِ فیض رقم سے اس کی تصحیح فرمائی۔ (بتغیر قلیل حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 87)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شانِ علم دیکھیں تو بے ساختہ دل سے آواز آتی ہے:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے

تُو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا

تُو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دِین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

زورِ باطل کا، ضلالت کا تھا جس دم ہِند میں
تُو مجدِّد بن کے آیا اے امام احمد رضا

اہلِ سنّت کا چمن سر سبز تھا شاداب تھا
تازگی تُو اور لایا اے امام احمد رضا

تُو نے باطل کو مٹا کر دِین کو بخشی جِلا
سنّتوں کو پھر جِلایا اے امام احمد رضا

اے امام اہلِ سنّت نائبِ شاہِ اُمم
کیجئے ہم پر بھی سایہ اے امام احمد رضا

علم کا چشمہ ہوا ہے مَوجزن تحریر میں
جب قلم تُو نے اٹھایا اے امام احمد رضا

ہے بدرگاہِ خدا عطاؔرِ عاجز کی دعا
تجھ پہ ہو رَحمت کا سایہ اے امام احمد رضا

از شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

(وسائلِ بخشش مرمّم، ص 525)

اعلیٰ حضرت ایک عظیم محقق

محمد حامد سراج عطاری مدنی

حکایت منقول ہے کہ قاضی ابُوالعباس وَلید کو جب علمِ حدیث سیکھنے کا شوق ہوا تو حضرتِ سیّدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرضِ مُدّعا کی تو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان سے 12 رُباعیات بیان فرمائیں جن میں اَڑتالیس (48) ایسی باتوں کا بیان تھا جو فنِّ حدیث کے حُصول کیلئے ضروری تھیں۔ یہ چیزیں سُن کر قاضی وَلید مَبْہُوت ہوگئے، کچھ نہ بول سکے اور ادب سے گردن جُھکا دی۔ (ارشاد الساری، 1/35-36 ملخصاً)

شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد جو تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: صرف حدیث کیلئے بارہ رُباعیاں ضروری ہیں تو فقہ کی تحصیل کیلئے کتنی رُباعیاں ضروری ہوں گی؟ اس لئے کہ فقہ کی بنیاد حدیث کے علاوہ کتابُ اللہ، اجماعِ اُمّت اور قیاس پر بھی ہے۔ حدیث کیلئے بارہ رُباعیاں تھیں تو کتابُ اللہ کیلئے کتنی رُباعیاں چاہئیں؟ اجماعِ اُمّت اور قیاس کیلئے کتنی کتنی رُباعیاں درکار ہوں گی؟ شاید ہر ایک کیلئے بارہ بارہ رُباعیاں اور ضروری نکل آئیں۔ (نزہۃ القاری، 1/164تا165 ملخصاً)

علمِ فقہ اور اعلیٰ حضرت واقعی "علمِ فقہ" ایک نہایت مشکل فن ہے، کئی علوم میں دسترس کے بغیر کامل فقیہ بننا کارِ دشوار ہے۔ ہمارے مَمدُوح و موصوف امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن درجنوں عُلوم میں مہارت رکھتے تھے، آپ کی مقدس حیات کے تمام گوشوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ نے جب بھی کسی فن پر قلم اُٹھایا تو اس کی آخری حدوں کو چُھو لیا، بعد میں اس میں کسی تحقیق اور مزید گفتگو کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ یوں تو کئی عُلوم میں آپ کے برق رفتار قلم نے دوسروں کو انگشت بدنداں کر رکھا ہے مگر خُصوصیت کے ساتھ علمِ فقہ میں آپ کا قلم ہمیشہ جولانیوں پر رہا۔ آپ کا عظیم فقہی اور علمی شاہکار "فتاویٰ رضویہ" دنیا بھر کے نامور مُفکّروں، مشہور فقیہوں اور ماہر مُحقّقین سے خراجِ تحسین وُصول کرچکا ہے۔ یہ فتاویٰ بے شمار علمی خوبیوں، تحقیقی محاسن اور فقہی کمالات کی جلوہ گاہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قلم کی نوک سے نکلے ہوئے فتاویٰ جات میں دلائل کی وافر مقدار، مسائلِ جدیدہ کی تحقیقات کے انبار، تنقیحِ مسائل کی فراوانی، اقوالِ متعارضہ میں تطبیق کی کثرت، طُرقِ استدلال کے اچھوتے انداز سمیت کئی اور خوبیاں آپ کو ایک "عبقری فقیہ" کا مقام دلاتی نظر آتی ہیں۔ علمِ فقہ کی پُر خار وادیوں میں آپ کے مُحتاط قلم کی سُبک رَوی اور گوہرِ مُراد کی تحصیل کیلئے فقہ کے بَحرِ ذَخّار

میں آپ کی شناوری کی حیرت انگیز صلاحیتوں کا مشاہدہ کر کے ایک عالمِ حرم حلفیہ پکار اٹھے: ان (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے) فتاویٰ کو اگر امام اعظم ابو حنیفہ دیکھتے تو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی اور مصنّف کو اپنے اصحاب میں جگہ دیتے۔ (الاجازات المتینۃ، ص10) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی فقہی موشگافیوں میں سے کسے چھوڑا جائے اور کس کا انتخاب کیا جائے یہ بہت مشکل ہے، آیئے! خامۂ رضا کے چند فقہی شہ پارے ملاحظہ فرمایئے:

قراٰن افضل یا صاحبِ قراٰن حضرت علامہ محمد ابنِ عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے ایک مسئلہ کی وضاحت میں یہ حدیثِ پاک ذکر فرمائی: اَلْقُرْآنُ اَحَبُّ اِلَی اللہِ تَعَالٰی مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ یعنی قراٰنِ پاک اللہ پاک کے نزدیک آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان سب سے افضل ہے۔ (کنز العمال، الجزء الاول، 1/265، حدیث:2360)

اس حدیث میں قراٰن کو (اللہ پاک کے نزدیک) آسمانوں، زمینوں اور ان میں موجود ہر شے سے افضل بتایا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قراٰنِ کریم حضورِ انور علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی افضل ہے؟ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (وَمَنْ فِیْهِنَّ) کے تحت فرماتے ہیں: ظاہرِ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ قراٰنِ پاک حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی افضل ہے اور مسئلہ اختلافی ہے۔ آخر میں فرمایا: اَلْاَحْوَطُ اَلْوَقْفُ یعنی زیادہ احتیاط اس بارے میں توقّف کرنے میں ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، 1/355) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ علّامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کے فرمان (اَلْاَحْوَطُ اَلْوَقْفُ) کے تحت جدُّ الممتار میں فرماتے ہیں: لَاحَاجَةَ اِلَی الْوَقْفِ وَالْمَسْاَلَةُ وَاضِحَةُ الْحُکْمِ عِنْدِی بِتَوْفِیْقِ اللہِ تَعَالٰی۔ اس بارے میں توقف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بتوفیقِ الٰہی میرے نزدیک مسئلہ بالکل واضح ہے۔ فَاِنَّ الْقُرْآنَ اِنْ اُرِیْدَ بِهِ الْمُصْحَفُ، اَعْنِی: الْقِرْطَاسَ وَالْمِدَادَ فَلَا شَكَّ اَنَّهُ حَادِثٌ، وَ کُلُّ حَادِثٍ مَخْلُوْقٌ، وَ کُلُّ مَخْلُوْقٍ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْهُ۔ اس لئے کہ قراٰن سے اگر مُصْحَف مراد ہو یعنی کاغذ اور روشنائی تو کچھ شک نہیں کہ وہ حادِث (یعنی دونوں فنا ہونے والے) ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے۔ جبکہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہر مخلوق سے افضل ہیں۔ وَاِنْ اُرِیْدَ بِهِ کَلَامُ اللہِ تَعَالٰی

اَلَّذِیْ ھُوَ صِفَتُہٗ، فَلَا شَکَّ اَنَّ صِفَاتِہٖ تَعَالٰی اَفْضَلُ مِنْ جَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ، اور اگر قرآن سے مُراد کلامِ الٰہی ہو جو کہ اللہ پاک کی صفت ہے، تو کچھ شک نہیں کہ صفاتِ الٰہیہ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ وَکَیْفَ یُسَاوِیْ غَیْرَہٗ مَا لَیْسَ بِغَیْرِہٖ تَعَالٰی ذِکْرُہٗ! اور مخلوق جو غیرِ خدا ہے وہ اس چیز کے برابر کیسے ہو سکتی ہے جو اللہ پاک کا غیر نہیں یعنی اس کی صفت ہے وَبِہٖ یَکُوْنُ التَّوْفِیْقُ بَیْنَ الْقَوْلَیْنِ اس توجیہ سے دو مختلف اقوال کے درمیان تطبیق بھی ہو جائے گی۔ (جد الممتار علی رد المحتار، 1/521، المقول: 258)

یعنی جن علما نے قرآن کو افضل بتایا قرآن سے ان کی مُراد کلامِ الٰہی جو اللہ پاک کی صفت ہے وہ مُراد ہو گا اور جن علما نے نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قرآن سے افضل بتایا ان کے نزدیک قرآن سے مُراد مُصْحَف ہو گا جو کاغذ و لکھائی پر مشتمل مخلوق ہے اور آقا کریم علیہ الصلوۃ والسلام تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

تیمم کی نفیس تحقیق فقہائے کرام نے ایسی 74 چیزیں بتائی ہیں جن سے تیمم کرنا جائز ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی 181 چیزیں بیان فرمائی ہیں جن سے تیمم جائز ہے۔ یعنی 107 اشیاء وہ ہیں جو پہلے کسی نے نہ بتائیں بلکہ خود اعلیٰ حضرت نے اپنی خداداد صلاحیت سے بڑھائی ہیں۔ اسی طرح وہ چیزیں جن سے تیمم جائز نہیں علمائے کرام نے ایسی 58 اشیاء بیان فرمائی ہیں جبکہ امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 130 ایسی چیزیں گنوائیں، یعنی 72 وہ ہیں جن کا خود سے اضافہ کیا ہے۔ تیمم کے جواز اور عدمِ جواز کے حوالے سے ان 311 چیزوں کے بیان کے بعد خود تحدیثاً فرماتے ہیں: ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات درکنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، 3/658 ملتقطاً)

فاتحہ کے بعد کتنے حروفِ قرآنی پڑھنا واجب نماز میں فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی سورت ملانا یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی (آیتوں) کے برابر پڑھنا واجب ہے۔ (بہار شریعت، 1/517 ماخوذاً) قرآنِ پاک میں مسلسل تین چھوٹی آیات کون سی ہیں اور ان کے حروف کی تعداد کیا ہے کہ اسے معیارِ ادائے واجب بنایا جائے، علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآنِ پاک کی ان آیات ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝﴾ (پ29، المدثر: 21تا23) کو قرآنِ پاک کی تین مسلسل چھوٹی آیتیں قرار دیا ہے۔ ان آیات کے تیس حروف ہیں لہٰذا فاتحہ کے بعد واجب کی تکمیل کے لئے کم از کم تیس حروف ہونا ان کی دانست میں ضروری ٹھہرا۔ اس پر علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں: وَلَا یُوْجَدُ ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَۃٌ اَقْصَرُ مِنْھَا۔ یعنی لگاتار تین چھوٹی آیات ان سے مختصر قرآنِ پاک میں نہیں ہوں گی۔ (ردالمحتار، 2/185) علامہ

شامی کے اس فرمان "وَلَایُوْجَدُ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَةٌ" کے تحت امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کیوں نہیں، اللہ پاک کا فرمان: ﴿قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ (پ29، المدثر:2تا4) یہ تین متواتر آیات ہیں، اٹھائیس حروف ہیں پڑھنے میں اور لکھنے میں پچیس۔ اسی طرح فرمانِ الٰہی: ﴿وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝﴾ (پ30، الفجر:1تا3) یہ مسلسل تین آیات ہیں، پچیس حروف ہیں جبکہ لکھنے میں چھبیس حروف ہیں مکمل۔ تو ایسی صورت میں (واجب کے ادا ہونے کا) حکم پچیس حروف پر ہونا چاہئے، خواہ لکھے جانے والے حروف کا اعتبار کیا جائے یا پڑھے جاتے والے حروف کا، دوسری صورت کا اعتبار زیادہ مناسب ہے۔

(جدالممتار علی ردالمحتار، 3/152، المقول:972 بتغیر)

حرام مال بنیتِ ثواب تصدُّق کرنا

مالِ حرام کو صدقہ کرنا اور اس پر حصولِ ثواب کی نیت کرنا فقہائے کرام کے نزدیک کُفر ہے۔ کیا ہر حال میں کُفر ہے یا اس میں ثواب کی بھی کوئی صورت ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق دیکھئے: مختصر یہ کہ کہیں سے سوال آیا کہ ایک بندے کے پاس تمام مال از قسم سود و رشوت ہے، ایسے مال سے بزرگوں کی نیاز بھی جائز ہے کہ نہیں؟ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ایسے مال سے نیازِ بُزرگاں کرنا جائز نہیں، نہ ہرگز اس سے کچھ حاصل، کہ نیاز کا مطلب ایصالِ ثواب ہے اور ثواب ثمرۂ قبول ہے اور قبول مشروط بپاکی۔ (یعنی قبولیت مال کی پاکی سے مشروط ہے) اسی ضمن میں آیتِ قرآنی اور حدیثِ پاک ذکر فرمائی، پھر فرمایا کہ علمائے کرام فرماتے ہیں: جو حرام مال فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھے اس پر کُفر عائد ہو۔ وَالعیاذُ بِاللہِ تَعَالٰی، اس پر فتاویٰ ظہیریہ سے ایک جُزئیہ اپنی تائید میں ذکر فرمایا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اَقُول فرما کر مسئلہ کی تحقیق فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے: اگر بندے نے مالِ حرام کو اپنی مِلک جان کر اس طرح صدقہ کیا جیسے ایک مسلمان اپنے پاکیزہ مال کو عبادت اور تقرُّب اِلَی اللہ کی نیت سے صدقہ کرتا اور ربِّ کریم سے اُمیدِ ثواب رکھتا ہے تب اس پر ہرگز ثواب نہیں، اسی کی بعض صورتوں میں فقہاء نے حکمِ تکفیر کیا ہے اور اگر یوں نہ ہو بلکہ اس مالِ خبیث کو ناپاک ہی جانا، اپنے کام میں لانا ناجائز سمجھا، خود کو اس میں تصرُّف سے روکا اور اپنے گناہ پر نادم ہو کر تائب ہوا، اس مال کے مالک معلوم نہ رہے، شرعی حکم کی بجاآوری کیلئے اسے صدقہ کیا اور اس بجاآوریِ شرع پر امیدِ ثواب باندھی تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسے صدقے پر اگرچہ حکمِ ثواب نہیں مگر شریعت پر عمل کا ثواب تو ہے بلکہ یہ فعل اس کی توبہ کو مکمل کرنے والا ہے اور توبہ یقینی طور پر اللہ پاک کی رضا کا باعث اور ثوابِ اُخروی کی حق دار کرنے والی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 19/656تا658 ملخصاً) ایسی نفیس تحقیق فرما کر آخر میں تحدیثاً فرماتے ہیں: هٰذَا هُوَ التَّحْقِيْقُ وَاللهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ اَتْقِنْ هٰذَا فَلَعَلَّكَ لَاتَجِدُهُ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السُّطُوْرِ، یہ تحقیق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ اس کو مضبوط کر، ہوسکتا ہے تجھے ان سطور کے غیر میں نہ ملے۔ (فتاویٰ رضویہ، 19/658)

مولائے کریم اس امامِ جلیل کا مرتبہ بلند اور زیادہ رفیع فرمائے جس کے علم کی روشنیوں سے ایک عالَم مُنوّر ہو رہا ہے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیے
علمائے حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

جو علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تری
ناموسِ مصطفےٰ کا وہ نگراں ہے آج بھی

خدمت قرآنِ پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحبِ قرآں ہے آج بھی

اعلیٰ حضرت اور کثرتِ دلائل

کاشف سلیم عطاری مدنی*

کسی تحریر میں دلائل کی کثرت دیکھ کر جہاں اس کے لکھنے والے کی علمی وُسعت، فکری بصیرت، ذِہنی ذکاوت اور فنی مہارت کا پتہ چلتا ہے وہیں یہ خیال بھی آتا ہے کہ حوالوں کی کثرت کا کام وہی شخصیت انجام دے سکتی ہے جو وسیع علم کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ خداداد حافظہ کی مالک بھی ہو، اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی تحریروں کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ دیگر کئی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس وصف میں بھی آپ کو خوب کمال (Perfection) حاصل تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی گہری اور وسیع نظر کا اندازہ جہاں آپ کی کثیر تصنیفات اور نادِر تحقیقات (Researches) سے لگایا جاسکتا ہے وہیں اپنے مؤقف کی تائید میں سینکڑوں کتابوں کے حوالے دینا بھی آپ کے دل و دماغ میں موجزن علم کے بحرِ ذخّار کا منہ بولتا ثبوت ہے، قلتِ وقت و عدمِ فرصت دامن گیر ہونے کے باعث کئی مقامات پر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے صرف چند ضروری دلائل پر اکتفاء فرمایا البتہ ایسے مسائل جنہوں نے دلائل کی کثرت کا تقاضا کیا بسا اوقات ان میں دلائل کا انبار بھی یوں لگایا کہ پڑھنے والے کو دریا کوزے میں سمٹتا نظر آیا۔

عموماً دلائل اور حوالوں کی کثرت کاٹن کر مضمون کی طوالت کا گمان ہوتا ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ بیسیوں دلائل کو چند سطروں (Lines) میں سمونا بخوبی جانتے ہیں جس کی کچھ صورتیں درج ذیل ہیں:

1 کسی کتاب کی عبارت نقل کرنے کے بعد اسی مضمون کا کلام دیگر جن کتابوں میں مذکور ہو انکا صرف نام بتادینا کہ یہ بات فُلاں فُلاں کتاب میں بھی ہے اور حدیثِ پاک نقل کرنے کے بعد وہی یا اسی مضمون کی حدیثِ مبارکہ کسی اور صحابی سے بھی مَرْوِی ہو تو اِخْتِصار کے پیشِ نظر یہ فرما دینا کہ اس باب میں فُلاں فُلاں صحابی سے بھی روایت موجود ہے۔

2 جس عبارت کو بطورِ دلیل ذکر فرمایا اگر وہ طویل ہو تو اس کا خلاصہ یا چیدہ چیدہ وہ الفاظ جو آپ کے مُسْتَدَل ہوں صرف وہ ذکر فرما دینا۔

3 کسی مسئلہ کی دلائل کے ساتھ تحقیق اگر آپ نے کسی اور تصنیف یا حاشیہ میں فرمائی ہو تو مکمل تحقیق (Complete Research) ذکر کرنے کے بجائے صرف اس کی طرف مُراجَعَت کا اشارہ کر دینا بھی اسی اِخْتِصار کا حصّہ ہے۔

یوں تو آپ کی تحریروں سے آپ کی علمی وجاہت، خداداد صلاحیت اور فقہی عبقریت جھلکتی ہے البتہ کئی فتاویٰ اور موضوعات تو ایسے ہیں جن میں آپ نے ڈھیروں ڈھیر دلائل دیئے ہیں جن

* شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

میں سے کچھ تبرکاً پیشِ خدمت ہیں:

1 جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط نظریات قائم کئے جانے لگے تو توحید کے اس علمبردار نے اُمّت پر احسان فرماتے ہوئے دلائل کے ساتھ نہ صرف عقائدِ اہلِ سنّت کا دفاع کیا بلکہ "قَوَارِعُ الْقَهَّار عَلَى الْمُجَسِّمَةِ الْفُجَّار" رسالہ تحریر فرما کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے مکان ماننے والوں کو 250 دلائل دے کر لاجواب کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/200) اسی طرح "اَنْوَارُ الْمَنَّانِ فِیْ تَوْحِیْدِ الْقُرْاٰن" نامی انتہائی مختصر اور جامع رسالہ میں آیات، احادیث اور اقوالِ علماء پر مشتمل 59 سے زائد حوالہ جات دے کر وحدانیتِ قراٰن کے مسئلہ میں اہلِ سنّت کے عقیدے کو ثابت فرماتے ہوئے منکرین کو مُسکِت جوابات بھی مَرحمت فرمادیئے۔

2 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اُمّت کی حاجت روائی کے ساتھ ساتھ ان پر آنے والی مشکلات اور بلاؤں کو دور فرماتے ہیں اور ہمیں جو کچھ ملتا ہے اِنہی کے در سے ملتا ہے اسی نظریے کو امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے قراٰن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے اور اس پر ایک کتاب بنام "اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاء" تحریر فرمائی جس میں 60 آیات اور 300 احادیثِ کریمہ کو بطورِ ثُبوت پیش کیا گیا ہے۔

3 اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ یعنی روزِ اوّل سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرّے کا تفصیلی علم اپنے حبیبِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا فرمایا ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے شاندار شاہکار "مَالِئُ الْجَيْبِ بِعُلُوْمِ الْغَيْبِ" کے تیسرے باب میں اس مسئلہ پر بطورِ ثُبوت 76 سے زائد اور "خَالِصُ الْاِعْتِقَاد" میں 120 دلائل بطورِ اختصار جمع فرمائے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/433 تا 477) جبکہ "اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة بِالْمَادَّةِ الْغَيْبِيَّة"، "اِزَاحَةُ الْعَيْب بِسَيْفِ الْغَيْب"، "اِنْبَاءُ الْمُصْطَفٰى بِحَالِ سِرٍّ وَاَخْفٰى" اور "اِنْبَاءُ الْحَيِّ اَنَّ كَلَامَهُ الْمَصُوْنَ تِبْيَانٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ" میں علمِ غیب کے مسئلہ میں سینکڑوں دلائل تفصیل کے ساتھ درج فرمادیئے ہیں۔

4 "تَجَلِّی الْیَقِیْنِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ" میں سیّد المرسلین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے افضل اور اوّلین و آخرین کے سردار ہونے کے قطعی عقیدے کو 10 قراٰنی آیات اور 100 سے زائد حدیثوں اور سینکڑوں ضمنی دلائل سے ثابت کیا، خود اس رسالہ میں فرماتے ہیں: "بلامُبالغہ اگر توفیق مُساعِد ہو اس عقیدے کی تحقیق مُجلّدات (کئی جلدوں) سے زائد ہو، مگر بقدرِ حاجت و وقتِ فرصت، قلبِ مؤمن کی تسکین وتثبیت اور منکرِ بدباطن کی تحزین وتبکیت کو صرف دس آیتوں اور سو حدیثوں پر اِقْتِصارِ مطلب۔" (فتاویٰ رضویہ، 30/132) اس رسالہ کے آخر میں فرماتے ہیں: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ کلام اپنے مُنْتَہٰی (End) کو پہنچا اور دس آیتوں سو حدیثوں کا وعدہ بہ نہایت آسانی بہت زیادہ ہو کر پورا ہوا۔ اس رسالہ میں قصداً اِستیعاب نہ ہونے پر خود یہی رسالہ گواہی دے گا کہ تیس سے زائد حدیثیں مفیدِ مقصد ایسی ملیں گی جن کا شمار ان سو میں نہ کیا۔ تعلیقات تو اصلاً تعداد میں نہ آئیں اور ہیکلِ اوّل میں بھی زیرِ آیات بہت حدیثیں مثبتِ مراد گزریں، انہیں بھی حساب سے زیادہ رکھا۔"

(فتاویٰ رضویہ، 30/261)

5 قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کا منصب سردارِ دوجہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خصائص میں سے ہے جب تک آپ شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کوئی بھی شفاعت نہیں کرسکے گا بلکہ جتنے بھی شفاعت کریں گے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے ہی کریں گے۔ (المعتقد المنتقد، ص127 ملخصاً) اس موضوع پر بھی جب بریلی شریف کے تاجدار نے قلم اٹھایا تو شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے شفیع ہونے

پر صرف چند صفحوں میں 5 آیات اور 40 ایسی احادیثِ کریمہ جو عوام کے کانوں تک بہت کم پہنچی ہوں جمع کرتے ہوئے "اِسْمَاعُ الْاَرْبَعِیْنَ فِیْ شَفَاعَةِ سَیِّدِ الْمَحْبُوْبِیْنَ" نامی رسالہ تحریر فرمادیا۔ (فتاویٰ رضویہ،29/572،573،576)

6 نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کے مسئلہ پر سرزمینِ بریلی پر تشریف فرما اصولِ حدیث کے اس ماہر یعنی اعلیٰ حضرت نے صرف 29 برس کی عمر میں 30 اِفادات اور 12 فائدوں پر مشتمل رسالہ "مُنِیْرُ الْعَیْنِ فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْهَامَیْنِ" لکھا اور ہر فائدے کے تحت ایک اصولِ حدیث پھر اس کے اِثبات میں ڈھیروں دلائل پیش کئے۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ،5/429)

7 اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سلسلۂ نبوّت حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ختم کردیا، محمدِ عربی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانہ میں یا حضورِ پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا جائز جانے وہ کافر ہے۔ (بہارِ شریعت،1/63)
امامِ اہلِ سنّت نے اپنے رسالہ "جَزَاءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِاِبَائِهٖ خَتْمَ النُّبُوَّة" میں ختمِ نبوّت کا درست مفہوم اور ختمِ نبوّت کے منکر کے کفر پر 120 احادیث اور 30 ائمۂ کرام کے اقوال ذکر فرمائے ہیں۔ (ماخوذ از عقیدہ ختم نبوت،2/189)

8 1337 ہجری میں "اَلزُّبْدَةُ الزَّكِيَّةُ لِتَحْرِيْمِ سُجُوْدِ التَّحِيَّة" رسالہ تحریر فرمایا اور سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے پر 40 احادیث اور 150 فقہائے کرام کی نُصُوص اور بیسیوں دلائل پیش کئے۔ (فتاویٰ رضویہ،22/425،437،458)

9 ایک مٹھی داڑھی شریف رکھنا واجب اور داڑھی منڈانا حرام ہے، اس ضمن میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر کے منصب پر مُتَمَکِّن اس عظیم مبلغ نے "لَمْعَةُ الضُّحٰى فِیْ اِعْفَاءِ اللُّحٰى" رسالہ تحریر فرما کر 18 آیات، 72 احادیث اور 60 علمائے کرام کے اقوال پر مشتمل 150 دلائل سے نہ صرف ایک مٹھی داڑھی کا وجوب ثابت کیا بلکہ داڑھی مُنڈانے کی وعیدوں اور سزاؤں کا بھی ذکر فرماتے ہوئے لوگوں کو اس ناجائز کام سے بچنے کی تنبیہ فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ،22/675،676)

10 حَیَاتُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سِمَاعِ الْاَمْوَات اس رسالہ میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے موت کے بعد میت کے دیکھنے، سننے کو 77 احادیث اور 400 اقوال سے ثابت کیا ہے۔

11 میت پر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنے اور غائبانہ نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت سے متعلق اِستفتاء کے جواب میں فقہِ حنفی کے عظیم امام نے ان کے ناجائز ہونے پر 86 کتابوں کی 230 عبارتیں پیش کرتے ہوئے "اَلْهَادِی الْحَاجِب عَنْ جَنَازَةِ الْغَائِب" رسالہ تحریر فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ،9/340،344)

12 کسی مسئلہ میں اتنے کثیر دلائل دینے کے بعد بھی امامِ اہلِ سنّت علیہ الرحمہ کے پیشِ نظر کتنے دلائل ہوتے تھے اس کا اندازہ چند صفحات پر مشتمل مختصر رسالہ "اَلتَّحْبِيْرُ بِبَابِ التَّدْبِيْر" سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں آپ نے تدبیر کے مسئلہ میں 15 آیات، 40 احادیث اور کثیر نُصُوص اور جزئیات ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: فقیر غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَہٗ دعویٰ کرتا ہے کہ اِنْ شَآءَ اللہ تَعَالٰی اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زائد آیات واحادیث اس پر ہوسکتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ،29/324)
اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے "فَوْزِ مُبِیْن دَر رَدِّ حرکتِ زمین" میں 105، "اَلْمُنٰى وَالدُّرَر لِمَنْ عَمَدَ مَنِیْ آرْڈَر" میں تقریباً 100، "اَلْمَحَجَّةُ الْمُؤْتَمِنَة فِیْ اٰیَةِ الْمُمْتَحِنَة" میں 73، "شَرْحُ الْمَطَالِب فِیْ مَبْحَثِ اَبِیْ طَالِب" میں 130 سے زائد، "بَرَكَاتُ الْاِمْدَاد لِاَهْلِ الْاِسْتِمْدَاد" میں 103، "صَفَائِحُ اللُّجَیْن فِیْ كَوْنِ التَّصَافُحِ بِكَفَّيِ الْیَدَیْن" میں 43 اور نمازِ غوثیہ کے جواز کے ثبوت پر مشتمل رسالہ "اَنْهَارُ الْاَنْوَار مِنْ یَمِّ صَلٰوةِ الْاَسْرَار" میں 38 سے زائد حوالہ جات پیش کئے ہیں۔
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دل و دماغ میں ٹھاٹھیں مارتا علم کا بحرِ بیکراں حوالوں کی کثرت کی صورت میں جب آپ کے

مبارک قلم سے جاری ہوتا ہے تو وہ نہ صرف آپ کے کتب و رسائل کی زمین کو سیراب کرتا ہے بلکہ اس کی موجیں آپ کے کثیر فتاویٰ اور مختلف علوم و فُنُون پر لکھے گئے آپ کے حواشی تک بھی پہنچتی نظر آتی ہیں، اس کی بھی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

1 کُتا نَجسُ العَین ہے یا نہیں؟ اس بارے میں بارگاہِ اعلیٰ حضرت سے فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 50 سے زائد دلائل دیکر ثابت کیا کہ کُتا نَجس نہیں بلکہ اس کا لُعاب (تھوک) نَجس ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 4/422)

2 "گز" کے بارے میں آپ کا ابتدائی عُمر کا ایک فتویٰ ہے جس میں اہلِ علم کے تین اَقوال نقل کرکے پہلے قول کو ترجیح دی اور اس ترجیح کی تائید میں 13 کُتُب فقہ سے 22 حوالے پیش کئے۔ (معارف رضا، ص28، سال1995)

3 اعلیٰ حضرت نے اونٹ کو باندھنے کے طریقے بتاتے ہوئے دوسرا طریقہ یہ ارشاد فرمایا کہ رسّی کا حلقہ اس کے گلے میں قریبِ گوش (یعنی کان کے قریب) ہار کی طرح ڈال کر منہ پر ناک کے قریب اس کا پھندا دیتے ہیں عربی میں اسے "خِطام" کہتے ہیں، لغت کے اس امام نے لفظِ "خِطام" کی تحقیق میں 22 سے زائد حوالے دیئے جن میں 17 سے زائد لغت کی کتابیں بھی شامل ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، 20/561-567 ملخصاً)

4 اسی طرح ایک مچھلی جو سانپ کی شکل میں لمبی ہوتی ہے اسے فارسی میں "مارماہی" اور ہندی میں "بام" کہتے ہیں اس پر بحث فرماتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دیگر کتب سے متعدد دلائل دیتے ہوئے 12 شواہد کتبِ لُغات سے بھی پیش کئے۔ (فتاویٰ رضویہ، 20/325-330 ملخصاً)

5 وہ مال جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا مَصْرَف نادار فقیر ہیں علّامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی نے یہ مسئلہ زَیلعی کے حوالے سے بیان فرمایا اس پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے اپنے حواشی میں 7 مزید حوالوں کا اضافہ کیا نیز ان میں جن کتابوں سے وہ مسئلہ لیا گیا تھا ان کا بھی ذکر فرمایا۔ (جد الممتار، 4/169-170)

6 ایک دفعہ عَلالَت (Sickness) کے باعث جب آپ بریلی سے بھوالی تشریف لے گئے تو وہاں آپ کے پاس کتابیں موجود نہیں تھیں لیکن اس کے باوجود جب وہاں آپ نے ایک فتوے کا جواب اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق قراٰن و حدیث و اقوالِ فُقَہاء سے مُزَیَّن کرکے تحریر فرمایا تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں بڑی بڑی کتابوں کے 31 حوالے موجود تھے جو سب کے سب بغیر دیکھے صرف اپنی یادداشت پر آپ نے تحریر فرمائے تھے۔ (معارف رضا، ص87، سال1991)

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تحریروں اور فتاویٰ کا مطالعہ کرنے والا بیان کردہ مثالوں کے علاوہ اور بھی بے شمار مثالیں اور شَواہِد نکال سکتا ہے جنہیں یکجا کرنے کی صورت میں امام کے اس وصف پر بھی ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے، اللہ کریم بوسیلۂ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُمّت کے اس عظیم محسن اور عقائدِ اسلامیہ کے محافظ راہنما کی تُربتِ اَطْہَر پر اپنی کروڑہا کروڑ رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور آپ کی تعلیمات سے اَقوامِ عالم کو روشناس کرانے کیلئے ہمیں بھی اپنا بھرپور حصّہ ملانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہُوا وہ مردِ مجاہد چلا گیا
سینوں میں ایک سوزشِ پنہاں ہے آج بھی

ایمان پا رہا ہے حلاوت کی نعمتیں
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گُل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اعلیٰ حضرت ایک ماہر توقیت دان

محمد شہزاد نقشبندی عطاری مدنی*

اِس عالَمِ رنگ و بُو میں ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے علم کی بُلندیوں کے باعث اہلِ زمانہ کے اَذہان پر چھا جاتے ہیں، تو کچھ اپنے عمل کی وسعتوں سے بندگانِ خدا کو اپنا گرْوِیدہ کر لیتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا علم اور عمل دونوں مثالی تھے۔ آپ علومِ دینیہ و دُنیویہ دونوں میں مہارتِ تامّہ رکھتے تھے۔ علمائے عرب و عجم نے آپ کو چودھویں صدی کا مجدّد قرار دیا۔ آج ہم امام اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے علم کے جس پہلو کو نمایاں (Highlight) کرنا چاہ رہے ہیں وہ ہے آپ کی علمِ توقیت میں مہارت! اپنے اپنے وقت میں کئی ماہرینِ علمِ توقیت گزرے ہیں لیکن جیسا تَبحُّر اعلیٰ حضرت میں دیکھا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(1) بغیر گھڑی دیکھے وقت معلوم کرلینا اِس فن میں مہارت کا یہ عالَم تھا کہ دِن کے وقت سورج کو دیکھ کر اور رات کے وقت ستاروں پر نظر ڈال کر گھڑی مِلا لیا کرتے تھے۔ اہلِ فن جانتے ہیں، یہ ممکن ہے کہ سورج کی روشنی اگر کسی عمودی (یعنی ستون جیسی) چیز پر پڑے اور اُس کا سایہ بنے تو اُس سائے کی مدد سے فارمولوں کو حل کرکے وقتِ مشاہدہ کو معلوم کیا جاسکتا ہے مگر یہ کس قدر دُشوار، طویل اور تخمینی اعمال ہیں یہ ہر وہ شخص جان سکتا ہے جس کو اِس فن میں مہارت ہو، لیکن قربان جایئے بریلی کے تاجدار، امامِ علم وفن کے مُشاہدے اور علمی وُسعت پر کہ فقط سورج کو دیکھ کر گھڑی مِلا لیتے اور وقت بھی بالکل صحیح و دُرست ہوتا۔ اِسی طرح رات کو ستاروں کی چال دیکھ کر گھڑی مِلا لینا یہ تو جوئے شِیر لانے کے مترادف ہے۔ مگر جنہیں اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اُن کیلئے ہر وہ چیز جسے ساحرانِ علم اپنی قاصرِ علمی کے سبب ناممکن سمجھتے، وہ اُسے ممکن بنادیا کرتے تھے۔

الموڑا کی پہاڑی کی بُلندی معلوم کرلینا الموڑا ایک پہاڑی پر واقع علاقہ ہے، وہاں نواب دولہا صاحب کے صاحبزادے رہتے تھے، اُن کے ایک حکیم مولوی خلیلُ اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تھے اور یہ مولوی صاحب بارگاہِ رضویت کے نیاز مند اور خوشہ چِیں تھے، صاحبزادے نے ایک مرتبہ حضرت علّامہ خلیلُ اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے عرض کی کہ کسی توقیت دان سے رمضانُ المبارک 1333ھ کے اوقاتِ سحر و افطار کا نقشہ بنوادیں تو اُنہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی بارگاہ میں 7 رمضانُ المبارک 1333ھ[1] کو استفتا بھیجا کہ

---

(1) جو فقیر حسنت کی تخریج پر 19 جولائی 1915 بروز پیر تاریخ شمسی بنتی ہے۔

* مدرس جامعۃ المدینہ، مرکز الاولیا لاہور

"سحر و افطار کے نقشے عطا ہوں، صاحبزادہ نواب دولہا صاحب مانگتے ہیں، ایک منٹ کا تَفاوُت (Difference) دیکھ لیا جائے گا" اِس کے جواب میں تاجدارِ بریلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے جو الفاظِ دلنشین تحریر فرمائے وہ لائقِ توجہ ہیں:

"نقشے بھیجتا ہوں، الموڑے اور بریلی میں اِس ماہِ مبارک میں سحری کا اَوسط تفاوت (فرق) منفی پانچ (5-) ہے یعنی اِتنے منٹ وقتِ بریلی سے پہلے ختم (سحری) ہے اور اِفطار کا اوسط مُثبت ایک($1\frac{1}{4}$+) یعنی وقتِ بریلی سے سوا منٹ بعد، لیکن یہ حساب ہموار زمین کا ہے پہاڑ پر فرق پڑے گا اور وہ فرق بتفاوُتِ بُلندی مُتفاوِت ہوگا (یعنی جتنی بُلندی اُسی لحاظ سے وقت میں فرق پڑے گا)۔ اگر دو ہزار فُٹ بُلندی ہے تو غروب تقریباً چار منٹ بعد ہوگا اور طلوع اُسی قدر پہلے، لہٰذا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ وہ جگہ کس قدر بُلند ہے، جواب نہیں دے سکتا۔ اگر کسی دِن کے طلوع یا غروب کا وقت صحیح گھڑی سے دیکھ کر لکھو تو میں اُس سے حساب کرلُوں کہ وہ جگہ کتنی بُلند ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، 10/625)

سُبحٰن اللہ! یہ آخری جُملہ "اگر کسی دِن کے طلوع یا غروب کا وقت صحیح گھڑی سے دیکھ کر لکھو تو میں اُس سے حساب کرلُوں کہ وہ جگہ کتنی بُلند ہے؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِس فن میں رُسوخ (Influence) اور مہارت کی غمّازی کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت اور سمتِ قبلہ کے اپنے ایجادی قواعد چونکہ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط قبلہ کی طرف رُخ کرنا بھی ہے اِس لئے علمِ توقیت میں سمتِ قبلہ سے بھی بحث ہوتی ہے، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، ماہر توقیت دان، حضرت علّامہ مولانا ظفر الدّین بِہاری علیہ رحمۃ اللہ البارِی نے تَوضِیحُ التَّوقِیت میں ذکر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے مختلف دارُ الاِفتاؤں اور علما کے پاس سمتِ قبلہ سے متعلق سوالات بھیجے مگر تسلّی بخش جواب نہ ملے، پھر وہی سوال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں کیا تو اُس کے جواب میں آپ علیہ الرَّحمۃ نے پوری کتاب بنام "کَشْفُ الْعِلَّۃ عَنْ سَمْتِ الْقِبْلَۃ" تحریر فرمادی۔

اس کتاب میں ایک باب ایسا لکھا کہ جس میں آپ رحمۃ اللہ

اگر کسی دِن کے طلوع یا غروب کا وقت صحیح گھڑی سے دیکھ کر لکھو تو میں اُس سے حساب کرلُوں کہ وہ جگہ کتنی بُلند ہے۔

تعالیٰ علیہ نے پوری دُنیا کی سمتِ قبلہ (Qibla Direction) معلوم کرنے کیلئے علمِ ہندسہ (Geometry) کی رُو سے 10 قواعد (Formulas) ایجاد فرمائے، اُن قواعد کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ چند سطور ملاحظہ ہوں: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہمارے یہ دسوں قاعدے تمام زمین زیر و بالا، بحر و بر، سَہل و جَبَل، آبادی و جنگل سب کو مُحیط ہوئے کہ جس مقام کا عرض و طُول (Latitude and Longitude) معلوم ہو نہایت آسانی سے اس کی سمتِ قبلہ (Qibla Direction) نکل آئے، آسانی اتنی کہ ان سے سَہل تر بلکہ ان کے برابر بھی اصلاً کوئی قاعدہ (Formula) نہیں اور تحقیق ایسی کہ عرض و طول اگر صحیح ہو اور ان قواعد سے سمتِ قبلہ نکال کر استقبال کریں اور پردے اُٹھا دیئے جائیں تو کعبۂ معظمہ کو خاص رُو برو پائیں۔" (کشف العلۃ عن سمت القبلۃ، ص116)

اِسی کتاب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمتِ قبلہ معلوم کرنے کا ایک ایسا فارمولا ایجاد فرمایا کہ اِس فن کے علما کی عقلیں دَنگ رہ جاتی ہیں، اُس فارمولے کو بیان کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے تحدیث بالنّعمت کے طور پر چند جُملے اِرشاد فرمائے ہیں، جن سے اِس بات کا یقین ہوجائے گا کہ یہ علوم ضرور رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ودیعت کئے گئے تھے۔ وہ کلماتِ دلنشین یہ ہیں: "یہ ہے بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی وہ طریقہ جس میں نہ اُسطُرلاب[1] کی حاجت نہ سال میں کسی دِن کی خصوصیت، نہ دن میں کسی وقت کا انتظار، نہ اَبر و باد کا خوف، نہ سایۂ مقیاس کی حاجت۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔ یہ ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل اپنے اِس بندے پر جس نے یہ علوم اصلاً کسی سے نہ سیکھے، نہ اِن میں کوئی کتاب پڑھی مگر تحریرِ اُقلیدس کی صرف پہلی شکل اور دو جز رسالۂ تصریح حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قُدِّسَ سِرُّہُ الماجد سے اور "شرح چغمینی" صرف 15 ورق جناب مولانا مولوی عبدُ العلی صاحب رامپوری مرحوم و مغفور سے وہ بھی جناب موصوف کی خواہش سے اُس وقت عمر 19 سال تھی، درس مدتوں کا ختم ہوگیا تھا۔ رام پور بوجہِ قرابت جانا اور کچھ دِن ٹھہرنا ہوا تھا، صاحبِ مکان مرحوم کے یہاں حضرت موصوف تشریف لائے مسئلۂ اِمتناعِ نظیر کا تذکرہ ہوا، فقیر نے اُس میں وہ تقریرات بیان کیں کہ مولانا اُن پر متعجب ہوئے اور فرمایا: "کیا پڑھتے ہو؟ عرض کی: درس کئی سال پیشتر ختم ہوگیا سب کچھ اپنے حضرت والد ماجد سے پڑھا، فرمایا: شرح چغمینی پڑھی ہے عرض کی: نہ، فرمایا: اِسے ہم سے پڑھ لو کہ اِس فن کا ایسا جاننے والا نہ پاؤگے۔" اُن کے فرمانے سے اُس چند روزہ قیام میں یہ 15 ورق پڑھے، کسی دِن ڈھائی ورق ہوتے کہ فقیر صرف عبارت پڑھتا چلا جاتا، جہاں حضرت کو خیال ہوتا کہ نہ سمجھا ہوگا، اِستفسار فرما لیتے، مطلب عرض کر دیتا، کسی دِن آدھی سطر ہوتی، جس دِن فقیر کو کوئی شُبہ ہوا، اُس کی تقریر و بحث میں وقت ختم ہوجاتا۔ مولانا موصوف کی اِس نعمت کا اِظہار ضروری تھا کہ ناشکری نہ ہو۔

جب حضرت والد قُدِّسَ سِرُّہُ الماجد سے تحریرِ اُقلیدس کی پہلی شکل پڑھی اور اُس کی تقریر عرض کی ارشاد فرمایا: "تم اپنے علومِ دینیہ کی طرف توجہ رکھو اِن علوم کو خود حل کرلوگے اُن کے ارشاد کی برکت کہ تمام علومِ ہیأت و ہندسہ و ریاضی و حساب و جبر و مقابلہ و مساحت و مُثلّثِ کُروی وغیرہا جس فن کی اپنے کام میں ضرورت پڑی بِفَضْلِہٖ تعالیٰ کام رُکا نہ رہا اور ان میں بکثرت رسائلِ رائقہ تصنیف کئے اب اور قواعدِ جدیدہ ایجاد کئے وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔" (کشف العلۃ عن سمت القبلۃ، ص158، 159)

اللہ پاک کی اعلیٰ حضرت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

[1] ایک آلہ جس سے ستاروں کی بلندی، مقام اور رفتار دریافت کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی تفسیری مہارت

احمد رضا شامی عطاری مدنی*

قرآنِ کریم کی آیاتِ مُبارَکہ سے اللہ تعالیٰ کی مُراد کو انسانی طاقت کے مُطابِق جاننے کا نام تفسیر ہے اور یہ ایک مُشکل ترین علم ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قراٰنِ کریم ایسی عظیم ذات کا کلام ہے کہ نہ تو لوگ اس ذات سے سُن کر اس کی مُراد سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس تک ہر کسی کی رسائی ممکن ہے، لہٰذا قراٰنِ کریم کی قطعی تفسیر رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سُنے بغیر ممکن نہیں اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مَنقول تفسیر چند آیات کے سوا باقی میں مُیَسَّر نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس کے بندے اس کی کتاب میں غور و فکر کریں، اسی لئے اس نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام آیات کی تفسیر بیان کرنے کا حکم نہیں دیا۔ پس باقی آیات کی مُراد عَلامات و دَلائل کی رَوشنی میں اَخذ کی جائے گی۔ (الانوار الرضویہ، ص43 ملخصاً) اور یہ کام وہی کر سکتا ہے جو اس کی اَہلیّت (Capability) رکھتا ہو، حضرت سیّدنا امام جلالُ الدّین سُیُوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: قراٰن کی تفسیر اسی کے لئے جائز ہے جو اُن تمام عُلوم کا ماہر (Expert) ہو جو تفسیرِ قراٰن کے لئے ضروری ہیں اور اُن کی تعداد 15 ہے اور ان میں پندرھواں علم جو بیان کیا وہ علمِ عطائی ہے اور یہ صرف اُسی کو حاصل ہوتا ہے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ (الاتقان، 2/1209، 1212)

اعلیٰ حضرت فنِّ تفسیر کے ماہر حضرتِ سیّدنا امام جلالُ الدین سُیُوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اس کلام کی روشنی میں دیکھا جائے تو یقیناً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن ایک ماہر ترین مُفَسِّر نظر آتے ہیں کیونکہ آپ نہ صرف ان پندرہ علوم کے ماہِر تھے بلکہ کئی درجن علوم و فنون پر کامل دَسترس رکھتے تھے اور ان فُنون میں آپ نے بیش بہا تصانیف قلمبند فرمائی ہیں جو آپ کی مَہارتِ تامّہ پر روشن

* مدرس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

دلیل ہیں۔ تقویٰ وطہارت کا پیکر ہونے کی وجہ سے آپ نے عُلومِ عَطائیہ سے بھی وافر حصّہ پایا۔ اگرچہ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت کو قراٰنِ کریم کی مکمل تفسیر لکھنے کا موقع تو نہ مل سکا مگر جامع الاحادیث[1] کے باب کتابُ التفسیر میں تقریباً 600 آیات سے متعلق تفسیری مَباحِث موجود ہیں جنہیں پڑھ کر اس بات کا بخُوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو شخصیت ان آیات کی اس طرح محقّقانہ انداز میں تفسیر کر سکتی ہے وہ بلاشبہ پورے قراٰن کی تفسیر پر بھی قادر تھی اور تمام مضامینِ قراٰن اس کے پیشِ نظر تھے۔(جامع الاحادیث، مقدمہ کتاب التفسیر، 8/100) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بعض اَہم کُتبِ تفسیر و اصولِ تفسیر پر حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں حَاشِیَۃُ مَعَالِمِ التَّنْزِیْل، حَاشِیَۃُ عِنَایَۃِ الْقَاضِی، حَاشِیَۃُ تَفْسِیْرِ الْخَازِن، حَاشِیَۃُ تَفْسِیْرِ الْبَیْضَاوِی، حَاشِیَۃُ تَفْسِیْرِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْر، حَاشِیَۃُ الْاِتْقَانِ فِیْ عُلُوْمِ الْقُرْآن لِلسُّیُوْطِی شامل ہیں، اس کے علاوہ اپنی تحریروں میں جگہ جگہ قراٰنی آیات کی تفسیر اور دیگر علومِ قرآنیہ پر مُفَصَّل اَبحاث فرمائی ہیں، آپ کی تصانیف کا اگر بغور مطالعہ کرکے قراٰنی آیات کی تفسیر اور دیگر علومِ قرآنیہ سے متعلق مَباحِث کو جمع کردیا جائے تو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل تفسیر وجود میں آسکتی ہے۔ صرف فتاویٰ رضویہ سے ہی تفسیر، اصولِ تفسیر، علومِ قراٰن اور کفار و مُستشرقین کے قراٰن پر اعتراضات کے متعلق 1434 فوائد کو تین ضخیم جلدوں میں "فوائدِ تفسیریہ وعلومِ قرآنیہ" کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے تفسیری کارنامے یوں تو اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے فنِّ تفسیر میں بہت بڑا علمی خزانہ چھوڑا ہے، جو آپ کی فنِّ تفسیر میں اعلیٰ مَہارت اور اس کی تمام اَقسام پر کامل دَسترس کو ظاہر کرتا ہے، یہاں پر آپ کی چند ایک تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کی علمِ تفسیر میں مَہارت و عبقریت کا اندازہ لگایا جاسکے۔

1 اِنْبَاءُ الْحَیِّ اَنَّ کَلَامَہُ الْمَصُوْن تِبْیَانٌ لِکُلِّ شَیْءٍ (عربی)

(حی (یعنی اللہ عزوجل) کا خبر دینا کہ اس کا کلام محفوظ (قراٰن مجید) ہر چیز کا روشن بیان ہے)

یہ کتاب دَراَصل اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی شہرۂ آفاق تصنیف "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃ" کا عظیمُ الشّان حاشیہ ہے کیونکہ اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ امامِ اہلِ سنّت نے سفرِ حج کے دوران علماءِ حَرَمَین کے مُطالبے پر کتابوں کے دیکھے بغیر صرف اپنے خدا داد حافظہ (Memory) پر اعتماد کرتے ہوئے بخار کی حالت میں تقریباً آٹھ گھنٹے کے قلیل وقت میں لکھی، لہٰذا گھر واپس آکر اس کتاب کی "نظرِ پنجم" پر کچھ ضروری اَبحاث اور مَسائل کا اِضافہ فرمایا جو ایک مُستقل تصنیف کی صورت میں "اِنْبَاءُ الْحَی" کے نام سے طبع ہوا جس میں عُلومِ قراٰنیہ اور تحقیقی اَبحاث کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ تقریباً 472 صفحات پر مشتمل یہ کتاب قراٰنِ کریم کی آیتِ مبارکہ ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ﴾ (پ14، النحل:89) اور اس جیسی دوسری آیات کی تفسیر و توضیح پر مشتمل ہے، اس کتاب میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ قراٰنِ کریم میں ہر شے کا بیان موجود ہے، خواہ وہ وضاحت اور صراحت کے ساتھ ہو یا اِشارہ وکِنایہ کے ساتھ اور یہ تمام علوم حضورِ اقدس جناب محمد رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حاصل ہیں۔ (قراٰن ہر شے کا بیان، ص25)

2 قَوَارِعُ الْقَهَّارِ عَلَى الْمُجَسِّمَۃِ الْفُجَّارِ

(جسمیتِ باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

اس رسالہ میں اللہ عزوجل کے تمام عُیوب سے پاک ہونے سے متعلق اہلِ سنّت کے 15 بُنیادی عقائد کا بیان، قراٰنِ کریم کی آیاتِ مُتَشابِہات کے باب میں اہلِ سنّت کا

(1) جس میں آپ کی تقریباً 300 تصانیف سے احادیث جمع کی گئی ہیں

اِعتقاد اور ان آیات پر آریہ[1] کے اعتراضات کا 250 حوالوں سے تحقیقی جواب ہے۔(فتاویٰ رضویہ،29/119)

3 اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی (عربی)

(سب (امتیوں) سے بڑے پرہیز گار کی سبقت کے دریا سے صاف ستھرا میٹھا پانی)

آیت کریمہ ﴿وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴾ (پ30،اللیل:17) کی تفسیری قواعد کی روشنی میں راجح تفسیر فرمائی اور حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اَفضلیت کو آیت میں وارِد ﴿الْاَتْقَى﴾ سے اِستِدلال کرتے ہوئے ثابت کیا، الْاَتْقٰی کا مطلب سب سے بڑے مُتّقی ہے اور جمہور(اکثر) مُفسِّرین کے نزدیک اس سے مُراد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور جن کے نزدیک اس آیت سے یہ فضیلت ثابت نہیں ہوتی ان کا رَد کرنے سے پہلے اُصولِ تفسیر کے پانچ مُقدّمات تفصیلاً ذکر کئے پھر ان کی روشنی میں ان کی باطل تفسیر کا رد کیا۔

(فتاویٰ رضویہ،28/491)

دعوتِ اسلامی کے علمی و تحقیقی شعبے "المدینۃ العلمیۃ" نے ان اُصولِ تفسیر کی اَبحاث کو تحقیق و ترجمہ کے ساتھ "الانوار الرضویہ" کے نام سے شائع کیا ہے۔

4 اَلصَّمْصَامُ عَلٰی مُشَکِّکٍ فِیْ آیَۃِ عُلُوْمِ الْاَرْحَامِ

(کاٹنے والی تلوار اس شخص کی گردن پر جو علومِ ارحام سے تعلق رکھنے والی آیتوں میں شک ڈالنے والا ہے)

قرآنِ کریم کی آیت ﴿اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى﴾ (پ13، الرعد:8) (اللہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ) اور اس جیسی دوسری آیات پر جدید آلات کے ذریعے بچّے کی جنس(Gender) معلوم ہو جانے کی وجہ سے بعض پادریوں اور ڈاکٹروں کے اعتراضات کا مُدَلّل جواب دیا اور آیات میں ذِکر کردہ عُلومِ الٰہیہ کی وُسعت اور لوگوں کی کم علمی کا بیان فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ،26/467)

5 اَلنَّفْحَۃُ الْفَائِحَۃُ مِنْ مِسْکِ سُوْرَۃِ الْفَاتِحَۃِ

(سورۂ فاتحہ کی مُشک سے پھیلنے والی خوشبو کا جھونکا)

اس رِسالہ میں سورۂ فاتحہ سے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل کو ثابت کیا ہے۔

6 اَلْمَحَجَّۃُ الْمُؤْتَمَنَۃُ فِیْ آیَۃِ الْمُمْتَحَنَۃِ

(سورہ ممتحنہ کی آیتِ کریمہ کے بارے میں درمیانی راستہ)

آیت مبارکہ ﴿لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ ۔۔۔ الخ﴾ (پ28،الممتحنۃ:8) کی اُصولِ تفسیر کی روشنی میں ماہرانہ تفسیر، تحریکِ خلافت اور غیر مُسلموں سے ترکِ مُوالات(میل جول، آپس کی دوستی) سے متعلق شاندار بحث اور اس آیت سے کئے گئے غلط اِستدلالات کا رَدِّ بلیغ۔

(فتاویٰ رضویہ،14/419)

---

(1) یعنی ہندوؤں کا ایک فرقہ جو توحید کا قائل ہے مگر ہندوؤں کو بھی اپنا ہم مذہب خیال کرتا ہے اور ان سے الفت و محبت بھی رکھتا ہے نیز مادہ اور روح دونوں کو اللہ تعالٰی کی طرح قدیم اور غیر مخلوق مانتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ،21/124،ملخصاً)

7 نُزُوْلِ آیَاتِ فُرْقَانِ بِسُکُوْنِ زَمِیْن وَآسْمَان

(زمین اور آسمان کے ساکن ہونے کے بارے میں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی (قرانِ مجید کی) آیتوں کا نازل ہونا)

بعض قرآنی آیات کی محققانہ تفسیر سے زمین و آسمان کے ساکن ہونے کا ثبوت۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/195)

8 اَلْمُبِیْن خَتْمُ النَّبِیِّیْن

(حضور کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل)

آیتِ مبارکہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ (پ22، الاحزاب: 40) کی محققانہ تفسیر فرماکر عقیدۂ ختمِ نبوت کو ثابت فرمایا اور منکرینِ ختمِ نبوت کے اس آیت سے اِستدلال کے جوابات دیئے۔ (فتاویٰ رضویہ، 14/331)

یہ چند مثالیں اس بات کی غمّاز (خبر دیتی) ہیں کہ جو امام علمِ تفسیر میں اِتنی مہارت رکھتا ہو کہ قرانِ کریم کی ایک یا چند آیات کی تفسیر میں کُتُب و رسائل لکھنے پر قادر ہو وہ اگر پورے قرآن کی تفسیر کرتا تو وہ کتنی ضخیم ہوتی، یہاں ایک واقعہ ذکر کرنا مُناسب ہو گا جو آپ کے سوانح نِگاروں نے رَقم کیا کہ آپ ایک دفعہ تاجُ الفُحول حضرت علامہ شاہ عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عُرس میں شرکت کے لئے بدایوں تشریف لے گئے اور وہاں مُسلسل چھ گھنٹے سورۂ ﴿وَالضُّحٰی﴾ پر تقریر فرمائی اور بعد میں فرمایا: میں نے اس سورۃ کی بعض آیات کی تفسیر لکھی تھی جو 80 جُز تک لکھ کر چھوڑ دی کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن کی تفسیر لکھوں۔ (ماہنامہ معارف رضا 1999، شمارہ 19، ص 24) حقیقت یہ ہی ہے کہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو پورے قرانِ کریم کی تفسیر لکھنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ آپ اپنے اجداد (Ancestors) کے زمانے سے قائم شُدہ دارُ الاِفتاء جہاں دنیا بھر سے تشنگانِ علم و حکمت سوالات اِرسال کرتے تھے ان کے تحقیقی جوابات دینے اور اس زمانے میں دین کے خلاف ہر محاذ پر سر اُٹھانے والے فتنوں کی سرکوبی میں اتنے مصروف تھے کہ سونے اور کھانے میں بہت قلیل وقت صَرف کرنے کے بعد ہمہ تن دین کی اسی عظیم خدمت میں مصروف رہتے تھے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت اگر پورے قرآن کی تفسیر لکھ دیتے تو یقیناً وہ اس فن کا ایک انوکھا شاہکار ہوتی۔ خیال رہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے ایک مُستقل اور مُختصر تفسیر بھی لکھنا شروع کی تھی جو سورۃُ الفاتحہ اور سورۃُ البَقرہ کی اِبتدائی 12 آیات تک پہنچ سکی یا پھر اتنی ہی دستیاب ہوئی، اور باقی اِمتدادِ زمانہ کی دبیز تہوں میں دب گئی۔ (جامع الاحادیث، مقدمہ کتاب التفسیر، 8/100)

اعلیٰ حضرت کی تفسیری مَہارت اور عُلومِ قرآنیہ پر کامل دسترس دیکھنی ہو تو آپ کا عظیمُ الشّان مقبولِ زمانہ علمی شاہکار "کنزُ الایمان فی ترجمۃ القرآن" کا مُطالعہ کیا جائے، جو بلاشبہ قرانِ کریم کی ایک عظیم مُختصر تفسیر ہے۔ مُحدّثِ اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کنزُ الایمان کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا، جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر دَر حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں روحِ قرآن ہے۔ (فن تفسیر کا امام، ص10) یہ ترجمہ آپ اپنی دینی مصروفیات کی بِنا پر اپنے آرام کے اَوقات میں صَدرُ الشَّریعَہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو تفسیر کی کتابوں کو دیکھے بغیر زبانی اِملا (Dictation) کروادیا کرتے تھے، بعد میں ماہرینِ فن اس ترجمہ کا تفاسیر سے مُقارَنہ (Comparison) کرتے تو ان اَقوال کے مُطابق پاتے جسے مُفسّرین نے تمام تفصیل کے بعد راجح قرار دیا ہوتا، گویا یہ قرانِ کریم کا صرف لفظی ترجمہ نہیں بلکہ قرآنی آیات کا سیاق و سباق کے مُطابق مُرادی معنیٰ کا بیان ہے جو ان آیات کی مُعتبر تفاسیر کا نچوڑ ہے جسے امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے مختصر پیرائے میں اس انداز سے بیان فرمایا کہ اس مقام پر ان سے بہتر الفاظ کا لانا مشکل ہے جیسا کہ اس ترجمہ پر "خزائنُ العرفان" کے نام سے

حاشیہ لکھنے والے صدرُ الافاضل مولانا سیّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: دورانِ شرح ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں استعمال کردہ لفظ کے مقامِ استنباط کی تلاش میں دن پہ دن گزرے اور رات پہ رات کٹتی رہی اور بِالآخر مَاخَذ مِلا تو ترجمہ کا لفظ اٹل نکلا۔

(سوانح اعلیٰ حضرت ص344،343)

تفسیرِ اعلیٰ حضرت کی نمایاں خصوصیات اس موضوع پر اہلِ علم نے بہت کچھ لکھا ہے، چند نکات علومِ قراٰن پر گہری نظر اور تفسیری معلومات میں کامل رُسوخ سے متعلق پیش ہیں۔

1 تفسیرُ القراٰن بِالقراٰن: یعنی قراٰنی آیت کی تفسیر دوسری قراٰنی آیات سے کی جائے، امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت جب کسی آیت کی تفسیر کرتے تو دوسری کئی آیات اس کی تفسیر میں ذکر کرتے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تَجَلِّی الْیَقِین" جس میں آیتِ کریمہ ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ ﴾ (پ3، البقرۃ:253) کی تفسیر میں سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی تمام انبیا سے شان بُلند ہونے پر فرماتے ہیں: یہ وہ بحرِ ذخّار ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار، تطویل کا خوف اور اِختصار کا قصد20 پر اِقْتِصار کا باعث ہوا۔[1]

2 تفسیرُ القراٰنِ بِالحدیث: یعنی آیت کی تفسیر حدیث کی روشنی میں کرنا، بلاشبہ آپ کی تفسیر اس خزانہ سے بھی مالا مال ہے تفصیل کے لئے آپ کا رسالہ "جَزَآءُ اللہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَآئِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّۃ" کا مطالعہ کیا جائے۔

3 تفسیرُ القراٰنِ بِاَقوالِ الصَّحابۃِ وَالتَّابِعِین: آیت قراٰنی کی وضاحت اور اپنے مُؤقّف کی تائید کیلئے بعض اوقات آپ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اور تابعینِ عظام علیہمُ الرَّحمۃ کے اَقوال کا اَنبار لگادیتے ہیں جس کی بے شمار مثالیں آپ کی تصانیف میں نُمایاں ہیں۔

4 تفسیرُ القراٰنِ بِاللُّغاتِ العربیۃ و القواعدِ الاِسلامیۃ: عُلومِ عربیہ اور قواعدِ اسلامیہ کے میدان میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت ایک امام نظر آتے ہیں اور جب اس زاویہ سے قراٰن کی تفسیر پیش کرتے ہیں تو قراٰنِ کریم کی مُعجزانہ شان نُمایاں ہوجاتی ہے آپ نے اپنے رسالے "تَجَلِّی الْیَقِین" میں آیتِ کریمہ ﴿ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ﴾ (پ3، آل عمران:81) میں حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی شان کو اللہ تعالیٰ نے جس اہتمام و تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے اسکی لُغت اور قواعد کی روشنی میں 10 وُجوہات بیان فرمائیں۔

5 مُتعارِض اَقوال میں تطبیق و ترجیح نیز 6 غلط اور نامُناسب اقوال پر تنبیہ و تصحیح

ان خُصوصیات کی بہت سی مثالیں مُرَوَّجہ تفاسیر پر امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے حواشی میں نظر آتی ہیں تفصیل کے لئے امام بغوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی "مَعالِمُ التَّنْزِیل" پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے حواشی مُلاحظہ ہوں جس میں جابجا آپ مُتعارِض اقوال میں تطبیق و ترجیح اور نامُناسب اقوال پر تنبیہ کرتے نظر آتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی تفسیری اَبحاث میں ان خُصوصیات کا نُمایاں طور پر پایا جانا اس بات کی اعلیٰ دلیل ہے کہ آپ نہ صرف فنِّ تفسیر میں مہارتِ تامّہ رکھتے تھے بلکہ فِقْہ، حدیث اور دوسرے علومِ عقلیہ و نقلیہ کی طرح اس فن میں بھی درجۂ امامت پر فائز تھے اور دوسرے علوم کی طرح علمِ تفسیر میں بھی عظیمُ الشّان علمی خزانہ مُہیّا کرکے قراٰنِ کریم کی وہ شاندار خدمت کی کہ کہنے والا کہہ اُٹھا:

خدمت قراٰنِ پاک کی وہ لا جواب کی
راضی رضا سے صاحبِ قراٰں ہے آج بھی

اللہ تعالیٰ ان کی قراٰنی خِدمات کے صدقے ہمیں قراٰن کا فہم نصیب فرمائے اور ان کی قبر پر رَحمت و رِضوان کی بارشیں فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد 30 میں موجود رسالہ تجلی الیقین کا مطالعہ فرمایئے۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فنِ حدیث میں امامِ اَہلِ سنّت کا مقام عُلَما کی نظر میں

علمِ حدیث میں کسی ہستی کے مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے مُحَدِّثِین نے مختلف القابات ذکر کئے ہیں، مثلاً حافظ، حُجّت، مُسْنِد، وغیرہ، جب کسی کے انتہائی بلند درجے کو ظاہر کرنا ہو تو علما اس کے لئے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث کا لقب ذکر کرتے ہیں، اَسلاف (بزرگوں) میں کئی ایسے محدِّثین گزرے ہیں جن کو اس لقب سے پکارا گیا۔ حافظ حسن بن محمد البکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے: "اَلتَّبْیِیْنُ لِذِکْرِ مَنْ تَسَمّٰی بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ" اس کتاب میں اُن محدِّثین اور فقہائے کرام کا تذکرہ کیا ہے جن کو اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث یا امیرُالمؤمنین فی الفقہ قرار دیا گیا۔

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث کا معنی ہے وہ ہستی جو اپنے زمانہ کے تمام علما پر اس علم میں فوقیت رکھتی ہو۔ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام شُعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث کا لقب دیا، اس لقب کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: یعنی فَوقَ العُلماءِ فی زمانِہ یعنی سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانہ کے علما پر فائق ہیں۔

(مقدمہ کتاب الجرح والتعدیل، 1 / 126)

اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن جس طرح دیگر کئی علوم میں اپنی نظیر آپ تھے یونہی فنِ حدیث میں بھی اپنے زمانہ کے علما پر آپ کو ایسی فوقیت حاصل تھی کہ آپ کے زمانہ کے عظیم عالم، 40 سال تک درسِ حدیث دینے والے شیخُ المحدثین حضرت علّامہ وصی احمد سُورَتی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حافظ محمد حسان رضا عطاری مدنی

علیہ نے آپ کو اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث کا لقب دیا۔

(ماہنامہ المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، اپریل، مئی، جون 1976، ص 247)

فنِ حدیث پر امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت آپ کی عظیم تصنیف "مُنِیْرُ العَین" ہے اس کتاب کو امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فقط 29 سال کی عمر میں تحریر فرمایا۔ جب اس کا عربی ترجمہ ہوا اور مصر و شام کے علما نے اس کتاب کو دیکھا تو حد درجہ متأثر ہوئے اور گراں قدر تأثرات اس پر تحریر فرمائے۔

(ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ص 12، نومبر 2014 ملخصاً)

آپ کے شاگردِ رشید، مَلِکُ العلماء حضرتِ علامہ سیّد ظفرُالدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے فِقْہِ حنفی کے مسائل کے دلائل پر ایک کتاب صحیحُ البِہاری تحریر فرمائی، جس کی صرف ایک جلد کم و بیش 10 ہزار احادیثِ کریمہ پر مشتمل ہے، اس کے مقدمہ میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت سے حدیث کے جو فوائد آپ نے حاصل کئے تھے انہیں ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: وَهٰذَا نَهْرٌ اَصْغَرُ مِنَ الْبَحْرِ الْاَكْبَرِ مِنْ بِحَارِ عُلُوْمِ سَيِّدِيْ وَشَيْخِيْ نَفَعَنَا بِبَرَكَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی یہ میرے سردار و شیخ کے علوم کے سمندروں سے ایک بڑے سمندر کی چھوٹی سی نہر ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان کی برکتیں دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔

100 سے زائد کتب کے مصنف، عظیم محدّث حضرتِ علّامہ حافظ سیّد عبدُالحی الکتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی معروف تصنیف فہرسُ الفہارس میں امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے یہ القابات ذکر کئے ہیں: الفقیہُ المُسْنِدُ الصوفی الشّہاب (فہرس الفہارس والاثبات، 1 / 86) ان القابات سے حافظ کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا بلند مقام واضح ہوتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت فقہ و حدیث کے بھی امام ہیں اور صاحبِ عمل صوفی بھی ہیں۔

انتہائی اختصار کے ساتھ کچھ باتیں ذکر کی گئی ہیں ورنہ امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا فنِ حدیث میں مقام و مہارت بیان کرنے کے لئے ضخیم جلدیں درکار ہیں۔

بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں علمائے کرام موجود ہیں، دنیا کی مشینوں کی ایجاد (Invention) کا تذکرہ ہو رہا ہے، اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: **بِفَضْلِہٖ تعالیٰ بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فقیر کو ایسی مشین عطا ہوئی جس میں کسی بھی علم کا سوال کسی زبان میں ڈال دیجئے چند منٹ کے بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے۔** (خلیفۂ اعلیٰ حضرت) مولانا ہدایت رسول صاحب نے عرض کی: حضور! وہ مشین مجھے بھی دکھائیے، فرمایا: پھر کبھی دیکھ لیجئے گا۔ لیکن انہوں نے اِصرار کیا تو اعلیٰ حضرت نے اپنے کُرتے کے بٹن کھول کر سینۂ انور کی زیارت کروائی اور فرمایا: یہ ہے وہ مشین جس کا فقیر نے کہا۔ شاہ ہدایت رسول صاحب آپ کے سینۂ پُرنور کو چومتے اور کہتے جاتے: صَدَقْتَ یَاوَارِثَ عُلُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَیَانَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی اے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عُلوم کے وارث اور اُن کے نائب! آپ نے سچ کہا۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص78 ملخصاً)

اعلیٰ حضرت کے سائنسی افکار و تحقیقات

آصف اقبال عطاری مدنی*

20ویں صدی کی عبقری شخصیت، زبردست مفکرِ اسلام (Great Islamic Thinker) اور سائنسی علوم کے ماہر امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا یہ فرمانا کہ ”کسی بھی علم کا سوال جس زبان میں ہو چند منٹ میں صحیح جواب مل جائے گا“ یقیناً آپ پر فضلِ خدا اور عنایتِ مصطفٰے ہے اور یہ مُبالغہ یا محض زبانی دعویٰ نہیں بلکہ یہ ایسی حقیقت ہے جس کی دلیل آپ کی لکھی ہوئی ایک ہزار تحقیقی کتب ہیں جن میں صرف علمِ حدیث میں 240 کتابیں، علمِ فقہ میں 90 سے زائد اور سائنسی علوم میں 100 سے زیادہ کتب ہیں اور سائنسی علوم پر اس قدر کتابیں آپ کے عظیم سائنسدان ہونے کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہیں، زیرِ نظر مضمون میں اسی حوالے سے ایک مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

چودھویں صدی عیسوی کے بعد والے زمانے کو عہدِ جدید (Modern Age) سے تعبیر کیا جاتا ہے، مغربی دنیا اِسی دور میں علم و فن سے آشنا ہوئی جبکہ مسلمان سائنسدان اس سے کئی صدیاں پہلے ہر طرح کے علوم سے نہ صرف آراستہ تھے بلکہ کائنات (Universe) کے بہت سے سَربستہ راز کھول چکے تھے، خیر وقت کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے سائنٹسٹ پیدا ہوئے اور ایک آدھ نظریہ (Theory) یا کسی ایجاد کا سہرا اپنے سر سجاتے رہے پھر ربِّ کریم نے مسلمانوں میں امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کو پیدا فرمایا جن کی پرورش خالص دینی ماحول میں ہوئی اور آپ نے دین ہی کو اپنا نصبُ العین بنایا مگر آپ اسلامیات کی جملہ شاخوں پر عُبور کے ساتھ ساتھ حیاتیات

*شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

(Biology) حیوانیات (Zoology) نباتات (Botany) جغرافیہ (Geography) طبقات الارض (Geology) ہیئت (Astronomy) ارثماطیقی (Arithmetic) شماریات (Statistics) ریاضی (Mathematics) لوگارثم (Logarithm) اُقلیدس (Geometry) طبیعیات (Physics) کیمیا (Chemistry) صوتیات (Acoustics) اشعیات (Radiology) مناظرومرایا (Optics) توقیت موسمیات (Metrology) موجودات (Natural Science) وغیرہ سائنسی علوم پر بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سائنسی تحقیقات سے پہلے آپ کا سائنس کے متعلق نظریہ پڑھ لیجئے، چنانچہ زمین ساکن ہونے کے متعلق اپنے رسالے "نُزُولِ آیاتِ فُرقان بِسُکُونِ زَمِین و آسمان" میں فرماتے ہیں: سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نُصُوص میں تاویلات دُوراز کار (یعنی بے سروپا اور لاتعلق تاویلات) کر کے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو مَعَاذَ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائلِ سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اِثبات ہو، سائنس کا اِبطال و اِسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/227)

اب آتے ہیں اُن تحقیقات کی جانب جن میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک طرف اسلامی نظریہ اور احکام شریعت کی توضیح و تشریح فرمائی اور دوسری طرف قوانینِ سائنس کا تجزیہ فرمایا۔ مُوافقِ اسلام قوانین کو توثیق و تائید کے طور پر لیا اور خلافِ اسلام سائنسی نظریات کا قرآن وسنّت کے ساتھ ساتھ خود سائنسی قواعد وضوابط کے ذریعے ردّ و اِبطال فرمایا اور دورِ جدید کے بعض سائنسی اَفکار کو عقلی ونقلی دلائل و براہین کی روشنی میں باطل قرار دیا چنانچہ

1338 ہجری میں حرکتِ زمین کے متعلق عقلی وسائنسی دلائل پر مشتمل کتاب "فَوزِ مُبِین دَر رَدِّ حَرکَتِ زَمِین" تحریر فرمائی جو ایک مقدمہ، چار فصلوں اور ایک خاتمہ پر مُحِیط ہے، اس میں زمین کے ساکن ہونے پر 105 دلیلیں قائم کیں، خود فرماتے ہیں: فصلِ اوّل میں نافریت پر بحث اور اُس سے اِبطالِ حرکتِ زمین پر بارہ دلیلیں۔ فصلِ دوم میں جاذبیت پر کلام اور اس سے بُطلانِ حرکتِ زمین پر پچاس دلیلیں۔ فصلِ سوم میں خود حرکتِ زمین کے اِبطال پر اور تینتالیس دلیلیں۔ بِحَمدہٖ تعالیٰ بُطلانِ حرکتِ زمین پر ایک سو پانچ دلیلیں ہوئیں جن میں پندرہ اگلی کتابوں کی ہیں جن کی ہم نے اِصلاح و تصحیح کی اور پورے نوّے دلائل نہایت روشن و کامل بِفَضلِہٖ تعالیٰ خاص ہمارے ایجاد ہیں۔ فصلِ چہارم میں ان شبہات کا رد جو ہیأتِ جدیدہ اثباتِ حرکتِ زمین میں پیش کرتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/245)
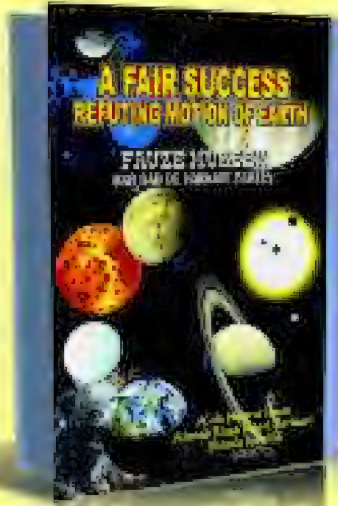
آپ کی سائنسی تحقیقات پر کوئی اور تصنیف نہ بھی ہوتی تو 139 صفحات پر پھیلی ہوئی یہی ایک کتاب آپ کے عظیم سائنسدان (Great scientist) ہونے کی کافی ووافی دلیل تھی۔ سائنس کا کوئی پروفیسر جب یہ کتاب دیکھے گا تو امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سائنسی تحقیقات اور علومِ جدیدہ میں گہرائی وگیرائی پر رشک کرے گا اور سائنس کا اسٹوڈنٹ اسے پڑھے گا تو حیران وششدر رہ جائے گا کہ چٹائی پر بیٹھ کر لوگوں کی شرعی راہنمائی کرنے والی یہ بزرگ ہستی قدیم وجدید تمام سائنسی علوم وفنون میں بھی کامل مہارت رکھتی تھی۔ انگریزی میں اس کتاب کا ترجمہ: "A Fair Success Refuting Motion of Earth" کے نام سے ہو چکا ہے۔

اکتوبر 1919عیسوی میں ایک امریکی سائنٹسٹ البرٹ ایف۔ پورٹا نے پیشین گوئی کی کہ ”بعض سیاروں کے اجتماع سے 17 دسمبر کو طوفان، بجلیاں، سخت بارش اور بڑے زلزلے ہوں گے۔“ جب یہ ہولناک پیشین گوئی اعلیٰ حضرت کے سامنے پہنچی تو آپ نے اس کی تردید میں ایک رسالہ بنام ”مُعِینِ مُبِین بَہرِ دَورِ شمس و سُکُونِ زمین“ لکھا جس میں 17 دلیلوں سے اس پیشین گوئی کا رد فرمایا جس میں 16 دلائل جدید سائنس سے دیئے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں: بیانِ مُنَجِّم (امریکی سائنٹسٹ) پر اور مُواخذات بھی ہیں مگر 17 دسمبر کے لئے 17 پر ہی اِکتفا کریں۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/ 242 ملخصاً)

علمِ ارضیات (Geology) کی ایک شاخ علمِ اَحْجار (Petrology) بھی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیولوجی (Geology) کی دیگر اَصناف کی طرح علم الاَحجار پر بھی عبور رکھتے تھے۔ آپ سے تیمم کے متعلق مسئلہ دریافت کیا گیا کہ کس شے سے تیمم جائز ہے اور کس سے نہیں؟ چونکہ اس کا تعلق مٹی سے ہے اور مٹی کا تعلق علم ارضیات (Geology) سے ہے۔ جب آپ نے اس حوالے سے قلم اُٹھایا تو تحقیق کے دریا بہا دیئے۔ چنانچہ مٹی اور پتھر کی جن اقسام سے تیمم جائز ہے اگلے فقہائے کرام کی سینکڑوں کُتُب میں ان کی اقسام کی کل تعداد 84 تک پہنچتی ہے اور یہ ہزاروں علما کی صدہا سالوں کی محنت کا نتیجہ ہے مگر امامُ الفُقہا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمُ الاَحجار میں مہارت دیکھئے کہ آپ نے تحقیق سے اس تعداد پر 107 اقسام کا اضافہ کردیا۔ یوں ہی جن اقسام سے تیمم ناجائز ہے فقہائے اُمت کی تحقیقات سے اُن کی تعداد 58 تک پہنچتی ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اقسام پر 72 قسموں کا اضافہ فرما دیا۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 3 میں شامل کتاب ”اَلْمَطَرُ السَّعِیْد عَلٰی نَبْتِ جِنْسِ الصَّعِیْد“ کا مطالعہ فرمایئے۔

پانی کے رنگ کے متعلق سائنسدانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، کسی نے کہا: پانی کا کوئی رنگ نہیں۔ کسی نے پانی کو سفید کہا تو کسی نے اس کا رنگ سیاہ قرار دیا مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تینوں آرا کا عقلی و نقلی دلائل سے رَد کرتے ہوئے شرعی اور سائنسی دلائل سے پانی کے رنگ کو ”ہلکا سیاہی مائل“ ثابت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 3/ 235تا245 ملخصاً)
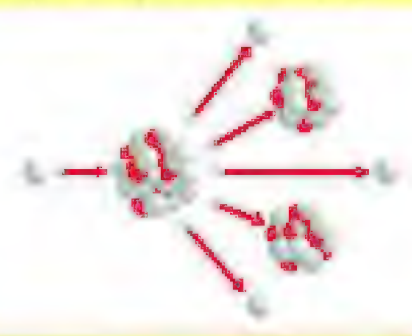
طبیعیات (Physics) کے موضوع ”Acoustics“ اور نظریۂ تَمَوُّج (Wave Theory) یعنی ماڈرن کمیونیکیشن سسٹم کی بات کی جائے تو اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ”اَلْکَشْفُ شَافِیًا حُکْمُ فُونُو جِرَافِیَا“ علمِ صوتیات کے ماہرین کو دعوتِ فکر دیتی ہے۔ ایٹم کے اِنْشِقاق (Nuclear Fission) کی بات ہو تو آپ نے اپنی کتاب ”اَلْکَلِمَۃُ الْمُلْھَمَۃ فِی الْحِکْمَۃِ الْمُحْکَمَۃ“ میں بڑی تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ میڈیکل سائنس (Medical Science) کے تعلق سے نظر دوڑائیں تو آپ کی کتب، رسائل اور فتاویٰ میں جابجا طِبّی اصطلاحات، طِبّی اصول و قوانین اور بیش بہا طِبّی معلومات ملتی ہیں بالخصوص آپ کا رسالہ ”تَیْسِیْرُ الْمَاعُوْن لِلسَّکَنِ فِی الطَّاعُوْن“ جو بظاہر مرضِ طاعون کے بارے میں شرعی احکام پر مبنی ہے مگر مطالعہ کرنے والوں پر واضح

کردیتا ہے کہ آپ میڈیکل سائنس کے بھی ایکسپرٹ ہیں اور آپ ہی وہ پہلے مسلمان سائنٹسٹ ہیں جنہوں نے 1896 عیسوی میں اپنی کتاب "اَلصَّمْصَام عَلٰی مُشَکِّکٍ فِیْ اٰیَةِ عُلُوْمِ الْاَرْحَام" میں الٹرا ساؤنڈ مشین کا فارمولا بیان فرمایا ہے۔ علمِ فلکیات (Astronomy) میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ رات میں تارے دیکھ کر اور دن کو سورج دیکھ کر گھڑی ملالیا کرتے تھے۔

الغرض تحقیقِ مرجان (Coral) ہو یا تحقیقِ اہرامِ مصر یا پھر زلزلہ (Earthquake) کی تحقیق، نظریۂ مد و جزر (High tides and Low tides) ہو یا نظریۂ کششِ ثقل، الجبرا و ریاضی کی گتھیاں ہوں یا سائنس کے دیگر جدید و قدیم مسائل، ہمیں کتبِ اعلیٰ حضرت میں جگہ جگہ ان کے متعلق تحقیقات نظر آتی ہیں کیونکہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے آپ متعلقہ مسئلے کی تحقیق نہ صرف قراٰن و سنّت اور عباراتِ فقہا سے فرماتے بلکہ اُسے دُنیاوی و سائنسی علوم نیز مشاہدات و تجربات کی روشنی میں بھی پَرکھتے تھے۔ مگر یاد رہے کہ آپ نے اپنے سائنسی افکار اور تحقیقات کی بنیاد قراٰن و سنّت پر رکھی ہے کیونکہ آپ کا نظریہ و عقیدہ یہ ہے کہ **"سائنس کو قراٰن و سنّت کی روشنی میں پرکھا جائے نہ کہ قراٰن و سنّت کو سائنس کی روشنی میں جانچا جائے۔"**

سائنس کو قراٰن و سنّت کی روشنی میں پرکھا جائے نہ کہ قراٰن و سنّت کو سائنس کی روشنی میں جانچا جائے۔

خاص بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سائنسی علوم پر تحقیقات کرتے وقت ابتداء انتہا یا جہاں مناسب سمجھتے ہیں مطالعہ کرنے والوں کو یہ عقیدہ ضرور سمجھاتے ہیں کہ سائنسی قوانین اپنی جگہ مگر اصل قدرت و طاقت اللہ پاک کی ہے، وہ ہی سب پر غالب اور سب کا خالق و مالک ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر پانی کے رنگ کی تحقیق کرتے ہوئے قدرتِ باری تعالیٰ پر اپنے ایمان و یقین کا اظہار ان لفظوں سے فرماتے ہیں: مذکورہ بالا دلیل فلاسفہ کے مذہب کے مطابق ہے اگر مان لیں تو فبہا ورنہ ہماری ایمانی دلیل یہ ہے کہ نگاہیں اور تمام چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ایک اندھا تاریک رات میں سیاہ چیونٹی کی آنکھ کو دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو دن کی روشنی میں فلک بوس پہاڑ سے نیلگوں آسمان کو بھی نہیں دیکھا جاسکتا چونکہ اس نے چاہا کہ اجزاء انفرادی طور پر نظر نہ آئیں اور جب وہ مجتمع ہو جائیں تو نظر آنے لگیں لہٰذا جیسا اس نے چاہا ویسا ہی واقع ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، 2/174)

اور آخری بات یہ کہ جہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ دیکھا کہ کسی دنیاوی و سائنسی علم کی وجہ سے بنیادی اسلامی عقیدے پر زد پڑتی ہے، وہ علم خلافِ اسلام ہے، پڑھنے والے کے ذہن میں لادینیت پیدا ہو جائے گی اور ایمان متزلزل ہو گا تو آپ نے بلا تردُّد اِس کے خلاف حکمِ شریعت صادر فرمایا اور اُس کے پڑھنے سے مُمانعت فرمائی۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 706 ملاحظہ فرمائیے۔ پیشِ نظر مضمون میں امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے سائنسی اَفکار و تحقیقات کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے جو صرف ایک جھلک ہے لہٰذا جسے آپ کے سائنسی علوم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھنا ہو اور ان علوم کی فلک بوس چوٹیوں کا نظارہ کرنا ہو وہ آپ کی سائنس اور جدید علوم پر مشتمل کتب و رسائل کا مطالعہ کرے۔

اللہ کریم کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بیعت وارشاد اور اجازت وخلافت

خرم شہزاد عطاری مدنی*

بَیْعَتِ اِرادت یہ ہے کہ مرید اپنے ارادہ واختیار ختم کرکے خود کو شیخ ومرشد ہادیٔ برحق کے بالکل سپرد کردے، اسے مُطْلَقاً اپنا حاکم ومُتَصرِّف جانے، اس کے چلانے پر راہِ سُلوک چلے، کوئی قدم بغیر اُس کی مَرضی کے نہ رکھے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص140)

بیعت کرنا سُنّتِ صحابہ ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے چنانچہ صُلحِ حُدَیْبِیہ کے مَوقع پر سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہِمُ الرِّضوان سے بیعت لی جس کو اللہ پاک نے قراٰنِ مجید میں ذِکر فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (پ26، الفتح:10) اس آیت کی تفسیر میں حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنّتِ صحابہ ہے، خواہ بیعتِ اسلام ہو یا بیعتِ تقویٰ یا بیعتِ توبہ یا بیعتِ اعمال وغیرہ۔

(نورالعرفان، پ26، الفتح، تحت الآیۃ:10)

حضرتِ سیّدنا جَرِیر بن عبدُ اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (بخاری،1/35، حدیث:57) موجودہ دور میں بھی جب بیعت کی جاتی ہے تو پیر صاحب توبہ کرواکر گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کا عہد لیتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیعت کا یہ سلسلہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانۂ اقدس سے لے کر آج تک جاری ہے حتّٰی کہ بڑے بڑے جلیلُ القدر ائمہ وعُلَما بھی اپنے اپنے دور کے مَشائخ کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے ہیں۔ یہاں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی بیعت وخلافت اور اجازت کا مُختصر ذِکر کیا جاتا ہے۔

بیعت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 5 جُمادَی الاُولیٰ 1294ھ کو مارہرہ مُطَہَّرہ میں

مزار شریف حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول علیہ رحمۃ اللہ الغفور

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ صحابیات وصالحات، المدینۃ العلمیہ، سردار آباد (فیصل آباد)

تاجدارِ مارہرہ حضرت سیّدنا شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل فرمایا۔

(جواہر البیان، تعارف مؤلف، ص (ملخصا)

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے والدِ ماجد رَئِیسُ الْمُتَکَلِّمِین مفتی نَقی علی خان اور تاجُ الفُحول حضرت علامہ عبدُ القادر بدایُونی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے ساتھ مارہرہ شریف حاضِر ہوئے۔ مارہرہ پہنچ کر پہلے ایک سَرائے میں ٹھہرے اور وہاں غُسل کر کے کپڑے تبدیل فرما کر خانقاہِ بَرکاتیہ میں حاضر ہوئے۔ ظہر کے وَقْت حضرت مولانا عبدُ القادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رَئِیسُ الْمُتَکَلِّمِین مفتی نَقی علی خان اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کو لے کر تاجدارِ مارہرہ حضرت سیّدنا شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمتِ اَقْدَس میں حاضِر ہوئے اور حضرت سیّدنا شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں داخِل فرمایا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 78 ملخصا)

اہلِ نظر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد اس بیعت کے چند روز پہلے سے یوں نظر آتے تھے جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں اور جب یہ دونوں حضرات حاضِرِ خدمت ہوئے تو بَشّاش (خوش) ہو کر فرمایا: تشریف لائیے، آپ کا تو بڑا انتِظار تھا۔ (سیرتِ امام احمد رضا، ص 4)

خلافت اَللّٰہُ اَکْبَر! یہ حضرات کیسا روشن اور پاکیزہ دل لے کر حاضِر ہوئے تھے کہ بیعت فرمانے کے ساتھ ہی مُرشدِ بَرحَق حضرت سیّدنا شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تمام سَلاسِل میں خلافت واجازت اور سندِ حدیث بھی عطا فرمادی۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 49)

انہیں ریاضت ومُجاہدہ کی کیا ضرورت خاتِمُ الْاَکابِر حضرت سیّد شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان بزرگوں میں سے تھے جو اپنے مُریدین وطالبین کو ریاضت ومُجاہدہ کی بڑی سخت منزلوں سے گزارتے، ان کے دلوں کو خوب پاکیزہ اور ستھرا کرتے پھر جب انہیں اس قابل دیکھتے تو خلافت واجازت سے سَرفَراز فرماتے مگر اعلیٰ حضرت اور آپ کے والدِ گرامی کو بیعت فرمانے کے ساتھ ہی خلافت واجازت بھی دے دی، یہ اس بارگاہ کا عجیب واقعہ تھا جس پر آپ ہی کے پوتے اور خلیفۂ باکمال حضرت سیّدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عرض کی: حُضُور! آپ کے یہاں تو بڑی ریاضت ومُجاہدہ کے بعد خلافت دی جاتی ہے ان کو ابھی کیسے دے دی گئی؟ فرمایا: دوسرے لوگ مَیلا کچیلا زنگ آلود دل لے کر آتے ہیں اس کے تزکیہ کے لئے ریاضت ومُجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے، یہ مُصَفّٰی ومُزَکّٰی قلب لے کر آئے، انہیں ریاضت ومُجاہدہ کی کیا ضرورت تھی؟ صرف اِتّصالِ نسبت کی حاجت تھی جو بیعت کے ساتھ ہی حاصل ہو گیا، مزید فرمایا: مجھے بڑی فِکر تھی کہ بَروزِ حَشر اگر اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن نے سوال فرمایا کہ آلِ رسول! تُو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں کیا پیش کروں گا مگر خدا کا شکر ہے کہ آج وہ فِکر دُور ہو گئی۔ اس وَقْت میں احمد رضا کو پیش کروں گا۔ (سالنامہ معارفِ رضا 1989ء، ص 164)

بیعت کی اجازت کے تیرہ طُرُق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اگرچہ سب لوگوں کو طریقۂ عالیہ قادریہ جدیدہ میں بیعت کیا کرتے تھے مگر آپ علیہ الرحمہ کو درج ذیل 13 طریقوں میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔

(1) **سلسلۂ عالیہ قادریہ جدیدہ سلسلۃُ الذّہب** یہ سلسلہ حضور نورِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تک 38 واسطوں سے پہنچا ہے۔ (2) **سلسلۂ قادریہ آبائیہ قدیمہ** یہ سلسلہ حضور نورِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تک 34 واسطوں سے پہنچا ہے (3) **سلسلۂ قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ** اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ تک 24 واسطہ ہیں (4) **سلسلۂ قادریہ رزاقیہ انواریہ** (5) **سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ** (6) **سلسلۂ عالیہ چشتیہ قدیمہ** یہ سلسلہ حضور نورِ عالم صلَّی اللہ

تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک 37 واسطوں سے پہنچا ہے **(7)سلسلۂ عالیہ چشتیہ جدیدہ (8)سلسلۂ عالیہ سُہروَردیہ قدیمہ** یہ سلسلہ حضور نورِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک 33واسطوں سے پہنچا ہے۔ **(9)سلسلۂ عالیہ سہروردیہ جدیدہ(10) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ صدیقیہ** یہ سلسلہ حضور نورِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک 32 واسطوں سے پہنچا ہے۔ **(11)سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ عَلَوِیّہ صِدّیقیہ** یہ سلسلہ حضور نورِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک 33 واسطوں سے پہنچا ہے۔ **(12)سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ** یہ سلسلہ حضور نورِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک 21 واسطوں سے پہنچا ہے **(13)سلسلۂ عالیہ عَلَوِیّہ منامیہ** مولانا محمد ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں کہ طریقہ منامیہ سب طریقوں میں سب سے زیادہ قریب سے قریب تَر ہے کیونکہ اس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ اور حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت،3/61تا81)

مُرشِدِ بَرحق حضرت سیِّدنا شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وَلی عَہد سے یہ بھی فرمایا: دیکھو! اب ہماری اور ہمارے خاندان کے اکابِر کی جو کتابیں شائع ہوں ان دونوں عالموں (یعنی مولانا عبد القادر بدایونی اور مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کو دِکھالی جائیں اور یہ جیسے اِصلاح کریں قبول کی جائے پھر اشاعت ہو۔ (سالنامہ معارف رضا 1989ء، ص165)

پیشانی میں اللہ کا نور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے دَور کے اور بھی اکابر عُلَما ومَشائخ سے اجازت و خلافت حاصل ہے جن میں سے ایک نام امامِ شافعیہ حضرت شیخ حسین بن صالح جمل اللّیل کا بھی ہے چنانچہ 1295ھ میں جب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والِدِ ماجد رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حَرَمینِ شریفین حاضر ہوئے تو ایک دن نمازِ مغرب مقامِ ابراہیم میں ادا کی۔ بعدِ نماز امامِ شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے بلا تعارُفِ سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰهِ فِیْ هٰذَا الْجَبِیْن بے شک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں اور صِحاحِ سِتّہ اور سلسلۂ قادِرِیّہ کی اِجازت اپنے دَستِ مُبارَک سے لکھ کر عِنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاءُالدّین احمد ہے۔ اس سَنَد کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط 11 واسطے ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت،1/89)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی پیرِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے مُرید بن جانا چاہئے کیونکہ پیر اپنے مرید کے لئے دین ودنیا کی بے شمار خیر وبرکت کا باعث ہوتا ہے۔ بیعت کی ضرورت و اَہمِیَّت کا اندازہ اعلیٰ حضرت کے اس فرمان سے لگائیے، آپ فرماتے ہیں: احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم صاحِبِ شفاعت ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُضُور وہ شفیع ہوں گے اور ان کے حُضُور عُلَماء واولیاء اپنے مُتوسِّلوں کی شفاعت کریں گے۔ مَشائخِ کرام دنیا ودین ونَزع وقبر وحَشر سب حالتوں میں اپنے مُریدین کی امداد فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ،21/464)

لہٰذا جو ابھی تک کسی بھی پیر صاحب سے مُرید نہیں ہوئے انہیں چاہئے کہ اَسلاف کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے کسی جامع شرائط پیر سے بیعت ضرور کرلیں۔ اس کے لئے ایک بہترین انتخاب عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذات گرامی کا بھی ہوسکتا ہے جن سے مُرید ہوکر لاکھوں عاشقانِ رسول کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوچکا ہے۔

مزار شریف حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول علیہ رحمۃ اللہ الغفور

کاشف شہزاد عطاری مدنی

اعلیٰ حضرت ایک مریدِ کامل

ایک بار اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا تاج الفحول حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے ساتھ ایک علمی مسئلے میں اختلافِ رائے ہو گیا، دونوں حضرات نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ آخر کار مولانا عبدالقادر بدایونی نے اعلیٰ حضرت کے دادا پیر حضور سیّدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کتاب "آئینِ احمدی" کا حوالہ پیش کیا اور کتاب سے دکھایا۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: اگرچہ آپ کی بات مجھے دلیل سے سمجھ نہیں آتی لیکن چونکہ میرے مُرشدانِ عظام یہ فرماتے ہیں اس لئے ان کے فرمانے پر میں اس بات کو بغیر دلیل تسلیم کرتا ہوں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/104ملخصاً)

نامہ سے رضا کے اب مِٹ جاؤ بُرے کامو
دیکھو مِرے پلّہ پر وہ اچھے میاں آیا
بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

(حدائقِ بخشش، ص49)

کامل مرید کون؟ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک کامل مُرید وہ ہوتا ہے جو دِل و جان سے نہ صرف اپنے جامع شرائط پیر و مرشد بلکہ ان کی آل و اولاد سمیت تمام متعلقین سے محبت کرے۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالعزیز دبّاغ علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: مرید پیر کی مَحبّت ملنے سے کامل نہیں ہوتی کیونکہ مرشد تو سب مُریدوں پر یکساں شفقت فرماتے ہیں بلکہ یہ مرید کی مرشد سے مَحبّت ہوتی ہے جو اُسے کامل کے درجے پر پہنچاتی ہے۔

(الابریز، 2/77)

اعلیٰ حضرت بطورِ مرید کامل اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت علیہ رحمۃ ربّ العزت 5 جُمادَی الاُولیٰ 1294ھ کو تقریباً 22 سال 7 ماہ کی عُمر میں خاتَمُ الاکابِر حضرت سیّدنا شاہ آلِ رسول علیہ رحمۃ اللہ الغفور سے بَیْعَت ہوئے اور اسی مجلس میں پیر و مرشد نے تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت عطا فرما کر خلیفۂ مُجاز بنا دیا اور تمام سلسلوں میں بیعت لینے کی اجازت عطا فرمائی۔ جب کسی نے اس کی حکمت دریافت کی تو ارشاد فرمایا: دیگر لوگ مَیلا کُچیلا زنگ آلود دل لے کر آتے ہیں جس کی صفائی کے لئے انہیں ریاضت و مُجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مُصَفّٰی و مُزَکّٰی قلب لے کر آئے تھے اور انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی جو ہم نے دے دی۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/78، خصوصی شمارہ ماہی افکارِ رضا، ص22)

گویا پیر و مُرشد کی دُور بین نگاہوں نے فوراً ملاحظہ فرمالیا کہ اعلیٰ حضرت ایک مرید کامل ہیں اس لئے آپ کو پہلی ہی ملاقات میں وہ کچھ عطا کر دیا گیا جو دیگر حضرات طویل ریاضات و

مُجاہدات کے بعد حاصل کرتے ہیں۔

کوئی آیا پا کے چلا گیا، کوئی عُمر بھر بھی نہ پاسکا
مرے مولیٰ تجھ سے گلہ نہیں، یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے

پیر خانے سے محبت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پیر و مرشد اور اُن کے مُتعلّقِین سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ آپ کی مختلف تحریروں اور اَشعار سے بخُوبی ہوتا ہے۔ ایک قول کے مُطابق اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ نے خاندانِ بَرَکات کے بزرگوں کی شان میں 265 اَشعار کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ (عرفانِ رضا در مدحِ مصطفےٰ، 2 / 483)

پیر و مرشد کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت کا نذرانۂ عقیدت

اعلیٰ حضرت نے فارسی زبان میں اپنے پیر و مرشد کی 42 اشعار پر مشتمل مَنقبت تحریر فرمائی جس کا مَطلَع (پہلا شعر) یہ ہے:

خُوشا دِلے کہ دِہندش وِلائے آلِ رسول
خُوشا سرے کہ کُنندش فدائے آلِ رسول

(حدائقِ بخشش، ص289)

سلامِ رضا میں ان کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

نورِ جانِ عِطرِ مجموعہ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

پیر و مرشد تک رہنمائی کرنے والی شخصیت سے محبت تاجُ الفحول مُحبُّ الرسول مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے شاہ آلِ رسول کا تعارُف کروا کر اعلیٰ حضرت کو ان سے بَیعت ہونے کی ترغیب دلائی اور خود ان کے پاس لے کر گئے۔ اعلیٰ حضرت اس بات پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے پیر و مُرشِد کا تعارُف کچھ یوں کرواتے ہیں:

تیری نعمت کا شکر کیا کیجے	تجھ سے کیا کیا ملا محبِّ رسول
اور تو اور شیخ تجھ سے ملا	اس سے بڑھ کر ہے کیا محبِّ رسول
شیخ بھی وہ کہ جس کے در کی خاک	چشمِ جاں کی جِلا محبِّ رسول
شیخ بھی وہ کہ ایک جھلک میں کرے	شب کو شمس الضحیٰ محبِّ رسول
شیخ بھی وہ کہ جس کی ایک نگاہ	دو جہاں کا بھلا محبِّ رسول
شیخ بھی وہ کہ جس کے نام کا وِرد	دردِ دل کی دوا محبِّ رسول
شیخ بھی کون حضرت آلِ رسول	خاتم الاولیاء محبِّ رسول
اس کے در تک رسائی تجھ سے ملی	تو ہوا رہنما محبِّ رسول
مجھ پہ واجب ہے تیرا شکرِ نِعَم	مجھ پہ لازم دعا محبِّ رسول

(حدائقِ بخشش، ص475)

سالانہ بیانات اپنی عِلمی اور دِینی مصروفیات کی بنا پر اعلیٰ حضرت عُموماً وعظ و تقریر سے اِجتناب فرماتے تھے البتّہ سال میں تین مَواقع ایسے تھے جب آپ باقاعدہ اِہتمام کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے، ان میں سے ایک بیان 18 ذُوالحجۃ الحرام کو اپنے پیر و مُرشِد شاہ آلِ رسول مارہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے سالانہ عُرس کے موقع پر فرمایا کرتے تھے۔
(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 312 ملخصاً)

پار بیڑا لگائے آلِ رسول
ڈوبے بِجڑے ترائے آلِ رسول

پیر و مرشد کا اعلیٰ حضرت پر اعتماد اعلیٰ حضرت ایک ایسے مرید کامل تھے جن پر پیر و مرشد کو نا صرف ناز تھا بلکہ وہ آپ پر مکمل اِعتماد بھی فرماتے تھے، چنانچہ انہوں نے ارشاد فرمایا: میری اور میرے مَشائخ کی تمام تصانیف مطبوعہ یا غیر مطبوعہ جب تک مولانا احمد رضا کو نہ دکھائی جائیں شائع نہ کی جائیں۔ جس کو یہ بتائیں چھپے وہ چھاپی جائے، جس کو منع کر دیں وہ ہرگز نہ چھاپی جائے۔ جو عبارت یہ بڑھا دیں وہ میرے اور میرے مَشائخ کی جانب سے بڑھی ہوئی سمجھی جائے اور جس عبارت کو کاٹ دیں وہ کٹی ہوئی سمجھی جائے۔ بارگاہِ نبوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے یہ اِختیارات ان کو عطا ہوئے ہیں۔

(تجلیاتِ امام احمد رضا، ص37)

ٹھوکروں پہ نہ ڈال غیروں کی
ہم ہیں قدموں میں آئے آلِ رسول

دادا پیر سے محبت اعلیٰ حضرت کو اپنے دادا پیر یعنی شاہ آل

رسول کے پیر و مرشد حضرت سیّدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کتنی عقیدت تھی اس کا اندازہ مضمون کے آغاز میں مذکور حکایت سے لگایا جاسکتا ہے۔ مشہورِ زمانہ سلام رضا میں فرماتے ہیں:

نام و کام و تن و جان و حال و مقام
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

پیر و مرشد کے جانشین سے محبت سراج السالکین حضرت سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد شاہ آلِ رسول کے پوتے اور جانشین تھے۔ اعلیٰ حضرت ان سے بہت محبّت فرماتے تھے۔ اپنے دونوں شہزادوں حُجّۃُ الاِسلام مولانا حامد رضا خان اور مُفتیِ اعظم ہند مولانا مُصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کو ان سے بیعت کروایا۔ 1297ھ میں جب وہ شاہ آلِ رسول کی جانشینی کی مسند پر فائز ہوئے تو ان کی ایک منقبت تحریر فرمائی جس کا مَطْلَع (پہلا شعر) یہ ہے:

بَرتر قیاس سے ہے مقامِ ابوالحسین
سِدرہ سے پوچھو رفعتِ بامِ ابوالحسین

(حدائقِ بخشش، ص115)

سلام رضا میں انہیں یوں خراجِ عقیدت پیش کیا:

زیبِ سجادہ سجاد نوری نہاد
احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام

شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی اعلیٰ حضرت سے محبت فرماتے تھے اور انہوں نے آپ کو **"چشم و چراغِ خاندانِ برکات"** کا لقب دیا۔ (قصیدتان رائعتان مترجم، ص9)

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

عمامہ عطا فرمایا 1315ھ میں حضرت سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی شان میں "مشرقستان قدس" کے تاریخی نام سے ایک قصیدہ مرتب فرمایا جس کا مَطْلَع (پہلا شعر) یہ ہے:

ماہ سیما ہے احمد نوری
مہر جلوہ ہے احمد نوری

حضرت کی سیادت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

سید الانبیا رسول اللہ
تیرا بابا ہے احمد نوری

جبکہ مَقْطَع (آخری شعر) میں فرمایا:

کیوں رضا تم مَلُول ہوتے ہو
ہاں تمہارا ہے احمد نوری

اس قصیدہ کو سن کر حضرت سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایک نہایت ہی نفیس مُعَطّر و مُعَنْبَر عمامہ عطا فرمایا اور اپنے دستِ اقدس سے آپ کے سر پر باندھا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/57)

پیر و مرشد کے پوتے کا اعزاز و اکرام حضرت پیر سید مہدی حسن مارہروی بھی حضرت سید شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پوتے تھے جو مارہرہ شریف کے سجادہ نشین بھی ہوئے۔ اعلیٰ حضرت ان کا بھی خوب اکرام فرماتے تھے۔ جب یہ بریلی شریف آتے تو اعلیٰ حضرت خود ان کے لئے کھانا لاتے اور ہاتھ دُھلاتے تھے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/105)

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مری سرکاروں کے

اللہ کریم سے دعا ہے کہ مریدِ کامل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے صدقے ہمیں بھی اپنے پیر و مرشد سے سچی مَحبّت کرنے اور خوب ان کا فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کی 10 کرامات

شہزاد عنبر عطاری مدنی*

ولی سے جو بات خلافِ عادت صادِر ہو اور وہ محالِ عادی ہو (یعنی عادۃً کرنا ممکن نہ ہو) اس کو کرامت کہتے ہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ:1، 1/58 ماخوذاً)

قراٰنِ مجید میں بھی کراماتِ اولیا کا ذِکر آیا ہے مثلاً حضرتِ سیّدُنا سُلیمان علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے وزیر سیّدُنا آصف بن بَرْخِیا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا پلک جھپکنے میں میلوں دور سے تختِ بلقیس حاضر کرنا، اُمِّ عیسیٰ حضرت سیّدَتُنا مریم رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ہاتھ مبارک لگنے سے ٹُنڈ مُنڈ تنے کا سرسبز کھجور بن کر پھلدار ہو جانا وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن مفسرِ قراٰن، محدث، فقیہ اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے ولی بھی تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی کئی کرامات ظاہر ہوئیں، مثلاً

(1) مرید کی حفاظت مولانا محمد سردار احمد صاحب جو امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے مرید تھے، ان کا بیان ہے کہ میں ملازمت کے سلسلے میں "نینی تال" تھا، ایک رات سویا تو خواب میں دیکھا کہ میرے کپڑے جل رہے ہیں اور آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت فرمارہے ہیں: سردار احمد! کپڑے بجھاؤ! فوراً آنکھ کھل گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی لحاف میں آگ لگی ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت قریب ہی موجود ہیں اور فرما رہے ہیں: "سردار احمد! آگ بجھا۔" مرشدِ کریم کی زیارت سے اچانک مشرف ہوا تو چاہا کہ پہلے قدم بوسی کا شرف حاصل کر لوں پھر آگ بجھاتا ہوں لیکن جیسے ہی میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی جانب بڑھا، آپ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ خیر میں نے آگ بجھائی، دیکھا تو لحاف چار انگل جل چکا تھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/882)

(2) ولیُّ اللہ کی خوشبو "تجلیاتِ امام احمد رضا" میں ہے: غالباً 1320ھ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ رحمۃ ربِّ العزت "بیسل پور" میں مولانا عرفان علی صاحب کے گھر تشریف لائے، آپ نے ان سے فرمایا: کیا اس بستی میں کسی ولیُّ اللہ کا مزار شریف ہے؟ عرض کی: یہاں تو کسی مشہور ولیُّ اللہ کا مزار میری نظر میں نہیں ہے۔ فرمایا: مجھے "ولیُّ اللہ" کی خوشبو آرہی ہے، میں ان کے مزار پر فاتحہ پڑھنے جاؤں گا۔ تب مولانا عرفان علی صاحب نے عرض کیا: اس بستی کے بالکل کنارے پر ایک قبر ہے، جنگلی علاقہ ہے، ایک کوٹھڑی بنی ہوئی ہے، اسی میں قبر شریف ہے۔ فرمایا: چلئے! پھر اعلیٰ حضرت اس گمنام مزار پر تشریف لے گئے، آپ نے اس کوٹھڑی کے اندر جا کر دروازہ بند کر لیا اور تقریباً پون گھنٹے (45منٹ) تک اندر ہی رہے۔ سینکڑوں کا مجمع تھا۔ عینی شاہدوں، خصوصاً مولانا عرفان علی صاحب کا بیان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا دو شخص آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ باہر تشریف لائے تو چہرۂ مبارک پر جلال تھا، بارُعب آواز میں فرمایا: بیسلپور والو! تم اب تک تاریکی میں تھے، یہ اللہ کے زبردست ولی ہیں، غازیانِ اسلام سے ہیں، سہروردی سلسلے کے

ہیں، قبیلۂ انصار سے تعلق ہے، غازی کمال شاہ ان کا نام ہے، تمہیں لازم ہے کہ ان سے کسبِ فیض کرتے رہو اور ان کے مزار شریف کو عمدہ طور پر تعمیر کرو۔ اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت سے لوگوں کا ہجوم ہونے لگا اور ان ولی اللہ کی بارگاہ سے لوگ فیض پانے لگے، اب وہ اجاڑ جنگل نُما خطّہ تھوڑے ہی دنوں میں گلزار بن گیا۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص99)

(3) کشتی والوں کی امداد صدرُ الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک روز ہم اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سے حدیث شریف پڑھ رہے تھے، آپ خلافِ عادت مسند شریف سے اٹھے اور پندرہ منٹ کے بعد مُتَفَکِّر(کسی سوچ میں ڈوبے ہوئے) واپس تشریف لائے، آپ کے دونوں ہاتھ آستین سمیت تَریعنی گیلے تھے، مجھے حکم فرمایا: خشک کُرتہ لے آیئے! میں نے کُرتہ حاضر کیا، حضور نے پہنا اور ہم لوگوں کو درسِ حدیث دینے لگے۔ میرے دل میں یہ عجیب بات کھٹکی تو میں نے وہ دِن، تاریخ اور وقت لکھ لیا۔ ٹھیک گیارہ دِن بعد کچھ لوگ تحفے تحائف لے کر حاضر ہوئے۔ جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو میں نے ان سے حال پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہیں، اس وقت کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم فلاں تاریخ کو کشتی میں سوار تھے، ہوا تیز چلنے لگی اور موجیں زیادہ ہونے لگیں، یہاں تک کہ کشتی اُلٹ جانے اور ہمارے ڈوب جانے کا خطرہ ہوا۔ ہم نے اعلیٰ حضرت سے توسُّل کیا(یعنی آپ کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی) اور نذر مانی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کشتی کے نزدیک آیا اور کشتی کو پکڑ کر کنارے پر پہنچا دیا۔ یوں اعلیٰ حضرت کی برکت سے اللہ پاک نے ہمیں بچالیا۔ اسی سلسلے میں نذر پوری کرنے اور اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/996)

(4) بادل نے سایہ کیا خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسین میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں بریلی شریف حاضر ہوا، دو دن یہاں رکنے کے بعد معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے کسی مرید نے دعوت کی ہے، آپ ان کے گاؤں تشریف لے جائیں گے اور کچھ احباب بھی ساتھ ہوں گے۔ میں نے خیال کیا کہ سفر میں زیادہ صحبت میسر آئے گی، لہٰذا ساتھ چلنے کی اجازت لے لی۔ غالباً عصر کے قریب ٹرین وہاں پہنچی، اسٹیشن پر اتر کر نماز ادا کی گئی۔ اب ہم سب بَہل گاڑیوں میں سوار ہوئے اور اعلیٰ حضرت کو پالکی پیش کی گئی۔ گاؤں اسٹیشن سے چار یا پانچ میل دور تھا۔ دو دن وہاں قیام رہا، اس دوران قرب وجوار کے لوگ برابر زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ دو دِن کے بعد واپسی کا وقت آیا، روانگی کے لئے دوپہر دو بجے کا وقت مقرر ہوا۔ سب نے نمازِ ظہر ادا کی اور تانگوں میں سوار ہوئے، سخت گرمی اور شدید دھوپ تھی۔ مجھے تعجب تھا کہ اس قدر سخت گرمی اور دوپہر کا وقت اعلیٰ حضرت کی طبیعت کے موافق نہیں مگر اللہ پاک کی قدرت! ابھی پندرہ بیس قدم ہی چلے تھے کہ بادل آیا اور اسٹیشن تک برابر ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اسے دیکھ کر تعجب ہو رہا تھا اس لئے کہ موسم بادل کا نہیں تھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/994، ملخصاً)

(5) گھبراہٹ دور ہوجاتی مولانا سیِّد ایوب علی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ محمد علی خان صاحب پر قتل کے مقدمہ ہو گیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، بیعت کی اور دعا کی عرض کی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ آپ کو پھانسی نہیں ہوگی۔" اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ محمد علی خان صاحب چند دنوں جیل میں رہ کر رِہا ہوگئے۔ خود فرماتے ہیں: دورانِ قید ہر رات نمازِ عشا کے بعد بیداری میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت تشریف لاتے، میں دیکھتا تھا کہ اعلیٰ حضرت بیرونی حصّہ میں

چہل قدمی فرما رہے ہیں، اس سے مجھے تسکین ہوتی اور گھبراہٹ دور ہو جاتی تھی۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/926ملخصاً)

(6) درد کافُور ہوگیا 1912ء کی بات ہے، مولانا عرفان علی بیسلپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دردِ قُولَنْج (بڑی آنت کا درد) اُٹھا، تین دِن تڑپتے گزرے اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ ان دنوں آپ بریلی شریف میں زیرِ تعلیم تھے، فرماتے ہیں: تیسرے روز شیخِ طریقت، رہبرِ شریعت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے اپنے قدومِ مَیمَنَت لُزُوم (مبارک قدم رکھنے) سے میرے کمرے کو شرف بخشا اور درد کے مقام پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر دم فرمایا نیز اپنے دستِ پاک کی انگوٹھی نکال کر میری انگلی میں پہنا دی، اس کی برکت سے دو تین منٹ کے بعد ہی درد دُور ہو گیا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/887، ملخصاً)

(7) پھولوں کی خشک پتیاں ولیِ کامل، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت بَسا اوقات عشا کی نماز کے بعد پھولوں کا ہار کھول کر حاضرینِ مسجد میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ مولانا سیّد ایّوب علی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا کہنا ہے کہ اکثر مجھے بھی یہ مبارک تحفہ ملتا، میں ان پھولوں کو خشک کر کے محفوظ کر لیا کرتا تھا۔ جب تک یہ مبارک تحفہ میرے پاس رہا مجھے کسی دوا کی ضرورت پیش نہیں آئی، اگر دردِ سر ہوتا تو ان ہی خشک پھولوں کو پیس کر ماتھے پر لگا لیتا، نزلہ، زکام، کھانسی، بخار وغیرہ امراض میں انہیں پیس کر پی لیتا تو اللہ پاک کے کرم سے شِفا ملتی تھی۔ افسوس کہ اب وہ تبرک رفتہ رفتہ ختم ہو گیا ہے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/935، ملخصاً)

(8) پاگل پن کا انوکھا علاج 8 ربیعُ الآخر 1335ھ کو حضرت مولانا شاہ وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خانقاہ میں عرس شریف کے موقع پر ایک نوجوان دیوانے کو بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں پیش کیا گیا جو رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے رشتے داروں نے بیان کیا کہ یہ پاگل ہے، ہزاروں علاج کئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، پاگل خانے میں اس لئے داخل نہیں کیا کہ وہاں مریضوں کو بہت مارتے ہیں، اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، تمام گھر والے پریشان ہیں۔ ہم بڑی امید لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے تمام واقعات تَحَمُّل کے ساتھ سماعت فرمائے، پھر چند منٹ بغور اس دیوانے کی طرف دیکھتے رہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا شِفا بخش نگاہوں سے مرض کو کھینچ رہے ہیں۔ آپ کے نگاہ ملاتے ہی دیوانے کی پاگلوں والی حرکات میں افاقہ ہونا شروع ہو گیا، تھوڑی دیر میں وہ بے حس و حرکت ہو کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فرمایا: اب یہ ٹھیک ہیں، رسیاں کھول دو، گھر لے جاؤ اور روزانہ تھوڑے دودھ کے ساتھ ایک عدد مُنَقّٰی کھلا دیا کرو۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/978)

(9) سوال بھی بتائے جواب بھی ایک مرتبہ حافظ محمد حسین الدّین صاحب دِل میں بہت سارے سوالات سوچ کر بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے تاکہ ان کے جوابات حاصل کریں۔ اس سے پہلے کہ یہ سوالات کرتے، واقفِ اسرار، عاشقِ شہِ ابرار، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خود ہی سوالات ارشاد فرمائے اور جوابات بھی عطا فرما دیئے۔ یہ واضح کرامت دیکھ کر حافظ صاحب کو بہت تعجب ہوا اور سلسلۂ غلامی میں داخل ہو گئے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/967، ماخوذاً)

(10) پہلے جوتا سیدھا کرو! ایک مرتبہ ایک فقیر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مسجد میں ٹھہرے، انہیں کسی بات پر ناراضی ہوئی، اس قدر جلال میں آئے کہ کہنے لگے: "میں سوداگری محلے کو اُلٹ دوں گا" اعلیٰ حضرت نے یہ الفاظ سنے تو اپنا جوتا فقیر کی طرف پھینکا، جوتا اس کے سامنے اُلٹا گرا، فرمایا: "پہلے اسے سیدھا کرو! تب سوداگری محلے کو اُلٹئے گا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، کہتے تھے کہ فقیر نے اپنی تمام ہمت لگا دی مگر جوتا سیدھا نہ کر سکا، بالآخر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے جوتا پہنا اور مکان میں تشریف لے گئے، وہ فقیر بہت نادِم ہوا اور درِ دولت پر حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت کو معلوم ہوا تو آپ خود اس کے لئے کھانا لائے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/886، ملخصاً)

محمد بلال سعید عطاری مدنی*

فرامینِ مصطفےٰ پر یقینِ کامل

صحابیِ رسول حضرت سیّدُنا ابوسِنان دُؤلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت سیّدُنا عَمّار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کوئی مشروب منگوایا تو آپ کو دودھ پیش کیا گیا آپ نے اسے پی کر فرمایا: "اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان حق ہے، میں آج اپنے آقا و مَولیٰ حضرتِ سیّدُنا محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے صحابۂ کرام علیہم الرِّضوان سے جاملوں گا کیونکہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان کے مطابق میری زندگی کی آخری غذا دودھ ہے۔" (صفۃ الصفوۃ، 1/ 231، رقم:27)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ دین علیہم رحمۃ اللہ المبین کا اس بات پر یقینِ کامل ہوا کرتا تھا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی مبارک زبان سے جو فرمادیں وہی سچ ہے اب دنیا اِدھر کی اُدھر ہوسکتی ہے لیکن آقا کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان نہیں بدل سکتا۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت بھی انہی اولیائے کاملین کی صَف میں شامل ہوتے ہیں جن کو اپنے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین پر غیر مُتزلزل یقین تھا۔ آئیے فرامینِ مصطفےٰ پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے یقینِ کامل کی چند جھلکیاں مُلاحَظہ فرمایئے۔ چنانچہ

(1) ایک روز اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت بعد نمازِ ظہر باہر تشریف فرما ہوئے۔ ایک اور صاحب بھی حاضر تھے۔ ان سے ارشاد فرمایا کہ اِس بار مجھے 34 دن کامل بُخار (Fever) رہا، کسی وقت کم نہ ہوا، انہوں نے عرض کیا: سردی کا بخار بھی آتا تھا؟ اِس پر ارشاد فرمایا: "جاڑا، طاعون (Plague) اور وَبائی اَمراض جس قدر ہیں اور نابینائی، بَرَص، جُذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وعدہ ہے کہ یہ اَمراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے۔" (پھر فرمایا) اِس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو۔ بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی بخار و دردِ سر و دردِ کمر تو اکثر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اَعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہوتا تھا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص480 بتغیر)

(2) ایک مرتبہ کسی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اپنے گھر دعوت کی، وہاں جو کھانا پیش کیا گیا وہ آپ کی طبیعت کے مُوافِق نہ تھا بلکہ مُضِر (نقصان دہ) تھا لیکن آپ نے صاحبِ خانہ کی دل جوئی کیلئے یہ دعا پڑھ کر کھانا کھالیا: "بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" (اس دعا کی فضیلت میں ہے کہ کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے تو اگر کھانے میں زہر بھی ہوگا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اثر نہیں کریگا۔ (فردوس الاخبار بماثور الخطاب، 1/ 274، حدیث:1955))۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 124 ملخصا)

غور فرمائیں کہ کیا ہمارا بھی اپنے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین پر ایسا کامل یقین اور اعتقاد ہے۔ نیز اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میزبان (Host) ہمیں جو پیش کریں اسے قبول کرلیا کریں اس میں کسی قسم کا نقص نہ

* شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

نکالیں یہی بزرگوں کا انداز ہے۔

3 ایک مرتبہ جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حج کے لئے حجازِ مقدس حاضر ہوئے تو وہاں سخت علیل ہوئے مُحَرَّمُ الْحَرام کے آخری دنوں میں طبیعت بہتر ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خود فرماتے ہیں: وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں اُس میں نہایا، باہر نکلا ہوں کہ بادل دیکھا، حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا، مجھے حدیث یاد آئی کہ جو بارش برستے میں طواف کرے وہ رحمتِ الٰہی میں تیرتا ہے، (اس فضیلت کو پانے کے لئے) فوراً سنگِ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا، بخار پھر لوٹ آیا، ایک صاحب نے کہا: "ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی!" میں نے کہا: "حدیث ضعیف ہے مگر امید بِحَمْدِاللہ تعالٰی قوی ہے۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص209 ملخصاً)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عشق ہو تو ایسا کہ حدیثِ پاک کی فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے بارش ہی میں طواف شروع کردیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین نیکیوں کے کیسے حریص ہوا کرتے تھے کہ مشقّت اُٹھا کر بھی احادیثِ مُبارکہ کے فضائل حاصل کرنے کی کوشش فرماتے۔

4 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایک مرض (موتیا) پیش آیا، خود فرماتے ہیں: جمادی الاُولیٰ 1300ھ میں بعض اہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز عَلَی الْاِتِّصال (یعنی مسلسل) دیکھنا ہوا۔ گرمی کا موسم تھا، دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا، (عمر کا) اٹھائیسواں سال تھا، آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا، ایک روز شدتِ گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا، سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے داہنی آنکھ میں اُتر آئی، بائیں آنکھ بند کرکے داہنی سے دیکھا تو نظر آنے والی چیز کے درمیان میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا، اس کے نیچے شے کا جتنا حصّہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا، ان دنوں ہمارے ہاں ایک ماہر ڈاکٹر تھا، میرے استاد جناب غلام قادر بیگ صاحب نے اِصرار فرمایا کہ اُسے آنکھ دِکھائی جائے، علاج کرانے نہ کرانے کا اختیار ہے، ڈاکٹر نے بغور دیکھا اور کہا کہ کثرتِ کتاب بینی سے کچھ خشکی آگئی ہے، پندرہ دن کتاب نہ دیکھئے، اور مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی، مجھ سے مولوی حکیم سیّد اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی نے فرمایا: کہ مقدمہ نُزولِ آب ہے (یعنی پانی اترنے کے آثار ہیں) بیس برس بعد (خدانا کردہ) پانی اُتر آئے گا (یعنی موتیا کے مرض کی وجہ سے بینائی جاتی رہے گی)، میں نے توجُّہ نہ دی اور نُزولِ آب (یعنی موتیے کی بیماری) والے کو دیکھ کر حدیثِ نبوی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بیان کی گئی وہ دُعا پڑھ لی جسے کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھا جاتا ہے اور اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِرشادِ پاک پر مطمئن ہوگیا۔ 16 سال بعد ایک اور حاذِق طبیب (Expert Doctor) کے سامنے ذکر ہوا، اس نے کہا چار برس بعد پانی اُتر آئے گا۔ مگر مجھے میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مُتزلزل ہوجاتا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بیس ذرکنار تیس برس سے زائد (اس بات کو) گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرّہ بھر بھی نہ بڑھا، نہ بعونہٖ تعالٰی بڑھے، نہ میں نے کتاب کا مُطالعہ کرنے میں کبھی کمی کی نہ کروں گا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ

> مجھے میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے مَعَاذَ اللہ مُتزلزل ہوجاتا

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے دائم و باقی مُعجزات ہیں جو آج تک آنکھوں سے دیکھے جارہے ہیں اور قیامت تک اہلِ ایمان مُشاہدہ کریں گے۔ اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشاداتِ نبوی کے فوائد میں نے خود اپنی ذات میں مُشاہدہ کئے ہیں تو ایک دفتر تیار ہوجائے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص70،71 ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی یقین ہو تو اعلیٰ حضرت جیسا کہ طبیبوں کے ڈرانے کے باوجود اپنے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے فرمان پر کامل یقین رکھتے ہوئے بالکل خوف زدہ نہ ہوئے۔

5 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: پہلی بار حج کی حاضری میں حضراتِ والدینِ ماجدین ساتھ تھے، واپسی میں تین دن طوفانِ شدید رہا، لوگوں نے کفن پہن لئے تھے، والدہ ماجدہ کا اضطِراب دیکھ کر اُن کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں، خدا کی قسم! یہ جہاز نہ ڈوبے گا، یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غَرق سے حفاظت کی دُعا ارشاد ہوئی ہے، میں نے وہ دُعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ (سچے وعدے) پر مُطْمَئِن تھا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! (اس دعا کا فائدہ یہ ہوا کہ) وہ مُخالِف ہوا کہ تین دن سے بَشِدّت چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نُجات پائی۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص181 ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرامینِ مُصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم پر پُختہ یقین کا اندازہ آپ کے نعتیہ دیوان (حدائقِ بخشش) سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جیسا کہ ایک شعر میں آپ فرماتے ہیں:

جنت میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکرِ خدا نوید نَجات و ظفر کی ہے

(حدائقِ بخشش، ص211)

اس شعر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے اس مبارک فرمان کی طرف اشارہ فرمایا ہے "مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ" یعنی میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بخاری، 1/402، حدیث:1195) اور ساتھ ہی اس یقین کا بھی اظہار فرمایا کہ جو بھی بِفَضْلِہٖ تعالیٰ جنت کی اس کیاری میں داخل ہوگیا تو اب اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہ جہنّم کا منہ نہ دیکھے گا۔

ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کل بروزِ قیامت پُل صراط پر کھڑے ہو کر رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ (یعنی اے رب سلامتی سے گزار) پکاریں گے (مسلم، ص107، حدیث:329)

اسی حدیث پاک پر اعتماد کر کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

رضا پُل سے اب وَجد کرتے گزریے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے محمد

(حدائقِ بخشش، ص66)

اس شعر میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت ایک حَسِین تصوُّر کررہے ہیں کہ اے رضا تو پُل صراط پر لڑکھڑانے کا خوف نہ کر بلکہ وَجد کرتے ہوئے گزر جا کیونکہ رحمتوں والے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم رَبِّ سَلِّمْ (اے رب سلامتی سے گزار) کی صدائیں لگارہے ہیں۔ تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ کریم آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم جس کے لئے سلامتی کی دعا کریں وہ کٹ کر جہنّم میں جا گرے۔

اس مختصر سے مضمون میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یقین و ایمان کامل کے چند نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حیاتِ مبارکہ کے اس پہلو سے درس لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور رسولِ اعلیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے فرامین و احکامات پر اپنا اعتقاد و یقین مضبوط کریں اور کبھی بھی دل میں اللہ و رسول کے بارے میں کوئی وسوسہ نہ آنے دیں، اگر کبھی شیطان وسوسہ دلائے تو بھی توجہ نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کا شوقِ عبادت

سید انعام رضا عطاری مدنی٭

اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں اِرشاد فرمایا: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۝ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (یعنی اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پ27، الذّٰریٰت: 56) اور اپنے پیارے مدنی حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فرمایا: ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ۝ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور مرتے دم تک اپنے ربّ کی عبادت میں رہو۔ (پ14، الحجر: 99)

اِن آیاتِ بیّنات سے معلوم ہوا کہ انسان کے دُنیا میں آنے کا مَقصد اللہ پاک کی عبادت کرنا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ولی بن جائے وہ عبادات سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے دُنیا میں آنے کے مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی شریعت و سنّت کے مُطابق عبادت و رِیاضت میں گزارتے ہیں۔ اُنہیں خوش نصیبوں میں سے ایک اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی ذات بھی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بچپن سے لے کر وفات تک کی ساری زندگی شریعت و سنّت، عبادت و رِیاضت، تقویٰ و پرہیزگاری اور خوفِ خُدا و عشقِ مصطفےٰ میں گزری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بچپن ہی سے عبادت و رِیاضت کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا، یہی وجہ ہے کہ سفر و حَضَر، جَلْوت و خَلْوت اور سخت بیماری کے عالَم میں بھی کبھی اس میں کوتاہی واقع نہ ہوئی۔

سخت بیماری میں بھی روزہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ 206 پر ہے: (اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت فرماتے ہیں) ابھی چند سال ہوئے ماہِ رَجب میں حضرت والدِ ماجد قدّس سرّہٗ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: "اب کی رَمضان میں مَرَض شدید ہوگا روزہ نہ چھوڑنا۔" ویسا ہی ہوا اور ہر چند طبیب وغیرہ نے (روزہ چھوڑنے کو) کہا (مگر) میں نے بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی روزہ نہ چھوڑا اور اسی کی بَرَکت نے بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی شفا دی کہ حدیث میں اِرشاد ہوا ہے: صُوْمُوْا تَصِحُّوْا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔ (معجم اوسط، 6/146، حدیث: 8312) اِس سے اُن لوگوں کو دَرس حاصل کرنا چاہئے جو روزہ رکھنے کی اِستطاعت (Ability) ہونے کے باوجود معمولی سی بیماری کو بُنیاد بنا کر رَمضانُ المبارک

٭ذمہ دار شعبہ مدنی مذاکرہ المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

کے فرض روزے ترک کر دیتے ہیں۔

پہاڑی علاقے میں جاکر روزے رکھے جب 1339ھ کا ماہِ رَمضان مئی، جون 1921 میں پڑا اور مُسلسل عَلالَت و ضُعفِ فَراواں (یعنی مسلسل بیماری اور بہت زیادہ کمزوری) کے باعث اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے اندر اِمسال (اس سال) کے موسمِ گرما میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ پائی تو اپنے حق میں فتویٰ دیا کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے وہاں روزہ رکھنا ممکن ہے لہٰذا روزہ رکھنے کے لئے وہاں جانا اِستِطاعت کی وجہ سے فرض ہوگیا۔ پھر آپ روزہ رکھنے کے اِرادے سے کوہِ بھوالی ضلع نینی تال (ریاست اُتراکھنڈ) تشریف لے گئے۔ (تجلیات امام احمد رضا، ص133)

نمازِ باجماعت کا اِہتمام جس طرح اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے بچپن ہی سے روزے رکھنا شروع کئے اور ساری زندگی کوئی روزہ نہ چھوٹا یہاں تک کہ رَمضانُ المبارک کے روزے رکھنے کے لئے پہاڑ پر بھی تشریف لے گئے، یہی حال آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نماز کا بھی ہے کہ بچپن سے نماز کا ایسا اِہتمام فرمایا کہ ساری زندگی سفر و حَضَر حتّٰی کہ سخت بیماری میں بھی کوئی نماز نہ چھوٹی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نماز کا حال بیان کرتے ہوئے شہزادۂ استاذِ زَمَن مولانا حسنین رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: ان کے ہم عُمْروں سے اور بعض بڑوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ بَدْوِ (ابتدائے) شُعُور ہی سے نمازِ باجماعت کے سخت پابند رہے، گویا قبلِ بُلُوغ ہی وہ اَصحابِ تَرتیب[1] کے ذَیل میں داخل ہو چکے تھے اور وقتِ وفات تک صاحبِ ترتیب ہی رہے۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص86)

نماز میں خُشوع وخُضوع مولانا محمد حسین چشتی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن جس قدر اطمینان اور سکون اور شرعی مَسائل کی رِعایت سے نماز پڑھتے تھے اِس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ہمیشہ میری دو رَکعت ہوتی تو ان کی ایک، جبکہ میری چار رَکعت دوسرے لوگوں کی چھ اور آٹھ رَکعتوں کے برابر ہوتی اور نماز سے اِس قدر شوق فرماتے اور جماعت کا اِتنا خیال کرتے کہ بسااَوقات مَرض کی وجہ سے اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا نہایت دُشوار ہو جاتا مگر جب نماز کا وقت آتا تو بغیر کسی سَہارے کے خود ہی مسجد تشریف لے جاتے اور معلوم ہوتا کہ پورے طور پر صحتیاب ہیں۔ (انوارِ رضا، ص258)

سفر میں نمازِ باجماعت کا اِہتمام گھر میں رَہ کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر دورانِ سفر جماعت کا اِہتمام کرنا عموماً مشکل سے خالی نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ بہت سے نماز کے پابند نظر آنے والے بھی سفر میں نمازِ باجماعت کا اِہتمام نہیں کر پاتے بلکہ بعضوں کی تو نمازیں بھی قضا ہو جاتی ہیں مگر قربان جائیے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے باجماعت نماز ادا کرنے کے جذبے پر کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سفر میں نماز قضا کر دینا تو دُور کی بات کبھی جماعت بھی فَوت نہ ہونے دیتے۔ مولانا سیّد ایُّوب علی رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک بار پیلی بھیت سے بَریلی شریف بذریعہ ریل جا رہے تھے۔ راستے میں

> وہ بَدْوِ (ابتدائے) شُعُور ہی سے نمازِ باجماعت کے سخت پابند رہے، گویا قبلِ بُلُوغ ہی وہ اَصحابِ تَرتیب کے ذَیل میں داخل ہو چکے تھے اور وقتِ وفات تک صاحبِ ترتیب ہی رہے۔

---

[1] (1) جس شخص کی پانچ نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں یا ایک نماز بھی قضا نہ ہوئی ہو اس کو صاحبِ ترتیب کہتے ہیں اس پر لازم ہے کہ وقتی نماز سے پہلے قضا نمازوں کو پڑھ لے اگر وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے اور قضا نماز کو یاد رکھتے ہوئے وقتی نماز کو پڑھ لے تو یہ نماز نہیں ہوگی۔ (جنتی زیور، ص313)

نواب گنج کے اسٹیشن پر جہاں گاڑی صرف دو منٹ کے لیے ٹھہرتی ہے، مغرب کا وقت ہو چکا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے گاڑی ٹھہرتے ہی تکبیرِ اقامت فرما کر گاڑی کے اندر ہی نیّت باندھ لی، غالباً پانچ شخصوں نے اِقتدا کی ان میں مَیں بھی تھا لیکن ابھی شریکِ جماعت نہیں ہونے پایا تھا کہ میری نظر غیر مسلم گارڈ پر پڑی جو پلیٹ فارم پر کھڑا سبز جھنڈی ہلا رہا تھا، میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ لائن کلیر (Clear) تھی اور گاڑی چھوٹ رہی تھی، مگر گاڑی نہ چلی اور حضور اعلیٰ حضرت نے باطمینانِ تمام بِلا کسی اِضطراب کے تینوں فَرض رَکعتیں ادا کیں اور جس وقت دائیں جانب سلام پھیرا تھا گاڑی چل دی۔ مقتدیوں کی زَبان سے بے ساختہ سُبْحٰنَ اللہ، سُبْحٰنَ اللہ، سُبْحٰنَ اللہ نِکل گیا۔ اِس کرامت میں قابلِ غور یہ بات تھی کہ اگر جماعت پلیٹ فارم پر کھڑی ہوتی تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ گارڈ نے ایک بزرگ ہستی کو دیکھ کر گاڑی روک لی ہو گی ایسا نہ تھا بلکہ نَماز گاڑی کے اندر پڑھی تھی۔ اِس تھوڑے وَقت میں گارڈ کو کیا خبر ہو سکتی تھی کہ ایک اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب بندہ فریضۂ نَماز گاڑی میں ادا کر رہا ہے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/189تا 190)

میرے روپے وُصول ہو گئے جن لوگوں کے دِلوں پر فرائضِ اِلٰہیہ کی عَظمت چھائی ہوئی ہوتی ہے وہ دُنیا کی کسی بھی مَصروفیت، کاروباری مَشغولیت اور مال و دولت کے حُصول کی خاطر نمازِ باجماعت ترک نہیں کرتے بلکہ اپنے پاس سے خرچ کر کے نمازِ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں ہستیوں میں سے ایک ہستی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی بھی ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے آخری سفر حج و زیارت میں 1323ھ میں آگرہ اسٹیشن پر گاڑی بدلنے میں نماز کا وقت چلا جاتا اور نماز نہیں ملتی تھی۔ لیکن گاڑی ریزرو (Reserve) کرا لینے کی صورت میں بدلنے کی ضَرورت نہیں ہوتی بلکہ سیکنڈ کلاس کا وہ ڈبہ ہی کاٹ کر بمبئی والی گاڑی میں جوڑ دیا جاتا اور نمازِ باجماعت مل جاتی۔ لہٰذا آپ نے دو سو پینتیس روپے تیرہ آنے میں سیکنڈ کلاس کا ڈبہ ریزرو کرا لیا۔ جب گاڑی آگرہ پہنچی اور آپ نے نمازِ باجماعت ادا فرمائی تو اسٹیشن ہی سے خط تحریر فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نمازِ باجماعت ادا ہو گئی میرے روپے وُصول ہو گئے آگے مُفت میں جا رہا ہوں۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص136) اس سے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا شوقِ نماز اور باجماعت نماز ادا کرنے کا جذبہ معلوم ہوتا ہے، اس سے ان لوگوں کو دَرس حاصل کرنا چاہئے جو کاروباری مَشغولیت اور چند روپوں کی خاطر نہ صرف نمازِ باجماعت ترک کر دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات نماز ہی قضا کر ڈالتے ہیں۔

بیماری میں بھی نمازِ باجماعت کا اِہتمام مولانا حکیم عبدُ الرَّحیم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ایک سُوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت فرماتے ہیں: آپ کی رجسٹری 15 رَبِیْعُ الآخر شریف کو آئی، میں 12 رَبِیْعُ الْاَوَّل شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا عَلیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیّت نامہ لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے مُتّصِل مسجد ہے، چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/547) اِس عبارت سے جہاں یہ ظاہر ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سخت بیمار تھے وہاں یہ بھی پتا چلا کہ ایسی سخت عَلالت میں بھی جماعت چھوڑ کر گھر میں تنہا نماز پڑھ لینا گوارا نہ تھا، جبکہ اتنی شدید علالت بِلاشُبہ ترکِ جماعت کے لئے عُذر ہے۔ حافظِ مِلّت مولانا شاہ عبدُ العزیز مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی (بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، ہند) نے اعلیٰ حضرت کی اِسی بیماری کا حال بیان کیا کہ "ایک بار مسجد لے جانے والا کوئی نہ تھا، جماعت کا وقت ہو گیا۔ طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے حاضر ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی۔" آج صحت و طاقت اور تمام تر سُہولت کے باوجود ترکِ نماز اور ترکِ جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک عظیم دَرسِ عِبرت ہے۔ (عورتیں اور مزارات کی حاضری، ص18)

سنتیں کبھی نہ چھوڑیں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عُمر میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا تھا۔ فتویٰ صحیح پاکر آپ کے والدِ ماجد نے مَسندِ اِفتا آپ کے سپُرد کردی اور آخِر وقت تک فتاویٰ تحریر فرماتے رہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/279 تا 280 ماخوذاً) فتاویٰ تحریر کرنے میں ایسی مشغولیت ہوتی کہ ایک وقت میں کئی مُفتیانِ کرام کو فتویٰ اِملا کرواتے، ایسے مفتی کو فجر کی سُنّتوں کے علاوہ دیگر سنتیں ترک کرنے کی فُقہائے کرام رحمھم اللہ السّلام نے اِجازت دی ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، 2/549) مگر اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبھی سُنّتیں ترک نہ فرمائیں۔ اِس کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِرشاد فرمایا: بِحَمْدِ اللهِ تَعَالٰی میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ "سُنّتیں بھی ایسے شخص کو مُعاف ہیں۔" لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص490) اِس کو عبادت کے ذوق و شوق کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے!

نمازِ پنجگانہ کی تَرغیب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں خود نمازِ باجماعت کا نہایت اِہتمام فرماتے وہاں اپنے مُریدین و متعلقین میں بھی نمازِ باجماعت کا خوب جذبہ بیدار کرتے اور فرماتے: "نمازِ پنجگانہ کی پابندی نہایت ضَروری ہے، مَردوں کو مسجد و جماعت کا اِلتزام بھی واجِب ہے۔ بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہِر صورت اِنسان کی مگر اِنسان کا کام کچھ نہیں۔ بے نمازی وہی نہیں جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً چھوڑ دے وہ بھی بے نمازی ہے۔"

(فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص353)

اللہ پاک ہمیں بھی عبادت کا ذوق و شوق عطا فرمائے اور پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کی دنیا سے بے رغبتی

خضر حیات عطاری مدنی*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح کسی بلند جگہ تک پہنچنے کے لئے سیڑھی وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے اسی طرح ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ تک رَسائی کے لئے بھی چند اوصاف ضروری ہیں مثلاً کمالِ ایمان، اعمالِ صالحہ، تقویٰ و پرہیزگاری، پھر ایک مقام زُہد کا بھی آتا ہے، ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین ان تمام خوبیوں سے آراستہ ہوا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا کے بجائے آخرت اور مال کے بجائے علم کو ترجیح دیتے، زُہد کی تعریف اور اس کے بارے میں وارد چند فضائل ملاحظہ ہوں۔

زُہد کی تعریف بندہ ہر اس چیز کو ترک کردے جو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور کرے۔ (احیاء العلوم، 4/282)

فضائل ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ (پ20، القصص: 54) ترجمۂ کنزالایمان: ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا۔ یعنی: ان لوگوں کو دنیا سے زہد پر صبر (یعنی بے رغبتی اختیار) کرنے کے سبب دُگنا اجر دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم، 4/270) **احادیث** (1) جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور خاموشی کی دولت حاصل ہے تو اس کا قُرب حاصل کرو کیونکہ اسے حکمت عطا کی گئی ہے۔ (ابن ماجہ، 4/422، حدیث: 4101) (2) دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا پسندیدہ بندہ بنالے گا۔ (ابن ماجہ، 4/423، حدیث: 4102) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی دنیا سے بے رغبتی بے مثالی تھی، صرف 10 واقعات ملاحظہ ہوں۔

(1) آبائی جائداد سے بے رغبتی اعلیٰ حضرت قبلہ کے والدِ ماجد (مفتی نقی علی خان) رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دورانِ عَلالت اپنی جائیداد کی تقسیم (Distribution of Property) کا ارادہ کرلیا اور دو مَوضعوں کی حقیّت (یعنی حق داری یا ملکیت) اپنی دونوں بیٹیوں کو دے کر باقی مُسلّم مَواضعات اعلیٰ حضرت قبلہ کو لکھے اور پچاس روپے ماہوار ان کے دونوں بھائیوں کو ان مَواضعات کی آمدنی سے دینا لکھے۔ مذکورہ بالا مُسَوَّدہ اعلیٰ حضرت نے دیکھا، دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور چہرہ تمتمانے لگا اور فرمایا کہ اس مُسَوَّدہ کی دونوں باتیں مجھے نامنظور ہیں، مجھے اپنے بھائیوں کے حصّہ کی کمی منظور نہیں۔ میری خوشی یہ ہے کہ برابر کے تین حصّے کردیے جائیں۔ (سیرت اعلیٰ حضرت، ص103 ملتقطاً)

(2) تیل کی عامی (Normal) قیمت عطا فرمائی ایک مرتبہ آپ نے ایک صاحب (جو تیل فروخت کیا کرتے تھے) سے فرمایا کہ: مجھے ایک پیپا (کنستر) مٹی کے تیل کی ضرورت ہے۔ وہ

* مدرس جامعۃ المدینہ، مدینۃ الاولیاء ملتان

ایک پپیا تیل لے کر حاضر ہوئے، قیمت دریافت فرمائی تو وہ بولے: ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دے دیں۔ فرمایا: مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: نہیں! حضور آپ میرے بزرگ ہیں، عالم ہیں، آپ سے عام بکری (قیمت) کے دام کیسے لے سکتا ہوں ؟ فرمایا: میں علم نہیں بیچتا اور وہی عام بکری کے دام ان صاحب کو دیئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/172 ملتقطاً)

(3) مالِ دنیا بھائیوں پر قربان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اہلیہ کو سونے کے کنگن بنوا کر دیئے، کسی چغلخور نے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایتاً ذکر کیا، آپ نے فرمایا: اگر ننّھے میاں (مولانا محمد رضا خان) نے یہ کڑے اپنے مال سے بنوائے ہیں تو مجھے خوشی ہے کہ اللہ کریم نے ان کو اتنا مال عطا فرمایا اور اگر میرے مال سے بنوائے ہیں تو مجھے خوشی ہے کہ ننّھے میاں نے میرے مال کو اپنا مال سمجھا۔ (امام احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری، ص 37)

(4) مٹھائی واپس کر دی ایک صاحب نے (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں) بدایونی پیڑوں (مٹھائی) کی ہانڈی پیش کی۔ فرمایا کہ کیسے تکلیف فرمائی؟ انہوں نے کہا: سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے دو مرتبہ مزید پوچھا کہ کسی کام سے آئے ہیں انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا، اس کے بعد وہ مٹھائی مکان میں بھجوادی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان صاحب نے ایک تعویذ کی درخواست کی۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا، مگر آپ نے کچھ نہ بتایا، اچھا تشریف رکھئے اور تعویذ منگا کر ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی وہ مٹھائی کی ہانڈی مکان سے واپس منگوا کر ان الفاظ کے ساتھ واپس فرمادی: اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جائیے میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے۔ انہوں نے بہت کچھ معذرت کی، مگر قبول نہ فرمایا، بالآخر وہ بے چارے اپنی مٹھائی واپس لیتے گئے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/171 ملتقطاً)

(5) مرادین "پارۂ ناں" نہیں ایک مرتبہ ریاست نان پارہ (ضلع بہرائچ یوپی ہند) کے نواب کی مدح (یعنی تعریف) میں شعرا نے قصائد لکھے۔ کچھ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی گزارش کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحب کی مدح (تعریف) میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مطلع یہ ہے:

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور مقطع میں "نان پارہ" کی بندش کتنے لطیف اشارے میں ادا کرتے ہیں:

کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین "پارۂ ناں" نہیں

(تذکرۂ امام احمد رضا، ص 9، 10 ملتقطاً)

(6) سیاسی لیڈر کی ملاقات سے انکار ایک مرتبہ ایک سیاسی لیڈر بریلی شریف پہنچا تو امامِ اہلِ سنّت کی بارگاہ میں عرض کی گئی: تھوڑا سا وقت فُلاں سیاسی لیڈر کو ملاقات کا دے دیں! آپ نے (سمجھانے کے لئے) فرمایا: وہ مجھ سے دینی امور میں گفتگو کرے گا یا دنیاوی امور کی بہبود کے متعلق؟ دینی اُمور سے متعلق گفتگو تو کر نہیں سکتا کہ وہ ہمارے دین سے واقف نہیں ہے، رہا دنیوی بَہبُود کے متعلق، تو جب میں نے اپنی دنیاوی بَہبُود کی طرف توجُّہ نہیں کی تو دوسروں کی دنیا سنوارنے کی فکر میں کس طرح اپنا وقت ضائع کر سکتا ہوں؟ آپ حضرات جانتے ہیں کہ خداوندِ عالم کی دی ہوئی نعمت ترکۂ آبائی سے میری کافی مَعِیشَت (گزر بسر) ہے مگر کبھی میں نے اس کی طرف توجُّہ نہ کی۔ حسن میاں (مولانا حسن رضا خان) اِنتِظام کرتے رہے ہیں ان کے انتقال کے بعد ننّھے میاں سلّمہ (مولانا محمد رضا خان) اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/134، ملخصاً، مکتبہ نبویہ)

(7) والیِ ریاست کی ملاقات سے انکار ایک مرتبہ

حضرت (میاں) شاہ مَہدی حسن (سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ) نے ڈیڑھ ہزار کے نوٹ ریاست (رامپور) کے مَدارُ المہام (نائب سلطنت) کی مَعرفت بطورِ نذرانہ بھیجے اوروالیٔ ریاست کی جانب سے عرض کیا کہ ملاقات کا موقع دیا جائے۔ مَدارُالمہام (نائب سلطنت) آپ کی بارگاہ میں نذرانہ لے کر حاضر ہوا تو فرمایا: میاں (صاحب) کو میرا اسلام عرض کیجئے گا اور یہ کہیے گا: یہ اُلٹی نذر کیسی؟ نذر تو مجھے میاں (صاحب) کی خدمت میں پیش کرنی چاہیے، یہ ڈیڑھ ہزار ہوں یا جتنے ہوں واپس لے جایئے۔ فقیر کا مکان نہ اس قابل کہ کسی والیِ ریاست کو بلا سکوں اور نہ میں والیانِ ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں۔

(حیات اعلیٰ حضرت، 1/164 ملخصاً)

(8) عرس میں شرکت نہ کرنے کی وجہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا اور دنیاداروں سے دور ہی رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت شاہ مَہدی حسن (سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ) نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عُرس میں شرکت کی دعوت دی اور ادھر نوابِ حامد علی خان (نواب ریاست رامپور) کو بھی دعوت دی اور یہ بھی بتادیا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عرس پر تشریف لارہے ہیں۔ نواب نے اس موقع کو غنیمت جان کر دعوت قبول کرلی اور نیاز مندی وخوش اِعتِقادی کے اظہار کے لئے بہت سارا سازوسامان مارہرہ شریف پہنچادیا اور ریلوے اسٹیشن سے بستی تک سڑک کے دونوں جانب روشنی کروادی۔ (حضرت) شاہ مہدی حسن (صاحب) نے مزید اطمینان حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اس مضمون کے ساتھ ایک رقعہ بھیجا: میں نے سنا ہے کہ آپ نے کسی سے کہا ہے کہ میں (مارہرہ عرس میں) نہ جاؤں گا۔ جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خط پہنچا تو فرمایا: یہ خط اس لئے لکھا تاکہ میں اس کے جواب میں یہ لکھ دوں کہ آپ کو کسی نے غلط باور کرایا ہے میں ضرور آؤں گا۔ تاکہ اطمینان حاصل ہوجائے اور نواب کو (میرے آنے کی اطلاع) دکھا سکیں۔ فرمایا: میاں (صاحب) سمجھتے ہیں کہ اسے کیا خبر ہوگی؟ میں جانتا ہوں کہ میری روانگی ہوتے ہی نواب کی خصوصی گاڑی روانہ ہوجائے گی جو بالکل تیار کھڑی ہے۔ اور فرمایا: بس اب نہ جاؤں گا اور آپ عرس پر تشریف نہ لے گئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، 1/163، 164 ملخصاً)

(9) فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی ایک سوال کا جواب دینے کے بعد ارشاد فرمایا: یہاں بِحَمْدِ اللہ تعالیٰ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی بفضلہٖ تعالیٰ تمام ہندستان ودیگر ممالِک مثل چین و افریقہ و امریکہ وخود عرب شریف وعراق سے اِستِفتا آتے ہیں اور ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہوجاتے ہیں۔ بِحَمْدِ اللہ تعالیٰ حضرت جَدِّ امجد (مفتی رضا علی خان) قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کے وقت سے اس 1337ھ تک اس دروازے سے فتوے جاری ہوئے اِکانوے (91) بَرَس اور خود اس فقیر غفرلہ کے قلم سے فتوے نکلتے ہوئے اِکاوَن (51) بَرَس ہونے آئے یعنی اس صَفر کی 14 تاریخ کو پچاس (50) برس چھ (6) مہینے گزرے، اس نو (9) کم سو 100 (یعنی 91) بَرَس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ مُجلَّد (Volumes) تو صرف اس فقیر کے فتاوے کے ہیں بِحَمْدِ اللہ یہاں کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا نہ لیا جائے گا بعونہٖ تعالیٰ وَلَهُ الْحَمْد۔ (فتاوی رضویہ، 6/562)

ایک سائل نے سوال کے آخر میں لکھا: جو فرماویں خرچ وغیرہ کے لئے تو غلام خدمت کے لئے حاضر ہے۔

تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: یہاں فتویٰ پر کوئی خرچ نہیں لیا جاتا، نہ اس کو اپنے حق میں روا رکھا جاتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، 11/660)

ایک سائل نے سوال کے آخر میں لکھا: قیمت کاغذ کی دی جائے گی۔ تو آپ نے جواب کے آخر میں فرمایا: قیمت کاغذ کی نسبت پہلے آپ کو لکھ دیا گیا کہ فتویٰ اللہ کے لیے دیا جاتا ہے بیچا نہیں جاتا۔ آئندہ کبھی یہ لفظ نہ لکھئے۔ فقط۔

(فتاوی رضویہ، 11/253، 254)

بنگلہ دیش کے عالمِ دین، مولانا شاہ سیّد حمید الرّحمن رضوی نواکھالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے ایک سوال بھیجا ساتھ میں بطورِ خدمت کچھ روپے نذر کرنے کو کہا، اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جواب مسئلہ حاضر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ آپ کا روپیہ نہ آیا اور آتا، اگر لاکھ روپے ہوتے تو بِعَونِہٖ تعالیٰ واپس کئے جاتے۔ یہاں بحمدہٖ تعالیٰ نہ رشوت لی جاتی ہے نہ فتویٰ پر اُجرت۔ (کُلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/220)

مولانا عبد الرّحیم خانقاہی صاحب نے سوال کے ساتھ یہ کہا کہ اُجرت جواب آنے پر دی جائے گی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں فرمایا: یہاں فتویٰ پر کوئی اُجرت نہیں لی جاتی، نہ پہلے، نہ بعد، نہ اپنے لئے اسے رَوا رکھا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 15/75)

حضرت مولانا حسنین رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اگر متاعِ دنیا کی طرف ذرا بھی توجّہ ہوتی تو وہ دولت کے انبار اکٹھے کر سکتے تھے مگر آپ نے ہمیشہ دنیا پر لات ماری۔ انہیں جو حکم تھا وہ کیا، کبھی لالچ نہ کیا، کوئی آرام نہ اٹھایا۔ وہ علمِ جفر، ریاضی، سائنس یا درسی کتابوں کی شروح و حواشی کو ذریعۂ تجارت بناتے تو دولت اُمنڈ آتی، تقاضۂ بشریت بھی یہی تھا کہ اس دنیا میں خوب دولت کمائی جائے۔ مگر اپنی فطرت اور خداوندی مصلحت کی وجہ سے مجبور تھے جو ان کی مُجدّدیت کے لیے ربُّ العزّت نے بنادی تھی اور قدرت کے فَیّاض ہاتھوں نے انہیں اس منصبِ جلیل کی ساری نشانیاں بھی ودیعت فرمادی تھیں جو ایسی نُمایاں تھیں کہ کسی مُخالِف کے لیے بھی ان میں انکار کی کوئی گنجائش نہ چھوڑی تھی بلکہ مُجدّدیت کی ایک خاص نشانی کی وجہ سے بعض مخالفین کو بھی ان کی ذات پر بڑا ناز تھا۔ اُس وقت اگر یہ سوال اٹھتا کہ دنیا کی کسی قوم میں کوئی ایسا شخص پایا جاتا ہے کہ جس میں دنیا بھر کے عُلوم جمع ہوگئے ہوں تو وہ مخالف سب سے پہلے بولتے، وہ مسلم قوم کا نام لیتے اور اعلیٰ حضرت کی ذات کو اس شخصِ واحد کی مثال میں پیش کرتے۔

(سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص105)

(10) نذرانے اور خیرات قبول نہ فرمائے

شاہ لطیف الرّحمٰن کا کوئی صاحب نے ساٹھ روپے اور کچھ چیزیں بطورِ نذر پیش کیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دستِ مبارک رکھ کر فرمایا: میں نے قبول کیا، یہ واپس لے جائیے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا: حضور ساٹھ روپے بھی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ساٹھ روپے کیا ساٹھ ہزار بھی ہوں تو فقیر اپنے مولیٰ تعالیٰ کے جود و کرم سے بے نیاز ہے۔ (ماہنامہ معارفِ رضا، اپریل 2002ء، ص16)

ایک شخص کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اعلیٰ حضرت کے پاس صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم بھیجتے ہیں تو اس نے بھی خیرات کی رقم بھیجنے کے بارے میں استفسار کیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ فقیر بفضلہٖ تعالیٰ غنی ہے۔ اموالِ خیرات نہیں لے سکتا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ احباب اچھے مَصارِف میں صَرف کرنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کے اموال بھی بھیجتے ہیں کہ اپنی رائے سے مَصارِفِ خیر میں صَرف کرو اور وہ بفضلہٖ تعالیٰ صَرف کردیئے جاتے ہیں، زکوٰۃ اس کی جگہ اور دیگر صدقات ان کی جگہ، یوں یہ فقیر بھی ان احباب کا شریکِ ثواب ہوجاتا ہے کہ صدقہ اگر سو ہاتھوں پر نکلے گا سب کو ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، 20/504)

امامِ اہلِ سنّت کے زُہد و تقویٰ کے صدقے اللہ پاک ہمارے دِلوں کو بھی دنیا کی بے جا محبت سے پاک فرمائے۔

مرا دل پاک ہو سرکار دنیا کی محبت سے
مجھے ہو جائے نفرت کاش! آقا مال و دولت سے

(وسائلِ بخشش مرمّم، ص401)

اعلیٰ حضرت کی سادگی

عثمان فاروق عطاری مدنی٭

نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کے نُمایاں پہلوؤں میں ایک سادگی بھی ہے، حضرت علامہ ابنُ الحاج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم لباس کے بارے میں تکلُّف نہ فرماتے بلکہ جو آسانی سے مُیَسَّر ہوتا اسے ہی پہن لیتے۔ (المدخل، 1/112) عُموماً کھجور اور پانی پر گزر بسر فرماتے۔ (شمائل ترمذی، 5/573، حدیث:371) ایک بار چٹائی پر آرام فرمانے کے سبب حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسمِ مُبارک پر چٹائی کا اثر ظاہر ہوگیا تھا۔ (ترمذی، 4/167، حدیث:2384) یوں سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں سادگی کا عُنْصُر نمایاں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (پ21،الاحزاب:21) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ امامِ اہلِ سنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن اس فرمانِ باری تعالیٰ کی عَمَلی تفسیر تھے اور باوجود اس کے کہ آپ عُلوم و فُنون اور تنقیح و تحقیق کی دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، آپ کی زندگی میں سادگی کا پہلو بھی نمایاں تھا۔

امامِ اہلِ سنّت کی سادہ طبیعت

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حافظ، عالِم اور مفتیِ وقت ہونے کے علاوہ مَنْصَبِ رُشد و ہدایت پر بھی فائز تھے مگر ٹھاٹ باٹ کی زندگی سے کوسوں دور تھے، آپ قیمتی لباس، قیمتی عَبا، قیمتی عمامہ وغیرہ استعمال نہیں فرماتے تھے، نہ خاص مَشائخانہ انداز وغیرہ کے حامل تھے، اسی لئے بعض اوقات آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذات سے ناآشنا لوگ آپ کو پہچاننے میں دھوکا کھاجاتے تھے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت،1/94 بتصرف)

شاہی گھرانہ انداز فقیرانہ

اللہ پاک کا فضل وکرم شاملِ حال نہ ہو تو عموماً مال و دولت اور مَنْصَب انسان کو مغرور بنا دیتا ہے اور انسان شان و شوکت اور دُنیوی آسائشوں کا دِلدادہ ہوجاتا ہے مگر سادگی کے پیکر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سیرت اس کے بالکل بَرعَکس (Opposite) تھی۔ آپ کے آباء واَجداد سَلاطینِ دہلی کے دربار میں اعلیٰ عُہدوں پر فائز تھے، جب آپ نے آنکھ کھولی تو گردوپیش میں دولت و ثَرْوَت کی فضا پائی۔ (انوار رضا، ص366) والدِ ماجِد مولانا نَقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان کئی زمینوں کے مالک تھے، آپ نے زندگی میں ہی جائیداد اولاد میں تقسیم کردی تھی۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص104) یوں اعلیٰ حضرت خاندانی طور پر مالدار اور بڑے زمیندار تھے اور اس کی

٭٭ شعبہ فیضانِ صحابہ واہلِ بیت، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

آمدنی(Income) آپ کے ہی نام تھی مگر اس کے باوجود آپ کی ذات میں سادگی کا عُنصُر نمایاں تھا۔ گویا کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد اپنے حصّہ کی جائیداد کے مالک تھے مگر سب اِختیار والدہ ماجِدہ کے سپُرد کر دیا تھا، وہ پوری طرح مالکہ تھیں اور جس طرح چاہتیں تصرُّف فرمایا کرتی تھیں، جب کبھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو کتابوں کے لئے خطیر رَقم کی ضرورت ہوتی تو والدہ ماجِدہ کی خدمت میں درخواست کرتے اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے، جب وہ اجازت دیتیں تو آپ کتابیں خرید فرماتے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/103 ملخصاً) زمینوں کی تحصیل پر اعلیٰ حضرت کے مَنجھلے بھائی حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اور ان کی وفات کے بعد سب سے چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد رضا خان علیہ رحمۃ المنّان مقرّر ہوئے۔ اسی آمدنی سے امامِ اہلِ سنّت کے تمام اخراجات پورے ہوتے تھے، آپ نے کبھی آمدنی کی مقدار اور اس کی تفصیل طلب نہ فرمائی۔(سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص48،49) اس طرح امامِ اہلِ سنّت دنیاوی اُمور سے لاتعلّق ہی رہے۔ **غذا میں سادگی** امامِ اہلِ سنّت کی غذا کم تھی، عام طور پر چکّی کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی اور بکری کے گوشت کا قورمہ کھاتے تھے، جبکہ آخری عُمر میں غذا اور بھی کم اور مزید سادہ ہوگئی تھی، آپ بکری کے گوشت کا ایک پیالی شوربہ بغیر مرچ کا نوش فرماتے اور سوجی کا ایک یا ڈیڑھ بسکٹ تناوُل فرماتے اور یہ بھی روز کا معمول نہیں تھا بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوجاتا تھا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/96، انوارِ رضا، ص366)

اعلیٰ حضرت اس قدر سادہ مزاج تھے کہ ایک بار اہلیہ نے آپ کی علمی مصروفیات دیکھ کر کچھ کہے بغیر دسترخوان بچھا کر قورمہ کا پیالہ رکھ دیا اور چپاتیاں دسترخوان کے ایک کونے میں لپیٹ دیں کہ ٹھنڈی نہ ہوں۔ کچھ دیر بعد تشریف لائیں تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئیں کہ تمام تر توجہ علمی مشغولیت پر ہونے کی وجہ سے سالن آپ نے نوش فرمالیا ہے لیکن چپاتیاں دسترخوان میں اسی طرح لپٹی ہوئی ہیں، اسی طرح رمضانُ المبارک میں سَحَری کے وقت کھانے میں ایک پیالا فِرنی اور ایک پیالا چٹنی پر ہی اِکتفا کیا کرتے تھے۔ (انوارِ رضا، ص366) ایک مرتبہ ایک کمسن بچّے نے آپ کو اپنے گھر پر دعوتِ طعام دی، آپ اس کی اور اس کے گھر والوں کی دل جوئی کے لئے تشریف لے گئے، انہوں نے باجرے کی موٹی موٹی روٹیاں اور دال کھانے کے لئے دی جسے آپ نے سَیر ہوکر تناوُل فرمایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص165 ملخصاً) **لباس میں سادگی** امامِ اہلِ سنّت کے لباس میں بھی سادگی کا غلبہ تھا، آپ ہفتہ میں دوبار یعنی جمعہ اور منگل کو کپڑے تبدیل فرماتے تھے اور میٹھی عید، بقر عید، عید میلادُ النّبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور مُعَیَّن دن کے علاوہ لباس تبدیل نہ فرماتے یہاں تک کہ ایک روز آپ کو ایسے دن دعوت میں مَدعُو (Invite) کیا گیا جب تبدیلیٔ لباس کا دن نہ تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تقریب میں تشریف لے گئے جس میں اگرچہ بعض اَقربا و دیگر رئیس حضرات

پُرتکلُّف لباس پہن کر آئے تھے مگر اعلیٰ حضرت وہی سابقہ لباس پہنے تقریب میں شریک رہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ علیہ الرَّحمہ کی شُہرت سُن کر کاٹھیاواڑ (ریاست گجرات) سے آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، ظہر کا وقت تھا اور امامِ اہلِ سنّت مسجد میں تھے، آپ پائجامہ اور مَلْمَل کا چھوٹا کرتا زیبِ تن کئے اور معمولی ٹوپی لگائے مٹی کے لوٹے سے وضو فرما رہے تھے، وہ شخص مسجد میں آیا اور سلام کیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا، انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ سے ہی دریافت کیا کہ احمد رضا خان صاحب کی زیارت کو آیا ہوں، وہ کہاں ہیں؟ امامِ اہلِ سنّت نے فرمایا: احمد رضا میں ہی ہوں۔ انہوں نے کہا: میں آپ کو نہیں، میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/94تا98ملخصاً) یوں وہ شخص امامِ اہلِ سنّت کی سادگی کے سبب آپ کو پہچان نہ سکا اور بعد میں اسے اس بات کا ادراک ہوا کہ یہی سادہ لَوح بزرگ امامِ اہلِ سنّت ہیں۔

آپ پائجامہ اور مَلْمَل کا چھوٹا کرتا زیبِ تن کئے اور معمولی ٹوپی لگائے مٹی کے لوٹے سے وضو فرما رہے تھے، وہ شخص مسجد میں آیا اور سلام کیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا، انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ سے ہی دریافت کیا کہ احمد رضا خان صاحب کی زیارت کو آیا ہوں، وہ کہاں ہیں؟ امامِ اہلِ سنّت نے فرمایا: احمد رضا میں ہی ہوں۔ انہوں نے کہا: میں آپ کو نہیں، میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے ملنے آیا ہوں۔

سادگی ہے بے مثال اور عاجزی ہے لاجواب
آپ ہیں اپنی مثال احمد رضا خاں قادری
اہلِ سنّت کی ہیں شان اور دین و مِلّت کی ہیں آن
آپ پر قُربان جان احمد رضا خاں قادری

دنیا میں سادگی کی کئی مثالیں موجود ہیں مگر جس کے علوم و فنون کے ڈنکے چہار سُو بج رہے ہوں، جس کی تحقیق اور تدقیق کے سامنے بڑے بڑے مُحقّق سرنگوں ہوں، کروڑوں اہلِ ایمان کے جو راہ نُما و پیشوا ہوں ان کا یہ اندازِ زندگی بلاشبہ لائقِ ستائش اور قابلِ تقلید ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ کا مَطْمَحِ نظر کبھی دنیا اور اس کا فانی مال و متاع رہا ہی نہیں بلکہ نگاہوں کا مِحْوَر اور قلب و ذہن کا قبلہ سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات تھی اور دینِ متین کی سربلندی مقصدِ حیات تھی اسی لئے آپ بارگاہِ رسالت میں یوں عرض گزار ہوئے:

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں دُرود

اللہ پاک امامِ اہلِ سنّت پر کروڑہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی سادگی کے صدقے ہمیں بھی سادگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت اور غریبوں کی دلجوئی کے انداز

محمد ماجد علی عطاری مدنی*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے قول و فعل سے مسلمانوں کا دل خوش کرنا ثواب کا کام ہے، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، تحفہ دینا، بوقتِ ضرورت کسی کی مدد کرنا، عام طور پر جسے لوگ کمتر سمجھتے ہوں خصوصاً اُسے عزّت (Respect) دینا، کسی غریب کی طرف سے ملنے والی دعوت کو قبول کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں کہ اگر انہیں شریعت کی پاسداری کے ساتھ کیا جائے تو قبر و آخرت میں راحتیں ہی راحتیں مقدّر ہو سکتی ہیں۔

خوشی سے پیدا ہونے والا فرشتہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو شخص کسی مؤمن کے دل میں خوشی داخل کرتا ہے اللہ پاک اس خوشی سے ایک فِرِشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ پاک کی عبادت اور توحید بیان کرتا ہے۔ جب وہ بندہ اپنی قبر میں چلا جاتا ہے تو وہ فِرِشتہ اس کے پاس آکر پوچھتا ہے: "کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟" وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ فِرِشتہ کہتا ہے کہ میں اس خوشی کی شکل ہوں جسے تو نے فُلاں مسلمان کے دل میں داخل کیا تھا، اب میں تیری وَحشت میں تیرا مُونِس ہوں گا، سُوالات کے جوابات میں تجھے ثابت قدم رکھوں گا، روزِ قیامت تیرے پاس آؤں گا، تیرے لئے تیرے رب عزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سفارش کروں گا اور تجھے جنّت میں تیرا ٹھکانہ دکھاؤں گا۔ (الترغیب والترہیب، 3/266، حدیث:23)

اعلیٰ حضرت، مجدِّدِ دین و مِلّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن جہاں اور بہت سی بہترین خُصوصیات کے حامل تھے وہیں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اَسلاف کے طریقوں پر چلتے ہوئے مسلمانوں کا دل خوش کرنے والے وصف میں بھی اپنی مثال آپ تھے، بالخُصوص غریبوں کی دلجوئی کے لئے ہر وقت تیار رہتے اور اپنی ہر طرح کی مصروفیات کو چھوڑ کر ان کی دل جوئی کا اہتِمام فرماتے، حتّٰی کہ اپنی وَصِیّت میں بھی غریبوں کے لئے طرح طرح کے لَوازمات کا اہتمام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس سلسلے میں امامِ اہلِ سنّت کی طرف سے غریبوں کی دل جوئی کے مختلف واقعات پڑھئے اور یہ نیّت کیجئے کہ ہم بھی اپنی استطاعت کے مطابق غریبوں کی دلجوئی اور غمگساری کرتے رہیں گے۔

1 غریب سنّیوں کی طرف سے قربانی ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ایک تذکرے کے دوران جس میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنی اُمّت کی طرف سے قربانی کرنے کا ذِکر تھا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ نے ارشاد فرمایا کہ "میں ہمیشہ سے روزِ عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت (یعنی قیمتی) مینڈھا اپنے سرکارِ عالَم مدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے کیا

کرتاہوں اور روزِ وِصال حضرت والدِ ماجد قُدِّسَ سِرُّہٗ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے اوراب اس سُنّتِ کریمہ کے اِتّباع سے یہ نیّت کرلی ہے کہ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ تابَقائے زندگی اپنے اُن اہلِ سنّت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا، جنہوں نے قربانی نہ کی خواہ گزر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں"۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص321) اس سے جہاں یہ پتہ چلا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنت پر عمل کا اہتمام فرمایا کرتے وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے غریب سُنّی بھائیوں کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دل میں کس قدر ہمدردی ہوا کرتی تھی۔

2 حجام کی دل جوئی اور غُربا سے نفرت کرنے والے کو سبق مولانا سیّد ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی کبھی اُن کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ان کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی، جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحبِ خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ نَدامت سے سَر جُھکائے اُٹھ کر چلا گیا، اعلیٰ حضرت کو صاحبِ خانہ کی اس مَغرورانہ رَوِش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں، کچھ دنوں کے بعد وہ صاحب امامِ اہلِ سنّت کے یہاں آئے، آپ نے اپنی چارپائی پر جگہ دی، وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حَجّام (Barber) آپ کا خط بنانے کے لیے آگئے، وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں، اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو؟ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اُن صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، کریم بخش حجام یہ سن کر اُن صاحب کے پاس بیٹھ گئے پھر تو اُن صاحب کے غصّے کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پُھنکاریں مارتا ہے، فوراً اُٹھ کر چلے گئے، پھر کبھی بھی نہیں آئے، خلافِ معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور (اعلیٰ حضرت) نے فرمایا: اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے، پھر خود ہی فرمایا: میں بھی ایسے شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت،1/108ملخصا) دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ غریبوں کی دل جوئی کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے بلکہ جو لوگ غُربا و مساکین سے نفرت و بیزاری کا ذہن رکھتے ان سے کَنارہ کَشی اختیار کرلیتے۔

3 غربت کی وجہ سے ہی تو دعوت کی ہے ملکُ العلماء مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں: میرے قیامِ بریلی شریف کے زمانے میں محلہ بانس منڈی کے قریبی رہائشی ایک صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اپنے ہاں دعوت دے کر چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مجھ سے فرمایا: مولانا آپ بھی چلیں، گرمی کا زمانہ تھا اور بعدِ مغرب کا وقت، مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر تھے، باہر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی مکان کے اندر تشریف لے گئے، آنگن میں چارپائی بچھی ہوئی تھی اور اس پر دَری تھی، کھانے میں ایک ڈلیا میں چند روٹیاں اور قیمہ غالباً گائے کے گوشت کا تھا، مجھے یہ خیال ہورہا تھا کہ اعلیٰ حضرت تو گائے کا گوشت تناوُل نہیں فرماتے اگر شوربے دار ہوتا تو شوربے پر ہی اکتفا فرماتے، اسی خیال میں تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھ کر مسلمان جو کچھ کھائے گا ہرگز ضَرر (نقصان) نہ دے گا، میں سمجھ گیا کہ میرے شُبہ کا جواب ہے، میزبان صاحب میرے مُلاقاتی تھے، جب کھانے کے بعد ہاتھ دُھلوانے لگے تو میں نے ان سے کہا: اس غُربت کی حالت میں آپ کو اعلیٰ حضرت کی دعوت کی ضرورت کیا تھی؟ بولے کہ غُربت ہی کی وجہ سے تو اعلیٰ حضرت کی دعوت کی تاکہ اعلیٰ حضرت کے قدم مُبارک میرے یہاں پہنچیں، نان نمک جو

کچھ ہو سکے حاضر خدمت کروں، حضور کھانے کے بعد دعا فرمائیں تو گھر میں خوشحالی آئے اور برکاتِ دین و دنیا حاصل ہوں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 124)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک غریب کی دعوت میں تشریف لے گئے اور صرف غریب میزبان کی دل جوئی کیلئے جو کچھ اس نے اہتمام کیا اپنی طبیعت کی پرواہ کئے بغیر اسے تناول فرمایا۔

4 ایک بیوہ کی دلجوئی مولانا حسنین رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "سیرتِ اعلیٰ حضرت" میں نقل فرماتے ہیں کہ بریلی شریف کے محلّہ بازداراں میں ایک بیوہ خاتون عنایتی بیگم عُرف "اَنّا بُوا" رہتی تھیں، نہایت متین اور سنجیدہ تھیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور میلاد شریف سے بہت محبت کیا کرتی تھیں، چکی پیس کر گزارہ کرتیں اور اسی پسائی سے جو کچھ پَس اَنداز (جمع) کرتیں اس سے سالانہ میلاد شریف کیا کرتیں، پہلے سال وہ آئیں تو اعلیٰ حضرت سے انہوں نے میلاد شریف مُنعقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ کو شرکت کرنی ہوگی اور پڑھنے والے بھی آپ ہی تجویز فرمائیں گے۔ اعلیٰ حضرت نے بڑی خندہ پیشانی سے وعدہ فرمالیا اور مولانا جمیلُ الرَّحمٰن صاحب کو حکم دے دیا کہ عنایتی بیگم کے یہاں سالانہ میلاد شریف آپ پڑھا کریں گے۔ "انّا بوا" نے اپنے یہاں پانی بھرنے والے سقّے سے کہا کہ میرے یہاں فلاں دن میلاد شریف ہے اس میں اعلیٰ حضرت بھی تشریف لائیں گے تم ذرا پانی کا خیال کرنا، اس نے اپنے لوگوں سے مل کر پانی کے چھڑکاؤ کی اسکیم بنالی، اعلیٰ حضرت باوجودیکہ مسجد تک عَصا کے سہارے آتے تھے اور جہاں کہیں جاتے تھے سواری میں جاتے تھے لیکن ان کے ہاں میلاد شریف میں پیدل ہی گئے اور کئی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ میلاد خوان اور دیگر حضرات پاپیادہ گئے اور پاپیادہ آئے۔ ان کی خالص اور نیک کمائی کا میلاد شریف انکی حیات تک اسی طرح جاری رہا، دو تین دفعہ میں بھی اس تقریبِ سعید میں حاضر ہوا ہوں۔ اعلیٰ حضرت کی نظر ہمیشہ غریب مسلمانوں کے دل خوش کرنے میں مائل رہی، جس غریب کے عقائد صحیح ہوتے تھے وہ ان کو دل سے عزیز ہوتا تھا اس وقت مجھے سعدی شیرازی کا یہ شعر بار بار یاد آرہا ہے۔

دِل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ترجمہ: لوگوں کی دل جوئی کرو کہ یہی حجِ اکبر ہے کہ ہزار کعبہ سے ایک دل بہتر ہے۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت، مولانا حسنین رضا خان، ص 95 ملخصاً)

یہ تھا امامِ اہلِ سنّت کا غریبوں کی دلجوئی کا انداز کہ اس غریب عورت کے گھر برابر جاتے رہے اور وہ بھی پیدل اللہ اللہ۔

پیارے اسلامی بھائیو! امام اہل سنّت نے زندگی بھر فقید المثال طریقے سے غُربا پَروَری کی اور ان کی دلجوئی کا کام جاری رکھا اور ان کی خیر خواہی فرماتے رہے اور دمِ واپسیں بھی آپ نے غریبوں کو فراموش نہیں کیا بلکہ غُربا و فُقرا کے بارے میں اپنے عزیز و اَقارِب کو یوں وَصِیّت فرمائی کہ فاتحہ کے کھانے سے اَغنیا کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فُقرا کو دیں اور وہ بھی اعزاز و خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جِھڑک کر اور فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار اِن اَشیا سے بھی کچھ بھیج دیا کریں: دودھ کا برف خانہ ساز، اگر بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، بکری کا شامی کباب، پَراٹھے اور بالائی، فیرنی، سوڈے کی بوتل، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا کرو یا جیسے مُناسب جانو۔ (وصایا شریف، ص 17 ملتقطا)

اللہ پاک امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عادتِ کریمہ کے صدقے ہمیں بھی غریبوں کی دلجوئی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

یوں تو سب انہی کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے

اعلیٰ حضرت کی خوش مزاجی

ابو اسماعیل محمد نواز عطاری*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خُوش طبعی ایک پُرکیف اور سُرور آگیں کیفیت ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کا مادّہ کسی میں کم تو کسی میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کا استعمال شریعت کے دائرے میں رہ کر ہو تو یہ دلوں کی پژمُردگی کو دور کرکے سُرور و اِنبساط کی کیفیت سے ہم کنار کرتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس کا صُدور ثابت ہے، چند روایات مُلاحظہ ہوں:

1 حضرتِ سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام علیہِمُ الرِّضوان نے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ آپ ہم سے خُوش طبعی فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا: ہم سچی بات کے سوا کچھ نہیں کہتے۔

(ترمذی، 3/399، حدیث: 1997)

2 حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: اے دو کانوں والے۔

(ترمذی3/399، حدیث: 1998)

شارحِ حدیث، حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس کے دونوں کان کسی قدر بڑے تھے اس لیے انہیں دو کان والے فرمایا، یا حضرت انس کی قوت سماعت بہت قوی تھی، یا آپ بہت ذکی و ذہین تھے۔ بہر حال اس فرمانِ عالی میں حضرت انس کی تعریف بھی ہے اور خوش طبعی بھی۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/717)

3 حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سواری مانگی تو ارشاد فرمایا: ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کی: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اونٹ اونٹنی ہی سے تو پیدا ہوتا ہے۔ (ترمذی، 3/399، حدیث: 1999)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے اس بے راہ رَوِی کے دور میں جہاں شریعت کے دیگر بہت سارے مُعاملات میں اپنی کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے کئی غلطیاں کی جاتی ہیں وہیں خوش طبعی اور مزاح کے نام پر بھی کئی شرعی حُدود کو پار کیا جاتا ہے، لہٰذا مختصراً مزاح اور خوش طبعی کا مفہوم وغیرہ مع حکم بیان کیا جارہا ہے۔

مزاح کا معنیٰ ایسی بات جس سے اپنا اور سننے والے کا دل خوش ہوجائے مزاح ہے اور جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے جیسے کسی کا مذاق اُڑانا سُخرِیّہ ہے۔ مزاح اچھی چیز ہے،

*ماہنامہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

سُخْرِیَّہ بُری بات ہے۔ (مراۃ المناجیح، 6 /493)

مزاح کا شرعی حکم کسی شخص سے ایسا مذاق کرنا حرام ہے جس سے اسے اَذِیَّت پہنچے البتّہ ایسا مذاق جو اسے خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں، جائز ہے، بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنّت بھی ہے جیسا کہ حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: حضورِ پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے، اسی لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنّتِ مُسْتَحبّہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، 6 /493، 494، مرقاۃ المفاتیح، 9 /428) جہیں دیگر بہت سارے بہترین اَوصاف کے ساتھ ساتھ لوگوں کی دل جوئی کے لئے خوش طبعی ومزاح کا وصف بھی امامِ اہلِ سنّت مجدِّدِ دین وملّت شاہ امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی ذاتِ مُبارَکہ میں تمام شرعی قواعد وضوابط کی پاس داری کے ساتھ نظر آتا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خوش طبعی اور مزاح کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

1 کچھ برگِ سبز میں نے قبول کر لئے مَلِکُ العلما مولانا ظفرُ الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ اِلٰہ آباد کے ایک صاحب تشریف لائے، وہاں کے اَمرود مشہور ہیں۔ چند اَمرود جن پر پتے لگے ہوئے تھے ایک چھوٹے سے طَشْت میں رکھ کر حاضر کیے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مکان میں تشریف لئے جارہے تھے، جب اعلیٰ حضرت سیڑھی کے قریب پہنچے تو یہ صاحب حاضر ہوئے اور وہ طَشْت پیش کرتے ہوئے عرض کی: برگِ سبزست تحفۂ درویش (اس فقیر کی طرف سے چند سبز پتّوں کا تحفہ حاضر ہے) اعلیٰ حضرت نے امرود میں سے پتّا ذرا زور دے کر اٹھا لیا اور فرمایا "کچھ برگِ سبز (یعنی کچھ سبز پتّے) میں نے قبول کر لئے" اور مسکراتے ہوئے حویلی میں تشریف لے گئے۔ وہ صاحب بیچارے سخت پشیمان ہوئے اور خاموش وہاں سے واپس ہوئے اور بولے "اب کیا کریں ہم اعلیٰ حضرت کے لئے یہ امرود اِلٰہ آباد سے لائے تھے اور میں نے یہ مصرع انکساراً پڑھا تھا لیکن اعلیٰ حضرت نے امرود کے پتّے لے لئے اور اَمرود قبول نہیں فرمائے۔ "ہم (مولانا ظفرُ الدین بہاری صاحب) نے کہا: آپ پریشان نہ ہوں یہ اعلیٰ حضرت نے بَطورِ طِیبَت (خوش طبعی) کیا، آپ کسی کے ہاتھ انہیں اندر بھجوا دیجئے قبول کر لیں گے، انہوں نے اَمرود اندر بھیج دیے، اعلیٰ حضرت نے قبول فرمالئے، یہ بہت خوش ہوئے اور مجھے دعائے خیر دینے لگے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص697، ملخصاً، مکتبہ نبویہ لاہور)

2 آپ کی ذات آج معلوم ہوئی حضرت شاہ جی سیّد ابوالقاسم شاہ اسمٰعیل حسن میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ: "ایک مرتبہ حضرت جدّی شاہ برکتُ اللہ صاحب مارہروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عُرسِ مبارک میں حضرت مولانا امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تشریف لائے۔ اس سفر میں اُن (اعلیٰ حضرت) کے بہنوئی بھی اُن کے ساتھ تھے۔ انہوں (بہنوئی صاحب) نے میرے خادِم غلام نبی سے اس کی ذات پوچھی، اس خادِم نے جواب دیا ہم پٹھان ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا تو تم ہمارے بھائی ہو، پھر انہوں نے

غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پٹھان ہو؟ چونکہ وہ بوجہِ لڑکپن و ناواقفی جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑ گیا، اُس نے کہا: میں کون پٹھان؟ چمر (چمار کا مُخفف یعنی موچی) پٹھان ہیں" اس پر اعلیٰ حضرت نے اَزراہِ مزاح اپنے بہنوئی سے فرمایا: کہ یہ آپ کے بھائی ہیں اور اپنے کو "چمر پٹھان" بتاتے ہیں۔ تو یہ آپ کی آل (ذات) آج معلوم ہوئی کہ آپ "چمر پٹھان" ہیں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص105 مکتبہ نبویہ لاہور)

3 آپ تو بہت بڑے جلّاد ہیں سیّد قناعت علی صاحب (برادر مولانا سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) اپنا ایک واقعہ کچھ یوں ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ کو ایک کتاب عنایت فرمائی اور کہا کہ "اس کتاب کی کل جلد بندھوا کر لے آیئے" میں نے بجائے جلد ساز کے پاس جانے کے بازار سے تین پیسے میں جلد باندھنے کا سامان خریدا اور خود اپنے ہاتھوں سے جلد باندھ کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا کہ اس کی اُجرت کتنی ہوئی؟ اس کے جواب میں میں نے عرض کی "تین پیسے" اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ صرف تین پیسے میں جلد کیسے تیار ہو سکتی ہے، میں نے واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کی کہ حضور سامان خرید کر میں نے ہی اپنے ہاتھوں سے باندھی ہے اس پر اعلیٰ حضرت نے مزاحاً ارشاد فرمایا: بہت بڑے جلّاد ہیں آپ۔

(مجدّدِ اسلام از مولانا نسیم بستوی، ص106، مکتبہ رضا اکیڈمی لاہور)

4 مُحدِّث سُورتی سے خوش طبعی پیلی بھیت میں ایک دعوت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب مُحدِّث سُورتی تشریف فرما تھے۔ دسترخوان بچھانے سے پیشتر (پہلے) میزبان نے آفتابہ و طَشت لیا کہ ہاتھ دُھلائے جائیں۔ حضرت محدث صاحب نے عُرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پہلے دُھلائے جائیں۔ اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا کہ آپ محدِّث ہیں اور اَعْلَم بِالسُّنَّۃ (سنت کے زیادہ جاننے والے) ہیں۔ آپ کا فیصلہ بالکل حق ہے اور آپ کی شان کے لائق ہے، کیونکہ سنّت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دُھلانے کے بعد دوسرے لوگوں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دُھلایا جائے، میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتداء کرنا ہوگی۔ اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد پر حضرت محدث صاحب نے ہاتھ بڑھا کر طَشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دُھلائے جائیں، اعلیٰ حضرت مسکرا کر فرمانے لگے: اپنے فیصلہ کے خلاف عملدرآمد آپ کی شان کے خلاف ہے۔ الغرض یہ دلچسپ اور علمی گفتگو بڑی خوشگوار اور سامعین کے لیے مفید رہی۔

(فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص203)

5 ایسا جلدی کا کام لے ہی کیوں لیتا ہے! مولانا سید ایوب علی رضوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حاجی کفایتُ اللہ صاحب آستانۂ عالیہ پر بہت دیر سے رنجیدہ

ملازمہ کو آوازیں دے رہے تھے مگر شنوائی نہیں ہوتی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے یہ فرماتے ہوئے کہ حاجی صاحب بہت دیر سے دروازے پر کھڑے ہیں، فرمایا حاجی صاحب چلے آیئے۔ پھر ہم لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "ایک دولتمند کا معمول تھا کہ جب صبح کی نماز پڑھ کر مسند پر آکر بیٹھتے تو خادم کو حکم فرماتے "شمع لاؤ" اس پر ایک صاحب نے ان سے کہا کہ "حضرت! ابھی سے شمع منگا کر کیا کیجئے گا، ابھی تو شام بہت دور ہے۔" دولت مند صاحب نے فرمایا کہ "اب سے طلب کروں گا تو وقت پر تو آجائے گی۔" پھر فرمایا: ایک صاحب نے اپنی صاحبزادی کی شادی کے لئے بھرت (نقش ونگار کی بھرائی) کے پلنگ کے پائے کسی (کاریگر) کو نقش کرنے کے لیے دیئے اور کہا کہ ابھی تو خیر (شادی میں) دن کافی ہیں، ذرا خوبصورت کر کے بنایئے اور وقت پر دے دیجئے کہ شادی کا معاملہ ہے۔ کاریگر صاحب نے اطمینان دلایا، وہ مُطمئن ہوگئے اور دیگر سامان کی تیاری میں مُنہمک ہوگئے، تقاضا بھی نہیں کیا کہ معمولی کام ہے وقت پر مل جائے گا۔ مگر جب شادی کی تاریخ قریب آگئی تو تقاضا کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ صرف ایک روز ہی باقی رہ گیا، بالآخر اس بے چارے نے دوسرے پائے خرید کر پلنگ تیار کر کے لڑکی کو جہیز میں دیا۔ اب چونکہ شادی ہو چکی تھی اور اس کی وعدہ خلافیوں پر غصہ بھی تھا، دل میں تہیّہ (یعنی پکا ارادہ) کر لیا کہ اب تقاضا نہ کروں گا، دیکھوں کب تک نہیں دے گا، مختصر یہ کہ اس لڑکی کی لڑکی پیدا ہوئی، جوان ہو کر شادی کے قابل ہوگئی اور شادی کا وقت قریب آگیا تو ایک روز اس بے چارے نے جا کر کہا "بھائی اب تو وہ پائے دے دو کہ اس لڑکی کی لڑکی کو جہیز میں دے دوں" اتّفاق سے اس وقت اس کاریگر کا باپ بھی موجود تھا اس نے پوچھا کیا قصہ ہے، انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا، اس پر ان بابا جان نے بیٹے کو زور سے ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ "میں نے تجھے بارہا سمجھایا مگر تیری سمجھ میں آج تک نہ آیا! ایسا جلدی کا کام لے ہی کیوں لیتا ہے!"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص 740 مکتبہ نبویہ لاہور)

اللہ کریم ہمیں ہر ہر کام شریعت کے احکام کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم

امام احمد رضا کا جذبۂ خیر خواہی

محمود احمد عطّاری مدنی*

امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ہمہ جہت شخصیت (Versatile personality) کے مالک تھے اور آپ کی زندگی کا ہر پہلو اسلام کی تعلیمات کا آئینہ دار تھا۔ جس پہلو سے بھی آپ کی شخصیت کا مطالعہ کیا جائے اسی پہلو سے نہ صرف ہمیں بہت کچھ سمجھنے اور سیکھنے کو ملتا ہے بلکہ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی عظمت (Respect) دل میں مزید بڑھ جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بے مثال عشقِ رسول، علمی جلالت، فقہی مہارت، شاعرانہ عظمت (Experties in poetry) الغرض جس بھی پہلو کو دیکھا جائے اس میں آپ یکتا (Matchless) نظر آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذات سند اور حوالہ (Authority) کی حیثیت رکھتی ہے۔

آیئے فتاویٰ رضویہ شریف کی روشنی میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شخصیت کے ایک ایسے گوشے میں جھانکنے (Study) کی کوشش کرتے ہیں جس کی طرف نسبتاً کم توجہ دی جاتی ہے اور وہ ہے آپ کا مسلمان کی بھلائی، ہمدردی، خیر خواہی کا جذبہ۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے فتاویٰ رضویہ شریف میں بعض جگہ مستقل طور پر اور بعض جگہ ضمناً کسی سوال کے جواب میں مسلمانوں کی بھلائی و خیر خواہی، مدد و احسان، پردہ پوشی، عزّت و احترام کی اہمیت (Importance) کو بڑے پُر اثر انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے رسالہ "تدبیر فلاح ونجات واصلاح" میں مسلمانوں کی حالت خوبی کی طرف بدلنے کے جو اصول بیان فرمائے ہیں ان کے مطالعہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مسلمانوں سے خیر خواہی اور بھلائی کے لئے کڑھن (Deep desire) بخوبی واضح ہوتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پوچھے گئے سوال کا فقہی حکم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ موقع کی مناسبت سے مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی ترغیب دیتے نظر آتے، مثلاً ● مسلمان پر رحم کرنے کی فضیلت ● مسلمان سے سختی دور کرنے کی فضیلت ● وقتِ حاجت مسلمان کیلئے دعا سے امداد کی ترغیب ● رزقِ حلال میں برکت کے مُجرَّب وظائف بتانا ● مسلمان کی پردہ پوشی ● مسلمان کا دل رکھنے کی اہمیت ● مسلمان کے دل سے بدمذہبی کا شبہ دور کرنے کی اہمیت ● صاحبِ علم کو مسئلہ سمجھانے کی ترغیب ● مسلمان سے اچھا گمان رکھنے کی تاکید ● مسلمان کو بلاوجہ گنہگار کہنے کی مذمت ● مسلمان کو ایذا دینے کا وبال

● مسلمان کے رزق میں خلل کا وبال ● مسلمان کی بات میں اچھی تاویل کا حکم ● مسلمانوں کی آپس میں محبت کا درس ● مسلمانوں کیلئے باعثِ نفرت چیز سے دوری کا حکم ● مسلمان کیلئے غیبت کا دروازہ کھولنے کی ممانعت ● مسلمانوں کو جھوٹ، غیبت وغیرہ گناہوں سے بچنے کی ترغیب ● فرائض کی اہمیت بیان کر کے اس پر عمل کی ترغیب مسلمان میت کی حرمت ● مسلمان کی قبر کی حرمت وغیرہ۔ مسلمان کی خیر خواہی سے بھری ہوئی امامِ اہلِ سنّت کی تحریریں مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ صاحبِ تحریر دردِ دل رکھنے والا اور مسلمان سے خیر خواہی کے جذبہ سے لبریز ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب ہمارے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمان سے خیر خواہی کی ترغیب ارشاد فرمادی تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت جیسا عشقِ رسول کا پیکر اس بات میں پیچھے رہ جائے۔

مسلمان سے خیر خواہی مسلمان کے ساتھ خیر خواہی دینِ متین کا اہم حکم ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس کی اہمیت کو بڑے واضح(Clear) انداز میں بیان کیا بلکہ ایک حدیثِ مبارکہ میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کو دین کا حصہ ارشاد فرمایا گیا۔ (مسلم، ص51،حدیث:196) اور ایک حدیثِ پاک میں مومن کی شان یہ بیان کی گئی کہ وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ اور آپس میں محبّت کرنے والے ہوتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب،2 /361، حدیث:12) امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت فتاویٰ رضویہ شریف میں لکھتے ہیں: ہر فردِ اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دل سے خیر خواہی مطلقاً فرضِ عین ہے، اور وقتِ حاجت دعا سے اِمداد و اِعانت بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اِعانت فرضِ کفایہ ہے اور ہر فرض بقدرِ قدرت ہر حکم بشرطِ استطاعت۔

(فتاویٰ رضویہ،14 /74 ملخصاً)

زائد مال سے مسلمانوں کو نفع پہنچایئے وضو میں پانی کے استعمال پر امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اسراف و تبذیر کے معانی اور ان کے اطلاق کی بحث فرمائی ہے، اسی بحث میں اسراف کی ایک صورت بیان کی کہ آدمی شرعی مصلحت کے بغیر آرائش(Decoration) پر پیسہ خرچ کرے لیکن غریب مسلمانوں کو نہ دے تو یہ مُرَوَّت کے خلاف ہے، لکھتے ہیں: آدمی کے پاس جو مال زائد بچا اور اس نے فضول کام میں اٹھا دیا جیسے بے مَصْلحتِ شرعی مکان کی زینت و آرائش میں مبالغہ، اس سے اسے تو کوئی نفع ہوا نہیں اور اپنے غریب بھائیوں کو دیتا تو ان کو کیسا نفع پہنچتا تو اس حرکت سے ظاہر ہوا کہ اس نے اپنی بے معنی خواہش کو ان کی حاجت پر مقدم رکھا اور یہ خلافِ مُرَوَّت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، حصہ 1،2/ 933)

مسلمان پر احسان امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ کسی کی زمین میں بغیر اجازت میت دفن کرنے کا حکم کیا ہے؟، جواباً آپ نے حکمِ فقہی بیان فرما دیا: کہ زمین والے کو اختیار ہے کہ اپنی زمین میں دفنائی ہوئی میّت کو قبر سے نکال دے یا قبر برابر کر کے اسے استعمال میں لائے اس حکم کو بیان کرنے کے بعد مسلمان کے ساتھ رحم کرنے، اور اس کی پردہ پوشی کرنے، اس پر احسان کرنے کی بھرپور ترغیب ارشاد فرمائی۔ لکھتے ہیں: یہ اصل حکمِ فقہی ہے، مگر مسلمان نرم دل اور دوسرے مسلمان خصوصاً میّت پر رحم دل ہوتا ہے، قال اللہ تعالیٰ: ﴿رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾[1] اگر وہ درگزر کرے گا اللہ عزوجل اس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾[2] اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر احسان کرے گا اللہ اس پر احسان کرے گا کَمَاتَدِیْنُ تُدَانُ[3] اگر وہ اپنے مردہ

---

(1) ترجمۂ کنزالایمان: آپس میں نرم دل۔ (پ26، الفتح:29)

(2) ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔ (پ18، النور:22)

(3) جیسا تم کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ (جامع صغیر، ص399، حدیث: 6411)

بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا، مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ [4] اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا اللہ اس کی زندگی و موت میں اسے احترام بخشے گا۔ اَللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ۔ [5] وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/380)

مسلمان میّت کی حرمت امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے پاس تصدیق کے لئے ایک فتویٰ آیا جس پر متعدد جلیلُ القدر علمائے کرام کی تصدیقات بھی تھیں اس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو وصل قائم کرکے جواب میں اضافہ فرمایا اور مسلمان میّت کی عزت، مسلمان کی قبر کی حرمت کو خوب واضح کیا، لکھتے ہیں: علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت مُردہ و زندہ برابر ہے۔ مُحقِّق علی الاطلاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "فتح القدیر" میں فرماتے ہیں: اَلْاِتِّفَاقُ عَلٰى اَنَّ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا۔ [6] نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ وَاَذَاهُ كَكَسْرِهٖ حَيًّا مُردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔ (ابوداود، 3/285، حدیث:3208بتغیر لفظ واذاہ) یہ حدیث مسند الفردوس میں ان لفظوں سے ہے: سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اَلْمَيِّتُ يُؤْذِيْهِ فِيْ قَبْرِهٖ مَا يُؤْذِيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ۔ مُردے کو قبر میں بھی اس بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے اذیت ہوتی۔ (مسند الفردوس، 1/199، حدیث: 754) علّامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں: اَفَادَ اَنَّ حُرْمَةَ الْمُؤْمِنِ بَعْدَ مَوْتِهٖ بَاقِيَةٌ۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی حُرمت بعدِ موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے۔

(فیض القدیر، 4/720 بتغیر قلیل) (فتاویٰ رضویہ، 9/441)

مسلمان کو تکلیف دینے کا وبال مسلمان کو تکلیف دینے کی مذمت اور اس پر کیا وبال ہے اس حوالے سے امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے کئی مقامات پر کلام فرمایا ہے اور کثیر احادیث اس ضمن میں بیان کی ہیں، اور موقع کی مناسبت سے مسلمان کو تکلیف پہنچانے والے کو تنبیہ بھی کی ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے: بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایسے الفاظ (الو، مردود) سے یاد کرنا مسلمان کو ناحق ایذا دینا ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا شرعاً حرام۔ (فتاویٰ رضویہ، 13/644) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تکلیف دینا، ڈرانا اور ان پر اپنا جبر اور تکبر ظاہر کرنا قطعی مُحرَّمات میں سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 19/653)

ایک جگہ لکھتے ہیں: بکر پر لازم ہے کہ اس حرکت سے توبہ کرے اور بچے کو اس کی ماں سے ملنے دے اور بلاوجہ ایذائے مسلمان کا شدید وبال اپنے سر نہ لے۔ صحیح حدیث میں ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللهَ [7] وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (فتاویٰ رضویہ، 13/411)

مسلمان کو بلا دلیل گنہگار کہنے کی ممانعت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک فتویٰ پیش کیا گیا جس میں سبزی فروشوں کی پنچائت میں کسی معاملہ پر فتویٰ کا جواب دینے والے نے بلاوجہ مسلمان کو گناہ گار قرار دے دیا، امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے پہلے تو اس معاملہ کی تفصیل بیان کی اور اہلِ زمانہ کے حالات و عادات جاننے کے حوالے سے بھی کلام فرمایا اور پھر یہ حکم بھی بیان فرمایا کہ مسلمان کو گناہ گار قرار دینے کے لئے تفتیش ضروری ہے، لکھتے ہیں "مسلمان پر حکمِ معصیت بلکہ ایک وجہ پر حکمِ کفر لگانے کے لیے تَنْقِیح ضرور تھی کہ کیا معاملہ کیسا حلف، مگر اسے تو وہ جانے جسے علمِ دین سے حصہ عطا ہوا۔" (فتاویٰ رضویہ، 18/309)

---

(4) جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے خدا اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (مشکاۃ المصابیح، 1/60، حدیث:204)

(5) اللہ بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ (مسلم، ص1110، حدیث:6853)

(6) اس بات پر اتفاق ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت و حرمت زندہ مسلمان کی طرح ہے۔ (فتح القدیر، 2/130)

(7) جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ (معجم اوسط، 2/387، حدیث:3607)

مسلمان پر بدعتِ شنیعہ کا حکم لگانا

مسلمان سے خیر خواہی رکھنے والا اس کے کسی کام کو بغیرِ شرعی ثبوت کے بدعتِ سیئہ قرار نہیں دے گا امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت فرماتے ہیں: "ہر خدا ترس مسلمان جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل عزّت وعظمت اور کلمۂ اسلام کی پوری توقیر ووقعت اور اپنے بھائیوں کی سچّی خیرخواہی و محبت ہے کبھی ایسے حکم پر جرأت روا نہ رکھے جب تک دلیلِ شرعی واضح سے ثبوت کافی ووافی نہ مل جائے۔"

(فتاویٰ رضویہ، 8/417)

مسلمان کے قول وفعل کو اچھائی پر محمول کرنا لازم ہے

امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت سے سوال ہوا کہ کوئی امام صاحب ویسے تو نمازِ مغرب میں تاخیر کرتے ہیں لیکن جب ان کے پیر صاحب آئے تو وقت پر نماز پڑھائی اور رکوع و سجود میں زیادہ تسبیحات پڑھیں یہ تو ریاکاری ہوگئی؟ اس کے جواب میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے امام صاحب کے عمل کا اچھا محمل بھی بیان فرمایا اور یہ بھی بتایا مسلمان کے عمل کو اچھے محمل پر محمول کرنا لازم ہے اور ساتھ بدگمانی کی حرمت بھی بیان کر دی، اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے کلام کو بھی اچھے محمل پر محمول کیا جائے، لکھتے ہیں: "اذانِ مغرب میں بلاوجہ شرعی تاخیر خلافِ سنّت ہے پیر کے سامنے جلد دلوانا ریا پر کیوں محمول کیا جائے بلکہ پیر کے خوف یا لحاظ سے اُس خلافِ سنّت کا ترک پیر کے سامنے رکوع و سجود میں دیر بھی خواہ نخواہ ریا اور مکاری پر دلیل نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے سے تاثر بھی ممکن اور مسلمان کا فعل حتی الامکان محملِ حسن پر محمول کرنا واجب اور بدگمانی ریا سے کچھ کم حرام نہیں، ہاں اگر رکوع و سجود میں اتنی دیر لگاتا ہو کہ سنّت سے زائد اور مقتدیوں پر گراں ہو تو ضرور گنہگار ہے وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/324)

ایک جگہ لکھتے ہیں: اولیاء کی شان تو ارفع ہر مسلمان سنّی کے کلام میں تاحدِ امکان تاویل لازم، امام علّامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں: (ترجمہ) امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "شرح مہذب" کے مقدمہ "آداب العلم والمتعلم" میں ارشاد فرمایا: طالب پر واجب ہے کہ اپنے بھائیوں کے کلام کو اچھے محمل پر حمل کرے کسی ایسے کلام میں کہ جس میں نقص سمجھا جائے لہٰذا اس کے لئے ستّر تک محمل تلاش کرے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس سے عاجز نہیں ہوتا۔ مگر ہر ایسا شخص کہ جس کو کم توفیق عنایت کی گئی۔

(الحدیقۃ الندیہ، 1/379) (فتاویٰ رضویہ، 22/517)

مسلمان کے رزق میں خلل اندازی کی ممانعت

ایک سوال ہوا کہ ایک شخص دوسرے شخص کا منصب چھیننا چاہتا ہے امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے اس پر جہاں اور بہت ساری جہتوں سے کلام فرمایا وہیں مسلمان کے رزق میں خلل اندازی کی مذمت ان الفاظ میں بیان فرمائی: "بلاوجہ شرعی کسی

مسلمان کے رزق میں خلل اندازی بہت سخت بے جا اور بلاوجہ ایذا ہے ایسوں کو خوف نہیں آتا کہ وہ کسی مسلمان کے رزق میں بلاوجہ خلل ڈالیں، اللہ قادرِ مطلق ان کی روزی میں خلل ڈالے ان کا رزق تنگ کردے۔ (فتاویٰ رضویہ، 6/538)

مسلمان کا دل رکھنے کی اہمیت نمازِ عید کے بعد مُعانَقہ اور پنجگانہ نماز کے بعد مصافحہ کے جواز پر بحث کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے ایک اصول بیان فرمایا کہ جس بات سے شریعت میں مُمانَعت نہ آئی ہو اس معاملہ میں لوگوں کی موافقت کرکے ان کا دل خوش کیا جائے بلاضرورت لوگوں کی مخالفت کرکے ان کو اپنا مخالف نہ بنایا جائے کیونکہ شریعتِ مطہّرہ کو مسلمانوں کی آپس کی محبت مطلوب ہے تو اگر کوئی شخص لوگوں کے رواج اور عادات واخلاق کے خلاف چلے گا تو لوگ اس سے مخالفت و نفرت کا رویّہ رکھیں گے اس لیے ایسا نہ کیا جائے۔ فتاویٰ رضویہ جلد آٹھ 8 اور جلد بائیس 22 میں امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی یہ تحریریں توجہ سے پڑھیے: علمائے محققین مسلمان کا دل رکھنے کو رعایتِ آداب اور ترکِ مکروہات پر بھی مقدم جانتے اور ان کے رسوم وعادات میں مخالفت کو مکروہ وباعثِ شہرت مانتے ہیں، ولہٰذا تصریح فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی نہی صریح، غیر قابلِ تاویل نہ آئی ہو، عاداتِ ناس میں موافقت ہی کرکے ان کا دل خوش کیا چاہئے اگرچہ وہ فعل بدعت ہو، "عین العلم" میں ارشاد ہوا: (ترجمہ) اُن امور میں لوگوں کی موافقت کرکے انہیں خوش کرنا اچھا ہے جن (امور) سے شریعت میں ممانعت نہیں ہے۔ اور لوگوں کے عہد میں وہ رائج ہو چکے ہیں خواہ بدعت اور نو ایجاد ہی ہوں۔

(شرح عین العلم وزین الحلم، 1/509) (فتاویٰ رضویہ، 8/636)

مسلمانوں کو نفرت دلانے سے بچیے ائمۂ دین ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اس سے صریح نہی ثابت نہ ہو ہرگز اس میں اختلاف نہ کیا جائے بلکہ انہیں کی عادات واخلاق کے ساتھ ان سے برتاؤ چاہئے۔ شریعتِ مطہّرہ سنی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے اور ان کو بھڑکانا، نفرت دلانا، اپنا مخالف بنانا، ناجائز رکھتی ہے۔ بے ضرورتِ تامّہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق جاہل کا کام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 22/311)

مسلمان کے دل سے شبہات دور کرنے کی اہمیت امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سوال ہوا کہ اس وقت خلافت اسلامیہ خطرے میں ہے اور اس کی مدد لازم ہے اس لیے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ گمراہوں، بدمذہبوں کا رد چھوڑ دیا جائے اور صرف خلافتِ اسلامیہ والے معاملہ کا اہتمام کیا جائے۔ اس سوال کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مسلمان کے دل سے بدمذہبی اور بددینی کے شبہات دور کرنے کی اہمیت کو واضح کیا اور بتادیا جب کوئی بدمذہب مسلمان کو بہکائے اس وقت اس کے دل سے شبہات کے ازالے کی کوشش کرنا لازم ہے اور اس کام سے روکنے والا اللہ عزّوجلّ کی راہ سے روکنے والا ہے، لکھتے ہیں: جب کوئی گمراہ بددین۔۔۔ وغیرہم خذلھم اللہ تعالٰی اجمعین (اللہ تعالٰی ان کو بے یارومددگار چھوڑے) مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوبِ مسلمین سے شبہاتِ شیاطین کا رفع فرضِ اعظم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 21/256)

مسلمان سے سختی ٹالنے کی اہمیت وراثت کے حوالے سے ایک سوال پیش کیا گیا جس میں فوت شدہ جس کی وراثت تقسیم ہو رہی تھی وہ حج کی سعادت حاصل نہ کرسکا، امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے مالِ وراثت کی تقسیم اور ہر ایک کے حصے بیان کرنے کے بعد فوت شدہ کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کی طرف سے حجِ بدل کی ترغیب دی اور مسلمان سے سختی دور کرنے کی اہمیت کو واضح کیا فرماتے ہیں: غرض جس طرح ممکن ہو اس کی طرف سے حجِ بدل میں سعیِ جمیل بجالائیں کہ یہ اس پر سے سختی کا ٹالنا ہوگا، اور جو کسی مسلمان پر سے سختی

دور کرے گا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر سے سختیاں دُور فرمائے گا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔[8] (فتاویٰ رضویہ، 25/464)

رزقِ حلال کے لئے وظائف ایک شخص لوگوں کے لین دین وغیرہ کے کاغذات تیار کرنے کا کام کرتا تھا جس میں سودی معاملے کی لکھت کا بھی کام آتا تھا اس نے امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا اور سودی لکھت کا کام چھوڑنے کا خیال ظاہر کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکمِ شرعی بیان کرنے کے بعد اس کی خیر خواہی اور اسلامی محبت میں اس کے لیے رزقِ حلال حاصل ہونے کے وظائف بھی بیان فرمائے، لکھتے ہیں: فوراً اسکا (یعنی سودی لین دین کی لکھت) چھوڑدینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے، اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے پیدا ہوا، بحکمِ آیتِ قرانی وجہ حلال سے رزقِ طیب ملنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے اللہ اسے بس ہے۔ فقیر اسلامی مَحبّت سے چند اعمال مُجرَّبہ جو بارہا بفضلہٖ تعالیٰ تیر بہدف ثابت ہوئے ہیں آپ کو بتاتا ہے: (1) بعد نمازِ عشا سر برہنہ ایسی جگہ کہ سر و آسمان میں چھت یا درخت وغیرہ کچھ حاجب نہ ہو، 50 بار روزانہ پڑھے یا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب (اے اسباب کا سبب بنانے والے) اول آخر 11، 11 بار درود شریف۔ جتنے دنوں زیادہ پڑھے زیادہ نفع ہوگا اِنْ شَآءَاللہ تعالیٰ، اور ہمیشہ پڑھے تو بہتر۔ (2) بعد نمازِ مغرب ستارہ قُطب کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوکر آیۂ قطب کہ پارۂ چہارم کے نصف پر ہے: ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً ۔ ۔ ۔ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (پ4، آل عمران:154) تک 41 بار روز پڑھے 41 روز تک، اول آخر 10، 10 بار درود شریف۔ (3) خاص طلوع صبحِ صادق کے وقت، اور نہ ہو سکے تو حتی الامکان سنّتِ صبح سے پہلے سو بار روزانہ پڑھیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اول آخر درود شریف 10، 10 بار۔ اس کا ورد ہمیشہ رہے۔ اول وقت پڑھنے کی کوشش ہو مگر اس کے سبب جماعت میں خلل نہ پڑے۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/557)

قرض کی اہمیت ایک شخص نفلی صدقات دیتا تھا لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرتا تھا اس بارے میں سوال پیشِ خدمت ہوا اس کے جواب میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے پورا رسالہ تحریر فرمایا جس میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعیدیں بیان کیں اور اس شخص کو بہت ہی ناصحانہ انداز میں مثالیں دے کر سمجھایا یقیناً اس انداز سے اس مسلمان کی خیر خواہی کی جھلک واضح طور پر نظر آرہی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت اس شخص کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں: اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے وہ قابلِ قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہِ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز ہے؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 10/178)

مسلمانوں کو آزمائش میں نہ ڈالیں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سے سوال ہوا کہ بارات کی دعوت میں ناچ گانا الگ جگہ ہوگا اور دعوت الگ جگہ ہوگی اس دعوت میں شرکت کی جاسکتی ہے یا نہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی دعوت جس میں گناہ کے مواقع ہوں اس میں شرکت کی مختلف صورتیں اور شرعی حکم بیان کیا اور خاص اس صورت میں جس میں ناچ گانا دوسرے مکان میں ہونے کی وجہ سے دعوت میں شرکت کا جواز تو موجود تھا لیکن اگر کوئی عالمِ دین شرکت کرے تو لوگ اس کی غیبت میں پڑیں اس صورت میں مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے

[8] جس نے کسی مسلمان سے ایک سختی کو دور کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے اس کی سختیوں کو دور فرمائے گا۔ (بخاری، 2/126، حدیث:2442)

ہوئے ایسی جگہ سے بچنے کا حکم دیا کہ کہیں مسلمان اس عالمِ دین کی غیبت کرکے گناہ میں مبتلا نہ ہوں، فرماتے ہیں: مواقعِ تہمت سے بچنا چاہیے اور مسلمانوں پر فتحِ بابِ غیبت ممنوع ہے۔ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّهَمِ۔[9] (فتاویٰ رضویہ، 21/611)

جھوٹ، غیبت سے بچنے کی نصیحت وضو کن صورتوں میں مستحب ہے ان صورتوں میں سے جھوٹ اور غیبت کے بعد وضو مستحب ہے یہ بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کو جھوٹ اور غیبت کی گندگی بتاتے ہوئے اس سے بچنے کی نصیحت فرمائی، لکھتے ہیں: مسلمان اس نفیس فائدے کو یاد رکھیں اور اپنے رب سے ڈریں جھوٹ اور غیبت ترک کریں کیا معاذ اللہ منہ سے پاخانہ نکلنا کسی کو پسند ہوگا باطن کی ناک کھلے تو معلوم ہو کہ جھوٹ اور غیبت میں پاخانے سے بدتر سڑاند ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، حصہ: 1، 2/970)

دربارِ الٰہی زیادہ قابلِ تعظیم ہے ایک صاحبِ علم کے بارے میں سوال ہوا کہ وہ فلاں لباس پہن کر نماز ادا کرتا ہے امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنے کا حکم بیان کیا کہ یہ کراہت سے خالی نہیں اور ساتھ اس صاحبِ علم شخص کی خیر خواہی کرتے ہوئے اسے سمجھانے کی تاکید کی، لکھتے ہیں: جب وہ ذی علم ہے اور اسے سمجھایا جائے کہ دربارِ الٰہی بازار سے زیادہ قابلِ تعظیم و تذلل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾[10] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَللّٰهُ اَحَقُّ مَنْ تُزُيِّنَ لَهُ[11] وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(فتاویٰ رضویہ، 6/619)

عرضِ آخر تحریر کے بارے میں یہ بات واضح ہے کہ اسے وقت کی دھول غبار آلود نہیں کرتی بلکہ تحریر سے کسی کی شخصیت جس طرح آج پرکھی جاسکتی ہے سالوں بعد بھی اس کی جانچ کی جاسکتی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی تحریرات سے ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسلمانوں سے ہمدردی اور خیر خواہی پر جو اقتباسات پیش کیئے ہیں ان سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتا ہے اور اس میں ہمارے لیے بھی نصیحت ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہو تاکہ ان کی ہمدردی اور خیر خواہی ہماری بھی شخصیت کا حصہ بنے۔

---

(9) حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ مقامات تہمت سے بچے، اس کو علامہ حسن بن عمار شرنبلالی نے ذکر کیا۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۸۸۰)

(10) ترجمۂ کنزالایمان: اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔ (پ8، الاعراف: 31)

(11) حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ تو اس کی بارگاہ میں زینت اختیار کرے۔

عشقِ رسول کی تابانیاں

عبد الرحمٰن عطاری مدنی*

سرکار کی ذات لائقِ اُلفت و محبت دنیا کا عام اُصول ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کرتے ہوئے اُسے ایک یا دو مرتبہ تحفہ دیتا ہے یا اُسے ہلاکت میں ڈالنے یا نقصان پہنچانے والی چیز سے بچاتا ہے جس کی ایذا کی مدت بھی تھوڑی اور کسی نہ کسی وقت ختم ہو جانے والی ہوتی ہے تو وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے تو وہ ذاتِ کریم (یعنی نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) جو اُسے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں (یعنی جنّت وغیرہ) عطا فرمائیں اور جہنّم کے ختم نہ ہونے والے عذابات سے بچائیں وہ تو اور بھی زیادہ لائقِ محبت ہیں۔

(الشفاء، 2/31)

رسولُ اللہ سے محبت فرض ہے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عشقِ رسول دل کا نور اور روح کی غذا ہے، عشقِ رسول ایمان کی جان ہے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت نہ رکھنے والا فاسق و گمراہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ10، التوبۃ: 24) قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس آیتِ کریمہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت ایک اہم چیز اور فرض و لازم ہے (مزید فرماتے ہیں:) جس نے اپنی آل اولاد اور مال کی محبت کو اللہ پاک اور اس کے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت سے زیادہ سمجھا اس آیت میں اللہ پاک نے اسے سخت تنبیہ کی ہے اور ایسوں کو ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا: "تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔" نیز آیت کے آخر میں ایسوں کو فاسق فرمایا اور بتایا کہ یہ لوگ ان گمراہوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق نہ دی۔ (الشفاء، 2/18)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

عشقِ رسول اعلیٰ حضرت کی پہچان اس دنیا میں کچھ حضرات ایسے ہوئے ہیں کہ عشقِ نبی ان کی حیات کا عرفان اور محبتِ رسول ان کی شخصیت کی پہچان تھی، ان ہستیوں میں

* ماہنامہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

سے ایک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی تھے، آپ عشقِ مصطفےٰ کا سَرتاپا نمونہ تھے، آپ کے اندر عشقِ رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور آپ فَنَافِی الرَّسُوْل کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

عشقِ رسول وراثت میں ملا عشقِ رسول، تعظیمِ رسول، ادبِ رسول آپ کو وراثت میں ملا تھا، آپ نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جس کی فضا ذکرِ خدا اور تذکرۂ مصطفےٰ کے نور سے منور تھی، جس میں ہر سو شریعت و طریقت کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی، خشیتِ الٰہی اور محبتِ نبوی کا ہر طرف اُجالا تھا، اس پُرنور ماحول نے آپ کے سینے میں عشقِ مصطفےٰ کا ایسا نقش جمایا کہ پورا وجود سراپا عشق بن گیا۔ آپ فرماتے ہیں: اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کردے تو ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) لکھا ہوا پائے گا۔ (سوانح امام احمد رضا، ص96)

خُدا ایک پر ہو تو اِک پر محمد
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

اعلیٰ حضرت کے عشقِ رسول کی ایک جھلک آدمی کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کے فضائل کو عام کرتا ہے اور بکثرت اس کی مدح و تعریف میں مشغول رہتا ہے اور جو بات اس کی خوبی اور تعریف کی سنتا ہے انتہائی خوشی سے اس کا اظہار کرتا ہے، اعلیٰ حضرت نے بھی سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں مِلّتِ اسلامیہ میں عشقِ مصطفےٰ کی ایسی روح پھونکی کہ مشرق و مغرب صلوٰۃ و سلام کے نغموں سے گونجنے لگے۔ آپ کی تحریریں اور آپ کا نعتیہ کلام حدائقِ بخشش شریف نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آپ کی بے پناہ محبت پر گواہ ہے، ذیل میں آپ کی ایک تحریر کا اِقتباس مُلاحظہ کیجئے جو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آپ کی بے پایاں عقیدت و محبّت کی شہادت دیتا ہے، چنانچہ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں: پھر محبوب بھی کیسا، جانِ ایمان وکانِ احسان (یعنی سرچشمۂ احسان)، جس کے جمالِ جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامۂ قدرت (یعنی قلمِ قدرت) نے اس کی تصویر بناکر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا۔ کیسا محبوب جس نے اپنے تن پر ایک عالَم کا بار اُٹھالیا۔ کیسا محبوب جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کردیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں مُنْہَمِک اور لَہْو و لَعِب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے شب و روز گریاں و مَلُول۔ شب کہ اللہ جلَّ جلالُہ نے آسائش کے لئے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں (یعنی ہواؤں) کا پنکھا ہورہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خوابِ ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ، خواب و آرام سے منہ موڑ، جبینِ نیاز (یعنی اپنی مبارک پیشانی) آستانۂ عزت پر (یعنی بارگاہِ الٰہی میں) رکھے ہے کہ الٰہی! میری اُمّت سیاہ کار ہے، درگزر فرما، اور انکے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔ (مزید فرماتے ہیں:) ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور مدح وستائش و نشرِ فضائل سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب۔

(فتاویٰ رضویہ، 30/ 716، 717)

غلامِ مصطفےٰ کے لئے امان آپ عشقِ رسول میں اپنے نام سے پہلے "عبد المصطفےٰ" لکھا کرتے تھے جس کا ترجمہ بنتا ہے "غلامِ مصطفےٰ" اور اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تُو تو ہے عبدِ مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے، تیرے لئے امان ہے

سرکار کے نام پر بیٹوں کے نام آپ نے محبتِ رسول اور سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نام سے بَرَکت لیتے ہوئے نہ صرف اپنے دونوں بیٹوں کا نام بلکہ اپنے بھتیجوں کا نام بھی "محمد" رکھا، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام "محمد" رکھا، یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔ (میرے بیٹے) حامد رضا خان کا نام "محمد" ہے اور ان کی ولادت 1292ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص93)

اعلیٰ حضرت ناموسِ رسالت کے لئے ڈھال آپ اکثر فراقِ مصطفےٰ میں غمگین رہتے اور سرد آہیں بھرا کرتے۔ عشقِ رسول آپ کے دل کی دھڑکن بن چکا تھا، اپنے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت وغلامی میں اتنے ڈوب چکے تھے کہ سب کچھ برداشت کرسکتے تھے لیکن آپ کو کبھی یہ گوارانہ تھا کہ کوئی ہم سب کے دلوں کے چین، رحمت کونین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سی بے ادبی کی جرأت کرے۔ آپ پیشہ ور گستاخوں کی گستاخانہ عبارات کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور پیارے مصطفےٰ کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رد کرتے تاکہ وہ جھنجھلا کر اعلیٰ حضرت کو بُرا کہنا اور لکھنا شروع کردیں۔ آپ اکثر اس پر فخر کیا کرتے کہ باری تعالیٰ نے اس دور میں مجھے ناموسِ رسالتِ مآب کے لئے ڈھال بنایا ہے۔ طریقِ استعمال یہ ہے کہ بدگویوں کا سختی اور تیز کلامی سے رَدّ کرتا ہوں کہ اس طرح وہ مجھے بُرا بھلا کہنے میں مصروف ہوجائیں۔ اس وقت تک کے لئے آقائے دوجہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کرنے سے بچے رہیں گے۔ (تذکرہ امام احمد رضا، ص13)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

زائرِ مدینہ کی قدم بوسی جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کرکے خدمت میں حاضر ہوتے تو اعلیٰ حضرت کی طرف سے پہلا سوال یہی ہوتا کہ سرکار (کی خدمت) میں حاضری دی؟ اگر اِثبات (یعنی ہاں) میں جواب ملا، فوراً ان کے قدم چوم لیتے اور اگر نفی (یعنی نہ) میں جواب ملا پھر مُطلَق تخاطب (یعنی بالکل کلام) نہ فرماتے۔ ایک بار ایک حاجی صاحب حاضر ہوئے، چنانچہ حَسبِ عادت کریمہ یہی اِستِفسار ہوا کہ سرکار (کی خدمت) میں حاضری ہوئی؟ وہ آبدیدہ ہوکر عرض کرتے ہیں: ہاں حضور! مگر صرف دوروز قیام رہا، آپ نے قدم بوسی فرمائی اور ارشاد فرمایا: وہاں کی تو سانسیں بھی بہت ہیں، آپ نے تو بِحَمْدِاللہ دودن قیام فرمایا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 193)

دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ ذکرِ حبیب کے وقت تعظیم وتوقیر اور اسم گرامی سن کر انکساری کا اظہار کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت کے بارے میں منقول ہے کہ آپ محفلِ میلاد شریف میں شُروع سے آخر تک اَدَباً دوزانو بیٹھے رہتے اور ذکرِ وِلادت کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ (سوانح امام احمد رضا، ص119)

مدینے میں مرنے کی تمنا مولوی عرفان علی صاحب کو ایک خط میں لکھا کہ وقتِ مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ مُعظّمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے، اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/461)

اللہ پاک اعلیٰ حضرت کے عشقِ رسول کے صدقے ہمیں بھی سچا پکا عاشقِ رسول بنائے، صحیح معنوں میں سرکار دوجہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِتباع کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی غلامی میں مرنا نصیب کرے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

امام احمد رضا خان اور تعظیمِ ساداتِ کرام

سید شہزاد عطاری مدنی*

سرکارِ دو عالَم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز (خواہ وہ لباس، جگہ یا آپ کی آل و اولاد ہو ان سب) کا ادب و احترام کیا جائے، دل کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اولاد جسے ہم آلِ رسول سے تعبیر کرتے ہیں اسے بھی پیار اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے یہی مَحبّتِ رسول کا تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے اپنی ساری زندگی اہلِ بیتِ اطہار سے بے پناہ عقیدت و محبت اور ان حضرات کی بے حد تعظیم و توقیر میں گزار دی۔ آپ علیہ الرَّحمہ نے سادات کے معاملے میں اپنی شخصیت کو مدِّ نظر رکھنے کے بجائے فقط آلِ رسول کی تعظیم کو ہی سب کچھ جانا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بار اپنی دستارِ مبارک بھی ایک سیّد صاحب کے قدموں میں رکھ دی جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ سیّدزادے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پالکی میں سیّد زادے کے کندھوں پر سوار ہوگئے اور مُعافی طلب کرنے کے لئے نہ صرف اپنے سَر سے عمامے کا تاج ان کے قدموں پر نچھاور کر دیا بلکہ صاحبزادے کو راضی کرنے کے لئے انہیں اسی پالکی پر سوار کرکے اپنے کندھوں پر اُٹھایا۔ (زلف و زنجیر، ص70 تا 75 ملخصاً)

خاندانِ رضا اور احترامِ سادات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو سادات کا ادب و احترام کرنے کا ذہن خاندان سے ملا کہ آپ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی سیّد زادوں کی تعظیم بجالاتے اور نو محلّہ سیّدزادوں کی خیریت معلوم کرنے اور انہیں سلام عرض کرنے جاتے تھے، اس کے بعد آپ کے والدِ گرامی مولانا نقی علی خان قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی اسی خدمت کو سر انجام دیتے رہے، آپ کے والد صاحب اپنے یہاں ہونے والی ہر تقریب اور ہر دعوت میں ساداتِ کرام کو ضرور شریک فرماتے اور ان کے لئے اعزازی حصّہ سب سے دوگنا رکھا کرتے تھے اور پھر اس خدمت کا موقع اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حصّے میں آیا۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص94 ملخصاً)

* شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی، المدینۃ العلمیہ، بابُ المدینہ کراچی

شان و شوکت سے سیّدوں کی تعظیم و توقیر کرکے اُمّت کو دکھایا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص81،82 ملخصاً) آیئے اعلیٰ حضرت کی تعظیمِ ساداتِ کرام کے چند واقعات ملاحظہ فرمایئے:

(1) ساداتِ کرام کی غمخواری کرنا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ اگر کوئی سیّدزادے کسی پریشانی میں نظر آتے تو جب تک ان کی پریشانی دور نہیں ہو جاتی اس وقت تک آرام نہیں فرماتے بلکہ اس کے پاس بیٹھے رہتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک سیّد صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر تشریف لائے اور غلط فہمی میں عورتوں والے حصے میں چلے گئے، جس پر فوراً ندامت کے آثار رونما ہوئے، یہ دیکھ کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور سیّد صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے، ان کے لئے پان منگوایا، انہیں کھلایا تاکہ سیّدزادے کی پریشانی اور ندامت دور ہو، جب ان کا دل مطمئن ہو گیا اور وہ جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں گھر کے دروازے تک چھوڑنے آئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/187، 188 ملخصاً)

(2) ساداتِ کرام اور دوگنا حصہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ربیع الاوّل کے مبارک مہینے میں مجلسِ میلاد کے موقع پر نذر و نیاز کا سلسلہ رکھتے اور اس روز دوسرے لوگوں کی بہ نسبت ساداتِ کرام کو شیرینی سے دوگنا (Double) حصّہ دیا جاتا، ایک سیّدزادے ڈبل حصہ لینے پر راضی نہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی آدمی کے ہاتھ اس حصّے کو سیّد صاحب کے گھر تک پہنچادیا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/182 ملخصاً)

(3) سیّدزادے کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے

ایک

لہٰذا والدین کو چاہئے کہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو ساداتِ کرام کی تعظیم سکھائیں، ان کی تعظیم و توقیر کرنے کا ذہن بنائیں، ان کا ادب و احترام کرنے کا سلیقہ سمجھائیں۔

اعلیٰ حضرت سیّد کیوں نہیں تھے؟

ایک بار سیّدُ العلماء حضرت مولانا سیّد آلِ مصطفےٰ میاں صاحب مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غور و فکر کر رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ فضیلت و کرامات شخصیت کے مالک ہیں مگر اللہ کریم نے آپ کو سیّد کے بجائے پٹھان قوم میں کیوں پیدا فرمایا؟ پھر خود ہی حکمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود سیّد ہوتے اور سیّد ہو کر ساداتِ کرام کا ادب و احترام اس شان و شوکت سے کرتے اور بیان فرماتے تو لوگ بدگمانیاں کرتے کہ آپ خود سیّد ہیں اور اپنی تعظیم و توقیر کے لئے لوگوں کو ادب و احترام کا ذہن دے رہے ہیں مگر قربان جایئے! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس

مرتبہ ایک سیّد صاحب کا تین چار سالہ بچہ کھیلتے کھیلتے تین بار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ علیہ الرّحمہ ہر بار ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (امام احمد رضا اور احترام سادات، ص51)

(4) سیدزادوں سے الفت مولانا سیّد ایوب علی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار سوہن حلوہ خریدا تو ہمارے لئے بھی رکھا اور فرمایا: جیسے میرے بچّے ویسے تم، یہ سُنتے ہی میرے بھائی قناعت علی نے آگے بڑھ کر اپنا حصّہ لے لیا۔

(امام احمد رضا اور احترام سادات، ص51 ملخصاً)

(5) اعلیٰ حضرت اور سادات کی دست بوسی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول تھا کہ عید کے موقع پر سب سے پہلے جو سیّد صاحب مُصافحہ کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کی دَست بوسی فرمایا کرتے تھے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/180 ملخصاً)

تنبیہ: یاد رہے! ساداتِ کرام جو سُنّیُ المَذہب ہوں ان کی تعظیم و توقیر کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے خواہ ان کے اعمال کیسے ہی ہوں، ان کے اعمال کی وجہ سے ان حضرات سے ہرگز نفرت نہ کی جائے کیونکہ ان کی تعظیم حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نسبت کی وجہ سے ہے جو کہ ہر مُتّقی پر فرض ہے کیونکہ وہ ان کی تعظیم نہیں بلکہ حقیقت میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 22/423 ملخصاً)

اللہ کریم ہمیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ساداتِ کرام کا ادب و احترام کرنے کی سعادت و توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اعجاز نواز عطاری مدنی*

علی تقدیر سے مجھ کو صحابہ کی ثنا خوانی

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے ہمیشہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی عزت و عظمت کو اُجاگر کیا، جب بھی صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کا ذِکرِ خیر کیا نہایت ہی تعظیم کے ساتھ کیا کیونکہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ رحمت شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت و تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جس کو آپ سے نسبت و اِضافت ہو جائے اس کی بھی تعظیم و توقیر کی جائے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس فرمان کے مکمل عامل (پورا عمل کرنے والے) تھے۔ نظم ہو یا نثر آپ کی تحریریں عظمتِ صحابہ سے جگمگا رہی ہیں۔

ان کے مَولیٰ کی ان پر کروروں دُرود
اُن کے اَصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام
وہ دَسوں جن کو جنت کا مُژدہ مِلا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

تعظیمِ صحابہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ”اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی تعظیم فرض ہے اور اُن میں سے کسی پر طعن حرام۔“ (فتاویٰ رضویہ،29/227)

عظمتِ صحابہ پر رسائل عظمتِ صحابہ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کم و بیش 7 رسائل کا ذِکر ملتا ہے، 2 رسائل فتاویٰ رضویہ جلد 30 میں ہیں۔ (1) ”تَنْزِیْہُ الْمَکَانَۃِ الْحَیْدَرِیَّۃ عَنْ وَّصْمَۃِ عَہْدِ الْجَاهِلِیَّۃ“ اس رسالے میں اس بات کا بیان ہے کہ حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر و سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کا دامن ہمیشہ نَجاستِ شرک سے پاک رہا۔ (2) ”غَایَۃُ التَّحْقِیْق فِیْ اِمَامَۃِ الْعَلِیِّ وَالصِّدِّیْق“ اس رسالے میں حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر و سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خلافت کا بیان ہے۔ (3) اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی اس رسالے میں سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی افضلیت کا بیان ہے، یہ رسالہ جلد 28 میں ہے۔ جبکہ سیّدنا امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کی تحقیق و تنقیح میں آپ نے یہ 4 رسائل تحریر فرمائے: (4) اَلْبُشْرٰی الْعَاجِلَۃ مِنْ تُحَفٍ آجِلَۃ (5) اَلْاَحَادِیْثُ الرَّاوِیَۃ لِمَدْحِ الْاَمِیْرِ الْمُعَاوِیَۃ (6) عَرْشُ الْاِعْزَازِ وَ الْاِکْرَام لِاَوَّلِ مُلُوْکِ الْاِسْلَام (7) ذَبُّ الْاَھْوَاءِ الْوَاھِیَۃ فِیْ بَابِ الْاَمِیْرِ مُعَاوِیَۃ لیکن افسوس کہ یہ تمام رسائل دستیاب نہ ہو سکے۔ رسالہ اِعْتِقَادُ الْاَحْبَاب المعروف دس عقیدے میں آپ نے چھٹے عقیدے میں عظمتِ صحابہ کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

ہدایت کے ستارے حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو تاروں کی مانند فرمایا اور اہلِ بیتِ اطہار کو کشتی سے مشابہت دی، ان فرامینِ مبارکہ کی طرف امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے ایک شعر میں یوں

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

اشارہ کرتے ہوئے:

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اَصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی

عظمتِ خلفائے اربعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "سب میں اَفضل واعلیٰ واکمل حضراتِ عشرۂ مبشرہ ہیں اور اُن میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوراِن چارارکانِ قصرِ ملت (ملت اِسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستون) وچاراَنہارِ باغِ شریعت (گلستانِ شریعت کی چار نہروں) کے خصائص وفضائل کچھ ایسے رنگ پرواقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا؟ (دس عقیدے، ص184)

صِدق و عدل و کرم و ہمّت میں
چار سُو شُہرے ہیں اِن چاروں کے

عظمتِ شیخین اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخین کی عظمت یوں بیان فرماتے ہیں: "حضراتِ شیخینِ صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے افضل واکمل مرید تھے۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/326)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: "حضراتِ شیخین، صاحبین، صِہرَین، وَزِیرَین، اَمِیرَین، مُشِیرَین، ضَجِیْعَیْن (یعنی ایک ہی جگہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ مزارِ مبارکہ میں آرام فرمانے والے)، رَفِیْقَین (ایک دوسرے کے یارو غمگسار)، سیدنا و مولانا عبد اللہ العتیق ابو بکر صدیق وجناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جُدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسولِ خدا جل جلالہ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے، بعدِ انبیاء و مُرسلین و ملائکہ مُقرَّبین کے جو مرتبہ اِن کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں۔ (دس عقیدے، ص185)

عظمتِ صدیقِ اکبر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شانِ صدیقِ اکبر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "پوری کائنات میں مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جیسا نہ کوئی پیر ہے اور نہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا مرید۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/326)

صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القابات یوں بیان فرماتے ہیں: "اَوَّلُھُمْ بِالتَّصْدِیْق (سب سے پہلے ایمان لانے والے)، امیر المؤمنین، اِمَامُ الْمُشَاھِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن (رب تعالیٰ کا دیدار کرنے والوں کے قائد)۔ (خطبات رضویہ، ص9)

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اَصدق الصّادِقِیں سیّد المتّقیں
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ فاروقِ اعظم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں اِن القابات کے ساتھ ذِکر فرمایا ہے: امیر المؤمنین، غیظ المنافقین، امام العادِلین، اِسلام کی عزت، اِسلام کی شوکت، اِسلام کی قوت، اِسلام کی دولت، اِسلام کے تاج، اِسلام کی معراج، عِزُّ الْاِسْلَام وَالْمسلمین (اسلام اور مسلمانوں کی عزت) سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْن۔ (فیضانِ فاروقِ اعظم، 1/56) اَعْدَلُ الْاَصْحَاب (صحابۂ کرام میں سب سے زیادہ عدل کرنے والے)، مُزَیِّنُ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَاب (منبر ومحراب کو زینت بخشنے والے)، اَلْمُوَافِقُ رَایُہٗ لِلْوَحْیِ وَالْکِتَاب (جن کی رائے وحی وکتاب کے موافق ہوئی)، اِمَامُ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعَالَمِیْن (رب تعالیٰ کی رضا کیلئے جہاد کرنے والوں کے امام)۔ (خطبات رضویہ، ص9)

وہ عُمر جس کے اَعداء پہ شَیدا سقر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارِقِ حق و باطل امامُ الہُدیٰ
تیغِ مَسلولِ شِدَّت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہمزبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ عثمانِ غنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "جَامِعُ القرآن، کاملُ الحیاءِ والایمان، مُجَهِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَة فِیْ رِضَی الرَّحْمٰن(رب تعالٰی کی رضا کیلئے تنگی کے وقت لشکر کی مالی معاونت کرنے والے)، اِمَامُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن(رب العٰلمین کے لیے صدقہ وخیرات کرنے والوں کے امام)۔(خطبات رضویہ، ص9)ذُوالنورین۔

زاہدِ مسجدِ احمدی پر دُرود
دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام
دُرِّ منثور قرآں کی سِلک بہی
زوجِ دو نور عِفّت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ
حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ مولا علی شیرِ خدا مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یوں ذِکرِ خیر فرماتے ہیں: "شمعِ شبستانِ ولایت(ولایت کے خلوت خانہ کی شمع)، بہارِ چمنستانِ مَعرِفت(معرفت الٰہی کے باغوں کی بہار)، امام الواصلین(واصلین حق کے امام)، سیّدُ العارِفین(اہل معرفت کے پیش رو)، خاتَمِ خِلافتِ نبوت(خلافت نبوت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے)، فاتحِ سَلَاسِلِ طَرِیقت(طریقت کے سلسلوں یعنی قادری چشتی وغیرہ کی ابتدا فرمانے والے)،مَوْلَی الْمُسْلِمِیْن(مسلمانوں کے مددگار)، امیر المؤمنین، اَبُو الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِیْن(نیک وپرہیزگار اماموں کے باپ)، اماموں کے جدِّ امجد(اماموں کے مورثِ اعلیٰ)، طاہر مُطَہِّر(خود بھی پاکیزہ اور دوسروں کو پاک کرنے والے)، قاسم کوثر(آبِ کوثر تقسیم کرنے والے)، اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِب(دشمنوں پر غالب آنے والے حق تعالٰی کے شیر)، مُظْهِرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِب(انوکھی اور حیرت انگیز باتوں کو ظاہر کرنے والے)، مَطْلُوْبُ کُلِّ طَالِب(ہر طالب کے مقصود)"(دس عقیدے، ص185) اِمَامُ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِب(سارے مشرق ومغرب کے امام)،حَلَّالُ الْمُشْکِلَاتِ وَالنَّوَائِب(مشکلوں اور مصیبتوں کے حل فرمانے والے)، دَفَّاعُ الْمُعْضِلَاتِ وَالْمَصَائِب(سختیوں اور پریشانیوں کو دور کرنے والے)، اَخُ الرَّسُوْل(رسول خدا کے بھائی)،زَوْجُ الْبَتُوْل(سیدہ زہرا کے شوہر)۔(خطبات رضویہ، ص10)

مرتضیٰ شیرِ حق اَشْجَعُ الْاَشْجَعِیْن
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اَصلِ نسلِ صَفا وجہِ وَصلِ خُدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پَرتَوِ دستِ قُدرت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ حسنین کریمین حسنینِ کریمین کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ القابات کے ساتھ ذِکر فرماتے ہیں: "دوجہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سیادت(آسمان کرامت) کے مہہ پارے(چاند)، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول(رسولِ خدا کی آنکھوں کی ٹھنڈک)، امامین کریمین سعیدین شہیدین تقیین (پاک دامن) نقیین (پاک باطن)۔"(دس عقیدے، ص180) ایک مقام پر فرماتے ہیں: کریمین (معزز)، سعیدین (نیک بخت)، شہیدین(مرتبہ شہادت پر فائز)، قمرین المنیرین النیرین(چمکتے چاند، روشن سورج)،زاھرین باھرین(کھلتے ہوئے دو پھول)، طیبین(صاف ذات)طاھرین(پاکیزہ صفات)۔

(خطبات رضویہ، ص10)

حَسَن مجتبیٰ سیّدُ الْاَسْخِیَاء
راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام
پارہائے صُحُف غنچہائے قُدُس
اَہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

عظمتِ امیر معاویہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر طعن کرنے والے شخص کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ حدید میں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ کہ قبلِ فتحِ مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ

بعدِ فتحِ مکہ مشرف بایمان ہوئے، پھر ارشادِ باری ہوا: "دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ان کو فرماتا ہے: "وہ جہنم سے دُور رکھے گئے، اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے اُن کا استقبال کریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔" (پ17، الانبیاء:101تا103)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزَّوجلَّ بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذِبہ (جھوٹی حکایتیں) ہیں ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں، ربّ تعالیٰ نے اِس آیت میں اُس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایا: "اور اللہ تعالیٰ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔" میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا۔ اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/264ملخصاً)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: "بالجملہ ہم اہلِ حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پُر نور امامِ اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پُر نور امیرُ المؤمنین مولی المسلمین سیدنا و مولانا علیُّ المرتضیٰ کرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم سے کہ فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدستِ حیدرِ کرار، مگر (حضرت) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فجار (یعنی فاسقوں کا کام)، جو (حضرت) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حمایت میں عیاذًا باللہ اسد اللہ کے سبقت و اوّلیت و عظمت واکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی، اور جو (حضرت) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی محبت میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی صحابیت و نسبت بارگاہِ حضرت رسالت بُھلا دے وہ شیعی زیدی، یہی رَوِشِ آداب بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی ہم اہلِ توسّط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 10/ 201)

مؤمنیں پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلماں نے دیکھا انہیں اِک نظر
اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
اُن سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تذکرۂ صالحین بزبانِ اعلیٰ حضرت

سیّد عمران اختر عطاری مدنی*

امامِ اہلِ سنّت مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن بزرگ پُر ثمر (Fruitful Tree) کی مانند تھے کہ جتنا پھلدار ہوتا ہے جُھکا ہوا ہوتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ خوبی بھی عطا فرمائی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ عُلَما و صُلَحا کے نہایت قدر دان تھے، علمائے متقدمین ہوں یا اپنے ہی معاصرین و حامیانِ دین! اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت ان کا ذِکر اس قدر عمدہ انداز میں کرتے کہ خلقِ خدا کے دل میں ان کی عقیدت بیٹھ جاتی جیساکہ ایک موقع پر عاجزی کرتے ہوئے خود ہی تحریر فرماتے ہیں: اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دینی شرف و افضال میں زیادہ ہے اُس کی دَست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا، اپنے میں جسے حمایتِ دین پر دیکھا اس کے نشرِ فضائل (فضائل بیان کرنے) اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً و تقریراً ساعی (یعنی کوشاں) رہا۔

(فتاویٰ رضویہ، 29/598 ملتقطاً)

ذکرِ صالحین کے موقع پر علما و صُلَحا کَثَّرَہُمُ اللہُ تعالٰی کے نام کے ساتھ مناسب اَلقابات تو ہر کوئی بیان کرتا ہی ہے مگر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا اس معاملے میں طرۂ امتیاز یہ تھا کہ اَلقابات محض رسماً اور نقلاً بیان فرمانے کے بجائے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی شان اور ان کے علمی مرتبہ و مقام کے عین مطابق منفرد اَلقابات اپنی طرف سے باقاعدہ وَضع فرمایا کرتے تھے جس کی مثالیں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی فقیدُ المثال تصانیف میں جابجا موجود ہیں مثلاً:

حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذاتِ بابرکت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو اولیائے عظام کی تصریح کے مطابق سیِّدُ الْاَوْلِیاء وامامُ الْاَصْفِیاء وقُطبُ الْاَقْطاب وتاجُ الْاَوْتاد ومَرجعُ الْاَبْدال ومَفْزَعُ الْاَفْراد اور اکابر علما کے اعتراف کے مطابق امامِ شریعت و سردارِ اُمّت ومُحْیِ دین وملّت ونظامِ طریقت و بحرِ حقیقت و عینِ ہدایت و دریائے کرامت ہے۔ وہ کون! ہاں وہ سَیِّدُ الْاَسیاد، واہبُ المراد، سَیِّدُنا ومولٰنا ومَلاذُنا وماوٰنا و غوثُنا وغیثُنا، حضرت قطبِ عالَم و غوثِ اعظم سَیِّد ابومحمد عبدُالقادر حسنی حسینی صلَّی اللہ تعالٰی علٰی جدِّہٖ الاکرم وعلٰی آلہٖ وعلیہ وبارک وسلَّم ہیں۔

صاحبِ بَہْجَۃُ الْاَسْرار کا تذکرہ اس محبت سے فرمایا: امام اجلّ، عارف باللہ، سَیِّدُ القُرَّاء، ثِقَہ، ثَبت، حُجّت، فقیہ، محدِّث، راویۃُ الخضرۃ والعلیۃ القادریۃ سیدنا امام ابوالحسن نورُ الدّین علی بن الجریر لَخمی شَطَنُوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

* شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

صاحبِ روضُ الریاحین کا تذکرہ اس اپنائیت سے فرمایا: امام کرام، شیخ الفقہاء، فردُ الوفاء، عالم ربانی، لوائے حکمتِ یمانی، سیّدُنا امام عبدُ اللہ بن اَسعدیافعی شافعی مکی۔

صاحبِ شرحُ الشفا مُلا علی قاری کا تذکرہ اس عقیدت سے فرمایا: فاضلِ اَجَل، فقیہِ اَکمل، محدّثِ اَجمل، شیخ الحرم المحترم، مولنا علی قاری حنفی ہَروی مکی۔

صاحبِ تحفۃُ القادریہ کا تذکرہ اس شان سے فرمایا: بقیۃُ السّلف، جلیلُ الشرف، صاحبِ کراماتِ عالی و برکاتِ مَعالی و مولنا محمد ابو المَعالی سُلمی مَعالی۔

صاحبِ اخبارُ الاَخیار کا تذکرہ اس اہتمام سے فرمایا: شیخ شُیوخِ علماءِ الہند، محقق، فقیہ، عارفِ نبیہ، مولنا شیخ عبدُ الحق محدّث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین)۔

(فتاویٰ رضویہ، 21/ 321 ماخوذاً)

معاصرین کا ذکرِ خیر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اَسلاف کے علاوہ اپنے معاصرین کے ساتھ بھی یہی انداز اپناتے جیساکہ ایک موقع پر خود ہی تحریر فرمایا: فقیر نے سرگرم حامیانِ دین کے خطاب تجویز کئے ہیں حضرت مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب کو اَلْاَسد الْاَسد الْاَشد، مولوی قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی کو نُدْوہ شِکَن، نَدْوِی فگَن، مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی کو شیرِ بیشۂ سنت رحمہم اللہ تعالٰی، حاجی محمد لعل خان صاحب قادری برکاتی مدراسی سلمہ اللہ تعالٰی کو حامیِ سنّت ماحیِ بدعت، حضرت فاضل (شاہ عبد القادر) بدایونی قدس سرہٗ کو تاجُ الفُحول سے تعبیر کیا جو آج تک ان کے اَخلاف میں مقُول و مقبول ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 16/ 202)

بہر حال اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جس طرح اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کے مِصداق تھے اسی طرح رُحَمَاءُ

فرمانِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت:

فقیر نے سرگرم حامیانِ دین کے خطاب تجویز کئے ہیں حضرت مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب کو اَلْاَسد الْاَسد الْاَشد، مولوی قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی کو نُدْوہ شِکَن، نَدْوِی فگَن، مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی کو شیرِ بیشۂ سنت رحمہم اللہ تعالٰی، حاجی محمد لعل خان صاحب قادری برکاتی مدراسی سلمہ اللہ تعالٰی کو حامیِ سنّت ماحیِ بدعت، حضرت فاضل (شاہ عبد القادر) بدایونی قدس سرہٗ کو تاجُ الفُحول سے تعبیر کیا جو آج تک ان کے اَخلاف میں مقُول و مقبول ہے۔

بَیْنَہُمْ کی بھی زندہ تصویر تھے۔ علمائے اہلِ سنّت کی عزت و قدر ایسی کرتے کہ علما سے خط و کتابت کا معاملہ ہو یا پھر اپنی تحریروں اور فتاویٰ میں ان کا تذکرہ، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کا اندازِ نرالا اور علما سے قلبی وابستگی کی دلیل ہوا کرتا تھا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ایک مقام پر بطورِ اِستِدلال علما کی عبارات ذکر کرنے سے پہلے تحریر فرمایا: اب علما کے نصوص (عبارتیں) ملاحظہ ہوں، ان حضرات کے طفیل اللہ تعالیٰ نابینائی زائل کرے اور ان کے صدقے میں ہم سے ہر تکلیف و بلا دور کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، حصہ الف، 1/ 173)

ملکُ العلما مولانا ظفرالدین قادری بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت جب کبھی حضرت محدث سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو خط تحریر فرماتے، آداب و القاب اس طرح لکھتے: اَلْاَسَد اَلْاَسَد اَلْاَشَد اَلْاَرْشَد، کنزُ الکرامہ، جبلُ الاستقامہ۔ اور ملکُ العلما خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں: میرے پاس چالیس سے زیادہ مکاتیب (خطوط) ہیں جو وقتاً فوقتاً بریلی شریف سے اِمضا (یعنی روانہ) فرمائے، اس میں برابر وَلَدِی الاَعَز، مولانا مولوی محمد ظفرالدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین سے شروع فرمایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص110)

مزید فرماتے ہیں کہ (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے) قصیدہ "آمالُ الاَبْرار وَ آلامُ الاَشْرار" میں علمائے اہلِ سنّت کی تعریف میں فرمایا:

اِذَا حَلُّوْا تَمَصَّرَتِ الْبَوَادِیْ | اِذَا رَاحُوْا فَصَارَ الْمِصْرُ بِیْد

یعنی یہ علمائے کرام جب کسی ویرانے میں اترتے ہیں تو ان کے دم قدم سے وہ پُر رونق شہر ہو جاتا ہے، اور وہ جب کسی شہر سے روانہ ہوتے ہیں تو شہر ویران ہو جاتا ہے۔

ملکُ العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ شعر مبالغہ شاعرانہ محسوس ہوا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا: نہیں، بلکہ بالکل واقعہ (یعنی حقیقت پر مبنی) ہے، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب (بدایونی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ شان تھی کہ جب تشریف لایا کرتے تو شہر کی حالت بدل جایا کرتی، عجیب رونق چہل پہل ہو جاتی اور جب تشریف لے جاتے تو باوجودیہ کہ سب لوگ موجود رہتے، مگر ایک ویرانگی اور اُداسی چھا جاتی۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 103 ملخصاً)

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کو موصوف مذکور سے بے پناہ عقیدت تھی یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ میں انہیں محقّقِ عظیم اور اپنے ملک کی زینت فرمایا اور ان کی مدح و تعریف پر 104 اشعار کا قصیدۂ مَبْسُوط تحریر فرمایا جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اے امام الہدیٰ مُحِبِّ رسول | دین کے مقتدا مُحِبِّ رسول
تو کلامِ خدا کا حافظ ہے | تیرا حافظ خدا مُحِبِّ رسول
خارزاروں کے واسطے ہے سموم | گلبنوں کو صبا مُحِبِّ رسول
تجھ پہ فضلِ رسول کا سایہ | مجھ پہ سایہ ترا مُحِبِّ رسول
خلد میں زیرِ ظلِّ غوثِ کریم | رہیں یکجا رضا مُحِبِّ رسول

اللہ عَزَّوَجَلَّ ! ہمیں بھی فیضانِ اعلیٰ حضرت سے مُستفیض فرمائے اور ان کے صدقے علما و صالحین کی سچی عقیدت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کے ہم عصر علما سے تعلقات

خرم محمود عطاری مدنی*

چودھویں صدی کے مشاہیر علما و فقہا میں امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان کی شخصیت و کارنامے شُہرۂ آفاق ہیں۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا لمحہ لمحہ خدمتِ دینِ متین میں گزرا۔ کُتب و رَسائل کی تصنیف، ملفوظات، حواشی، تعلیقات، فتاویٰ جات لکھنے جیسے کارہائے نمایاں کے ساتھ ساتھ مُعاصر اہلِ علم و محققین سے وسیع رَوابِط و تعلّقات استوار رکھنا آپ ہی کی شان ہے۔ یہ تعلقاتی دائرہ برِّعظیم پاک و ہند کے علاوہ علمائے حَرَمین، شام، مصر وغیرہا کے علما و مَشائخ، محقّقین اور اہلِ علم پر پھیلا ہوا ہے، جس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے معاصراتی تعلقات کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

علمائے مارہرہ سے تعلقات

مارہرہ شریف امامِ اہلِ سنّت کا پیر خانہ ہے۔ یہاں کے علما و مَشائخ کے ساتھ آپ کے تعلقات (Relations) وعَرا ہم علمی و روحانی، ایقانی و وجدانی تھے، اس آستانہ سے آپ کے تعلقات عمر بھر رہے۔ آپ اس آستانہ کے بعد کے سجّادگان علماء و مَشائخ کی بھی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے اور یہاں سے آئے ہوئے خطوط (Letters) یا استفتاءات کے جوابات کو پہلے قلم بند کرتے اور فوری اِرسال کرتے تھے۔ اپنے پیر خانے سے اسی علمی و روحانی تعلق کی بنا پر اپنی تقریر و تحریر میں جب بھی موقع ملتا مشائخِ کرام کا تذکرہ فرمادیتے چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حضرت سیّدنا سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قُدِّسَ سِرُّہٗ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کا تاریخی نام "مشرقستانِ قدس" رکھا۔ اس کا مَطلع یہ ہے:

ماہ سیما ہے احمد نوری ۔۔۔ مہر جلوہ ہے احمد نوری

اور مقطع یہ ہے:

کیوں رضا تم مَلول ہوتے ہو ۔۔۔ ہاں تمہارا ہے احمد نوری

اس قصیدہ کو سُن کر حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آپ کو ایک نہایت ہی نفیس مُعطّر و مُعنبر عمامہ عطا فرمایا اور اپنے دستِ اقدس سے آپ کے سَر پر باندھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/57 ماخوذاً)

حضرت احمد نوری میاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے امامِ اہلِ سنّت

* شعبہ نصاب دار المدینہ باب المدینہ کراچی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھے گئے سُوالات فتاویٰ رضویہ میں کئی مَقامات پر موجود ہیں، جو امامِ اہلِ سنّت سے آپ کے مَراسم اور آپ پر ان کے اعتماد کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت کے تاجُ الفُحول سے تعلقات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضرت تاجُ الفُحول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑے خوش گوار تعلقات تھے اور آپ ان کی بڑی قدر (Respect) فرمایا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت نے تاجُ الفُحول کے والدِ گرامی حضرت سیفُ اللہ المَسلُول مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفّٰی:1289ھ) کی مدح پر مشتمل" قصیدتان رائعتان " کے (313) اشعار میں کئی شعر حضرت تاجُ الفُحول علیہ الرحمۃ کی تعریف و توصیف میں بھی کہے ہیں اور صرف یہی نہیں، بلکہ حضرت تاجُ الفُحول علیہ الرحمۃ کی تعریف میں (105) اشعار کا اردو قصیدہ"چَراغِ اُنس" بھی قلمبند فرمایا جو امامِ اہلِ سنت کی حضرت تاجُ الفُحول سے بے پناہ اُلفت و محبت، اور عقیدت کا عکّاس ہے نیز ان سے نہایت خوش گوار مُعاصرانہ تعلقات کو ظاہر کرتا۔

محدّثِ سُورتی سے تعلقات

امامِ اہلِ سنت کے خاتمُ المحدّثین حضرت مولانا وصی احمد محدّثِ سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت گہرے اور دوستانہ مَراسم تھے۔ امامِ اہلِ سنّت اور محدّثِ سورتی کی رَفاقت (Friendship) تقریباً نِصف صَدی (50 سال) پر مشتمل ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ یہ دونوں زُعَمائے مِلّت یک جان دو قالب تھے تو بیجا نہ ہوگا۔ حضرت مُحدّثِ سُورتی، امامِ اہلِ سنّت کے ہاں تشریف لاتے رہتے تھے ،یوں ہی امامِ اہلِ سنّت بھی حضرت محدّثِ سُورتی کے ہاں پیلی بھیت گئے اور مہمان رہے۔ دونوں بزرگوں میں ملاقات، گُفت وشُنید کا نہایت خوش گوار اور قابلِ تقلید سِلسلہ تھا۔ ایک دوسرے کے لئے لکھے گئے القابات، مُحدّثِ سُورتی کے اپنی کُتُب میں امامِ اہلِ سنّت کی کُتُب کے حوالہ جات، ایک دوسرے کی کُتُب و فتاویٰ پر تقاریظ وغیرہ تعلقات کے خوبصورت سلسلے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت کا مُحدّثِ سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے تعلق کا یہ پہلو بھی بڑا اہم ہے کہ آپ کی نظرِ انتخاب محدّثِ سُورتی کے شاگردوں پر بھی رہتی ،یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت محدّثِ سورتی کے شاگردوں کی اکثریت کو خلافت و اجازت سے سَرفراز فرمایا اور ان سے مَسلکِ اہلِ سنّت کی ترویج و اشاعت کا کام لیا۔ خُصوصاً قُطبِ مدینہ مولانا ضیاءُ الدّین احمد مدنی، مَلِکُ العلماء مولانا ظَفَرُ الدّین بہاری عظیم آبادی، مولانا عبدُ الاحد

پیلی بھیتی، صدرُ الشّریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مفتی محمد شفیع احمد بیسل پوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی، علامہ سیّد محمد محدّث کچھوچھوی، مولانا ضیاءُالدین ہمدم پیلی بھیتی، مولانا عبدالحق پیلی بھیتی اور پروفیسر سیّد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اَجمعین کے اَسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔

(تذکرہ محدّثِ سورتی، ص 274تا275)

علامہ انوارُ اللہ فاروقی حیدر آبادی (دکن، ہند) سے تعلقات

شیخُ الاسلام علامہ شاہ انوارُ اللہ فاروقی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفّٰی:1336ھ) بھی امامِ اہلِ سنّت کے مُعاصرین میں سے ہیں، امامِ اہلِ سنّت آپ کی عظمت و مقام کے مُعترف، قدر دان اور نہایت درجہ تعظیم و توقیر فرماتے تھے۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک خط میں حضرت شیخُ الاسلام شاہ انوارُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو ان الفاظ سے مُخاطب کیا ہے:

”بشرف ملاحظہ والائے حضرت بابرکت جامعُ الفضائل لامعُ الفواضل شریعت آگاہ طریقت دست گاہ حضرت مولانا الحاج مولوی محمد انوارُاللہ خان صاحب بہادر بِالْقَابِهِ الْعِزِّ۔“

(کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/ 106)

امامِ اہلِ سنّت کا اپنے اس مُعاصر سے تعلّق اور قدردانی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت نے اپنے مُعاصرین میں سے شاید ہی کسی اور کی کتب کو اتنی چاہ اور اشتیاق سے طلب کیا ہو جتنا کہ شیخُ الاسلام کی کتب کو طلب فرمایا، چنانچہ امامِ اہلِ سنّت نے جب شیخُ الاسلام کی کتاب ”اِفَادَۃُ الْاِفْھَام“ کا مطالعہ کیا تو آپ پر ایک اچھا تاثر قائم ہوا اور موصوف کی دیگر تصانیف بھی دیکھنے کی خواہش ہوئی، چنانچہ امامِ اہلِ سنّت اپنے ایک مکتوب میں اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کُل تصانیف گرامی کا شوق ہے، اگر بہ قیمت ملتی ہوں، قیمت سے اطلاع بخشی جائے۔ دو جلد قادیانی مخذول کے چند صفحات دیکھے تھے ایک صاحب سے ان کی تعریف کی، وہ لے گئے۔ (کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/ 113)

مذکورہ چند سطور دونوں بزرگوں کے مابین مَراسم و تعلّقات کا بخوبی پتا دے رہی ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت اور مفتی ارشاد حسین مجدّدی رام پوری

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے ایک مُعاصر عظیم علمی و روحانی شخصیت تاجُ المحدّثین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجدّدی رام پوری (متوفّٰی:1313ھ) علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی ہیں، امامِ اہلِ سنّت آپ کی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے اور آپ کے علم و فضل کے بڑے مدّاح تھے۔ چنانچہ مفتی محمود احمد قادری رفاقتی لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا مجدّد مائۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل، زہد و تقویٰ کے بڑے مدّاح تھے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنّت، ص:25) امام اہلِ سنّت نے آپ کا ذکر اپنی کتاب ”کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم“ میں ان الفاظ سے کیا ہے:

وافق علیہ ناس من کبار علماء الھند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ -

اکابر علمائے ہند سے متعدد عالموں کا یہی فتویٰ ہوا جیسے فاضل کامل مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔ (فتاویٰ رضویہ، 17/ 445)

یہی نہیں بلکہ امامِ اہلِ سنّت نے اپنی پانچ عدد مندرجہ ذیل کتب آپ کو تقاریظ و تصدیقات کے لئے پیش کیں، جن پر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تقاریظ بھی لکھیں:

(1) اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ عَلٰی طَاعِنِ الْقِیَامِ لِنَبِیِّ تِہَامَۃ (1299ھ) (2) اِیْذَانُ الْاَجْر (3) مُنِیْرُ الْعَیْن فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْھَامَیْن (1301ھ) (4) کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم (1324ھ) (5) مَقَامِعُ الْحَدِیْد عَلٰی خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِیْد (1304ھ)۔

(مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری، ص 31-32)

تعظیم و توقیر، مدح، اعترافِ زُہد و تقویٰ اور اپنی کُتُب پر تقاریظ و تصدیقات حاصل کرنا یقیناً گہرے تعلقات کی بنا پر تھا۔

شاہ سلامتُ اللہ رام پوری سے تعلقات

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان حنفی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو حضرت علامہ مولانا ابُو الذَّکا سلامتُ اللہ رامپوری سے بھی خاص تعلقِ خاطر تھا، جامعِ حالاتِ اعلیٰ حضرت، مَلِکُ العلماء، مُحدِّثِ بہار، حضرت علامہ ظفرُ الدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

علماء کرام کی تشریف آوری کے وقت اعلیٰ حضرت کی مَسرّت کی جو حالت ہوتی احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ خصوصاً حضرت مُحدّث سُورتی، مولانا شاہ وَصی احمد پیلی بھیتی، حضرت ابُوالوَقت، شیر بیشہ سنّت مولانا ہدایتُ الرّسول صاحب لکھنوی، حضرت مولانا سراجُ الدّین، ابُوالذَّکا مولانا سلامتُ اللہ صاحب اعظمی رامپوری۔۔۔ الخ

سیّدی اعلیٰ حضرت اور حضرت مولانا سلامتُ اللہ رامپوری رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے باہم ایک دوسرے کی کُتُب پر تقاریظ اور فتاویٰ پر تصدیقات ثَبت فرمائیں اور ان میں ایک دوسرے کو حَسبِ مَراتِب القابات و آداب سے یاد فرمایا ہے۔

قصیدہ " آمالُ الْاَبْرار وَ آلَامُ الْاَشْرار " میں حضرت مولانا شاہ محمد سلامتُ اللہ رامپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ذکرِ خیر اس طرح موجود ہے:

سراج ابو الذکاء سلامت اللہ

حباہ سلامہ المبدی المعید

ترجمہ: سراج ابُوالذَّکا شاہ سلامتُ اللہ رام پوری، انہیں محفوظ رکھے ان کا سلامتی دینے والا پروردگار جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرنے والا اور دوبارہ اٹھانے والا ہے۔

ان ہر دو بزرگانِ دین میں مختلف اوقات میں باہم خط و کتابت کا سلسلہ بھی رہا ہے، ان خطوط کا ذکر "کلیاتِ مکاتیبِ رضا" جلد اوّل میں موجود ہے۔

مولانا قاضی سیّد غلام گیلانی شمس آبادی سے تعلقات

امامِ اہلِ سنّت کے مولانا قاضی سیّد غلام گیلانی شمس آبادی (آپ ضلع اٹک کے ایک قصبہ شمس آباد میں 1285ھ میں پیدا ہوئے اور 1348ھ میں وفات پائی) سے دیرینہ تعلقات تھے۔ قاضی صاحب

کو بھی امامِ اہلِ سنّت سے گہری عقیدت تھی اور آپ بارہا بریلی شریف تشریف لے گئے۔ امامِ اہلِ سنّت سے اظہارِ نسبت کے لئے قاضی صاحب اپنے نام کے ساتھ "الرضوی" تحریر فرماتے تھے۔ امامِ اہلِ سنّت اور قاضی صاحب کے درمیان مُراسلت سے تعلقات کی گہرائی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ قاضی صاحب امامِ اہلِ سنّت کے نام ایک استفتاء کا آغاز یوں فرماتے ہیں:

"بحضور لامع النور موفور السرور قامع الشرور والفسق والفجور حضرت عالم اهل السنة والجماعة مجدد مائة حاضرة زيد مجدهم"

دوسرے استفتاء کا آغاز یوں ہے:

"بجنابِ مُستطاب حضرت عالمِ اہلسنّت وجماعت مجدّد مائۃ حاضرہ زِید فضلہم بعد نیاز مندی عقیدت مندانہ"

ایک اور استفتاء کا آغاز اس طرح ہے:

"الاستفتاء فی حضرت مجدد المائة الحاضرة الفاضل البریلوی غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلماء ومقدام الفضلاء لازال بالافادة والافاضة والعز والاکرام۔" (فتاویٰ رضویہ، 16/343)

امامِ اہلِ سنّت شاہ احمد رضا خان حنفی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک استفتا کے جواب کا آغاز یوں فرماتے ہیں:

"بملاحظه مولانا المکرم ذی المجد والکرام والفضل اتم مولانا قاضی غلام گیلانی صاحب اکرمہ اللہ تعالیٰ وتکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اس آغاز کے بعد امامِ اہلِ سنّت نے اپنی صحت کا حال بھی بیان فرمایا جو تعلق میں مزید گہرائی کو ظاہر کر رہا ہے، ملاحظہ ہو:

"مجھے 27 محرم سے یکم ربیع الاول شریف تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے، اب تین روز سے ببرکتِ دعاء جناب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجۂ غایت ہے، اسی حالتِ حُمّٰی (بخار کی حالت) میں پہلے سوالِ سامی کا جواب حاضر کر دیا تھا اور رسالہ دربارہ ذبیحہ پہلے جبل پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے سبب مکمل نہ ہو سکا، طالب عفو و دعا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/664)

ایک اور استفتاء کے جواب کا آغاز اس طرح ہے:

"بملاحظه شریفه مولنا المبجل المکرم ذی المجد والفضل والکرم مولنا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب دامت معالیہ۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/306)

امامِ اہلِ سنّت قاضی صاحب کے ایک فتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فاضل سلمہ القریب المجیب نے جو حکم تحقیق فرمایا وہی صحیح وحق صریح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 6/200)

علمی خدمات کی بنا پر امامِ اہلِ سنّت نے آپ کو "مُحیُ الدّین" کے لقب سے نوازا تھا۔

یہ مُراسلت امامِ اہلِ سنّت اور قاضی صاحب کے درمیان انتہائی گہرے تعلقات کا پتا دے رہی ہے۔

(سالنامہ معارف رضا، شمارہ دہم، 1990ء، ص126 تا127 ملخصا)

امامِ اہلِ سنّت کا ایک مُعاصر شخصیت سے ملاقات کے لئے سفر

مُعاصر علما و مَشائخ سے امامِ اہلِ سنّت کے تعلقات و مَراسم کے حوالے سے یہ سفر بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ شیخُ المشائخ، قطبِ زماں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی (متوفّٰی:1313ھ) کی زیارت کیلئے گنج مرادآباد تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ مولانا وَصی احمد مُحدِّث سُورتی، مولوی حکیم خلیلُ الرّحمٰن خان تلمیذِ مولانا لطفُ اللہ علی گڑھی، قاضی خلیلُ الدّین حسن رحمانی المعروف حافظ پیلی بھیتی اور علامہ مولانا احمد حسن کانپوری (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِم) شامل تھے۔ اس زمانے میں ریل گاڑی گنج مراد آباد کے لئے نہیں چلتی تھی۔ لوگ بیل گاڑی میں بیٹھ کر جایا کرتے تھے۔ امامِ اہلِ سنّت اپنے احباب کے ساتھ بالامیؤ اسٹیشن سے بیل گاڑی

کے ذریعے گنج مراد آباد تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن کو آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی، لہٰذا آپ نے مریدین کے ساتھ قصبے سے باہر تشریف لا کر امامِ اہلِ سنّت کو خوش آمدید کہا۔ اپنے خاص حجرے میں مہمان ٹھہرایا، بعد نمازِ عصر کی مجلس میں تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر آپ کے بارے میں فرمایا: "مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے اور اپنی ٹوپی اُڑھادی اور ان کی خود اوڑھ لی۔" تین دن سے زائد امامِ اہلِ سنّت گنج مراد آباد میں مقیم رہے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص48، تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص208 ملخصا)

یہ تو وہ حضرات ہیں جو امامِ اہلِ سنّت کے مُعاصِر (Contemporaries) تھے، اندازہ لگایئے کہ جب ان سے ایسا شاندار تعلّق ہے تو پھر وہ مُفسِّرین، محدِّثین، علما، فقہا، اُدَبا، محققین اہلِ علم جنہیں آپ سے کسی طرح کی بھی نسبت حاصل تھی، اُن سے تعلقات کا کیا عالم ہو گا!!!

ذیل میں امامِ اہلِ سنّت کے متعلقین میں سے چند ایک سے تعلقِ خاطر ملاحظہ ہو:

ملکُ العلماء سے تعلقات

ملکُ العلماء مولانا ظفر الدین بہاری عظیم آبادی (متوفّٰی: 1382ھ) امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کے تلمیذ اور آپ کے صفِ اوّل کے خلفا میں سے ہیں۔ ملکُ العلماء سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دیرینہ تعلقات تھے۔ امامِ اہلِ سنّت نے ملکُ العلماء کو اپنے مکتوبات میں جن القابات سے یاد کیا، آپ کے بچوں کی خیریت دریافت کی، ان کے لئے دعائیں کیں اور جس طرح فتاویٰ و تصانیف کی تعریف کی ہے، مختلف علوم و فنون پر گفتگو کی ہے، بہت سے دینی تبلیغی اور اشاعتی اُمور پر مشورے طلب کئے ہیں اور ہدایات بھی دی ہیں ان سے ملکُ العلماء اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے خصوصی تعلقات کا بخوبی پتا چلتا ہے۔

(امام احمد رضا خطوط کے آئینے میں، ص190 ملخصا)

شاہ عبدُ السّلام جبل پوری و برہانُ الحق جبل پوری سے تعلقات

امام احمد رضا خان قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے علمائے جبل پور سے خصوصی مَراسم و تعلقات تھے۔ امامِ اہلِ سنّت کی علمائے جبل پور (عبدالسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری و مفتی محمد برہان الحق جبل پوری) سے خط و کتابت، باہمی خانگی حال و احوال دریافت کرنا، ان کی دعوت پر جبل پور تشریف لے جانا، وفات پر تعزیت نامے و قطعاتِ تاریخ، اجازت و خلافت، کتب کی ترسیل (Transmission) وغیرہ بیسیوں امور ہیں جو امامِ اہلِ سنت کے مذکورہ حضرات سے خوش گوار تعلقات اور باہمی محبت و یگانگت کو ظاہر کرتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنت اپنے ایک خط (بنام مولانا شاہ محمد عبد السلام جبل پوری) کے آخر میں لکھتے ہیں:

"بخدمت والدۂ ماجدہ تسلیم و برہان میاں و زاہد میاں، سلام و دعا برکات علم و عمل۔" (اکرام امام احمد رضا، ص128)

اسی طرح اور بھی کئی خطوط میں گھر کے دیگر افراد کی خیر و خبر اور سلام و دعا کا ذکر ہے جس سے باہمی تعلقِ خاطر ظاہر ہوتا ہے۔

مفتی محمد عمرالدین ہزاروی سے تعلقات

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمرالدین ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے درمیان نہایت گہرے تعلقات تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی کتب پر تقاریظ بھی لکھیں، چنانچہ قاضی عمرالدین ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مسلمانوں کے قدیم قبرستانوں کی تعظیم و تکریم اور ان میں عمارات بنانے کی ممانعت پر ایک مختصر رسالہ لکھا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بغرضِ تقریظ پیش کیا، اعلیٰ حضرت کے مَتن کو چند صفحات کا وہ رسالہ اس قدر بھایا کہ اس سے کئی گُنا بڑی تقریظ لکھ دی، جس کی ابتدا میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج ذیل القاب لکھے:

جامع الفضائل، قامع الرذائل، حامی السنن، ماحی الفتن۔ یعنی فضائل کے جامع، گھٹیا خیالات و نظریات کا قلع قمع کرنے والے، سنتوں کے حامی اور فتنوں کو مٹانے والے۔

اس کے بعد نام لکھا اور نام کے بعد مناسب دعائیں دیں:

مولانا مولوی محمد عمرالدین جعلہ اللہ کاسمہٖ عمرالدین وبسعیہٖ و رعیہٖ عمرالدین۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو نام کی مناسبت سے دین کو آباد کرنے والا بنائے اور ان کی کوشش اور نگہبانی سے دین کو آباد رکھے۔

(تقاریظ امام احمد رضا، ص 21، 22)

اعلیٰ حضرت اور حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما میں خط و کتابت بھی رہی ہے، یہ خط و کتابت مختلف النوع تھی، ان میں حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے شہر و دیگر شہروں میں ہونے والے کسی جلسہ کی اطلاع دے رہے ہیں، کہیں کسی کانفرنس کی روداد سے مطلع کر رہے ہیں، کہیں کسی فاضل کی علمی و تحقیقی کتاب کے احوال بارگاہِ رضا میں پیش کر رہے ہیں اور کہیں کسی مسئلہ میں الجھن ہے تو اس کے حل کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض پرداز ہیں، جس کا پتا خطوط دیتے اور آپ حضرات میں موجود باہمی تعلقِ خاطر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

مفتی احمد بخش صادق (مہتمم مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف) سے تعلقات

دونوں بزرگوں کی مُراسلت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے مابین انتہائی گہرے مراسم تھے۔ ایک دوسرے کے لئے ان کے شایانِ شان القاب کا استعمال، دید کا شوق اور کُتُب کے بارے میں طلبِ رائے وغیرہا خوش گوار تعلقات کا پتا دیتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنت اپنے ایک مکتوب میں مفتی صاحب کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں:

"بملاحظہ گرامی جناب سامی فاضل نامی ذِی الفضائل و الفواضل دام بالبرکات والجلالات" (کلیات مکاتیب رضا: 1/115)

ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

"الی الجناب الکامل النصاب الفاضل الکامل مجمع الفضائل جناب مولانا المولوی محمد احمد بخش صاحب الچشتی التوامی۔" (کلیات مکاتیب رضا: 1/117)

امامِ اہلِ سنت اپنی ایک کتاب کے حوالے سے مفتی صاحب کی رائے طلب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ملاحظہ اجزاء کو طبع سامی چاہئے اور اس کی فہرست بھی ہو تو اتنے اجزاء حاضر کروں جن میں اتنا چاہوں گا کہ بِالاِستیعاب نظر فرما کر رائے قائم فرمائیں کہ آیا اس کتاب کا پورا طبع ہونا مسلمان کے حق میں مفید ہے اور انہیں اس کی تکمیل میں کوشش لازم ہے یا کیا؟" (کلیات مکاتیب رضا، 1/116)

مفتی احمد بخش صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک استفتا بھیجا، جس کا جواب لکھ کر امامِ اہلِ سنّت نے روانہ کر دیا، لیکن یہ ڈاک مفتی صاحب کو نہ مل سکی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری بار روانہ فرمایا، پھر نہ مل سکی۔ تیسری بار روانہ کی، پھر بھی نہ ملی۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مفتی صاحب کو

لکھا:

"مشیئت مشیت مشیت... تلاش فرمائیں، اگر نہ ملے تو بارِ چہارم مکرر ارسال کروں۔" (کلیات مکاتیب رضا، 1 / 125 ملتقطا)

اس بار بار کی تکرار سے غالباً مفتی صاحب کو ملال ہوا کہ امامِ اہلِ سنّت کو تکلیف ہو رہی ہوگی، جس کا اظہار انہوں نے امامِ اہلِ سنّت سے کیا تو آپ جواباً لکھتے ہیں:

"حاشا کہ مَسائلِ سامیہ کو باعثِ تکلیف خیال کروں، ایسا خیال آنے سے جو تکلیف خاطر سامی کو ہوئی، اس کی بھی معافی چاہتا ہوں۔ یہ مُشت اُستخواں ادھر کس مَصرف کا کہ سوال مسائلِ دینیہ کو تکلیف جانے؟" (کلیات مکاتیب رضا، 1 / 126)

مُعاصرین سے اس درجہ تعلقات کی مثال کہیں اور مشکل سے ملے گی!

مفتی احمد بخش صادق علیہ رحمۃ اللہ الخالق نے بھی امام اہلِ سنّت کو جن القابات و الفاظ سے یاد کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کئے جانے کے قابل ہیں، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

"سیّدی و سندی اعتضادی وعلیہ اعتمادی البحر الحبر العلامۃ الفھامۃ الالمعی اللوذعی حضرت مجدّد المائۃ الحاضرۃ" (خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا، 1 / 154)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"آدابِ عجز و نیاز بے انداز بجالا کر عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کو ہر لحظہ عافیت مزاج شریف و قضائے حاجات، ذات مجمع الصفات اہم مآرب واعظم مطالب ہے۔" (ایضا، 1 / 154)

امامِ اہلِ سنّت کی زیارت کا شوق ملاحظہ ہو: "نیاز مند مشتاقِ زیارت محتاجِ دعا ہزار ہزار نیاز۔" (ایضا، 1 / 162)

نیاز بے انداز و شوقِ زیارت کے بعد جن کا کوئی حد اندازہ نہیں۔" (ایضا، 1 / 163)

سبحان اللہ! یہ دو مُعاصر بزرگوں کے مابین تعلقات کے کتنے خوبصورت بندھن تھے۔ آخرُ الذّکر چاروں ہستیوں کو امامِ اہلِ سنّت سے شرفِ خلافت بھی حاصل ہے۔

بہر حال یہاں امامِ اہلِ سنّت کے مُعاصرین کے ساتھ تعلقات کی ایک نہایت ہی مختصر سی جھلک پیش کی گئی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے مُعاصرین کے ساتھ تعلقات نہایت خوش گوار تھے۔ علمی و دینی رشتہ بھی تھا، تعاون و مدد بھی، اخوت و بھائی چارہ بھی، محبت و یگانگت بھی، عزت و قدر بھی، احترام، تعظیم و توقیر بھی، ہمدردی و خبر گیری بھی! سب خوبصورت و خوش گوار رشتے تھے۔

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

اعلیٰ حضرت بطورِ مُصنِّف

علم بڑی عظیم دولت ہے۔ علم سے انسان خود بھی نفع اُٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے اور بحکمِ حدیث "بہترین شخص وہ ہے جو اوروں کے لئے فائدے مند ہو" (الجامع الصغیر، ص246، حدیث: 4044) اپنے علم سے دوسروں کو مُستفیض کرنے کے بنیادی طور پر دو ہی ذرائع ہیں: تقریر اور تحریر۔ تحریر اور قلم کا ذریعہ زیادہ اہم اور سُود مَند ہے کہ تحریر سے بات محفوظ ہو جاتی ہے، اس سے اپنی سہولت کے مطابق کسی بھی وقت اور بار بار اِستفادہ کیا جا سکتا ہے نیز تقریر کی نسبت تحریر کا اثر بھی زیادہ اور دیرپا ہے، اسی لئے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے بھی دینی و ملّی خدمات کیلئے اسی کا انتخاب فرمایا، آپ بہت بڑے عالم تھے بیسیوں علوم و فنون کے ماہر (Expert) تھے بعض اہلِ علم کے مطابق پچپن (55)، بعض کے مطابق ستّر (70) اور بعض کے مطابق ایک سو بیس (120) دینی و عصری علوم پر آپ کو دَسترس تھی۔ (دیکھئے: حیات اعلیٰ حضرت، سوانح اعلیٰ حضرت اور حسان الہند)

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا حلقۂ اِرادت بھی بہت وسیع تھا، عرب و عجم میں آپ کے چرچے تھے لیکن اس کے باوجود آپ پورے سال میں بِالاہتمام صرف تین ہی بار بیان فرماتے تھے، ایک میلاد شریف کے موقع پر اپنے آبائی مکان میں، دوسرا سالانہ جلسۂ دستار بندیِ طلبائے مدرسہ اہلِ سنّت وجماعت کے موقع پر مسجدِ بی بی جی محلّہ بہاری پور میں۔ تیسرا حضرت مولانا سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی کے عرس کے موقع پر (حیات اعلیٰ حضرت، 1/312 ملخصاً) اس کے علاوہ نو عُمری ہی سے آپ کے معمولات تدریسِ علومِ دینیہ، تصنیفِ کتب و رسائل اور فتویٰ نویسی ہی تھے، رامپور کے سفر پر جب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی ملاقات شمسُ العلماء علّامہ عبدالحق خیر آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی سے ہوئی اور انھوں نے دریافت کیا کہ "بریلی میں آپ کا کیا شُغْل ہے؟" تو اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے جواب میں دیگر خدمات کے ساتھ ساتھ "تدریس، اِفتا اور تصنیف" کو بھی شمار فرمایا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، 1/206 ملخصاً) الغرض آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تقریر کی نسبت تحریر کو ترجیح دی اور بھرپور انداز میں تصنیفی کام کیا، پچاس سے زائد علوم و فنون پر مشتمل سینکڑوں کتب و رسائل اور حواشی و تعلیقات تحریر فرمائے۔

تصانیفِ اعلیٰ حضرت کی تعداد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ان باقیات کی صحیح تعداد تو یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکی لیکن ایک اندازے کے مطابق ان تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حُجّۃُ الاِسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے "اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة" کے حاشیہ

میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی اُس وقت تک کی تصانیف کی تعداد چار سو سے زائد بتائی ہے (الدولۃ المکیہ (مترجم: علوم مصطفیٰ)، ص 52) اور فتاویٰ رضویہ میں شامل رسالہ "حَاجِزُ الْبَحْرَیْن" کے حاشیہ پر درج ہے "کہ اگر اب اِحْصا (Count) کیا جائے تو تصانیف کا عدد پانچ سو سے متجاوز ہو گا۔" (فتاویٰ رضویہ، 5/164ملخصاً) خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملکُ العلماء مفتی ظفرالدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ البارِی نے "اَلْمُجْمَلُ الْمُعَدِّد لِتَالِیْفَاتِ الْمُجَدِّد" کے نام سے تصانیفِ رضویہ کی ایک فہرست (Index) تیار کی ہے اس فہرست مع ضمیمہ میں انھوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی چھ سو سے زائد کتب و رسائل کا ذکر کیا ہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 2/8 ماخوذاً) ڈاکٹر مسعود احمد مجددی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے مقالہ محدّث بریلوی" میں لکھا ہے: "راقم بھی (تصانیفِ رضویہ کی) ایک فہرست مرتب کر رہا ہے جو 850 تصانیف سے تجاوز کر چکی ہے، تصانیف و شروح کے علاوہ ان کے بہت سے مقالات، مکتوبات، منظومات، تعلیقات، توضیحات، ملفوظات، تنقیدات، مُکالَمات اور مَواعِظ وغیرہ بھی ہیں جن کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں۔" (محدث بریلوی، ص98-99) علّامہ عبد الستار ہمدانی مدظلہ العالی لکھتے ہیں: میں نے حضرت رضا کے 968 رسائل و حواشی وغیرہ کی فہرست باعتبارِ فن مرتب کرلی ہے۔ (جہانِ الہند، ص287) اور خیرُ الاَذکیاء علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تصانیف کی تعداد 1300 بتائی ہے۔ (خیابانِ رضا، ص86)

بادیُ النَّظر میں ہو سکتا ہے کہ یہ بات آپ کیلئے حیران کُن ہو کہ صرف 68 سال کی زندگی میں اس قدر تصانیف! لیکن اگر آپ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے قلم کی برق رفتاری سے واقف ہیں تو یہ بات بالکل قرینِ قیاس معلوم ہو گی، 1307 ہجری میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے "سُبْحٰنَ السُّبُّوْح" نامی رسالۂ جلیلہ میں لکھا ہے "لِلّٰہِ الْحَمْد وَالْمِنَّۃ کہ آج اس مبارک رسالے، سنّت کے قبالے، رنگِ صِدق جمانے والے، زنگِ کِذْب گمانے والے سے علومِ دینیہ میں تصانیفِ فقیر نے 100 سو کا عدد کامل پایا۔" (فتاویٰ رضویہ، 15/449) اور ٹھیک نو برس کے بعد اس تعداد میں اَسّی (80) کتب کا اِضافہ ہو جاتا ہے، 1316 سن ہجری میں تصنیف کردہ رسالۂ مبارکہ "اَلْوِفَاقُ الْمَتِیْن" میں فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! آج اس رسالہ سے تصانیفِ فقیر کا عدد ایک سو اَسّی (180) ہوا۔ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ قبول فرمائے اور فقیرِ حقیر و اہلسنت کے لئے دارین میں حُجّتِ نَجات بنائے۔ آمین (فتاویٰ رضویہ، 9/945) قلم کی یہ سُرعَت تو 1316ھ کے زمانے میں تھی آخری عمر میں تو قلم ایسی روانی سے چلتا تھا جس کا جواب نہیں، بیماری کی حالت میں بھی اوسطاً دس دن میں ایک رسالہ تحریر فرما دیتے تھے، اعلیٰ حضرت

29 شعبان 1339ھ / 1921ء کو علالت کی وجہ سے بھوالی (ہند) میں اِستراحت کیلئے گئے، ایک ماہ 26 دن بعد ذیقعدہ 1339ھ / 1921ء کو علّامہ قاضی غلام یٰسین ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ڈیرہ غازی خاں (پنجاب، پاکستان) ایک خط میں لکھتے ہیں: "یہاں آکر بھی پانچ رسائل تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیرِ تصنیف ہے۔" (محدث بریلوی، ص97-98 ملخصاً) اس تفصیل کے بعد تو بے ساختہ یہی بات زبان پر جاری ہوتی ہے ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (پ27، الحدید: 21)

35 علوم وفنون ملکُ العلماء مفتی ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان تصانیف کو علوم و فُنون کے لحاظ سے 35 اقسام میں شمار کیا ہے اور ہر فن سے متعلقہ کتب کی فہرست بھی دی ہے، اس کی تفصیل کیلئے حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد دُوُم کا مطالعہ کرنا چاہئے، البتہ علّامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی کے بقول ان تصانیف کو باعتبارِ موضوع تین حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1) اصلاحِ عقائد اور تصحیحِ نظریات (2) اصلاحِ اعمال اور تصحیحِ عادات (3) علمی اِفادات اور فنّی تحقیقات۔

پہلی قسم کی کتابوں میں اعلیٰ حضرت نے غیر مسلموں اور بدمذہبوں کے باطل مَزعُومات کا رَد کرتے ہوئے اسلامی عقائد و نظریات کی صحیح تصویر پیش کی ہے اور یوں سب مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان کیا ہے، اس میدان میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات بہت نمایاں ہیں، ایک شاعر نے کہا ہے اور درست کہا ہے کہ

اس دورِ پُر فتن میں نظر خوش عقیدگی
سرکار کا کرم ہے، وسیلہ رضا کا ہے

دوسری قسم کی تصانیف میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں میں پھیلی ہوئی بدعات، ناجائز رُسوم اور احکامِ شریعت کی خلاف ورزی پر گرفت فرماتے ہوئے ان کیلئے اِصلاح وہدایت کا راستہ واضح فرمایا ہے۔

تیسری قسم کی تصانیف میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے مختلف علوم و فنون سے متعلق بے مثال تحقیقات و تدقیقات پیش فرمائی ہیں بڑی بات یہ ہے کہ آپ کی یہ تحقیقات صرف دینی علوم وفنون تک ہی محدود نہیں بلکہ علمِ نُجوم و جفر، ہندسہ و ریاضی، جبر و مقابلہ، ہیئت و تکسیر اور توقیت وزیجات جیسے علوم کو بھی شامل ہیں جن میں سے کئی علوم کے جاننے والے آج ناپید ہوتے جارہے ہیں۔

(معارف رضا، کراچی، سالنامہ 2005، ص192-194 بالتصرف والزیادۃ)

تصانیف کا اعلیٰ معیار اب آیئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان تصانیف کے معیار پر ایک نظر ڈالئے، خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے طریقۂ تصنیف اور اندازِ تحقیق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فقیرِ حقیر غفرلہ المولی القدیر کو اپنی تمام تصانیفِ مناظرہ بلکہ اکثر اُن کے ماورا میں بھی جن کا عدد بعونہٖ تعالیٰ اس وقت تک ایک سو چالیس سے مُتجاوز ہے، ہمیشہ اِلتزام رہا ہے کہ محلِّ خاص نقل و اِستناد کے سوا محض جمع وتلفیقِ کلماتِ سابقین سے کم کام لیا جائے، حتّی الوُسع بحول وقوتِ ربانی اپنے ہی فائضاتِ قلب کو جلوہ دیا جائے۔۔۔ اگر اقامتِ دلائل یا ازاحتِ اقوالِ مخالف میں وہ امور مذکور بھی ہوتے ہیں کہ اور متکلمین فی المسئلہ ذکر کرگئے تو

ہمیشہ اِلتزام رہا ہے کہ محلِّ خاص نقل و اِستناد کے سوا محض جمع وتلفیقِ کلماتِ سابقین سے کم کام لیا جائے، حتّی الوُسع بحول وقوتِ ربانی اپنے ہی فائضاتِ قلب کو جلوہ دیا جائے۔

غالباً وہ وہی واضحات مُتبادِرَہ اِلَی الْفَہم ہیں کہ ذہن بے اِعانت دیگرے اُن کی طرف سبقت کرے۔ انصافاً ان میں سابق و لاحق دونوں کا استحقاق یکساں مگر ازانجا کہ کلماتِ متقدمہ میں اُن کا ذکر نظر سے گزرا، اپنی طرف نسبت نہیں کیا جاتا پھر ان میں بھی بِعَونِہٖ تعالیٰ تلخیص و تہذیب و ترصیب و تقریب و حَذْفِ زوائد و زیادتِ فوائد سے جدّت جگہ پائے گی اور کچھ نہ ہو تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ تعالیٰ طرزِ بیان ہی اَحْلٰی وَاَوْقَعْ فِی الْقَلْب نظر آئے گی، اس وقت تو یہ اپنا بیان ہے جس سے بِحَمْدِ اللّٰہِ تعالیٰ تحدیث بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مقصود، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَفُوْرِ الْوَدُوْد، اہلِ حسد جس معنے پر چاہیں محمول کریں مگر اربابِ انصاف اگر تصانیفِ فقیر کو موازنہ فرمائیں گے بعونہٖ تعالیٰ عین موافقِ بیان پائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/164)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اعلیٰ حضرت کے زمانۂ طالب علمی کی ایک تصنیف "حاشیہ مُسَلَّمُ الثُّبوت" پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (مُسَلَّمُ الثُّبوت اور صحیح بخاری شریف اور درس لیتے وقت ان کتب کی درجن بھر معتبر و مستند عربی شروحات میرے مطالعہ میں تھیں) لیکن اعلیٰ حضرت کے حاشیہ مبارک کی شان ہی کچھ اور تھی ۔۔۔۔ اس کے مضامین وافادات و نِکات و لَطائف کا رنگ ہی کچھ اور تھا اور پھر لُطف یہ کہ جو کچھ تحریر فرمایا تھا سب ذہن رسا کی جودت و جدّت تھی، عام حاشیہ نگاروں کی طرح نہیں کہ عِنَایَہ، بِنَایَہ، نِہَایَہ، کِفَایَہ، فَتْحُ الْقَدِیْر وغیرہ سے ہِدَایَہ شرح وِقَایَہ کا حاشیہ لکھ ڈالا۔ اگرچہ یہ خدمت بھی بہت ہی قابلِ ستائش اور طَلَبہ و مُدرِّسین کی بہت شکر گزاری کا باعث ہے مگر ان دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔

اس کے بعد اپنے استاذِ محترم مولانا ہدایت الرسول لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقولہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے ان سے اعلیٰ حضرت اور آپ کے بعض مُعاصرین کے حواشی سے متعلق فرق معلوم کیا تو فرمایا: "میاں! ان دونوں کا کیا مقابلہ؟ اعلیٰ حضرت کے حواشی خود ان کے اضافات و افادات ہوتے ہیں اور ان حضرات کی مثال وہی ہے بیٹھا بنیا کیا کرے، اس کوٹھی کا دھان اُس کوٹھی میں، اُس کوٹھی کا دھان اس کوٹھی میں کسی کتاب کی چند شرحیں چند حواشی آگے رکھ کر کچھ اس سے، کچھ اس سے لے کر ایک شرح لکھ ڈالی۔"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/219 ملخصاً)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے تحقیقی معیار کے بارے میں کتاب "محدّثِ بریلوی" صفحہ 97 پر ہے: محدّثِ بریلوی محقق بھی تھے اور مصنف بھی۔۔۔۔ ان کا تحقیقی معیار دورِ جدید کے تحقیقی معیار سے بھی بلند ہے۔ امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، ص17-18 پر ہے: امام احمد رضا کے مطالعہ و تحقیق کا معیار بہت بلند تھا، انھوں نے کبھی لکھی لکھائی اور سُنی سنائی باتوں پر اِکتفا نہیں فرمایا بلکہ اصلی مُتُون کا خود مطالعہ فرماتے اور جب تک خود مطمئن نہ ہوتے حوالہ نہ دیتے، ان کے پایۂ تحقیق کا اندازہ "حَجْبُ الْعَوَار عَنْ مَخْدُوْمِ بِہَار" کے مطالعہ سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے متنِ کتاب کی تحقیق سے متعلق وہ نکات و اصول بیان فرمائے ہیں جو دورِ جدید کے محققین کے وہم و خیال میں بھی نہیں اور دنیا کا کوئی محقق متن کے لئے یہ اہتمام نہیں کرتا جو امام احمد رضا فرماتے تھے۔ امام احمد رضا نے اپنی تمام نِگارشات میں اصولِ تحقیق کا پورا پورا خیال رکھا ہے وہ ایک مُحتاط مُحقّق، عاقبت اَندیش مُدبّر اور بلند پایہ مُفکّر تھے۔ (امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، ص17-18)

قلم کا بادشاہ اپنے تو اپنے مخالفین کو بھی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی اس عظمت کے اعتراف سے چارہ نہیں تھا، حیاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ایک بار چند طَلَبہ بدمذہبوں کے ایک مدرسہ سے تعلیم چھوڑ کر درسِ حدیث و فقہ کیلئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے دیگر طَلَبہ نے پوچھا کہ طَلَبہ عموماً ایک جگہ سے تعلیم چھوڑ کر دوسری جگہ اس لئے جاتے ہیں کہ وہاں دوسری جگہ کی تعریف ہوتی

آپ یہاں کیسے آئے؟ ان لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے وہاں مولانا کی مدح و ثنا نہیں ہوتی مگر ایک بات کہنے پر وہ بھی مجبور ہوتے تھے جب کوئی تذکرہ نکلتا تو آخیر میں اس ٹیپ کا بند یہ ضرور ہوتا تھا کہ "قلم کا بادشاہ ہے، جس مسئلہ پر قلم اٹھادیا پھر نہ کسی مُوافق کو اضافہ کی ضرورت رہتی ہے اور نہ مخالف کو انکار" یہی ہماری کشش کا باعث ہوئی جو وہاں سے چھوڑ کر بریلی پہنچے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/145-146 ملخصاً)

ٹھیک ہے وہاں مولانا کی مدح و ثنا نہیں ہوتی مگر ایک بات کہنے پر وہ بھی مجبور ہوتے تھے جب کوئی تذکرہ نکلتا تو آخیر میں اس ٹیپ کا بند یہ ضرور ہوتا تھا کہ "قلم کا بادشاہ ہے، جس مسئلہ پر قلم اٹھادیا پھر نہ کسی مُوافق کو اِضافہ کی ضرورت رہتی ہے اور نہ مخالف کو اِنکار" یہی ہماری کشش کا باعث ہوئی جو وہاں سے چھوڑ کر بریلی پہنچے۔

ہے،
اب آپ
جہاں سے آئے ہیں
وہ لوگ تو علمائے اہلِ سنت خصوصاً اعلیٰ حضرت کے سخت مخالف ہیں، ان سے تو اعلیٰ حضرت کی تعریف مُتوقّع نہیں، پھر

ابوالحسن عطاری مدنی*

کلامِ رضا کے چند ادبی شہ پارے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دیگر علوم و فنون کی طرح زبان و بیان پر کامل دسترس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایسے بلند پایہ ادیب تھے گویا اردو زبان بھی ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہوتی، آپ کی تمام تصنیفات خصوصاً فتاویٰ رضویہ میں جابجا اس کے کثیر نظائر موجود ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں:

اللہ اللہ! ایک وہ دن تھا کہ مدینۂ طیّبہ میں حضورِ پُر نور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری کی دُھوم ہے۔ زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی و شادمانی ہے کہ در و دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دَمکتا چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے، باچھیں کھِلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گُل کا رنگ، نور ہے کہ چھما چھم برس رہا ہے، فرش سے عرش تک نُور کا بُقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوقِ دیدارِ محبوبِ کِرْدگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

(ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا، ہم پر خُدا کا شکر واجب ہے، جب تک دعا کرنے والا دعا مانگے۔)

بَنِی النَّجَّار کی لڑکیاں کوچے کوچے محوِ نغمہ سرائی ہیں کہ

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ

يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

(ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں! محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کیسے اچھے ہمسائے ہیں۔) (فتاویٰ رضویہ، 15 / 701-702، بتغیر قلیل)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نگاہِ شوق سے دیکھئے! جملے جملے سے کیسی خوشی ٹپک رہی ہے، فقرہ فقرہ خوشی سے کِھل رہا ہے، لفظ لفظ مُسکرا رہا ہے۔ جانِ عالَم، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبلۂ دل و جاں مدینۂ منورہ میں تشریف آوری کا تذکرہ ہے اور امامِ عشق و محبّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قلم ہے۔ کلام کیا ہے بارشِ نُور کی پُھوار ہے، جملے کیا ہیں مَسَرَّتوں کی لہریں ہیں، فقرے کیا ہیں شادمانیوں کے نغمے ہیں۔ عجب خوبصورت تحریر ہے جسے پڑھ کر یادِ محبوب کا سماں بَندھ جاتا ہے، دِل اُنہی حسین لمحوں کے تصور میں گُم ہو جاتا ہے، کیا پُر کیف منظر ہو گا، جب ماہِ رسالت کے گرد ہدایت کے تارے، پیارے پیارے، صحابہ ہمارے جُھرمَٹ کئے ہوں گے! اے کاش!

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گُلشن، لِپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قلم کے بادشاہ تھے، آپ نے جہاں اپنے فتاویٰ میں

* شعبہ ذمہ دار، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

تحقیقات و دلائل کے دریا بہائے، ایمان و اعتقاد کے ایک ایک باب میں، فقہ و ارشاد کے اکثر مسائل پر، آیات و احادیث کے جگمگاتے موتی پروئے، روایات و اقوالِ بزرگانِ دین کے مہکتے گلدستے تیار کئے، وہیں آپ کی تحریر خوبصورتی کے ظاہری و اَدَبی پہلو سے بھی تشنہ نہیں تھی، کلامِ رضا کا ہر مضمون جہاں تحقیق و دلائل کا مینارِ ضیا بار ہوتا تھا وہیں "اردو ادب کا بھی حسین شاہکار" ہوا کرتا تھا۔ اردو روز مَرّہ کا بَرجَستہ استعمال، سادگی و سَلاسَت، حقیقی مَنظر نِگاری، چھوٹے چھوٹے جملے، چُستِ تراکیب، خُوش نُما سَجع، دِلکش تشبیہات، بَرمحل کہاوتیں، انوکھے اِستعارے، یہ وہ خوبیاں ہیں جو امامِ علم و عِرفان، شہسوارِ ہر میدان، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی تحریروں کا خاصہ ہیں۔

اُمّت کی غمخواری

آیئے! کلامِ رضا کا ایک اور شہ پارہ مُلاحَظہ کیجئے، ہم گنہگاروں، سِیَہ کاروں کے غم میں، فکرِ اُمّت میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بہنے والے آنسوؤں کا صدقہ مانگئے۔

سویا کئے نابکار بندے رویا کئے زار زار آقا

امامِ عشق و محبت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں:

"صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اِس وقت آرام کی طرف جُھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خوابِ ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز، ایسے سُہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ، خواب و آرام سے منہ موڑ، جَبینِ نیاز آستانۂ عزّت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری اُمّت سِیاہ کار ہے، دَرگُزر فرما اور ان کے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔ جب وہ جانِ راحت کانِ رَاَفت پیدا ہوا، بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ[1] فرمایا۔ جب قبر شریف میں اُتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سُنا، آہستہ آہستہ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ[2] فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سَروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دَغدَغہ، مَلِکِ قہّار کا سامنا، عالَم اپنی فکر میں گرفتار ہو گا، مُجرمانِ بے یار دامِ آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ[3] کچھ جواب نہ پائیں گے۔ اس وقت یہی محبوبِ غمگسار کام آئے گا، قُفلِ شَفاعت اس کے زورِ بازو سے کُھل جائے گا، عمامہ سَرِ اَقدس سے اُتاریں گے اور سَربسجود ہو کر "یَا رَبِّ اُمَّتِیْ[4]" فرمائیں گے۔" (فتاویٰ رضویہ، 30/717)

فتاویٰ الحرمین

امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف فتنوں نے سر اٹھایا تھا، شیطان اپنے مکروہ چہرے پر ایک سے بڑھ کر ایک خوش نُما نِقاب ڈالے آتا تھا، کہیں علم و فَضل کے جُبّہ و دستار میں رَہزَنی کرتا تو کہیں بھائی چارے اور اتّحاد کے بھیس میں دین و ایمان پہ ڈاکے ڈالتا۔ ایسے کڑے وقت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے فتنوں کا مقابلہ کیا، آپ نے ابلیسِ لعین کا مکروہ چہرہ سب کے سامنے بے نِقاب کیا اور شیطانی چالوں کو ناکام بنایا، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شیطانی سازِشوں کی مکمل تفصیل اپنے مُبارَک فتوے کی صورت میں علمائے مکہ و مدینہ کی طرف روانہ فرمائی، علمائے حَرَمینِ شریفَین نے اپنی مبارک تصدیقات کے ساتھ شیطانی سازشوں کا رَد تحریر فرمایا اور امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو عالم علّامہ، فاضِل فہّامہ، راسِخُ العلم اور بہت سے اَلقابات سے یاد کیا، انہی مبارک فتاویٰ و تصدیقات کا نام "فتاویٰ الحرمین" ہے۔

آیئے! نَثرِ رضا کا ایک اور رنگ ملاحظہ کیجئے، کلام کی سادگی و سَلاسَت دیکھئے، لہجے کا خُلوص محسوس کیجئے۔ امام لکھتے ہیں:

"اب جو نہ دیکھے، کان نہ دھرے، حق سمجھنے کا قصد نہ کرے، روزِ قیامت اس کے لئے کوئی عذر نہ ہو گا۔ دنیا چند روزہ ہے، واحد قہّار سے کام پڑتا ہے، لِلّٰہ! ایک ذرا تعصب و سُخن پَرْوَری سے جدا ہو کر تفکّر کرو، تنہائی قبر و ہنگامۂ حشر کا تصور کرو، اس دن نامۂ اعمال کھولے جائیں گے، اس بھڑکتی آگ کو سامنے لائیں گے، اہلِ سنّت نجات پائیں گے، اُن کے مخالف نارِ جہنم میں دھکّے کھائیں گے، مخالفوں کے ساتھی مخالفوں کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جائیں گے۔ آنریری، مجسٹریٹی، ڈپٹی کلکٹری، ججی وغیرہ کے منصب کام نہ آئیں گے، صدارت، نِظامت، رُکنیت وغیرہا یہ سب بکھیڑے یہیں رہ جائیں گے، ہر ایک اپنی اکیلی جان سے، اپنے اعمال، اپنے ایمان سے بارگاہِ عدالت میں حاضر ہو گا، ہر دل کا راز ظاہر ہو گا۔ کوئی جھوٹا حیلہ ہر گز نہ چلے گا، بات بنانے کو راستہ نہ ملے گا، عالِمُ الغُیوب سوال کرے گا، داتائے قُلوب اظہار لے گا، وہاں یہ کہتے نہ بنے گی کہ ہم غافل تھے، کچھ مولویوں نے بہکا دیا، ہم جاہل تھے۔ آج کام اپنے اختیار میں ہے، رحمتِ الٰہی توبہ کے انتظار میں ہے۔

لِلّٰہ! انصاف کی آنکھ کھولو، حق و باطل میزانِ عقل میں تولو۔ وہ کام کر چلو کہ بول بالا ہو، اللہ و رسول سے منہ اجالا ہو۔ دیکھو! دیکھو! آنکھ کھول کر دیکھو!! یہ مبارک تحقیقیں، یہ مقدس تصدیقیں تمھارے معبودِ عظیم کے پاک گھر سے آئیں، تمھارے نبیِّ کریم کے شہرِ اطہر سے آئیں، سَلیس اردو میں ترجمہ ہو گیا، حق کا آفتاب بے پردہ و حجاب جلوہ نُما ہو گیا۔ اب اگر آنکھ اٹھا کر نظر نہ ڈالو، اپنی اندھیری کوٹھری سے سر باہر نہ نکالو، تو تمھیں کہو کہ کیا عُذر کرو گے؟ واحدِ قہّار کو کیا جواب دو گے!"

"گھنٹوں بلکہ دنوں مہینوں قانون کا تون، دُنیوی فنون یا ناولوں، اَفسانوں، اخباروں، دیوانوں کے مطالعے میں گزارتے ہو، خدا کو مان کر، قیامت کو حق جان کر ایک نظر اِدھر بھی! مگر اس کے ساتھ تعصب و نفسانیت سے قطعِ نظر بھی! خدا نے چاہا تو یہ اَوراق تمھیں بہت کام آئیں گے، بڑے ہولناک صدموں کے دن سے بچائیں گے۔"

(فتاوٰی رضویہ، فتاوی الحرمین، 20/ 349-350)

قیامِ تعظیمی

ہمارے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور تابعینِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو اپنے زمانے میں دینِ متین کے اَہم ترین معاملات در پیش تھے، اُنھیں کلمۂ خُدا کی بلندی، دینِ متین کی اشاعت، شہروں اور لوگوں کی درستی، فتنہ و فساد کی سرکوبی، فرائضِ دینی و احکاماتِ الٰہی کے نفاذ، باہمی معاملات کی اصلاح، ایمانی اَرکان کی حفاظت اور احادیثِ نَبوی کی روایت وغیرہ اَہم ترین معاملات سے فرصت ہی نہیں تھی، لہٰذا اگر کوئی نیک اور مُستحب کام بعد کے مسلمانوں میں رائج ہے، علمائے کرام اسے اچھا سمجھتے ہیں، شریعت اسے منع نہیں کرتی تو اس کام میں کوئی حَرَج نہیں بلکہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ کرنے سے ثواب ملے گا۔ ذِکرِ ولادتِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وقت جو قیامِ تعظیمی کیا جاتا ہے اس کے متعلق وسوسہ ڈالنے والے شیطانوں کے رَدّ میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے رسالہ "اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ" تحریر فرمایا جس نے واقعی شیطانِ لَعین اور اس کی ظاہری و معنوی اولاد کے سر پر قیامت ڈھادی، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے رسالۂ مبارکہ میں آیات و احادیث اور مضبوط دلائل سے ثابت کیا کہ قیامِ تعظیمی مستحب ہے۔ ایک مقام پر صحابۂ کرام و تابعینِ عظام کی مذکورہ بالا اہم ترین دینی مصروفیات و خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے جس طرح تمثیلی انداز میں سمجھایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، اس میں گُل و گلزار کے رنگ بھی ہیں، اردو ادب کے ڈھنگ بھی ہیں۔ امام لکھتے ہیں:

"جب بِفَضْلِ اللّٰہِ تعالٰی اُن کے زورِ بازو نے دینِ الٰہی کی بنیاد مُسْتَحْکَم کر دی اور مَشارِق و مَغارِب میں مِلّتِ حَنِیْفِیّہ کی جَڑ جم گئی، اس وقت ائمہ و علمائے مابعد نے تخت و بخت

ساز گار پا کر بیخ و بُن جمانے والوں کی ہمّتِ بلند کے قدم اور باغبانِ حقیقی کے فضل پر تکیہ کرکے اَھَمّ فَالْاَھَمّ کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلشِ صَرصَر واندیشۂ سَموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں۔ فکرِ صائب نے زمینِ تدقیق میں نہریں کھودیں۔ ذہنِ رَواں نے زُلالِ تحقیق کی ندیاں بہائیں۔ علماء و اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لئے تھالے بنیں۔ ہواخواہانِ دین وملّت کی نسیمِ اَنفاسِ مُتبرّکہ نے عطر باریاں فرمائیں، یہاں تک کہ یہ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا باغ ہرا بھرا پھلا پھولا لہلہایا اور اس کے بھینے پھولوں، سُہانے پتّوں نے چشم وکام ودماغ پر عجَب ناز سے احسان فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے: یہ کنچھیاں جو اَب پھوٹیں... جب کہاں تھیں؟ یہ پتّیاں جو اَب نکلیں... پہلے کیوں نہاں تھیں؟ یہ پتلی پتلی ڈالیاں جو اَب جھومتی ہیں... نوپیدا ہیں! یہ ننّھی ننّھی کلیاں جو اَب مہکتی ہیں... تازہ جلوہ نما ہیں! اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے؟ تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ: او جاہل! اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی، وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے۔ آخر اس سَفاہت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا۔" (فتاویٰ رضویہ، 26/544)

محبوبِ خدا کی رخصت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِبتدا میں حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدینۂ منورہ تشریف آوری کا تذکرہ ہوا، ایک ایک لفظ کیسے مَسرّت وشادمانی سے جھوم رہا تھا! اب آیئے! ماحول کی سوگواری دیکھئے، اسی سے مُتّصل حُزنیہ تحریر پڑھئے، دل بیٹھے جاتے ہیں، آنکھیں اُمنڈ آتی ہیں، سورۃُ النّصر حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مرضِ وصال شریف میں نازل ہوئی، حضور فوراً باہر تشریف لائے، جمعرات کا دن تھا، منبر پر جلوہ فرما ہوئے، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کر دو "لوگو! رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وصیّت سننے چلو۔"

مدینۂ منورہ میں تشریف آوری کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مجلسِ وصیت کے احوال لکھتے ہیں:

"ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے، مجلسِ آخری وصیت ہے، مجمع تو آج بھی وہی ہے، بچوں سے بوڑھوں تک، مَردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے، ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے، سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں، شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دیئے ہیں، دل کُمھلائے، چہرے مُرجھائے، دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی کہ آفتابِ جہاں تاب کی وَداع نزدیک ہے، آسمان پژمُردہ، زمین اَفسُردہ، جدھر دیکھو سنّاٹے کا عالَم، اتنا اِزدحام اور ہُو کا مقام، آخری نگاہیں اس محبوب کے رُوئے حق نُما تک کس حسرت ویاس کے ساتھ جاتی اور ضُعفِ نومیدی سے ہلکان ہوکر بیخودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، 15/702)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امامِ عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کُتُب ورسائل ایسے حسین شہ پاروں سے بھرپور ہیں، یہاں حصولِ برکت کے لئے چند اِقتباس ذکر کئے گئے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ کلامِ رضا کی خوبیوں کا صحیح معنوں میں اِحاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں، کلامِ رضا سے متعلق داغ دہلوی کا شعر ہی کافی ہے:

مُلکِ سُخَن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

حواشی ① اے رب! میری امت مجھے ہبہ کردے۔ ② میری امت، میری امت۔ ③ مجھے اپنی فکر ہے، کسی اور کے پاس جاؤ۔ ④ اے رب! میری امت۔

بے مثال اِمام کی مثال نِگاری

محمد عباس عطاری مدنی*

قدیم دستور ہے، بات سمجھانے کیلئے مثال (Example) دی جاتی ہے۔ کلامِ ازلی **قراٰنِ حکیم** میں جابجا مثالیں اور کہاوتیں بیان فرمائی گئیں۔ (1) راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والے کی کہاوت بیان ہوئی (ترجمۂ کنزالایمان): اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے (پ3، البقرۃ:261) (2) پاکیزہ بات کی مثال ارشاد ہوئی (ترجمۂ کنزالایمان): جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔ (پ13، ابراہیم:24) (3) جن کفار نے اللہ کے سوا اور مالک بنالئے ان کی مثل یوں بیان فرمائی (ترجمۂ کنزالایمان): ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنالئے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا۔ (پ20، العنکبوت:41) ان کے علاوہ اور کئی مثالیں قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوئیں۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی بکثرت مثالیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ تین فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ ہوں: (1) قراٰنِ پاک پڑھنے والے مؤمن کی مثال تُرنج (چکوترے) کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور لذّت بھی اعلیٰ۔ (بخاری، 3/535، حدیث:5427) (2) عطیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس کتّے کی طرح ہے جو کھائے، پیٹ بھر جائے تو قے (اُلٹی) کرے اور پھر اپنی قے میں سے کھانے لگے۔ (ترمذی، 4/50، حدیث:2138) (3) مرتے وقت (غلام یا کنیز) آزاد کرنے والے کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو پیٹ بھر جانے کے بعد صدقہ کرے۔ (ابوداؤد، 4/42، حدیث:3968) اور بہت سی مثالیں ہیں جو حضور ہادی و رہبر، شہنشاہِ بحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے احادیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمائی ہیں۔

احادیثِ مُبارکہ کا یہ دل نشین انداز اور قراٰنِ حکیم کا حکمت بھرا اُسلوب ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین نے بھی اختیار کیا، ہمارے اَسلاف حکمِ خداوندی کے مطابق پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت کے ساتھ راہِ خدا کی طرف بُلاتے رہے، مثال سے سمجھانے کا دل نشین طریقہ بھی جاری رہا۔ وقت کا کارواں چلتا رہا، تیرہ صدیاں (Thirteen centuries) بیت گئیں، یہ چودھویں صدی ہجری کا منظر ہے۔ مجدِّدِ دین وملّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا ڈنکا دنیا بھر میں بج رہا ہے، شہر شہر گاؤں گاؤں سے شرعی سوالوں کا تانتا بندھا ہے، ملک وبیرونِ ملک سے فتوے پوچھے جارہے ہیں، مشکل سے مشکل قضیے دریافت ہو رہے ہیں لیکن امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ

* شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

تعالٰی علیہ کے ماتھے پر شکن نہیں آتی، فی البدیہہ جواب ارشاد ہوتے ہیں، قلم برداشتہ فتوے تحریر ہوتے ہیں، مگر اس قدر تحقیقات کے خزانے عطا ہوتے ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کُتب و رَسائل اور تحقیقات کو جس پہلو سے دیکھا جائے جس زاویے سے نظر ڈالی جائے ایک نیا حُسن سامنے آتا ہے، ایک نئی روشنی پھوٹتی ہے، ایک نئی خوشبو مہکتی ہے۔

کلامِ رضا کا ایک مہکتا جگمگاتا پہلو بے مثال امام کی "مثال نگاری" ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے کلام کو جہاں آیات واحادیث، روایات واقوال سے آراستہ فرماتے ہیں وہیں آسان انداز میں بھی اپنی بات سمجھاتے ہیں، آپ اُسلوبِ قرآنی واحادیثِ نورانی کی پیروی کرتے ہوئے عام فہم لیکن ایسی بَرمحل مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، زبان سے بے ساختہ سُبْحٰنَ اللہ نکلتا ہے اور بات دل ودماغ میں اُتر جاتی ہے۔ آیئے! چمنِ رضا کی سیر کریں، گلستانِ رضا سے کچھ پھول چُنیں اور روح وایمان کو تازگی بخشیں۔

1 ایصالِ ثواب بابُ المدینہ کراچی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب سے متعلق ایک فارسی سوال پیش ہوا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فارسی میں ہی بہت شاندار تحقیقی جواب عنایت فرمایا، دورانِ جواب مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "(ترجمہ) مختصر یہ کہ ثواب ہدیہ کرنا ایسا ہے جیسے چراغ سے چراغ جلانا کہ اس چراغ سے کچھ کم نہیں ہوتا اور دوسرے چراغ کو روشنی مل جاتی ہے۔" سُبْحٰنَ اللہ! کیسی خوبی سے واضح ہوگیا کہ ایصالِ ثواب کرنے والے کا اپنا ثواب کم نہیں ہوتا، لیکن امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تحقیقی نظر دیکھئے! فرماتے ہیں: "(ترجمہ) بلکہ چراغ جلانا بھی اس کی نظیر نہیں ہوسکتی کہ وہاں چراغ سے کچھ کم نہیں ہوتا تو کچھ زائد بھی نہیں ہوتا اور یہاں ہبہ کرنے والے کا ثواب ایک کا دس ہوجاتا ہے اور اللہ جس کے لئے چاہے اور زیادہ کرتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 9/638،639)

2 رُوح کی طاقت موت کے بعد روح کی طاقت اور بڑھ جاتی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "بعدِ مَرگ (موت کے بعد) سَمْع وبَصر (سننا دیکھنا)، علم وفہم (جاننا سمجھنا) وغیرہ تمام افعال کہ حقیقتاً رُوح کے تھے (یہ افعال) برقرار رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ ترقی پاتے ہیں، جن کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک پرند قفس میں محبوس (یعنی پرندہ پنجرے میں قید) ہے اس کی پَرافشانی (پھڑپھڑاہٹ) اسی پنجرے کے لائق ہوگی، جب اسے نکال دیجئے تو اس کی پروازیں دیکھئے (کہ اب کتنی اونچی اڑان اڑتا ہے)۔" (فتاویٰ رضویہ، 26/601)

3 مالِ حرام پر نیاز بارگاہِ رضوی میں سوال ہوا: "زید کہتا ہے حضور سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی نیاز اگرچہ حرام مال پر دیتا ہے مگر پھر بھی حضور قبول فرمالیتے ہیں (مَعَاذَ اللہ) جیسے کسی امیر کا لڑکا پیدا ہوا تو بھاٹ بھکاری وغیرہ جو گھاس کا پودا یا اور کچھ ڈھوئی کے (لاد کے) لے جاتے ہیں وہ اسے خوشی سے قبول کرلیتا ہے۔" اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے زید کے خبیث بہتان کا سختی سے رد کرتے ہوئے فرمایا: "یہ قول اس کا غلطِ صریح وباطلِ قبیح اور حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم پر

اِفتِراءِ فَضِیح ہے۔" شرعی مسئلہ واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "زِنْہار (ہرگز) مالِ حرام قابلِ قبول نہیں، نہ اُسے راہِ خُدا میں صَرف کرنا رَوا (جائز)، نہ اُس پر ثواب ہے بلکہ بَر اوبال ہے۔" امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کئی آیات و احادیث کے ساتھ اس بہتان کا ردِّ بلیغ کیا، گھاس کے پودے والی مثال کی قباحت واضح کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "ٹھیک مثال یوں ہے کہ جشنِ سلطانی میں کوئی اَحمق بے باک نذرِ شاہی کو پیشاب کا قارُورہ (بوتل) لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اُس عَزْدَک (ذلیل آدمی) کے منہ پر مارا جاتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/105، 108)

4 انبیائے کرام علیہم السلام کی شان شجرِ ممنوعہ کے واقعے سے متعلق ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ (پ16، طٰہٰ:121) ترجمۂ کنزالایمان: اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "غیرِ تلاوت میں اپنی طرف سے سیّدُنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت (کرنا) حرام ہے۔ ائمۂ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعتِ علمائے کرام نے اِسے کفر بتایا، مولیٰ کو شایان (یعنی زیبا) ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، دوسرا (کوئی) کہے تو اُس کی زبان گُدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے، لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی (اللہ کی شان سب سے بلند!) بلا تشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عَمْرو کو اُس کی کسی لغزش یا بھول پر مُتَنَبِّہ (ہوشیار) کرنے، ادب دینے، حزم و عزم و احتیاطِ اَتَم

حرام مال سے نذر کرنے والے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: ٹھیک مثال یوں ہے کہ جشنِ سلطانی میں کوئی اَحمق بے باک نذرِ شاہی کو پیشاب کا قارُورہ (بوتل) لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اُس عَزْدَک (ذلیل آدمی) کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

(ہوشیاری، پختگی اور بہت کامل احتیاط) سکھانے کیلئے مثلاً بیہودہ! نالائق! احمق! وغیرہا الفاظ سے تعبیر کیا، باپ کو اِس کا اختیار تھا اب کیا عَمْرو کا بیٹا بَکْر یا (عمرو کا) غلام خالد انہیں الفاظ کو سَنَد (دلیل) بنا کر اپنے باپ اور آقا عَمْرو کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے؟ حاشا (ہرگز نہیں)! اگر کہے گا (تو) سخت گستاخ و مردود ناسزا (نالائق) و مستحقِ عذاب و تعزیر و سزا ہوگا، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِیس کرکے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید و مدید عذابِ جہنم و غضبِ الٰہی کا مستحق نہ ہوگا؟ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔" (فتاویٰ رضویہ، 1/1119)

5 شانِ محبوبی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "قرآنِ عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصافِ جلیلہ و القابِ حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے۔" امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے قرانِ پاک کی متعدد آیات ذِکر کیں جن میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اوصافِ جلیلہ والقابِ حمیدہ سے یاد کیا گیا ہے، کچھ آگے چل کر امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "فقیر کہتا ہے غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ (اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائے) خصوصاً ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اے جُھرمٹ مارنے والے) و ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اے بالا پوش اوڑھنے والے) تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہلِ محبت جانتے ہیں۔ اِن آیتوں کے نزول کے وقت سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بالا پوش (لحاف) اوڑھے، جُھرمٹ مارے لیٹے تھے،

اسی وَضع وحالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے: او بانکی ٹوپی والے! او دھانی دوپٹے والے! ؏

اودامن اٹھا کے جانے والے۔"

(فتاویٰ رضویہ، 30/154، 155)

6 سرچشمہ اور دریا بارگاہِ رضوی میں عمرو کے متعلق سوال ہوا جو شریعت کو کچھ نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ طریقت بہت بڑا دریا ہے، شریعت ایک قطرہ ہے، شریعت راستہ ہے جبکہ ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں ہمیں راستے کی کیا حاجت! وغیرہ وغیرہ۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جواب میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں بہت سی احادیثِ مبارکہ سے اور عمرو کی خواہش پر چالیس(40) اولیائے کرام کے اسّی اقوال سے عمرو کا رد فرمایا اور واضح فرمایا کہ شریعت کے بغیر ہر راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے، جاہل صُوفی شیطان کا کھلونا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی گراں قدر تحقیق کا حقیقی لُطف تو رسالہ "مَقَالُ عُرَفَآء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَآء"[1] کے مطالعہ سے ہی حاصل ہوگا۔ اس رسالے میں سے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بیان کردہ چند مثالیں پیش ہیں: "شریعت مَنبع (سرچشمہ) ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا۔ بلکہ شریعت اس مثال سے بھی مُتعالی (بلند وبالا) ہے۔" کھیتوں کو سیراب کرنے کیلئے دریا اپنے سرچشمے کا محتاج نہیں ہوتا لیکن طریقت وہ دریا ہے جسے ہر قدم پر اپنے سرچشمۂ شریعت کی حاجت رہتی ہے۔ یہ فرق واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "نہیں نہیں! مَنبع (سرچشمۂ شریعت) سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا (طریقت) فوراً فنا ہوجائے گا، بُوند تو بُوند نَم (گیلاپَن) کا بھی نام نظر نہ آئے گا۔"

اللہ اکبر! تحقیق کا سفر جاری ہے، ایک اور قدم بڑھتے ہیں ایک اور زینہ چڑھتے ہیں، فرماتے ہیں: "نہیں نہیں! میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سُوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سُوکھے، کھیت مُرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ یہاں سے اس مبارک مَنبع (سرچشمۂ شریعت) سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا (ٹھاٹھیں مارتا سمندر) ہو کر شُعلہ فشاں آگ ہوجاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں۔" یہاں بھی بات ختم نہیں ہوگئی بلکہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مزید وضاحت فرمائی ہے اور مثال کو کامل طور پر سمجھایا ہے، اصحابِ ذوق رسالۂ مبارکہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/525)

7 درخت اور پھل یہی رسالۂ مبارکہ ہے، حضرت سیّدُنا قُطب ابراہیم دَسُوقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔" اس مثال کی وضاحت کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "درخت و ثمر (پھل) کی نسبت بھی وہی بتارہی ہے کہ درخت قائم ہے تو اَصل موجود ہے، مگر جو اَصل کاٹ بیٹھا وہ نِرا محروم و مردود ہے۔ پھر اس کی مثال کی بھی وہی حالت ہے جو ہم مَنبع و بَحر (سرچشمہ و دریا کی مثال) میں بیان کر آئے ہیں، درخت کٹ جائے تو آئندہ پھل کی امید نہ رہی مگر جو پھل آچکے ہیں یہاں درخت کٹتے ہی آئے ہوئے پھل بھی فنا ہوجاتے ہیں اور فنا ہوتے ہی پھر بس نہیں بلکہ انسان کا دشمن ابلیسِ لعین غلیظ اور گوبر کے پھل جادو سے بنا کر اِس کے منہ میں دیتا ہے اور یہ اپنی حالت سے انھیں ثمرِ حقیقت جان کر (حقیقت کے پھل سمجھ کر) خوش خوش نگلتا ہے، جب آنکھ بند

[1] یہ رسالہ تخریج و تسہیل ہو کر مکتبۃ المدینہ سے بنام "شریعت و طریقت" شائع ہو چکا ہے۔

ہوگئی (موت آگئی) اس وقت کُھلے گا کہ منہ میں کیا بھرا تھا وَالعیاذُباللہ تعالیٰ" (فتاوی رضویہ، 551/21)

8 پان اور اس کی بیل شریعت وحقیقت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ان درختوں میں قریب تر مثال پان اور اس کی بیل کی ہے (کہ پان) خوش بو (اچھی مہک والا)، خوش رنگ (اچھی رنگت والا)، خوش ذائقہ، مُفرِح (فرحت بخش)، مُقوِّیٔ دل ودماغ (دل ودماغ کو تقویت دینے والا)، مُصفِّیٔ خون (خون صاف کرنے والا) مُطیِّبِ نکہت (منہ خوشبودار کرنے والا) وجہِ سُرخ رُوئی باعثِ زینت (ہے) اور پھر عجیب خاصہ یہ کہ بیل سُوکھے تو اس کے پان جہاں جہاں ہوں معًا (فورًا) سُوکھ جائیں گے یہ ایک ادنیٰ مثال شریعت وحقیقت یا اس جاہل (عمرو) کے طور پر شریعت و طریقت کی ہے۔" (فتاوی رضویہ، 551/21)

9 چراغِ شریعت اللہ اکبر! ؎

طبع پُر جوش ہے رُکتا نہیں خامہ تیرا

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شریعت و طریقت کی وضاحت ایک اور مثال سے فرماتے ہیں: "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (اور اللہ کی شان سب سے بلند) شریعتِ مُطہّرہ ایک ربانی نُور کا فانُوس ہے کہ دینی عالَم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں، اس کی روشنی بڑھتے بڑھتے صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر مُتناہی (لامحدود) درجوں زیادہ تک ترقی کرتی (بڑھتی رہتی) ہے جس سے حقائقِ اشیاء کا انکشاف ہوتا (یعنی حقیقتیں واضح ہوتی ہیں) اور نورِ حق تجلّی فرماتا ہے۔" یہ نُور جیسے جیسے صبح اور دن کی طرح روشن ہوتا جاتا ہے ابلیس آکر دھوکا دیتا ہے وسوسے ڈالتا ہے کہ "طریقت کی صبح ہوگئی، حقیقت کا سورج نکل آیا اب تو چراغِ شریعت بجھا دے۔" (1)...اگر آدمی ان وسوسوں میں نہ آئے اور ابلیس کو یوں دُھتکارے کہ "اے دشمنِ خُدا! جسے تُو دن اور سورج کہہ رہا ہے یہ اسی چراغِ شریعت کی تو روشنی ہے، اسے ہی بُجھا دوں گا تو روشنی کہاں سے آئے گی؟" تو ابلیسِ لعین ناکام ونامراد لوٹتا ہے اور بندہ نُورِ شریعت کی روشنی میں حق تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔(2)...اور اگر بندہ ابلیس کے فریب میں آگیا اور بولا کہ "ہاں! دن تو ہوگیا، اب مجھے چراغ کی کیا حاجت ہے!" یہ کہتے ہوئے شریعت کے چراغ کو بجھادیا، جیسے ہی فانوس بجھا فوراً گھپ اندھیرا چھا گیا، ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہیں دیتا۔ اس کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "یہ ہیں وہ (لوگ) کہ طریقت بلکہ حقیقت تک پہنچ کر اپنے آپ کو شریعت سے مُستغنی (بے پروا) سمجھے اور ابلیس کے فریب میں آکر اس الٰہی فانوس کو بُجھا بیٹھے۔" الٰہی فانوس بجھنے کا ان جاہلوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کیونکہ شیطانِ لعین ایک طرف الٰہی فانوس گُل کراتا ہے تو دوسری طرف فوراً اپنی سازشی بتّی جلا کر ہاتھ میں دے دیتا ہے، جاہل اور بناوٹی صوفی اسے نُور سمجھتے ہیں حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔ اس کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "آنکھ بند ہوتے (یعنی مرتے ہی) ہی حال کُھل جائے گا کہ ؎ باکہ باختہ، عشق در شبِ دیجور (اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی۔)" (فتاوی رضویہ، 527/21)

10 بنیاد اور دیوار شریعت وطریقت کی ہی بات چل رہی ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک اور مثال سے مسئلے کو بہت واضح کر دیا، فرماتے ہیں: "اے عزیز! شریعت عمارت ہے اور اس کا اعتقاد بُنیاد اور عمل چُنائی، پھر اعمالِ ظاہر (ظاہری نیک اعمال) وہ دیوار ہیں کہ اس بُنیاد پر ہوا میں چُنے گئے اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمان تک پہنچی وہ طریقت ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو (بنیاد) کی زیادہ محتاج ہوگی اور نہ صرف نیو کی بلکہ اعلیٰ حصہ اَسفَل کا (یعنی ہر اوپری حصہ نچلے حصے کا) بھی محتاج ہے۔ اگر دیوار نیچے سے خالی کر دی جائے (تو) اُوپر سے بھی گر پڑے گی، اَحمق وہ (ہے) جس پر شیطان نے نظر بندی کرکے اُس کی چُنائی آسمانوں تک دِکھائی اور (اس کے) دل میں (خیال) ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے ہمیں اس سے تعلّق کی کیا حاجت ہے۔ (چنانچہ

اَحمَق نے) نیو (بنیاد) سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآنِ مجید نے فرمایا کہ ﴿فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ (پ11، التوبۃ: 109) اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی۔"

(فتاویٰ رضویہ، 21/528)

11 جڑ اور شاخ علمائے شریعت اگر اہلِ مَعرِفت کے کسی معاملے کو نہ سمجھ سکیں تو یہ معذور ہیں، اِن علما کی غلطی نہیں کیونکہ ان کی رَسائی یہیں تک تھی، لیکن مَعرِفت وولایت کا دعویٰ کرنے والے اگر علمائے شریعت پر اعتراض کریں تو یقیناً اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں، مَعرِفت کا دائرہ تو شریعت کے دائرے سے اونچا ہے، اگر یہ لوگ اُوپری دائرے تک پہنچتے تو نچلے دائرے سے بے خبر نہ ہوتے، اہلِ مَعرِفت اگر علمائے شریعت پر اعتراض کریں گے تو اوندھے منہ گریں گے۔ امامِ اہلِ سنّت رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "جڑ والے اگر شاخ تراشیں (تو) اَصل درخت قائم رہے (گا)۔ مگر بلند شاخ تک پہنچنے والے (نچلی) جڑ کاٹیں تو ان کی ہڈی پسلی کی خیر نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/548)

12 بے وقوف کی دوستی دشمنی ہے مُتواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ طاعُون مسلمان کے لئے شہادت ورحمت ہے اور جو طاعُون میں مَرے وہ شہید ہے، طاعون اللہ پاک کی طرف سے آنے والی آزمائش ہے، اس سے بھاگنا گناہ ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں بُرائی ہوتی تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کہ (آپ) اپنی اُمّت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے؟ اور بھاگنے سے اس قدر تاکیدِ شدید کے ساتھ منع فرماتے؟ اور صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ (جو) تمام اُمّت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہِ اُمّت ہیں (وہ) کیوں اس (طاعون) سے نہ بھاگنے کا عہد وپیمان لیتے؟ معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقتاً اُمّت کے بدخواہ (بُرا چاہنے والے) اور اُلٹی مت (غلط رائے) سمجھانے والے ہیں وَالعیاذُ باللہ تعالٰی، جیسے کوئی بد عقل بے تمیز کج فہم (اُلٹی سمجھ والی) عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدّت (سختی) دیکھ کر اپنے بچے کو مَکتب (یعنی مدرسے) سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیالِ باطل میں اِسے مَحبت سمجھتی ہے حالانکہ صَریح (کھلی) دشمنی ہے جَ دوستیِ بے خرداں دشمنی ست (بے وقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے۔) بدنصیب (ہے) وہ بچہ کہ اس (بے وقوف ماں) کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید (زور دینا اور تنبیہ کرنا) خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے (کیونکہ) مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شِدّت بھی غالب واَکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی (اللہ کے حکم سے) محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/306)

13 ان کی موت ساتھ ہی لکھی تھی طاعون سے ہی متعلق امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں ایک سوال پیش ہوا، سوال میں یہ بھی تھا کہ طاعون کی وَبا میں کثرت سے لوگ مرتے ہیں اور بیمار پڑتے ہیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کیا اتنے لوگوں کی موت ایک ساتھ ہی لکھی تھی؟ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آیات وحدیث کے ساتھ مُدلَّل جواب ارشاد فرمایا، مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: "پیڑ سے ایک آدھ پھل ٹپکتا رہتا ہے اسی کا ٹپکنا لکھا تھا اور ایک آندھی آتی ہے کہ ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں ان کا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا۔" (فتاویٰ رضویہ، 24/199)

14 جھوٹ اور غیبت کی بدبو "جھوٹ اور غیبت مَعنوی نَجاست (یعنی باطنی گندگیاں) ہیں وَ لہٰذا (اور جبھی) جھوٹے کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ حفاظت کے فرشتے اُس وقت اُس کے پاس سے دُور ہٹ جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارِد ہوا ہے اور اسی طرح ایک بدبو کی نسبت (یعنی بارے

میں) رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے خبر دی ہے کہ یہ اُن کے منہ کی سَڑانْد (یعنی بدبُو) ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ اور ہمیں جو جھوٹ یا غیبت کی بدبُو محسوس نہیں ہوتی اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اُس سے مانُوف (یعنی اس کے عادی) ہوگئے، ہماری ناکیں اُس سے بھری ہوئی ہیں جیسے چمڑا پکانے والوں کے محلّے میں جو رہتا ہے اُسے اس کی بدبُو سے ایذا (تکلیف) نہیں ہوتی دوسرا (کوئی) آئے تو اُس سے ناک نہ رکھی جائے۔ مسلمان اِس نفیس فائدے (یعنی عمدہ نتیجے) کو یاد رکھیں اور اپنے رب سے ڈریں، جھوٹ اور غیبت ترک کریں۔ کیا معاذَ اللہ منہ سے پاخانہ نکلنا کسی کو پسند ہوگا؟ باطن کی ناک کُھلے تو معلوم ہو کہ جھوٹ اور غیبت میں پاخانے سے بدتر سَڑانْد (یعنی بدبو) ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، 1/ 969-970)

15 شیشہ بھرا ہوا گلاب

جو بات کافروں، بدمذہبوں یا فاسقوں فاجروں کا خاص شِعار ہو اُسے شرعی حاجت کے بغیر اپنانا ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ بہت معمولی چیز ہو۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یہ شرعی مسئلہ واضح کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: "اس کی نظیر (عرق) گلاب اور پیشاب ہیں۔ شیشہ بھرا ہوا (عرق) گلاب اور اس میں ایک قطرہ پیشاب ہے تو (بھی) وہ ناپاک و خراب ہے نہ کہ پورا شیشہ پیشاب ہو جبھی نَجس و خراب ہو(گا)۔" یونہی کافروں کے سب شِعار اپنالئے تو بھی گناہ ہے اور صرف ایک خاص شِعار اپنایا تو بھی گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/ 536)

16 ہم تلاش کرچکے

اگر کسی مسئلہ پر کتابوں میں حدیث نہ مل سکے تو بے باکی سے یہ نہ کہا جائے کہ ایسی کوئی حدیث موجود ہی نہیں ہے، ایسی بے باکی کا امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے درجہ بدرجہ تفصیلی رَدّ فرمایا، پھر فرماتے ہیں: "اپنے نہ پانے کو (چیز کا وجود ہی) نہ ہونے کی دلیل سمجھنا اور عَدَمِ علم (پتہ نہ ہونے) کو علم بِالْعدم (موجود نہ ہونے کا علم) ٹھہرا لینا کیسی سخت سَفاہت (بے وقوفی) ہے۔ خاص نظیر اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کوٹھری کی چار دیواری میں ڈھونڈ کر بیٹھ رہے اور کہہ دے: ہم تلاش کرچکے! تمام جہاں میں کہیں نشان نہیں۔ کیا اس بات پر عُقلا (عقل مند لوگ) اسے مجنون نہ جانیں گے؟! وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔" (فتاویٰ رضویہ، 22/ 302)

اپنی کم علمی نہ ماننے والوں کے بارے میں فرمایا:
اپنے نہ پانے کو (چیز کا وجود ہی) نہ ہونے کی دلیل سمجھنا اور عَدَمِ علم (پتہ نہ ہونے) کو علم بِالْعدم (موجود نہ ہونے کا علم) ٹھہرا لینا کیسی سخت سَفاہت (بے وقوفی) ہے۔ خاص نظیر اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کوٹھری کی چار دیواری میں ڈھونڈ کر بیٹھ رہے اور کہہ دے: ہم تلاش کرچکے! تمام جہاں میں کہیں نشان نہیں۔ کیا اس بات پر عُقلا (عقل مند لوگ) اسے مجنون نہ جانیں گے؟! وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔"

17 میلے کپڑے

صاحبِ جمال کی ہر بات جمال والی ہوتی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "میلے کپڑے کہ بدصورت پر سخت بدنُما (یعنی بُرے لگتے) ہوں کسی حسین (خوبصورت) کو پہنے دیجئے، دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، 27/ 144)

18 اُلٹی رائے آئندہ کوئی سُنّت چھوٹ جانے کے ڈر سے ابھی کوئی عظیم سُنّت چھوڑ دینا عقل مندی نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "فوتِ سُنّتِ آئندہ کے خوفِ مُتَیَقَّن (یقینی ڈر) سے فی الحال اپنے ہاتھوں سُنّتِ جلیلہ (عظیم سنّت) چھوڑ دینے کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص مرگِ فردا (آئندہ کل مرجانے) کے اندیشہ سے آج (ہی) خودکُشی کرلے۔" (فتاویٰ رضویہ،7/82)

19 سور کی ناپاکی خنزیر وہ واحد جانور ہے جو کسی طرح بھی پاک نہیں ہوسکتا، اس کا ایک ایک بال ناپاک ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک مسئلے کے جواب میں خنزیر کی ناپاکی واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "خنزیر کے بالوں کا بُرش نجس (ناپاک) ہے اور اس کا استعمال حرام، اُس سے دانت مانجنا ایسا ہے جیسے پاخانے سے۔" (فتاویٰ رضویہ،21/621)

20 شاہی قرض جب تک فرض زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کی ہو نفل خیرات مقبول نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "اے عزیز! فرض خاص سلطانی (شاہی) قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے (کیا) وُہ قابلِ قبول ہوں گے؟ خصوصاً اُس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں (جہاں والوں) سے بے نیاز!" (فتاویٰ رضویہ،10/178)

21 زمین کا لگان امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اسی مسئلہ کو ایک اور مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: "یوں یقین نہ آئے تو (آدمی) دُنیا کے جُھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمین دار مال گزاری (زمین کا سرکاری مقرر کردہ ٹیکس) تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں (پھلوں کی ٹوکریاں) بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مُجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود (نفع) کا پھل لاتی ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،10/178)

22 چینی بنانے والے کا مطالبہ زکوٰۃ کا فرض نفلی خیرات سے زیادہ اہم ہے، اسی مسئلہ کو مزید واضح کرنے کے لئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک اور مثال ارشاد فرماتے ہیں: "ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں (کاشت کاروں) سے کسی کھنڈساری (چینی بنانے والے) کا رَس بندھا ہوا (یعنی مقرر) ہے جب دینے کا وقت آئے وُہ (کاشت کار) رَس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ (چینی بنانے والا) شخص ان آسامیوں (کاشت کاروں) سے راضی ہوگا یا آتے ہوئے اس کی ناد ہندگی (ادائیگی نہ کرنے) پر جو آزار (تکلیف) انہیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا؟ (یقیناً نہیں۔) سبحان اللہ! جب ایک کھنڈساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو مَلِکُ المُلوک (شہنشاہِ حقیقی) اَحکَمُ الحاکِمین (سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم) جلَّ وعلا کے قرض کا کیا پُوچھنا!" (فتاویٰ رضویہ،10/178،179)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امامِ عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کا کلام ایسی بے مثال مثالوں سے بھرپور ہے۔ اس مضمون میں چند مثالوں کا ہی تذکرہ کیا گیا ہے تمام مثالوں کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ "مثال نگاری" آپ کے کُتب و رسائل کا صرف ایک پہلو ہے، سیرتِ رضا کے اور بہت سے گوشے ہیں جو اپنی ذات میں ایک نئی خوشبو لئے ہوئے ہیں، اور بہت سے موتی ہیں جنہیں تحریر کی لڑی میں نہیں پرویا گیا، سُخنِ رضا کے اور بہت تابناک رُخ ہیں جن سے ابھی تک پردہ نہیں اُٹھایا گیا۔

وادیِ رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
جلوہ ہے نور ہے کہ سراپا رضا کا ہے
تصویرِ سُنّیت ہے کہ چہرہ رضا کا ہے
وادی رضا کی، کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے
دستار آرہی ہے زمیں پہ جو سر اُٹھے
کتنا بلند آج پھریرا رضا کا ہے

مفتی ابوالحسن فضیل رضا العطاری

فقہی مہارت کے لئے انمول خزانہ

اِنصاف کی بات تو یہ ہے کہ امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان کا فتاویٰ رضویہ، شامی پر آپ کا حاشیہ جَدُّ المُمْتار اور دیگر علوم وفنون سے متعلق کتبِ امام تمام کی تمام ہی سینے سے لگانے، سر پر اٹھانے اور سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ ان میں دین کی تفہیم و تشریح اور مسائل کی تحقیق و تنقیح کا وہ بہتا دریا ہے جس سے رہتی دنیا تک علم کے پیاسے سیراب ہوتے رہیں گے اور اس کے ذریعے سے اپنے عقائد و اعمال کو ہر قسم کی گمراہی اور خرابی سے بچاتے رہیں گے۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بلند رتبہ تحقیقات سے استفادہ کرنا اپنے اندر فقہی مہارت پیدا کرنے کا محفوظ و محتاط بنیادی راستہ ہے۔ اولاً تین جلیل القدر علمائے ربّانیین جو خود مقتداؤں کے مُقتدا کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے تأثرات ملاحظہ کیجئے پھر ایک اہم فتویٰ بطورِ مثال نقل کیا جائے گا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فتاویٰ کی عظمت کے بارے میں صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اگر کسی صاحب کو دلائل کا شوق ہو تو فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ اس میں ہر مسئلہ کی ایسی تحقیق کی گئی ہے جس کی نظیر آج دنیا میں موجود نہیں اور اس میں ہزار ہا ایسے مسائل ملیں گے جن سے علماء کے کان بھی آشنا نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ:2، 1/ 280)

صدرُ الافاضل، علامہ سیّد محمد نعیم الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نگاہ میں آپ کی تحقیقات کی قدر و منزلت کتنی زیادہ تھی کہ آپ کے ایک شاندار تحقیقی فتویٰ پر تصدیق کرتے ہوئے اپنے تأثرات کا اظہار کچھ یوں فرماتے ہیں: فی الواقع حضرت مجدِّد صاحب دامت برکاتہم کی ذاتِ والا صفات حضرتِ حق کی ایک شانِ رحمت ہے اور بے شمار برکات کا مجموعہ، کتنے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں اور ہزار ہا نابیناؤں کو بینا بنا دیا، اللہ تعالٰی ایسے فاضلِ جلیل کو مدت ہائے دراز تک بایں فیض رسانی سلامت رکھے، آمین بِحُرْمَتِ الْمُرْسَلِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم، بیشک اس مسئلہ کے اِیضاح میں تحقیق کے خزانے کھول دیئے ہیں اور نادان مفتی کی غلطی کو خوب آشکار کر کے سمجھا دیا ہے، اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو سیدھی راہ چلائے۔ آمین! (فتاویٰ رضویہ، 11/505)

٭دارالافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

ملکُ المدرسین استاذ العلما والمحققین عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں: بظاہر سرکارِ بریلی، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اگرچہ شرفِ تلمذ نہیں مل سکا تاہم میرے اکثر اساتذہ محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ذکرِ خیر محبت کے طور پر کیا کرتے تھے اور خود جب مجھے کتابیں پڑھنے کا شعور آیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کتابوں نے میرے مطالعہ میں وسعت پیدا کی، آپ کا جیسے جیسے علم پختہ ہوتا جائے گا، اعلیٰ حضرت کی کتابیں پڑھتے جایئے آپ ان سے عقیدت رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

کوئی عنوان ایسا نہیں جس پر امامِ اہلِ سنّت کے قلم نے کوئی پہلو تشنہ چھوڑا ہو، اس لئے میں اپنے اساتذہ کی طرح ہی سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بطورِ حُجّت پیش کرتا ہوں۔ (ذکرِ عطائی حیات استاذ العلماء، ص429)

مزید تَوضِیحُ الْبَیَان لِخَزَائِنِ الْعِرْفَان کے مقدمہ میں ملکُ المدرسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف ارقام فرمائیں اور جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اسے اَلَمْ نَشْرَحْ کرکے چھوڑا، ان تمام تصانیف کا سرتاج اردو ترجمۂ قرآن پاک (کنزالایمان) ہے جس کی نظیر نہیں ہے اور اس ترجمہ کا مرتبہ اُسی کو معلوم ہوسکتا ہے جس کو اعلیٰ درجہ کی تفاسیر پر پوری نظر ہو اس ترجمہ مبارکہ میں محققین مفسرین کا اتباع کیا گیا ہے، اور جن اشکالات اور ان کے حل کو مفسرین نے صفحات میں جاکر بمشکل بیان فرمایا ہے اس محسنِ اہلِ سنّت نے اس کے ترجمہ کو چند الفاظ میں بیان کردیا۔ (توضیح البیان، ص25)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف ارقام فرمائیں اور جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اسے اَلَمْ نَشْرَحْ کرکے چھوڑا، ان تمام تصانیف کا سرتاج اردو ترجمۂ قرآن پاک (کنزالایمان) ہے جس کی نظیر نہیں ہے اور اس ترجمہ کا مرتبہ اُسی کو معلوم ہوسکتا ہے جس کو اعلیٰ درجہ کی تفاسیر پر پوری نظر ہو

فائدہ ملکُ المدرسین کے تاثرات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پختہ علم والے امامِ اہلِ سنّت کی فقاہت و امامت سے صحیح طور پر روشناس ہوتے ہیں اور عقیدت رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جب کہ افسوس کا مقام ہے کہ آج کل کے بعض دو چار لفظ پڑھنے والے بعض ناعاقبت اندیش دیانت و انصاف کا خون کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مقام کو عوام کی نگاہ میں گرانے اور ان کی عقیدت سے رُوگردانی کا سبق دیتے ہیں اور آپ کے فتاویٰ کی اہمیت گھٹانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جہاں اپنے ہم خیال ایک دو لوگ پاتے ہیں فوراً توہین و تنقیص کے مکروہ و مذموم کام میں مشغول ہو جاتے ہیں، ایسوں کی علمی ناپختگی پر ملکُ المدرسین نے مہرِ تصدیق ثبت فرمادی ہے، جب عام عالم کا مرتبہ عوام کے حق میں باپ سے زیادہ ہوتا ہے تو جو اہلِ علم حضرات کے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہو، جلیل القدر امام اور صدی کا مجدد ہو اس کی عظمت و اہمیت

گھٹانا، عوام کے دلوں کو اس سے دور رکھنا یا ان کی محبت و عقیدت سے خالی کرنے کی کوشش میں لگے رہنا کس قدر ناپاک فعل ہوگا اس کا اندازہ خود ہی لگالیجئے کسی مسئلہ میں علمی اور سنجیدہ اختلاف کسی ماہر سنی فقیہ کو ہو تو اپنی جگہ مگر علمی و فکری اعتبار سے جن کی حیثیت امام کے سامنے بونوں جیسی ہے ان کا بلاوجہ اُچھل اُچھل کر امام کے مقابل آنا حد سے تجاوز کرنا ہے، انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، اکابرین کی آرا اور عمل کی روشنی میں فقیر کی بھی یہی رائے ہے جو مسلکی درد و کڑھن کی وجہ سے آپ کے گوش گزار کردی ہے۔

ایک اصول کی تنقیح و تشریح اور اس پر مبنی امام اہلِ سنّت کا عمدہ تحقیقی فتویٰ

سوال: امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سوال ہوا کہ جو چیز زمین کی جنس سے نہ ہو اُن پر تیمم جائز ہونے کے لئے اُن پر کتنا غبار ہونا چاہئے؟ کیا یہ کافی ہے کہ ان پر سے ہاتھ اٹھے تو غبار لے کر نہ اٹھے بلکہ ان چیزوں پر صرف اتنا غبار رہا ہو کہ ہوا میں کچھ دکھائی دیتا ہو، یا یہ ضروری ہے کہ ہاتھ میں غبار چپک جائے؟ مختصراً

جواب: امام اِسْبِیْجَابی جو ائمہ ترجیح و تصحیح سے ہیں انہوں نے مختصر طحاوی کی شرح میں فرمایا کہ "ایسی چیز پر غبار کا ہونا اور اس پر ہاتھ پھیرنے سے غبار کا اثر ظاہر ہونا" اس سے تیمم جائز ہونے کے لئے ضروری ہے۔

فِی الدُّرِ الْمُخْتَارِ تَبِعًا لِبَابِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَقَیَّدَہُ الْاِسْبِیْجَابِیُ بِاَنْ یَسْتَبِیْنَ اَثَرُ التُّرَابِ عَلَیْہِ بِمَدِّ الْیَدِ عَلَیْہِ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَبِنْ لَمْ یَجُزْ، وَکَذَا کُلُّ مَا یَجُوْزُ التَّیَمُّمُ عَلَیْہِ کَحِنْطَۃٍ وَجَوْخَۃٍ فَلْیُحْفَظْ

یہ مسئلہ اگرچہ عام متون اور اکثر شروح میں بغیر قید کے مطلقاً ذکر ہوا ہے (یوں کہ معدنیات وغیرہ پر غبار و تراب ہو تو تیمم جائز ہے) لیکن ایک ایسی زائد قید جو کوئی معتمد امام افادہ فرمائیں اسے قبول کرنا ضروری ہے جب تک کہ اس کے خلاف دیگر ائمہ کے کلمات میں تصریح اور اس پر ترجیح نہ ہو خاص طور سے جب احتیاط کا مقام ہو تو امام مُعْتَمَد کی بتائی ہوئی ایسی قید کا قبول کرنا اور ضروری ہے سُوئی کے ناکہ کے برابر پیشاب کے چھینٹے پڑ جانے کے مسئلہ میں علماء نے اس کی تصریح کی ہے جسے اطمینانِ قلب نہ ہو حاشیہ شامی کا مطالعہ کرے۔

ایک اِشکال اور اس کا جواب ایسی قید قبول کرلینے پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ شروح کو متون پر تقدّم حاصل ہے اور متون کے اِطلاق کو چھوڑ کر شروح کی تقلید کو لیا جائے تو یہ تقدیم متون کے منافی ہوگا اس لئے کہ منافات کی بات تو اس وقت ہوگی جب دونوں میں تضاد ہو۔ یہاں تضاد نہیں بلکہ بیان مراد ہے۔

اسی لئے علماء نے فرمایا ہے کہ تخصیص دفع ہے رفع نہیں (یعنی بعض افراد سے متعلق حکم خاص کردینے کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں داخل نہ تھے ان کو الگ کردیا یہ مطلب نہیں کہ جن کے لئے حکم ثابت تھا ان سے حکم اٹھادیا) اور اس سلسلہ میں تو علماء کی صراحت موجود ہے۔ جیسا کہ شرح لُباب، رَدُّالمُحتار اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ یہ مشائخِ مذہب کا منصب ہے کہ وہ قیدوں کو بیان کریں (کوئی بات بظاہر مطلق نظر آرہی ہے حالانکہ وہ کسی قید سے مقید ہے تو ایسی قیدوں کی توضیح مشائخ مذہب ہی کا کام ہے) اس لئے یہ تقیید، متون کی مخالفت نہیں، وضاحت ہے۔

آپ نے دیکھا نہیں کہ علامہ محقق زَیْن بن نُجَیْم مصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس قید کو قبول کرتے ہوئے بحر الرائق میں جوخہ وغیرہ کا حکم اس سے استخراج کیا ہے کیونکہ ان چیزوں میں یہ شرط کم ہی پائی جاتی ہے۔ صاحبِ درمختار کے استاذ علامہ خیر الدین رملی بھی حکم کی بنیاد اسی تفصیل پر رکھتے ہیں۔ بَحْرُ الرَّائِق، نَہْرُ الْفَائِق کے مصنفین اور مدقق علائی صاحبِ درمختار جیسے محققینِ کرام نے اس قید کو مستحسن و پسندیدہ قرار دیا اور سبھی نے اسے یاد رکھنے کی تاکید کی اور مُحَشِّیانِ اَعْلام نے اسے برقرار رکھا۔ (ت)

ان ساری تائیدات کے پیشِ نظر یہ قید زیورِ قبول سے آراستہ و پیراستہ ہے، جیسا کہ ان حضرات کے کلمات کی

مراجعت اور ان کی عبارتوں کے مطالعہ سے ظاہر ہے اور حق کا علم اس کے پاس ہے جو علوم عطا فرمانے والا ہے اور ہر رازِ نہاں کو جاننے والا ہے۔

حاشیہ میں ایک اعتراض کا جواب اگر تو اعتراض کرے کہ تخصیص تو پہلے کلام سے مقارن ہوتی ہے جب کہ مؤخر ہو تو وہ ناسخ ہے (تو اس طرح کی تقییدات مؤخرہ سے تخصیص کیونکر درست ہوگی)

اقول یہ قاعدہ، حکم کو ثابت کرنے والے کلام کے بارے میں ہے جو صرف شارع علیہ السلام کا کلام ہے، اس میں جواب مطلق وارد ہو گا تو حکم بھی مطلق ہو گا، اور اگر تخصیص وارد ہو تو وہ اطلاق کو رَد کرکے اس کے لئے ناسخ ہو گی، لیکن علمائے کرام تو صرف راوی ہوتے ہیں اور تحقیق سے یہ بات معلوم ہے کہ علماء کرام قید والے مقام میں قید کی بجائے اِطْلاق سے کام لیتے ہیں پس تخصیص ان کے کلام میں اِختصار کی وضاحت اور ان کے روایت کردہ حکم کی تکمیل ہوتی ہے، لہٰذا یہاں تخصیص مقارن ہی تصور ہو گی۔ (فتاویٰ رضویہ، 3/ 302تا304 مختصراً)

امامِ اہلِ سنت کے اس فتویٰ سے حاصل ہونے والے فوائد

(1) امام معتمد قید لگائیں تو قبول کی جائے گی ہر کسی کی نہیں بشرطیکہ انہیں کی مثل دیگر فقہاء سے اس کے بَرخلاف حکم کی صراحت نہ ہو، یا اس کے خلاف کی تصریح تو ہو مگر اس امام کی قید پر اسے ترجیح نہ ہو بالخصوص جب کہ اس قید پر عمل کرنے میں احتیاط ہو۔ یہ باتیں خاص رسمِ اِفتاء کے ضابطے کی وضاحت میں بیان ہوئیں مزید یہ کہ (2) نصوص کی تخصیص و تقیید میں اور فقہاءِ کرام کی عبارات کی تخصیص و تقیید میں فرق ہے دونوں کو ایک طرح کا سمجھنا غلط فہمی ہے۔ (3) متون کے اطلاقات کے مقابلے میں معتمد شارحین کی تقییدات کو اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ کے تحت مطلقاً رد نہیں کیا جاسکتا۔ معتمد شارح کی قید کا اعتبار کرنا دیگر ضروری بیان کردہ شرائط کے تحقق کی صورت میں ضروری ہوتا ہے، اس لئے کہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہے کہ علمائے کرام قید والے مقام میں قید کی بجائے اطلاق سے کام لیتے ہیں یاد رہے کہ علامہ شامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کے رسالے (تَنْبِیْهُ الْوُلَاةِ وَالْحُكَّامِ عَلٰی اَحْكَامِ شَاتِمِ خَیْرِ الْاَنَامِ) میں بھی یہی بات واضح طور پر بیان ہوئی ہے ہاں جہاں کہیں قید کا اعتبار کرنا درست نہ ہو تو اطلاق ہی پر مدار رہے گا۔

امید ہے کہ اس ایک فتویٰ کی جھلک سے امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مطالعہ کی وسعت اور فکر کی گہرائی و گیرائی اور امورِ شرعیہ میں کمالِ احتیاط کا مفہوم اچھی طرح واضح ہو جائے گا، مزید فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ کی برکت سے بہت سوں کا بھلا ہوا ہے اور بھلا ہوتا رہے گا کہ اس نازک و دقیق فنِّ فقہ میں اس کی حیثیت بلاشبہ ماہر معلّم کی سی ہے اور اس میں رسمِ اِفتاء جو غیر مجتہد مفتی کے فتاویٰ کا میزان و معیار ہے اس کی الجھنوں کا حل اور قابلِ قدر تشریحات بھی ہیں جو بذاتِ خود فتاویٰ رضویہ کے معتمد و معتبر ہونے کی بنیادی وجہ ہیں۔ یہ چند سطور اِجمالاً بطورِ تعارف قلمبند کی ہیں اگر تفصیل و تشریح سے کیا جائے تو بلاشبہ اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ بہت سے اَرْبابِ اِفْتاء اور معتمد علماء نے امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی مہارت کے ساتھ ساتھ بہت سے دوسرے علمی کمالات اور شخصی اوصافِ حمیدہ اور طہارت و تقوے پر مستقل کتابیں اور رسائل تصانیف کئے ہیں شرح و بسط سے لکھی ہوئی ان کتابوں کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ امام اہلِ سنّت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے فیضان کو جاری و ساری رکھے اور ارشاداتِ رضا کو عوام و خواص کے لئے مشعلِ ہدایت بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جدُّ المُمتار اور دعوتِ اسلامی

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی*

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دعوتِ اسلامی کی علمی و تحقیقی مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے قیام کا بنیادی مقصد امامِ اَہلِ سُنَّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی تصانیف کو جدید اُسلوب میں شائع کرنا بھی بیان فرمایا ہے۔ اِسی لئے اِبتدا سے ہی اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ میں ایک شعبہ "کُتُبِ اعلیٰ حضرت" قائم ہے۔ جس نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی کئی کُتُب پر کام کیا ہے انہی کُتُب میں سے ایک جَدُّ الْمُمْتَار بھی ہے۔

جَدُّ الْمُمْتَار دراصل امام الحنفیہ حضرت علّامہ سیّد محمد امین ابنِ عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی کتاب رَدُّ الْمُحْتَار عَلَی الدُّرِّ الْمُخْتَار پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا عربی حاشیہ ہے۔ امامِ اَہلِ سُنَّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں متعدّد مقامات پر اِس حاشیہ کا تذکرہ فرمایا ہے، امامِ اَہلِ سُنَّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حاشیہ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی خُداداد صلاحیت سے وہ علمی نکات بھی بیان کئے ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں ملیں گے۔ خیرُ الاَذْکِیاء حضرتِ علّامہ محمد احمد مصباحی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی (الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ہند) نے جَدُّ الْمُمْتَار کی جو خصوصیات تحریر فرمائی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: (1) مراجع اور حوالوں کا اضافہ (2) مختلف اقوال میں تطبیق (3) حلِّ اشکالات (4) لغزش و خطا پر تنبیہات (5) علمِ حدیث میں کمال (6) غیر منصوص احکام کا استنباط وغیرہ۔ (سالنامہ معارف رضا 1993ء، ص59)

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل تھی، اوّلاً اَلْمَجْمَعُ الْاِسْلَامِی (مبارک پور، ہند) نے اِسکی پہلی دو جلدیں (کتاب الطہارۃ تا کتاب الطلاق) شائع کی تھیں جبکہ بقیہ جلدیں صرف مخطوطے (Manuscript) کی شکل میں تھیں۔ ضرورت تھی کہ اِس عظیم علمی سرمائے کو جدید انداز میں منظرِ عام پر لایا جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ یہ سعادت اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے حصّے میں آئی اور دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ نے اِسے جدید انداز میں مع تخریج و تحقیق اور مفید اضافات و حواشی 7 جلدوں میں شائع کیا ہے۔ پہلی جلد کی اِبتدا میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا رسالہ اَجْلَی الْاِعْلَام بِاَنَّ الْفَتْوٰی مُطْلَقًا عَلٰی قَوْلِ الْاِمَام بھی شامل کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے رَدُّ الْمُحْتَار کی جس عبارت پر کلام فرمایا تھا مخطوطہ میں اس کے چند لفظ بطور قَوْلُہٗ مذکور تھے، تخریج کے ساتھ ساتھ سیاق وسباق سے اتنی عبارت درج کردی گئی ہے تاکہ قاری فتاویٰ شامی کی طرف مراجعت کئے بغیر ہی مکمل مسئلہ سمجھ سکے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں جہاں جہاں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے تَنْوِیْرُ الْاَبْصَار، اس کی شرح دُرِّ مُخْتَار یا اس پر حاشیہ رَدُّ الْمُحْتَار کی عبارت پر کلام فرمایا تھا اسے بھی مکمل چھان بین کے بعد جَدُّ الْمُمْتَار میں شامل کردیا گیا ہے۔ اردو اور فارسی عبارت کی تَعْرِیْب کی گئی ہے یعنی عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ تاہم اصل کتاب اور فتاویٰ رضویہ شریف کے اقتباسات میں فرق کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ترجمۃُ الاعلام اور ترجمۃُ الکتب یعنی جس شخصیت یا کتاب کا تذکرہ جَدُّ الْمُمْتَار میں کیا گیا ہے، ان کے بارے میں مختصر معلومات حاشیے میں درج کردی گئی ہیں۔

ہر جلد کے آخر میں اس جلد میں مذکور قراٰنی آیات، احادیث، شخصیات کے اَسما، کُتُب، شہروں، موضوعات اور مطالب کی الگ الگ 9 فہرستیں درج کی گئی ہیں، ساتویں جلد کے اختتام پر المصادرُ المخطوطۃ اور المصادرُ المطبوعۃ کے عنوان سے فہرسُ المصادر بھی موجود ہے جو اہلِ علم، محققین اور طلبہ کے لئے بہت کار آمد ہے نیز تقریباً 54 مخطوطات کی فہرست الگ سے درج ہے، جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے مزید کون کون سی فقہی کُتُب پر گرانقدر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔

ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اس کتاب کو علمائے اَہلِ سنّت اور سنّی جامعات تک پہنچائے۔

* استاذ تخصص فی الامامۃ باب المدینہ کراچی

"کنز الایمان"
اور
"دعوتِ اسلامی"

محمد آصف عطاری مدنی

قراٰنِ مجید و فرقانِ حمید کے تراجم کا سلسلہ فارسی زبان سے شروع ہوا جو تادمِ تحریر اُردو، انگلش، فرانسیسی، بنگلہ، سندھی، گجراتی، پشتو اور پنجابی سمیت 100 سے زائد زبانوں تک پھیل چکا ہے۔ کئی زبانیں تو ایسی ہیں کہ ان میں ایک سے زائد تراجم موجود ہیں، صرف اُردو زبان میں اب تک متعدِّد تراجم منظرِ عام پر آچکے ہیں اور اِن تراجم میں جو فضل و کمال چودھویں صدی ہجری کے مجدِّدِ، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، پروانۂ شمعِ رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے ترجمۂ قراٰن "کنزالایمان" کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ ترجمہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے کیونکہ ترجمہ اصل کتاب کا گویا وجودِ ثانی ہوتا ہے، پھر "کتابُ اللہ" کا ترجمہ کرنا تو اور بھی مشکل ہے۔ "ترجمۂ قراٰن" کو مُعتَبر قرار دینے کے لئے عُموماً اِن اُمور کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے:

(1) مُترجِم کی وَجاہتِ علمی (2) اندازِ بیان کی شُستگی (3) حقِّ ترجمانی کی ادائیگی (4) شریعت کی پاسداری، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کنزالایمان میں یہ سب خوبیاں بدرجۂ اَتَم موجود ہیں۔ صاحبِ کنزالایمان اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اُصولِ حدیث، فِقہ، اُصولِ فِقہ، تصوُّف، سُلوک، ادب، لُغت، تاریخ، مُناظرہ، تکسیر، توقیت اور ہیئت جیسے کم و بیش 55 عُلوم پر عُبُور رکھنے والے ماہر عالِم و مفتی تھے کہ درجنوں عُلوم و فُنُون پر آپ کی سینکڑوں تصانیف موجود ہیں، آپ کی تصانیفِ مبارکہ میں آپ کی علمی وَجاہت، فقہی مہارت اور تحقیقی بصیرت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں، بالخصوص 30 ضخیم جلدوں، تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سُوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مشتمل آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" تو بحرِ فقہ میں غوطہ لگانے والوں کے لئے آکسیجن کا کام دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کنزالایمان میں قراٰنِ پاک کے مَطالب و معانی کو اُردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے اُن الفاظ و مُحاورات کا خُصُوصیّت کے ساتھ اِستعمال کیا جو آپ کے دَور میں رائج تھے کیونکہ ترجَمے کا مقصد مُرادِ مُتکلِّم (یعنی کلام کرنے والے کی مُراد) کو واضح کرنا ہوتا ہے نہ کہ محض ایک زَبان کے جُملے کو دوسری زبان میں بدل دینا، کنزالایمان اس حُسنِ معنوی سے بخوبی آراستہ ہے۔ اپنے تو ایک طرف رہے غیروں نے بھی سخت مُخالَفت کے باوجود اِعتراف کیا ہے کہ اوّل تا آخر کنزالایمان میں ایک بھی لفظ خلافِ شریعت نہیں بلکہ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب آیت میں اللہ ربُّ العزّت کا ذِکرِ پاک آیا تو ترجَمہ کرتے وقت اُس کی عظمت و کبریائی پیشِ نظر رہی، اور جب انبیاء کرام علیہمُ السَّلام کا تذکرہ ہوا تو مقامِ رسالت کے شایانِ شان الفاظ لکھے گئے۔

ترجمۂ کنزالایمان کب اور کیسے لکھا گیا؟ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 52 صفحات پر مشتمل رسالے "تذکرۂ صدرُ الشّریعہ" صفحہ 17 پر شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کچھ یوں لکھتے ہیں: صحیح اور اَغلاط سے مُبرّا، اَحادیثِ نَبویّہ واَقوالِ اَئمّہ کے مطابق ایک ترجمۂ قراٰن کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مرید و خلیفہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُالطَّریقہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اَعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے غالباً 1330ھ میں ترجمۂ قراٰن پاک کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: "یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باوُضو کاپیوں کو لکھنا، باوُضو کاپیوں اور حُرُوفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اِعراب، نُقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہو جانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پریس مین ہمہ وقت باوُضو رہے، بغیر وُضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں ان کو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔" آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عرض کی: "اِن شَآءَ اللہ جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہو سکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہو سکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اِس وقت یہ کام نہ ہو سکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اس مَعروض کے بعد ترجَمے کا کام شروع کر دیا گیا۔ ترجَمے کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زبانی طور پر آیاتِ کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدرُ الشَّریعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پہلے کُتُبِ تفسیر و لُغت کو مُلاحظہ فرماتے بعدہ (اس کے بعد) آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قراٰنِ مجید کا فِی البَدِیْہہ بَرجَستہ (بغیر سوچے) ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قُوّتِ حافِظہ پر بغیر زور ڈالے قراٰن شریف رَوانی سے پڑھتا جاتا ہے۔ پھر جب حضرت صدرُ الشَّریعہ اور دیگر عُلَمائے حاضِرین رحمہم اللہ تعالٰی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ترجمے کا کُتُبِ تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ برجَستہ فِی البَدِیْہہ ترجمہ تفاسیرِ مُعتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔ اَلْغَرَض اسی قلیل وقت میں یہ ترجمہ کا کام ہوتا رہا۔ بِحَمْدِ اللہ تعالٰی صدرُ الشَّریعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مَساعیٔ جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور ایک سال سے بھی کم مدت میں "ترجمۂ کنزالایمان" مکمل ہو گیا، یوں مسلمانوں کی کثیر تعداد مُجدّدِ اعظم، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھے ہوئے قراٰنِ پاک کے صحیح ترجمے "کنزالایمان" سے مُستفید ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (یعنی صدرالشریعہ) کی آج بھی ممنون ہے۔ (تذکرہ صدرالشریعہ، ص17)

آج کی دُنیا آج ذرائع اِبلاغ اتنے تیز رفتار ہو چکے ہیں کہ ساری دنیا گویا ایک گھرانے کی مثل ہو گئی ہے، اِس کے کسی بھی گوشے میں کوئی واقعہ ہو، پوری دنیا کے لوگ اُسی وقت اُس سے آگاہ ہو جاتے ہیں جیسے کہ ایک گھر کے دو کمروں کا معاملہ ہو۔ صبح کے وقت پیدا ہونے والا فتنہ شام تک پَل کر ایسا جوان ہو چکا ہوتا ہے کہ اُس سے مقابلہ دُشوار ہو جاتا ہے۔ ایسے ناگُفتہ بہ حالات میں جبکہ اِسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کو علمِ دین سکھانے کے نام پر ایمان کی دولت کو لوٹنے اور کردار کی عظمت کو داغدار کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں، نیز قراٰن فہمی کے نام پر مسلمانوں کو قراٰنی تعلیمات سے

دُور سے دُور کرتے چلے جا رہے ہیں لہٰذا باطل کو مٹانے کے لئے اور حق کا اُجالا پھیلانے کیلئے جدوجہد کرنے کی آج اَشَد ضرورت ہے۔ اس لئے جس سے جو بن پڑے اِحقاقِ حق کے لئے کوششیں کرے۔ اُردو بولنے والے مسلمانوں کو قراٰن پاک سمجھ کر پڑھنے کے لئے "کنزالایمان" پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ آج کی دُنیا دلائل کی دُنیا ہے، اس لئے کنزالایمان کے امتیازی اَوصاف کا چرچا کیا جائے تاکہ لوگوں کے دل ودماغ میں اِس کی اہمیت راسخ ہو جائے۔ اِس کی اہمیت کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ کنزالایمان کے نسخوں کو بھی عام کیا جائے، جن زبانوں میں کنزالایمان کا ترجمہ ہو چکا ہے اُن کی بھی تشہیر ہونی چاہئے۔

کنزالایمان کو عام کرنے کے ذرائع اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے ترجمۂ قراٰن کنزالایمان کو لوگوں تک پہنچانے اور اُن میں مقبولِ عام بنانے کے لئے یہ ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں:

{1} بیانات مُبلّغین یا واعظین جب بھی بیان کریں تو دورانِ بیان پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ "کنزالایمان" سے پیش کریں اور یہ وضاحت بھی کر دیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کنزالایمان میں اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں یا کم از کم ترجمہ بولنے سے پہلے اتنا ضرور کہہ دیں: "ترجمۂ کنزالایمان"۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سننے والوں کو اس کا تعارُف ہو جائے گا۔ اگر دورانِ بیان مختصر الفاظ میں کنزالایمان ھدیۃً لے کر پڑھنے کی ترغیب دلا دی جائے تو اِن شآءَ اللہ کچھ نہ کچھ اسلامی بھائی اسے حاصل کر ہی لیں گے اور یوں کنزالایمان کو عام کرنے میں مدد ملے گی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا برسہا برس سے معمول ہے کہ اپنے بیانات میں آیاتِ قراٰنیہ کا ترجمہ عُموماً کنزالایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ذکرِ خیر کچھ اِس انداز میں کرتے ہیں کہ سُننے والے کے دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے اور ترجمے اور مُترجِم (یعنی ترجمہ کرنے والے) کی اہمیت و عظمت اس پر روشن ہو جائے، آپ کے ترجمہ بیان کرنے کا انداز بارہا یہ سنا گیا ہے مثلاً اللہ پاک پارہ 25، سورۃُ الشُّوریٰ، آیت نمبر 30 میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ۝﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، ولیِ نعمت، عظیمُ البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدِّدِ دین و ملّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، امامِ عشق و محبّت، باعثِ خیر و برکت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق ترجمۂ قراٰن "کنزالایمان" میں اس کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں: "اور تمہیں جو مُصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہُت کچھ تو مُعاف فرما دیتا ہے۔" علاوہ ازیں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات میں کنزالایمان ہدیۃً حاصل کرنے کی ترغیب کچھ یوں سنی گئی ہے "آپ ترجمۂ قراٰن لیں اور ضرور لیں مگر جب بھی لیں صرف وصرف کنزالایمان لیں کہ یہ ایک عاشقِ رسول اور ولیِ کامل کا ترجمہ ہے۔" اَلْحَمْدُلِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے مُبلّغین بھی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح کنزالایمان کا ڈنکا بجانے میں سرگرمِ عمل ہیں۔

{2} تحریرات کتاب، رسالہ، مقالہ، کسی کتاب کا ترجمہ یا کوئی سا مضمون لکھتے وقت تحریر کی جانے والی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے لکھنے کا التزام کر لیا جائے تو اس قلمی کاوش کو پڑھنے والا ہر شخص کنزالایمان سے مُتعارف ہو جائے گا لیکن یہ بات پیشِ نظر رہے کہ ترجمے کی ابتداء میں یا اس آیت کا حوالہ دیتے وقت ترجمۂ کنزالایمان لکھ دیا جائے تاکہ پڑھنے والا آسانی سے سمجھ جائے کہ اس آیت کا ترجمہ کنزالایمان سے لیا گیا ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کنزالایمان سے محبّت صد کروڑ مرحبا! تحریر میں بھی آپ کا معمول ہے کہ

آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ التزاماً کنزالایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور اسے واضح بھی کر دیتے ہیں۔ اِسی طرح سُنّی علماء پر مشتمل دعوتِ اسلامی کی علمی، تحقیقی اوراشاعتی مَدَنی کاموں پر مامور مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' کی تمام کُتُب میں بھی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے مع تصریح نام پیش کیا جاتا ہے۔

{3} انفرادی کوشش اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے اسلامی بھائیوں کو قرآنِ پاک کا ترجمہ ''کنزالایمان'' پڑھنے کی ترغیب دی جائے، اس طرح ''کنزالایمان'' کا تعارف انتہائی مؤثر انداز میں ہو گا۔

{4} مساجد و مزارات میں رکھنا ممکنہ صورت میں مساجد و مزارات کے اندر کنزالایمان ہونا چاہئے، اس طرح نمازی اور زائر اسلامی بھائی بھی کنزالایمان پڑھنے کی سعادت پاتے رہیں گے۔

{5} ویب سائٹس جدید ٹیکنالوجی کے اِس دَور میں انٹرنیٹ نے دنیا کو رابطے کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنا پیغام انتہائی کم وقت میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں۔ کنزالایمان کی تشہیر کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال بھی بہت مفید ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فیض سے اِس مُعاملے میں بھی دعوتِ اسلامی نے اچھی پیش رفت کی ہے، دنیا بھر میں ''فیضِ رضا'' اور ''فیضانِ کنزالایمان'' کی دھوم مچانے کے مقدّس جذبے کے پیشِ نظر دعوتِ اسلامی نے اپنی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر کنزالایمان شریف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل علّامہ مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا تفسیری حاشیہ ''خزائن العرفان'' پیش کیا ہے جس میں سرچنگ کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کی ''مجلس آئی ٹی'' کی طرف سے "Al Quran with Tafseer" کے نام سے موبائل ایپلی کیشن بھی موجود ہے۔

{6} تحفہ جب بھی کسی اسلامی بھائی کو تحفہ دینے کی ترکیب ہو تو اس میں دیگر تحائف کے علاوہ کنزالایمان بھی تحفہ میں پیش کیا جائے، اِس طرح آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا خزانہ مُندرج ہونے کے ساتھ ساتھ کنزالایمان کا تعارف بھی ہو جائے گا۔

{7} جہیز ہمارے ہاں عموماً جہیز میں قرآن پاک بھی دیا جاتا ہے، اگر ترجمے والا قرآن کریم کنزالایمان دیا جائے تو اس کی بَرَکتیں سسرال والوں کو بھی ملیں گی۔

{8} اسکولز و کالجز اور جامعات میں عام کرنا بااثر شخصیات کو چاہئے کہ اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) کی لائبریریوں میں کنزالایمان رکھوانے کی ترکیب کریں۔ اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے والے اساتذہ و پروفیسر حضرات اگر دورانِ تدریس کنزالایمان کے مَحاسن بیان کر کے اِسے پڑھنے کی ترغیب دلائیں تو جہاں طلبہ قرآنِ پاک کی صحیح ترجمانی پائیں گے وہیں یہ سلسلہ کنزالایمان کی تشہیر میں بھی بہت مُعاوِن ہو گا۔ اسکولز و کالجز میں دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام کرنے والی مجلس ''شعبۂ تعلیم'' ہے جو کہ کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور اساتذہ کو دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں سے مُتعارف کراتی ہے جس میں مدرسۃ المدینہ بالغان کا اِنعقاد بھی ہے جس کے ذریعے قرآن پاک صحیح قراءت کے ساتھ سکھایا جاتا ہے نیز موقع کی مُناسبت سے کالج و یونیورسٹیز کے پرنسپل، پروفیسر، لیکچرار، دفتری عملہ اور طلبہ کو کنزالایمان کا تعارُف بھی کروایا جاتا اور تحفۃً بھی پیش کیا جاتا ہے۔ تادمِ تحریر پاکستان اور بیرونِ پاکستان دعوتِ اسلامی کے تحت درسِ نظامی (عالم کورس) کیلئے 602 جامعاتُ المدینہ قائم ہیں جن میں تقریباً باون ہزار آٹھ سو تینتالیس (52843) طَلَبہ و طالبات درسِ نظامی کر رہے ہیں۔ جامعات المدینہ میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات کو ترجمۂ کنزالایمان پڑھنے کی بھی ترغیب دی جاتی ہے۔

{9} فتاویٰ مسلمانوں کی ایک تعداد دینی مسائل میں شرعی رہنمائی کے لئے دارُالافتاء سے رُجوع کرتی ہے، اگر ہمارے مفتیانِ کرام اِن فتاویٰ میں قرآنی آیات کو پیش کرتے ہوئے انہیں ترجمۂ کنزالایمان سے مزیّن کردیں تو اس سے بھی کنزالایمان کے عام ہونے کو ترویج ملے گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے تحت پاکستان کے کئی شہروں میں دارالافتاء بنام "دارالافتاء اہلِ سنّت" قائم ہیں جن میں جاری ہونے والے فتاویٰ میں عموماً قرآنی آیات کے تحت ترجمۂ کنزالایمان لکھا جاتا ہے۔

{11} ٹی وی چینل کے ذریعے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی چینل کے سلسلوں (پروگرامز) میں شامل ہونے والے مبلّغین قرآنی آیات کا ترجمہ عموماً کنزالایمان سے پیش کرتے ہیں۔

{13,12} ماہنامے و جرائد مختلف سنّی جامعات و اداروں کی طرف سے ماہنامے و جرائد شائع کئے جاتے ہیں، جن کے مضامین میں قرآنی آیات بھی شامل ہوتی ہیں، اگر ان آیات کا ترجمہ "کنزالایمان" سے شامل کیا جائے تو کیا بات ہے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے مضامین میں ترجمۂ کنزالایمان کا التزام کیا جاتا ہے۔

{14} اجتماعات اور کتب میلوں میں بستے لگانے کے ذریعے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اِس وقت دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے پاکستان سمیت دنیا کے کثیر ممالک میں سینکڑوں مکاتب و بستے موجود ہیں جن کے ذریعے کنزالایمان کے لاکھوں نسخے فروخت ہو چکے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے ملک اور بیرونِ ملک بے شمار ہفتہ وار اور لاتعداد تربیتی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں کنزالایمان ہدیۃً فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، آج کل کُتُب میلوں کا بھی رواج ہے، ایسے مقامات پر مکتبۃ المدینہ کا بستہ لگا کر کنزالایمان اور علمائے اہلِ سنّت کی کتب ہدیۃً فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دعوتِ اسلامی کی مزید کاوشیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "کنزالایمان کو عام کرنے کے سلسلے میں "دعوتِ اسلامی" نے مذکورہ بالا ذرائع کے علاوہ اور بھی کئی اقدامات کئے ہیں۔ اِسی مقدس سلسلے کی ایک سنہری کڑی روزانہ کم از کم تین آیات کی تلاوت مع ترجمۂ کنزالایمان و تفسیر خزائن العرفان پڑھنے والا "مدنی انعام" بھی ہے۔[1]

اللہ کریم ہمیں پیارے قراٰنِ عظیمُ الشان اور اس کے ترجمہ کنزالایمان کا خوب خوب فیضان عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) عاشقِ اعلیٰ حضرت، قبلہ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے لوگوں کو نیکیوں کا خُوگر بنانے اور گناہوں سے ان کا پیچھا چھڑانے کے لئے "مدنی انعامات" کے نام سے سوالاً جواباً ایک مجموعہ ترتیب دیا ہے جو کثیر اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں میں رائج ہے۔ اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63، طلبہ علمِ دین کیلئے 92، دینی طالبات کیلئے 83، مَدَنی مُنّوں اور مَدَنی مُنّیوں کیلئے 40، خصوصی اسلامی بھائیوں (گونگے بہروں) کیلئے 27، جیل خانہ جات کیلئے 52 اور حج و عمرہ کرنے والوں کیلئے 19 مدنی انعامات ہیں۔

ابوالحسنین عطاری مدنی

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں

اب میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا

اردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر محمد محسن کاکوروی اپنا قصیدۂ معراج سنانے کے لئے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دو شعر سنائے جبکہ باقی قصیدہ عصر کے بعد سنانا طے پایا۔ امامِ اہلِ سنّت نے نمازِ عصر سے پہلے پہلے اپنا قصیدۂ معراجیہ مرتب فرمایا اور پھر نماز کے بعد سنایا جس کا مطلع یہ ہے:

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

اعلیٰ حضرت کا قصیدۂ معراجیہ سن کر محسن کاکوروی نے اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا اور عرض گزار ہوئے: آپ کا قصیدہ سننے کے بعد اب میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

(تجلیاتِ امام احمد رضا، ص91، امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات، ص136)

منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے
تم اس کے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلا دو
فتاویٰ رضویہ تو اک کرامت ہے
ذرا حدائقِ بخشش ہی پڑھ کے دکھلا دو

نعت گوئی قدیم عبادت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اشعار کی صورت میں اللہ پاک کے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح سرائی نہایت عمدہ اور قدیم عبادت نیز صحابہ، تابعین و بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ منظوم صورت میں سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح و ثنا کرنے والے عاشقانِ رسول کی طویل فہرس میں حضرت سیدنا حسان بن ثابت، حضرت سیدنا عبداللہ بن رَواحہ، حضرت سیدنا کَعب بن زُہیر، امام بُوصَیری، مولانا عبدالرحمٰن جامی، جلال الدین رومی، شیخ سعدی شیرازی، امیر خُسرو اور دیگر بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے نام شامل ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت کی نعتیہ شاعری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن چودھویں صدی ہجری کے مجدِّد اور عظیمُ الشان عالم و مفتی ہونے کے ساتھ بہت بڑے عاشقِ رسول بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے علم کی جلالتِ شان دیکھنی ہو تو آپ کی کتابوں بالخصوص "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ کیا جائے جبکہ جذبۂ عشقِ رسول کا اندازہ لگانے کے لئے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش"

کی ورق گردانی کی جائے۔ امامِ اہلِ سنّت کی نعتیہ شاعری کی خوبیاں اور محاسن ایک طویل موضوع ہے جس کا اِحاطہ کرنے سے ہمارے اس مضمون کا تنگ دامن قاصر ہے، اس عنوان پر PHD کے مقالے (Theses) بھی لکھے جاچکے ہیں، تاہم حصولِ برکت کیلئے چند معروضات پیشِ خدمت ہیں:

آپ کے کلام میں آدابِ شریعت کی پابندی کے ساتھ زبان کی پاکیزگی، محاورات کی لطافت، الفاظ کی فصاحت اور آیات و احادیث کے اِقتباسات سمیت تمام خوبیاں موجود ہیں۔

نعت گوئی میں آپ کا کوئی استاد نہ تھا

امامِ اہلِ سنّت دیگر شُعَرا کی طرح صبح سے شام تک قلم تھامے اشعار بندی میں مصروف نہیں رہتے تھے اور نہ ہی فنِ شاعری میں آپ کا کوئی استاد تھا۔ اس میدان میں عشقِ رسول آپ کا راہ نما تھا اور حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نعت لکھتے تھے۔ اپنی نعتیہ شاعری سے متعلق آپ خود فرماتے ہیں:

رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیرِ دیواں سے
ہمیشہ صحبتِ اربابِ شعر سے ہوں نفور
نہ اپنے کاموں سے تضییعِ وقت کی فرصت
نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
جبینِ طبع ہے ناسودہ داغِ شاگردی
غبارِ منّتِ اصلاح سے ہے دامن دور
مگر جو تُلہَم غیبی مجھے بتاتا ہے
زبان تک اوسے لاتا ہوں میں بمدحِ حضور

ایک ایک مصرعہ عین شریعت کے مطابق

امامِ اہلِ سنّت کے نعتیہ دیوان کا ایک ایک مصرعہ عین شریعت کے مطابق ہے۔ چونکہ اتباعِ شریعت آپ کی طبیعتِ مبارکہ میں رچی بسی ہوئی تھی لہٰذا آپ خلافِ شریعت اشعار نہ کہتے تھے اور نہ ہی سنتے تھے۔ خود فرماتے ہیں:

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ[1] مجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکمِ مولیٰ کا خلاف
لوزینہ[2] میں سیر[3] تو نہ بھایا مجھ کو

(حدائقِ بخشش، ص442)

یعنی جس طرح بادام کے حلوے میں لہسن شامل کردیا جائے تو ایسے حلوے کو کوئی پسند نہیں کرتا یونہی اللہ کریم کے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح وثنا کرتے ہوئے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا مجھے پسند نہیں ہے۔

آدابِ شریعت اور حسنِ شعر گوئی کا سنگم

جاہل شعرا میں یہ بات مشہور ہے کہ آدابِ شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے شعر میں خوبی پیدا نہیں ہوسکتی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے کلام کے ذریعے ان کے اس باطل قول کا عملی رد فرمادیا۔ آپ کے کلام میں آدابِ شریعت کی پابندی کے ساتھ زبان کی پاکیزگی، محاورات کی لطافت، الفاظ

(1) جنبہ: طرفداری۔ (2) لوزینہ: بادام کا حلوہ۔ (3) سیر: لہسن۔

کی فصاحت اور آیات و احادیث کے اِقتباسات سمیت تمام خوبیاں موجود ہیں۔

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

کَلَامُ الْاِمَام اِمَامُ الْکَلَام

مفتی محمد محبوب علی خان قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: (اعلیٰ حضرت کا) کوئی شعر ایسا نہیں جس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے نہ ہو یا ائمۂ دین کے کسی قول سے ماخوذ نہ ہو۔ (آپ کے) صدہا (سینکڑوں) شعر ایسے ہیں جن میں سے ایک ایک کی مکمل شرح کی جائے تو ضخیم مُجلَّدات (موٹی موٹی جلدیں) تیار ہو جائیں۔ کیوں نہ ہو کہ امامِ اہلِ سنّت کا کلام ہے اور کَلَامُ الْاِمَام اِمَامُ الْکَلَام (یعنی امام کا کلام کلاموں کا امام ہوتا ہے)۔

سدا بہار کلام

یوں تو امامِ اہلِ سنّت کا ہر کلام اپنی مثال آپ ہے لیکن بالخصوص چند ایسے ہیں جنہیں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف کلام ایک دم مشہور ہو جاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ ان کی مقبولیت ماند پڑنے لگتی ہے لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کئی نعتیہ کلام ایسے ہیں جو ایک صدی (یعنی سو سال) گزرنے کے بعد بھی مقبولیت کے آسمان پر جلوہ فگن ہیں اور ان کی شہرت روز افزوں ترقّی پر ہے مثلاً: ○ مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ○ سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ○ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے ○ ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلادیے ہیں ○ زمین و زماں تمہارے لئے اور قصیدۂ نور یعنی ○ صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا وغیرہ۔

کلامِ رضا پر لکھی جانے والی تضمینات

کلامِ رضا کی ہر دل عزیزی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس پر کثیر تضمینات لکھی گئی ہیں۔ تضمین (یعنی شاعری میں دوسرے کے شعر پر مصرع یا بند) لکھنے والے ایک مقبول کلام سے اپنے کلام کا رشتہ جوڑ کر اس کی برکت پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف مشہورِ زمانہ سلامِ رضا "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پر لکھی جانے والی تضمینات کی معلوم تعداد 17 ہے۔ (خصوصی شمارہ سہ ماہی افکارِ رضا، ص292)

شروحات

تادمِ تحریر جزوی یا کلّی طور پر حدائقِ بخشش کی ایک درجن کے قریب شروحات لکھی جاچکی ہیں جن میں سے فیضِ ملت حضرت علّامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی "الحقائق فی الحدائق" 25 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ امامِ اہلِ سنّت کی نعتیہ شاعری کی خصوصیات پر بھی درجنوں مقالے (Thesis) اور کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ کوئی اور ایسا شاعر نظر نہیں آتا جس کے دیوان پر اس قدر تحقیق کی گئی ہو۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

شعر گوئی کے دعوے سے اجتناب

اردو کے بہت سے شُعَرا نے خود اپنی زبان دانی کے گُن گائے اور اپنی تعریفوں کے پُل باندھے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت عاجزی کرتے ہوئے اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

کس منہ سے کہوں رشکِ عنادِل ہوں میں
شاعر ہوں فصیح بے مُماثِل ہوں میں
حقّا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

مشہور جہاں دانی و عالی میں ہے
کیا شُبہ رضا کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

(حدائقِ بخشش، ص443،442)

کلامِ رضا میں قرآن و حدیث کی جلوہ سامانیاں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ ایک بہت بڑے عالمِ دین تھے لہٰذا آپ کے نعتیہ کلام میں جابجا قرآن و حدیث کے انوار جگمگا رہے ہیں۔ "احمد رضا" کے 7 حروف کی نسبت سے 7 اشعار ملاحظہ فرمائیے:

(1) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

(2) اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

(3) لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں مَطْلَعِ الْفَجْرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

(4) ان پر کتاب اتری بِيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
تفصیل جس میں مَا عَبَر و مَا غَبَر کی ہے

(5) نہ عرش ایمن نہ اِنِّيْ ذَاهِبٌ میں میہمانی ہے
نہ لطفِ اُدْنُ يَا اَحْمَد نصیب لَنْ تَرَانِيْ ہے

(6) اَنْتَ فِيْهِمْ نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

(7) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّم تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

معجزات کا ایمان افروز تذکرہ

کلامِ رضا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جابجا سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات (Prophetic) کا تذکرہ موجود ہے جنہیں پڑھ سن کر دل میں اللہ کے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ ایسے چند معجزات کا مختصر تذکرہ اور ان سے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

1 اُحد پہاڑ کے خوشی سے جھومنے پر اسے ٹھوکر ماری اور ساکن ہونے کا حکم دیا تو وہ فوراً ٹھہر گیا۔ (بخاری، 2/524، حدیث: 3675، ارشاد الساری، 8/191، تحت الحدیث: 3675)

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

2 حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں موجود کنویں میں لُعابِ دَہن (تھوک مبارک) ڈالا تو کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ، 1/105 ملخصاً)

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

3 مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرما کر سینکڑوں افراد کو سیراب کر دیا۔

(بخاری، 2/493، حدیث: 3576 ملخصاً)

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

اسی معجزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلام رضا میں فرماتے ہیں:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

4 دودھ کے ایک پیالے سے ستّر (70) اصحابِ صُفّہ کو سیراب فرما دیا۔ (بخاری، 4/234، حدیث: 6452)

کیوں جناب بُوہُریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

5 دعا فرمائی تو غروب ہونے کے بعد سورج دوبارہ طُلوع ہو گیا (یعنی پلٹ آیا) (معجم کبیر، 24/144، حدیث: 382 ملخصاً) نیز کُفّارِ مکّہ کے مطالبے پر انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔

(بخاری، 2/579، حدیث: 3868 ملخصاً)

ان دونوں معجزات کا تذکرہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد اشعار میں فرمایا ہے جن میں سے چار یہ ہیں:

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجا چِر گیا
صاحبِ رجعتِ شمس و شقّ القمر

نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خُور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

6 دستِ اقدس میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی جسے حاضرین نے سنا۔ (معجم اوسط، 1/343، حدیث:1244 ملتقطاً)

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

7 بارگاہِ رسالت میں درختوں نے سلام عرض کیا۔

(ترمذی، 5/359، حدیث:3646، دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص231 ملتقطاً)

اونٹوں اور بکریوں نے سجدے کئے۔ (الشفا، 1/312 ملتقطاً)

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارکَ اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

8 غزوۂ حُنین کے موقع پر ایک مٹھی خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْه یعنی چہرے بگڑ گئے۔ وہ خاک ان ہزاروں کافروں میں سے ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں سے جو مُشرَّف بَاِسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کردی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی۔ (تفسیر طبری، 6/203، تفسیر قرطبی، الجزء السابع، 4/275، الجزء الثامن، 4/28، فتاویٰ رضویہ، 30/279)

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

9 بارگاہِ رسالت میں چڑیا، ہرنی اور اونٹ نے فریاد کی اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی فریاد رسی فرمائی۔

(ابوداؤد، 3/75، حدیث:2675، دلائل النبوۃ، 6/35، الشفا، 1/312 ملتقطاً)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد، گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

حرفِ آخر

فنِ شاعری کے میزان میں اگر ایک پلّے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا کلام رکھا جائے اور دوسرے پلّے میں اردو ادب کے دیگر تمام شعرا کے کلام کو رکھا جائے تو بلاشبہ کلامِ رضا کا پلّہ بھاری رہے گا۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

مُلکِ سُخَن کی شاہی تم کو رضاؔ مُسَلَّم

ابوالحسان عطاری مدنی*

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اردو، عربی اور فارسی شاعری)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن چودھویں صدی ہجری کے مُجدّد، بہت بڑے عالِم اور مفتی ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجے کے نعت گو شاعر بھی تھے، رِوایتی شُعَرا کی طرح آپ غور و تفکُّر کرکے اور باقاعدہ اہتمام سے اشعار نہیں لکھتے تھے بلکہ جب عشقِ رسول کے جذبات غالب آتے اور مدینۂ منورہ کی یاد ستاتی تو اپنے جذبات کو اشعار کی صورت میں بیان فرمادیتے تھے۔ (اکسیر اعظم مع مجیر معظم مترجم، ص115 ملخصاً)

کلامِ رضا کا ایک حصہ نہ مل سکا افسوس کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا سارا کلام محفوظ نہیں رہ سکا اور آپ کی حیاتِ ظاہری میں ہی کئی کلام گم ہوگئے تھے، خود فرماتے ہیں: بے زحمتِ فکر خدا جو چاہتا ہے بندہ عرض کرتا ہے، پھر اسے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کی فکر نہیں ہوتی، بہت ایسا ہوتا ہے کہ مُتفرق (Different) اوراق پر لکھ ڈالتا ہوں یہاں تک کہ عربی، فارسی اور اردو منظومات کی چار بیاضیں گم کرچکا ہوں اور فکرِ تلاش سے آزاد ہوں کہ جو کچھ رقم ہوگیا وہ اِنْ شَآءَ اللہُ العزیز اس کثیرُ السَّیِّاٰت (گناہگار) کے نامۂ حسنات (نیکیوں کے رجسٹر) میں ثبت ہوگیا، میرے اعمال سے وہ باہر جانے والا نہیں، خواہ میرے ساتھ رہے یا نہ رہے۔ (اکسیر اعظم مع مجیر معظم مترجم، ص115)

چار زبانوں میں نعت اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی کلام تحریر فرمائے جبکہ ایک کلام ایسا ہے جو بیک وقت چار زبانوں عربی، فارسی، ہندی اور اردو پر مشتمل ہے۔ مولانا سیّد ارشاد علی اور مولانا سیّد محمد شاہ ناطق کی فرمائش پر آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے فی البدیہہ یہ نعتِ پاک قلمبند فرمائی، اس نعت کا مَطلَع (پہلا شعر) یہ ہے:

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جَگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

جبکہ مقطع (آخری شعر) میں نعت کہنے کا سبب بننے والے دونوں حضرات یعنی ارشاد اور ناطق کا بھی ذکر فرمادیا:

بس خامۂ خام نوائے رضاؔ، نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبّا ناطق تھا، ناچار اس راہ پڑا جانا

(تجلیاتِ امام احمد رضا، ص93 ملخصاً)

اعلیٰ حضرت کا عربی کلام اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا عربی دیوان گم ہوگیا تھا، بعد میں جامعہ ازہر مصر کے استاذ ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عربی قصائد، تاریخی قطعات، رُباعیات اور مُتفرق اشعار مختلف کُتُب اور مخطوطات سے جمع کئے، جنہیں 1416ھ مطابق 1996ء میں مرکز الاولیاء (لاہور) سے "بَسَاتِیْنُ الْغُفْرَان" کے نام سے شائع کیا گیا۔

آپ کے عربی اشعار کی مجموعی تعداد مختلف اقوال کے مطابق 751 یا 1145 ہے۔ (مولانا امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری، ص210)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے عربی کلام میں سے قصیدتانِ رائعتان مشہور ہیں جو آپ نے 1300ھ میں عالمِ کبیر مولانا شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے سالانہ عُرس مبارک کے موقع پر 27 سال 5 ماہ کی عمر میں پیش کئے تھے۔ اصحابِ بدر کی نسبت سے دونوں قصیدے 313 اشعار پر مشتمل ہیں۔ دونوں مبارک قصیدوں میں قراٰن و حدیث کے اشارات اور عربی امثال و محاورات کا خوب استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک قصیدے کا آغاز حمد و صلوٰۃ پر مشتمل ان دو اشعار سے ہوتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلَاۃُ مَوْلَانَا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اس تنہا ذات کے لئے جو عظمت و جلال میں منفرد ہے اور ہمارے مولیٰ کی رحمتِ کاملہ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل ہو جو مخلوق میں سب سے افضل و بہتر ہیں۔
(ماخوذ از مقدمہ قصیدتانِ رائعتان مع ترجمہ و شرح)

اعلیٰ حضرت کا فارسی کلام اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے دستیاب فارسی کلام کا کچھ حصہ حدائقِ بخشش میں موجود ہے جبکہ آپ کی منتخب فارسی نعتوں کا ایک مجموعہ 1994ء میں "ارمغانِ

* ماہنامہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

رضا" کے نام سے شائع کیا گیا جس میں 12 منتخب نعتیں اور ایک مثنوی ہے لیکن ابھی بہت سا فارسی کلام منتشر ہے۔

(تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام، ص 21)

اکسیرِ اعظم اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کے کلام میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے مناقب کی بڑی تعداد شامل ہے، اُردو کی طرح آپ نے فارسی زبان میں بھی بارگاہِ غوثیت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے جن میں سے "اکسیرِ اعظم" نامی قصیدے کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ایک خاص موقع پر آپ نے یہ منقبت نظم فرمائی جس کا نام برادر اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن نے "اکسیرِ اعظم" رکھا، پھر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت نے فارسی زبان میں ہی اس کلام کی شرح تصنیف فرمائی جس کا نام "مُجیرِ مُعظَّم" رکھا گیا۔ فارسی کلام اور شرح کا اردو ترجمہ "تابِ مُنظّم" کے نام سے صَدْرُ الاَذکیاء استاذُ العلماء حضرتِ علّامہ مولانا محمد احمد مصباحی (استاذ جامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہند) نے تحریر فرمایا جو منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اس مبارک قصیدے کا ایک شعر مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

اولیا را گر گہر باشد تو بحرِ گوہری
در بدستِ شاں زرے دادند زر راکاں توئی

ترجمہ: اولیا کے پاس اگر موتی ہے تو موتی کا سمندر تم ہو اور اگر ان کے ہاتھ میں کوئی سونا دیا گیا ہے تو سونے کی کان تم ہو۔ (اکسیرِ اعظم مترجم، ص 136)

شریعت کی پاسداری اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کی شاعری کا سب سے نمایاں وصف احکامِ شریعت کی پاسداری ہے۔ ردیف و قافیہ کی پابندیاں نبھانے کے لئے شاعر بسا اوقات خلافِ شریعت باتوں بلکہ مَعَاذَ اللہ کفریات میں جا پڑتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت کا کلام نہ صرف شریعت کی پابندیوں پر پورا اترنے والا بلکہ قراٰن وحدیث کی ترجمانی پر مشتمل ہے نیز آپ نے اپنے کلام میں جابجا قراٰن وحدیث کے اقتباسات کو شامل کیا ہے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر آپ خود فرماتے ہیں:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے اَلْمِنَّةُ لِلّٰہ محفوظ
قراٰن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

(حدائقِ بخشش، ص 442)

حدائقِ بخشش میں اشعار کی تعداد ایک قول کے مطابق حدائقِ بخشش میں 2781 اشعار ہیں۔

(اثر القرآن والسنۃ فی شعر الامام احمد رضا خان، ص 49)

کلامِ رضا کا عربی ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کے اردو کلام کا عربی ترجمہ بھی "صَفْوَةُ الْمَدِيْح" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ (اثر القرآن والسنۃ فی شعر الامام احمد رضا خان، ص 50)

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم فنِ شاعری میں برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان کے استاد اور مشہور شاعر داغ دہلوی نے کسی موقع پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کا یہ کلام دیکھا:

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلادیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسادیے ہیں

اُس وقت تک اس کلام کا مقطع نہیں لکھا گیا تھا۔ داغ دہلوی اِس کلام کو گنگنا کر جھومتے اور روتے رہے پھر فرمایا: میں اس کلام کی فن کے اعتبار سے کیا تعریف کروں، بس میری زبان پر یہ آرہا ہے:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیے ہیں

چنانچہ اسی شعر کو کلام میں بطورِ مقطع شامل کرلیا گیا۔

(تجلیاتِ امام احمد رضا، ص 91 بتصرف)

حدائقِ بخشش اور دعوتِ اسلامی اگر یہ کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کے ترجمۂ قراٰن "کنزالایمان" کی طرح آپ کی نعتیہ شاعری کو عوامُ النّاس میں عام کرنے میں بھی دعوتِ اسلامی کا بہت بڑا کردار ہے تو بے جانہ ہوگا۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ وقتاً فوقتاً خود بھی "حدائقِ بخشش" کے اشعار پڑھتے ہیں اور نعت خوانوں کو بھی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کا کلام پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے علمی و تحقیقی شعبے "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ" میں کام ہونے کے بعد "مکتبۃ المدینہ" سے "حدائقِ بخشش" کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں بھرے اجتماعات اور مدنی چینل پر "حدائقِ بخشش" سے بھی کلام پڑھے جاتے ہیں اور یوں آج امام اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کی نعتیہ شاعری کی دھوم دھام ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

واہ کیا بات ہے سلامِ رضا کی!

فرمان علی عطاری مدنی*

نبیِّ کریم، رءُوْفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُود و سلام پڑھنے کے بے شُمار فضائل ہیں جنہیں کَماحَقُّہٗ بیان کرنا ممکن نہیں۔ اہلِ محبت کی بڑی تعداد نے ان فضائل و برکات کے حُصُول کیلئے عشق و مستی کے مختلف انداز میں حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات پر درود و سلام کے گجرے پیش کئے ہیں اور تاقِیامت یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ ان عاشقانِ مصطفےٰ میں سے بعض نے نَثْر کی صورت میں اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ درود و سلام پیش کیا تو کسی نے اپنے عشقِ رسول کے اظہار کے لئے نَظْم کو اختیار کرتے ہوئے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عربی، فارسی، اردو اور دیگر زبانوں میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کئے۔ مگر دنیا بھر میں جو بے مثال شُہرت اور مقبولیت اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مُجدِّدِ دین وملت مولانا امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے لکھے ہوئے ایمان افروز سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کو حاصل ہوئی وہ کسی اور سلام کا طُرَّۂ امتیاز نہ بن سکی۔ شمعِ رسالت کے پروانوں میں چاہے بچہ ہو یا بڑا عموماً ہر ایک کو اس سلام کے کچھ نہ کچھ اشعار یاد ہوتے ہی ہیں۔ امامِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اس سلام کے اندر قراٰن و حدیث کی مُطابقت کے ساتھ ساتھ شاعرانہ حُسن کو باقی رکھا اور اپنے پاکیزہ جذبات کے اظہار کیلئے خوبصورت الفاظ کا انتخاب فرما کر نہایت دِل نشین انداز میں رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حُسن و جمال، اوصاف و کمال، عادات وخِصال اور عظمت وجلال پر لاکھوں سلام پیش فرمائے۔ آج عاشقانِ رسول کی خوش اِلحان آوازوں میں مسجدوں میں نمازِ جمعہ کے بعد، اجتماعِ میلاد بلکہ گلی گلی اور گھر گھر میں اس سلام کی صدائیں گونج رہی ہیں۔

گُونج گُونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مِدْحت میں وا منقار ہے

(حدائقِ بخشش، ص177)

* شعبہ فیضانِ صحابہ واہلِ بیت، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

سلام رضا کی خصوصیات 1 متعدد کتابوں میں نبیِ مکرّم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حُسن و جمال اور خوبی و کمال پر جو مَواد نثر کی صورت میں تفصیلاً موجود تھا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اُسے سلام کے اشعار میں سَمو دیا۔ 2 اس سلام میں حضورِ پُرنور، شافعِ یومُ النُّشور علیہ السّلام کی حسین صورت کی جھلک اور پاکیزہ سیرت کی چمک بھی ہے۔ 3 اس سلام میں جہاں نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد اہلِ بیتِ نُبوّت کی عظمت، اُمّہاتُ المؤمنین کی عِفّت و عزت، صَحابۂ کرام کی شان و شوکت، اولیائے عِظام کی رِفعت پر سلام ہے وہیں تمام مسلمانوں کیلئے دعائے رحمت بھی ہے۔ 4 اعلیٰ حضرت نے اَشعار میں الفاظ کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ان عظیم ہستیوں کے مقام و مرتبے کا خیال بھی فرمایا ہے۔ 5 سلام رضا کا ہر ایک شعر اعلیٰ حضرت کی علمی صلاحیت، شاعرانہ قابلیت اور والہانہ محبّت کا واضح ثبوت ہے۔ 6 اس کے اَشعار میں اسلامی تعلیمات اور تاریخِ اسلام کے اہم واقعات کو احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ 7 مختلف شُعَرا نے اس سلام پر تضمینات بھی لکھیں جو سلام رضا کی اہمیت کو مزید واضح کردیتی ہیں۔ 8 اگر اس سلام کے ایک ایک شعر کی وضاحت کی جائے تو سرکارِ دوعالَم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مُبارکہ پر کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ 9 171 اَشعار پر مشتمل یہ سلام اردو زبان میں لکھے گئے دیگر سلاموں میں سب سے طَویل ہے۔

سلام رضا کے اشعار کی ترتیب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا یہ خوبصورت کلام اپنی کثیر خوبیوں کے ساتھ ساتھ اشعار کی عمدہ ترتیب کے لحاظ سے بھی قابلِ تعریف ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے ابتدائی 30 اَشعار میں نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خصائص و کمالات اور معجزات کے ساتھ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آپ علیہ السّلام اللہ تعالٰی کی عظیم نعمت ہیں، آپ کا وُجودِ مسعود یکتا و بے نظیر اور آپ کی ذاتِ والا صِفات اَصلِ کائنات اور منبعِ موجودات ہے۔ 31 تا 81 اشعار میں آپ علیہ السّلام کے سرِ اقدس سے لے کر پائے مُبارک حتّٰی کہ پسینۂ خوشبودار، ناخُنِ چمکدار، دَندانِ نُور بار اور لُعابِ مشکبار کے علاوہ ایک ایک عُضْوِ شریف کی نُمایاں خُصوصیت، اس کے حُسن و جمال اور اس سے حاصل ہونے والی برکتوں کا تذکرہ موجود ہے۔

جس کے جلوے سے مُرجھائی کلیاں کھلیں
اُس گُلِ پاک مَنْبت پہ لاکھوں سلام
وَصف جس کا ہے آئینۂ حق نُما
اس خُدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص299)

82 تا 91 اشعار میں حضور علیہ السّلام کی ولادتِ باسعادت، بچپن و رَضاعت کے حالات اور رَضاعی رشتوں کے ساتھ تعلّقات کو بیان فرمایا ہے۔ 92 سے 102 تک کے اَشعار پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ علیہ السّلام کے جسمِ اَطہر سے اُٹھنے والی بھینی بھینی خوشبو، آپ کی میٹھی میٹھی گفتگو، راتوں کی عبادت و ریاضت، بِعثتِ مُبارکہ، نَرمی کے ساتھ ساتھ آپ کے رُعب، دَبدبہ اور حُصولِ غلبۂ دین پر مشتمل ہیں۔ 103 سے لے کر 110 تک کے اشعار میں دین کی سربلندی کیلئے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غزوات میں شرکت اور جُراَت و شُجاعت پر سلام بھیجنے کا ذِکر ہے۔ 111 سے 121 تک کے اشعار خاندانِ نُبوّت، جانِ احمد کی راحت، سیدہ خاتونِ جنّت اور گلشنِ فاطمہ کے شاداب و خوش نُما پھولوں کی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔

پارہ ہائے صُحُف غُنچہائے قُدُس
اہلِ بیتِ نُبوّت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نَجابت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص309)

122 سے 130 تک کے اشعار میں اُمّہاتُ المؤمنین کی شان و عظمت بالخصوص سیّدَتُنا خدیجۃُ الکبریٰ اور حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی عظمت کو سلام پیش فرمایا ہے۔ 131 سے 150 تک بالتّرتیب خُلفائے راشدین اَصْدَقُ الصَّادِقِیْن حضرت سیّدُنا ابو بکر صِدّیق، فاروقِ حق و باطل حضرت سیّدُنا عمر بن خطّاب، صاحبِ جیشِ عُسرت حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی اور شیرِ خدا حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کو اور ان کے بعد عشرۂ مُبشّرہ اور جُملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو ہدیۂ سلام پیش کیا۔ 151 تا 153 اَشعار میں تابعین، تبعِ تابعین اور تمام ساداتِ کرام کی عبادت و شرافت اور سیادت پر سلام کے پُھول نچھاور فرمائے ہیں۔ 154 اور 155 میں کاملانِ طریقت، حاملانِ شریعت ائمۂ اَربعہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہم کا تذکرہ ہے۔ 156 تا 159 میں مُحیِ دین و ملّت غوثِ اعظم، اِمَامُ التُّقٰی وَالنُّقٰی کی شان و عظمت بیان فرمائی ہے۔

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیا
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص315)

160 تا 165 میں اپنے مَشائخ طریقت کی بارگاہ میں سلام پیش فرمایا اور 166 تا 169 میں اپنے اَساتذہ، والدین، بہن، بھائیوں، رشتہ داروں اور تمام اُمّتِ مُسلمہ بالخصوص اہلِ سنت کیلئے سلامتی کی دعا فرمائی ہے۔ سلام کے اختتامی 2 اشعار میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ بروزِ حشر جب شہنشاہِ بحر و بر، حبیبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد ہو اور تمام اہلِ محشر آپ پر دُرود و سلام پڑھنے میں مشغول ہوں تو اس کیف و سُرور کے عالم میں فرشتے مجھے بارگاہِ خَیْرُالْاَنَام میں سلام پیش کرنے کو کہیں تو میں یہ عرض کروں،

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

امامِ اہلِ سنّت کا یہ سلام پیغام دیتا ہے کہ ہمیں بھی نہایت توجّہ اور خوش دلی کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے "جتنا شہد ڈالو اتنا میٹھا ہوگا" کے مطابق جتنا زیادہ درودِ پاک پڑھیں گے اتنا ہی دنیا و آخرت میں ہمارے لئے مُفید ہوگا۔ اگر ہم چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے "سلامِ رضا" کے اشعار پڑھتے رہیں اور بالخصوص جُمعہ کے دن اہتمام کے ساتھ نمازِ جمعہ کے بعد مل کر سلام پڑھنے کا معمول بنالیں تو اس کی برکت سے نہ صرف عشقِ رسول میں اِضافہ ہوگا بلکہ مختصر وقت میں لاکھوں مرتبہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا ثواب بھی ہاتھ آئے گا کیونکہ اگر مصطفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں صرف ایک بار "مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کے الفاظ کے ساتھ سلام بھیجا جائے تو لاکھوں بار سلام پہنچ جاتا ہے۔ (فتاویٰ مرکز تربیت افتاء، 2/351، ملخصاً)

سلامِ رضا کے منتخب اشعار

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گُلِ قُدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مُجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضاؔ
مُصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

تعلیماتِ رضا کی روشنی میں عقیدہ کی اہمیت

کامران احمد عطاری مدنی*

عقیدہ (Faith) عقیدہ عربی لفظ ہے، جس کے معنیٰ ہیں: ایسا فیصلہ یا نظریہ جس کے ماننے والوں کے لئے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔ مذہبی اعتبار سے اس کا مطلب ہے: کسی بات کا پختہ یقین واعتقاد جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو۔

(1) عقیدہ انسانی ضرورت انسان قوتِ عقل رکھنے والا جاندار ہے اور انسان بحیثیتِ حیوان تمام تقاضۂ حیوانیہ کو محسوس کرتا ہے مثلاً: بھوک پیاس لگنا، سردی و گرمی کا احساس ہونا، طمع وخوف کا ہونا وغیرہ، لیکن قوتِ عقل اس کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتی ہے اور یہ قوت ان تمام تقاضوں اور احساسات کے علاوہ ایک اور ایسا تقاضا پیدا کرتی ہے جو اس کا خاصہ (Specialty) ہے، بلکہ بعض اوقات ان تمام تقاضوں پر حاوی ہوتا ہے اور وہ ایسے خیالات و اعتقادات ہیں جنہیں انسان سوچتا ہے اور پھر دل وجان سے ان پر جم جاتا ہے اور اسی بات کو عقیدہ کہتے ہیں۔ انسان فطرتاً اپنے سے مافوق (برتر) کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے، لہٰذا اگر کسی طاقت ور کو اپنے اوپر غالب پاتا ہے تو اسے اپنے معبود تک کا درجہ دے بیٹھتا ہے۔ جیسے کچھ قومیں سورج کی اور کچھ سانپ، درخت اور دیگر اشیاء کی پَرَسْتِش (عبادت) کرتی ہیں۔ بعض عقائد الہامی وآسمانی ہوتے ہیں لیکن بعد میں انسان ان میں تحریف وخُرد بُرد کردیتا ہے اور اصل راہ سے خود بھی بھٹک جاتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ دینِ اسلام میں صحتِ عقیدہ کی بہت اہمیت ہے کیونکہ ثمراتِ اعمال کی جڑ یہی ہے، اس کے بغیر تمام اعمال اکارت وبرباد ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قراٰن میں فرماتا ہے: ﴿وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا، دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔ (پ2، البقرۃ:217)

اور فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ(۹۰) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖؕ-اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ(۹۱)﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو ایمان لا کر کافر ہوئے، پھر اور کفر میں بڑھے، ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے، وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے، ان میں کسی سے زمین بھر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے، ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں۔ (پ3، آل عمران:90، 91)

اِسی طرح حدیث پاک میں وارِد ہے کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

* مُدَرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہِ ابْنُ جُدْعَانَ کَانَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ یَصِلُ الرَّحِمَ وَیُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ فَھَلْ ذَاکَ نَافِعُہٗ قَالَ: لَا یَنْفَعُہٗ اِنَّہٗ لَمْ یَقُلْ یَوْمًا رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: یا رسولَ اللہ! زمانۂ جاہلیت میں ابنِ جدعان (بنو تیم کا مشہور سخی) رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرتا تھا، مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ اعمال اس کو (آخرت میں) نفع دیں گے؟ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: (آخرت میں) یہ اعمال اس کے کام نہیں آئیں گے، کیونکہ اس نے (اللہ پر ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے) ایک دن بھی یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! آخرت میں میری خطاؤں کو بخش دینا۔ (مسلم، ص111، حدیث:518)

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

خاص مَعْنَوِیَّت رکھتا ہے۔

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فتاویٰ جات پر مشتمل مشہورِ زمانہ کتاب ”فتاویٰ رضویہ“ میں 213 میں سے تقریباً 40 رسائل (یہ تعداد میرے شمار کے مطابق ہے ورنہ دیگر رسائل و فتاویٰ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ نہایت اعلیٰ مَباحِثِ اِعتقادی موجود ہیں) عقائد کے مسائل پر مشتمل ہیں اور اُن کے مضامین ”وَحدانیتِ باری تعالٰی، صفاتِ باری تعالٰی، رسالتِ مُرسلین، حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خاتَمُ النَّبِیّٖن ہونے، فضائلِ صحابہ واہلِ بیت، اِسْتِمْداد، تقدیر و تدبیر“ جیسے گِراں قدر و اَنیق مَباحِث پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے کچھ کا تعارف (Introduction) پیشِ خدمت ہے۔

(2) امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے نزدیک عقیدہ کی اہمیت

تعلیماتِ رضا میں صحّت و حفاظتِ عقیدہ کا درس خوب ملتا ہے، چونکہ عقائدِ حقّہ مسلمان کا جزوِ جاں اور متاعِ حیات ہے لہٰذا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے نَثر و نَظم کے ذریعے اس کی حفاظت کا ذہن دیا ہے۔ اس سلسلہ میں حدائقِ بخشش کا کلام

[1] سُبْحٰنَ السُّبُّوْحِ عَنْ عَیْبِ کِذْبٍ مَّقْبُوْحٍ

(کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالٰی کی ذات پاک و منزّہ ہے)

جب اللہ پاک کی پاک جناب میں جھوٹ جیسے رَذِیل اور گندے عمل کی نسبت کی گئی اور کہا گیا کہ اللہ جھوٹ بول

سکتا ہے تو امامِ اہلِ سنّت کا قلم حرکت میں آیا، اس غلط عقیدے کا قراٰن وحدیث کی روشنی میں زبردست ردّ فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ، 15/311)

[2] اَلْجُرَازُ الدَّیَّانِیْ عَلَی الْمُرْتَدِّ الْقَادِیَانِیْ

(قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

قربِ قیامت نزولِ عیسیٰ اور عصمتِ عیسیٰ علیہ السلام ایک اجماعی مسئلہ ہے لیکن مرتد گروہ قادیانیوں نے ان کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرکے مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کی، لہٰذا موصوف نے ان کا ردِّ بلیغ فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ، 15/611)

[3] اَلْمُبِیْنُ خَتْمُ النَّبِیِّیْن

(حضور کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل)

حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا آخری نبی ہونا دینِ اسلام کا واضح عقیدہ ہے لیکن قادیانیوں نے اس میں بھی شک پیدا کرنے کی کوشش کی اور بعض مسلمان اس سازش کا شکار بھی ہوئے، لہٰذا امامِ اہلِ سنّت نے ان کی اِصلاح فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ، 14/321)

[4] تَمْهِیْدُ الْاِیْمَان بِاٰیَاتِ قُرْآن

(آیاتِ قرآنیہ سے ایمان کی تمہید)

جانِ رحمت، شفیعِ امّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں جب گستاخوں نے زبانیں دراز کیں تو فاضلِ بریلوی نے سکھایا کہ حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ کتنی رفیع و عظیم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 30/307)

[5] اَلْکَلِمَةُ الْمُلْهَمَةُ فِی الْحِکْمَةِ الْمُحْکَمَةِ لِوِهَاءِ الْفَلْسَفَةِ الْمَشْئَمَة

(مضبوط حکمت میں الہام شدہ کلمہ، منحوس فلسفہ کی کمزوری کے لئے)

فلسفۂ قدیمہ میں بہت سے باطل وغیر اسلامی نظریات پائے جاتے ہیں امامِ اہلِ سنّت نے نہ صرف ان کی طرف توجہ دلائی بلکہ ردِّ بلیغ بھی کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/383)

[6] تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن

(یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام رسولوں کے سردار ہیں)

حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تمام انبیا و مرسلین سے افضل واعلیٰ ہونا روشن وواضح ہے لیکن اس میں بھی بعض بدباطن لوگوں نے شک وشُبہے کی آندھیاں چلائیں تو اعلیٰ حضرت نے حضور کے افضل و اعلیٰ ہونے پر یقین کی شمعیں روشن کیں جو آج تک نہ بجھ سکیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 30/129)

[7] قَوَارِعُ الْقَهَّارِ عَلَی الْمُجَسِّمَةِ الْفُجَّار

(جسمیتِ باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

اللہ پاک کی ذات وصفات کو کن اُمور سے مُنزّہ ومُبرّا (پاک) ماننا ضروری ہے اس پر نہایت وقیع ودقیق رسالہ۔

(فتاویٰ رضویہ، 29/119)

[8] مُنِیْرُ الْعَیْنِ فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْهَامَیْن

(انگوٹھے چومنے کے سبب آنکھوں کا روشن ہونا)

اذان میں کلمہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں سے لگانے کے عملِ خیر کو جب ناجائز قرار دیا جانے لگا تو امامِ اہلِ سنّت نے نامِ محمد سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں پر لگانے کے جائز ہونے پر حدیث وفقہ وارشادِ علما وعملِ قدیم سَلَف صلحا سے کثیر دلائل قائم فرمائے۔

(فتاویٰ رضویہ، 5/429)

[9] اِعْتِقَادُ الْاَحْبَابِ فِی الْجَمِیْلِ وَالْمُصْطَفٰی وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَاب

(احباب کا اعتقاد، جمیل (اللہ تعالیٰ)، مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

اعتقاد عمل پر مقدم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے، قیامت کے دن دل سے اعتقادات کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا، لہٰذا امامِ اہلِ سنّت نے

اُمّتِ مسلمہ پر شفقت فرماتے ہوئے عقیدے کے موضوع پر مختصر اور جامع رسالہ تحریر فرمادیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/339)

(3) اصلاحِ عقیدہ میں امام احمد رضا کی خدمات اعلیٰ حضرت کے دورِ حیات میں جہاں فتنوں نے سر اُٹھایا، وہاں کلکِ رضا نے اس کی بیخ کُنی کی، ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ "محبتِ انبیا و اولیا کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنا" تھا۔ لہٰذا امام احمد رضا نے اپنی زندگی سیدھے سادھے اور بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور راہنمائی کے لئے وقف کر رکھی تھی اور فقط زندگی ہی میں نہیں بلکہ آپ نے ایسے اقدامات کئے کہ آپ کی وفات کے بعد بھی محبتِ انبیا و اولیا ہمیشہ قائم و دائم رہے لہٰذا آپ اپنے "وصایا شریف" میں فرماتے ہیں: "جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ مُعَظَّم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔" (وصایا شریف، ص10)

اِسی طرح ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں عقائد کے بارے میں اعتقاد کی کیفیت پر سوال ہوا تو ارشاد فرمایا:

"اِلٰہِیّات" و "نُبُوّات" و "مَعاد" (یعنی آخرت) کو جو میزانِ عقل (یعنی عقل کے ترازو) سے تولنا چاہے گا وہ لَغْزِش (یعنی خطا) کریگا۔ عقائدِ سَمْعِیَّہ[1] کے بارے میں ان نُصُوصِ شرعیّہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غَسّال (یعنی مُردے نہلانے والے) کے ہاتھ میں میّت، بس! ﴿ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ (پ3، اٰل عمران:7)

یہ راستہ سیدھا ہے، اور یہ عطا ہوتا ہے سَلِیْمُ الطَّبْع، صَحِیْحُ الْعَقِیْدَہ (یعنی درست عقائد والی) عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو اور خاص کر اِن کی بوڑھیوں کو۔ اُن سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی جو سن چکی ہیں اُسی پر عقیدہ رکھیں گی۔ اِس واسطے ارشاد ہوا۔ "عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ" بوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ (المقاصد الحسنۃ، ص297، حدیث:714) (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص432) ایک جگہ مزید فرماتے ہیں: نجات مُنْحَصِر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہلِ سنّت و جماعت کا ایسا پختہ (یعنی مضبوط) ہو کہ آسمان و زمین ٹل (یعنی جگہ سے ہٹ) جائیں اور وہ نہ ٹلے، پھر اس کے ساتھ ہر وقت (سلبِ ایمان کا) خوف لگا ہو۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص، 495 ملخصاً)

اللہ پاک سے دُعا ہے کہ ہمیں عقائدِ حقّہ عقائدِ اہلِ سنت و جماعت پر قائم و دائم رکھے اور انہی پر موت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) وہ عقائد جن کا ثبوت دلیلِ شرعی پر موقوف ہے فقط عقل سے نہیں جانے جا سکتے جیسے نبوت، عذابِ قبر، آخرت، ثواب و عقاب وغیرہ۔ (المعتقد المنتقد، ص۱۵ ملخصاً)

بیاناتِ اعلیٰ حضرت

محمد منعم عطاری مدنی*

بیان و تبلیغ اور پیغام رسانی دوسروں کی تربیت اور نیکی کی دعوت پھیلانے کا بہت عُمدہ ذریعہ ہے اس میں کوئی شک نہیں گفتگو اور کلام اثر رکھتے ہیں۔ بیان کے ذریعے بندہ کم وقت میں اپنے خیالات، افکار، تصوّرات اور اِعتقادات کو لوگوں تک بآسانی پہنچا سکتا ہے، بیان انبیائے کرام علیہمُ السّلام کا طریقہ ہے۔ انہی مقدّس ہستیوں سے یہ سُنہری سِلسلہ شروع ہوا اور سَلَف صالحین میں مُنتقل ہوا اور آج تک اس پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔ اِصلاحِ اُمّت اور دُرست فِکر و خیالات سے بھرپور، سنجیدگی اور متانت کی آئینہ دار تقریر کی اَہمیّت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ہم فنِ بیان کے حوالے سے امامِ عشق و محبّت، امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی زندگی کا مُطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ اس میدان میں بھی آپ بے مثال ہیں۔

سب سے پہلا بیان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پہلا بیان کب کیا؟ مَنقول ہے کہ جب آپ کی عُمر چھ سال تھی تب ربیعُ الاوّل کے مبارک مہینے میں مِنبر پر جلوہ اَفروز ہوکر میلادُ النّبی کے موضوع پر ایک بہت بڑے اِجتماع میں آپ نے کم و بیش 2 گھنٹے نہایت پُر مغز تقریر فرمائی، جسے سُن کر عوام تو کیا عُلَما اور مَشائخ بھی عش عش کر اُٹھے۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص85 ملخصاً) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بیانات کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ قسمِ اوّل اُن بیانات کی ہے جو آپ کے معمول میں شامل تھے۔ جنہیں ہم سالانہ بیانات سے تعبیر کرسکتے ہیں جبکہ قسمِ ثانی میں وہ بیانات شامل کئے جاسکتے ہیں جو آپ موقع کی مُناسبت سے اہلِ علاقہ کی عرض و تمنّا پر فرمایا کرتے تھے۔

قسمِ اوّل اعلیٰ حضرت کا مَعمول تھا کہ سال میں تین مُستقل بیان آپ ضرور فرمایا کرتے تھے۔

پہلا بیان مسجد بی بی جی، محلہ بہاری پور (بریلی شریف) میں ہونے والے سالانہ جلسۂ دِستارِ فضیلت مَدرسہ اہلِ سنّت وجماعت میں ہوتا تھا۔

دوسرا بیان ہر سال بارہ ربیعُ الاوّل شریف کو اعلیٰ حضرت کی طرف سے مولانا حسن رضا خان صاحب کے مکان پر ہونے والی مجلسِ میلاد میں صبح 8 بجے اور رات عشاء کے بعد فرماتے۔ یہاں کی محفل اور بیان کا شُہرہ پورے شہر میں تھا اور

*شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

لوگ بڑی چاہت سے اس محفل کا اِنتِظار کرتے۔

تیسرا بیان اعلیٰ حضرت کے کاشانہ اقدس میں ہر سال 18 ذوالحجۃ الحرام کو خاتم الاکابر حضرت مولانا سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی کا عُرس ہوا کرتا تھا اس میں بھی آپ ضرور بیان فرماتے تھے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 312، 313 ملخصاً)

قسمِ دُوُم اس قسم میں اعلیٰ حضرت کے وہ بیانات شامل ہیں جو آپ کے معمول میں شامل نہیں تھے بلکہ اہلِ شہر کی دعوتوں میں ان کے اِصرار و دیگر احباب کی فرمائش پر مختلف جگہوں پر فرماتے جن کی کچھ تفصیل یہ ہے: 1 ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاجُ الفحول مولانا شاہ عبدُ القادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عُرس میں صبح 9 بجے سے 3 بجے تک کامل 6 گھنٹے سُورَۃُ الضُّحٰی پر بیان فرمایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 313 ملخصاً)

2 جب آپ دوسری بار حج پر روانہ ہوئے تو بحری جہاز (Ship) میں تقریباً روزانہ آپ کے بیانات ہوتے تھے جن میں مناسکِ حج کی تعلیم ہوتی تھی۔ 3 اسی طرح راستے میں ایک جگہ جس کا نام کامران تھا وہاں کچھ روز آپ کا قیام رہا، اس جگہ بھی تقریباً روزانہ بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص186 ملخصاً) 4 ایک بار جبل پور (ایم پی ہند) میں بیان فرمایا جس میں ایسی تاثیر تھی کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور آپ کی ترغیب پر اپنے خُفیہ اور عَلانیہ گناہوں سے توبہ کرنے لگے۔ اس بیان کی تاثیر ایسی تھی کہ جو حاضرِ جلسہ نہ تھے انہیں جب پتا چلتا تو وہ بھی تائب ہو جاتے۔(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص303 ملخصاً) 5 ایک مرتبہ جامع مسجد سیتاپور(یوپی) میں ایک شخص نے بلا اجازت آپ کے بیان کا اعلان کر دیا، تو آپ نے سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی پر نہایت اعلیٰ بیان فرمایا۔ 6 اسی قسم کا ایک واقعہ جامع مسجد شمسی میں بھی ہوا، جہاں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے بیان کا اعلان ہوا تو حاضرین کے بے پناہ اِصرار پر آپ نے مکمل 2 گھنٹے زبردست بیان فرمایا۔ جس کے بارے میں مولانا عبدُ القیوم صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی عالم کتابیں دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسا پُر اثر بیان نہیں کر سکتا، یہ وُسعتِ علمی آپ کا ہی حصہ ہے۔(فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص122 ملخصاً) 7 ایک اور محفل میں کسی نے بیان پر اِصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ **"میں ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا دوسروں کو وعظ کے کیا لائق ہوں"** آپ لوگ مجھ سے شرعی مَسائل پوچھیں، ان کے جوابات دے دوں گا۔ یہ سُن کر حاضرین حسبِ حال سوال کر دیتے اور حضور سیّدی اعلیٰ حضرت اپنی تقریرِ دل پذیر سے ایک مُؤثِّر بیان اس مسئلہ پر فرما دیتے۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص123 ملخصاً) ایک بار اعلیٰ حضرت نے حضرت شاہ برکت اللہ صاحبُ البرکات کے مزار پر اپنے والدِ ماجد قبلہ مولانا شاہ نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان کا لکھا ہوا مولود شریف بنام "سُرُورُ الْقُلُوب فِی ذِکْرِ الْمَحبُوب" بھی پڑھا یعنی دیکھ کر بیان فرمایا۔ مَلِکُ العلماء مولانا ظفرُ الدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تواضُع و اِنکساری کی یہ حد ہے، اس لئے کہ کتاب دیکھ کر مجلس میں ایک معمولی مولوی بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو لوگ شانِ علم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ میں نے بہت سوں کو دیکھا ہے کہ مَبلغِ علم ان کا اُردو میں میلاد کی چند کتابیں ہے، مگر اُن کو بھی دیکھ کر نہیں پڑھا کرتے بلکہ ایک

مُسلسل مضمون یاد کرلیا اور اسی کو زَبانی جابجا پڑھا کرتے ہیں۔

(فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص123، 124 ملخصاً)

دورانِ بیان سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت

شاگرد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا بُرہانُ الحق جَبَلْپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت کی مجلسِ وَعظ میں ہونے والا ایک چشم دِید (Eye witnessed) واقعہ بیان کرتے ہیں: ہفتے کو قصائی محلہ (بمبئی) میں اعلیٰ حضرت کا وَعظ ہوا، مسجد میں تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ایمان اَفروز نورانی تقریر سے مجمع (Crowd) پر محویت طاری تھی، میں بھی والدِ ماجد اور چچا کے ہمراہ منبر کے قریب دیوار سے ٹیک (لگا) کر بیٹھا تھا کہ مجھ پر غُنُودگی کا غلبہ ہوگیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک عجیب دِلکش نور سے پوری فضا مُنوّر ہے دُرود و سلام کی سُرور افزا آواز سے بیدار ہوا، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت منبر سے نیچے کھڑے دَست بستہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ پڑھ رہے ہیں، چشمانِ مُبارَکہ سے آنسو ٹپک رہے ہیں اور والہانہ انداز سے محوِ صلوٰۃ و سلام ہیں محفل ختم ہوئی تو ہم اعلیٰ حضرت سے اِجازت لے کر اپنی قیام گاہ واپس ہوئے، راستہ میں مَیں نے والد اور چچا کو مسجد میں دورانِ وَعظ خواب کا ذکر کیا تو والد (مولانا عبد السلام جبل پوری) صاحب نے فرمایا: اعلیٰ حضرت مدینۂ طیّبہ اور حُضُورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی محبت و عظمت و توقیر و تعظیم پر بیان فرمارہے تھے کہ یکایک کافی بلند آواز سے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ کہہ کر منبر سے اُتر آئے اور ہاتھ باندھ کر عجیب رِقّت آمیز آواز میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے قِبلہ رُخ کھڑے ہوگئے حالانکہ وِلادتِ مُبارَکہ کا ذِکر تھا نہ وَعظ ختم کرنے کا وقت ہوا تھا۔ دَراَصل اعلیٰ حضرت کی باطِنی، روحانی نظر نے دیکھ لیا کہ حُضُورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اس لئے فوراً منبر سے اُتر آئے اور "صلوٰۃ وسلام" عرض کرنے لگے۔ اگلے دن جب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب تُرکی ٹوپی لگائے اعلیٰ حضرت کے قریب بیٹھے یہی ذِکر کررہے تھے کہ رات وَعظ کے درمیان میری آنکھ لگ گئی اور محویت کے عالم میں دیکھا کہ ایک نور سا مُحیط ہوگیا اور پھر آپ کی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ کی آواز پر آنکھ کھلی تو سامنے سارا مجمع کھڑا صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا تھا، یہ سن کر والدِ ماجد نے عرض کی حضور! یہ منظر بُرہان نے بھی دیکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: "سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا یہ کرم تھا کہ تجلّی فرمائی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" (ایضاً، ص127 مفہوماً)

بیاناتِ اعلیٰ حضرت کے اقتباسات

آپ کے بیان میں علم و معرفت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا تھا۔ اعلیٰ حضرت کا بیان سننے کے لئے لوگ دُور دُور خُصوصاً پیلی بھیت، رام پور، مراد آباد، شاہ جہاں پور سے آیا کرتے۔ 1 ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو بیان فرمایا "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللہُ الْمُعْطِی"، عطا فرمانے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں، پھر فرمایا: یہاں کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حُضور قاسِم ہیں، ایسی جگہ اِطلاق دلیلِ تعمیم ہوتی ہے۔ کون سی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں، تو جو چیز جس کو اللہ نے دی، تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں، جو اِطلاق و تعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1 / 320 ملخصاً) 2 آپ نے آخری مرتبہ جو تقریر فرمائی وہ دین و ایمان کو بچانے کے حوالے سے تاکیدات پر مشتمل تھی اس میں آپ نے بدمذہبوں سے بچنے اور مَسلکِ اہلِ سنّت پر قائم رہنے کی تاکیدات فرمائیں، جس کے کچھ جُملے یوں تھے کہ جس (شخص) میں اللہ و رسول کی شان میں اَدنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اُس سے جُدا ہوجاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو وہ پھر تمہارا کیسا ہی بُزرگ مُعظّم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص134 ملخصاً)

اعلیٰ حضرت عظیم مُسلِم راہنما

محمد ناصر جمال عطاری مدنی*

چودھویں صدی ہجری میں جن شخصیات کو ربِّ کریم نے اُمّت کی راہ نمائی کے لئے منتخب کیا ان میں سب سے ممتاز مقام امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملّت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی کی ذاتِ گرامی کا ہے۔

جس عہد میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آنکھ کھولی اس وقت مسلمانوں کو ایک ایسے راہنما کی ضرورت تھی جو اپنے مقصد کو جانتا ہو اور حصولِ مقصد کے لئے خوب جدوجہد کر سکتا ہو، باصلاحیت افراد کو اس کارِ خیر میں شامل کرنے کا ہُنر، خود اعتمادی کا جوہر اور صبر و تحمّل کا گوہر اس میں موجود ہو، مستقل مزاجی اور دُور اندیشی اس کے عمل سے واضح ہو، اس کی زندگی میں اعتدال اور توازُن(Balance)ہو، حق گوئی میں بے مثال ہو اور مُعاوَضے (Reward) کی امید سے بے نیاز ہو کر اُمّت کی خیر خواہی میں شب و روز بسر کرنے کا جذبہ رکھتا ہو، اسلام پر ہونے والے حملوں کے خلاف مضبوط ڈھال ہو اور اپنی ذاتیات پر ہونے والی بے بنیاد نکتہ چینی(Baseless Criticism) کو خاطر میں نہ لاتا ہو۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت میں کامیاب راہنما (Successful Leader) کے یہ تمام اَوصاف موجود تھے۔ مسلمانوں میں پیدا ہونے والی خرابیوں کی اِصلاح اور خوبیوں کو اپنانے کا شُعور بیدار کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو سِنِ شُعور میں قدم رکھتے ہی مسندِ اِفتا سونپ دی گئی تھی۔ مسندِ اِفتا پر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے رونق اَفروز ہوتے ہی عوام و خواص کا آپ کی جانب رجوع بہت تیزی سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شخصیت نے کامل راہنما بن کر شہرت پائی جس کی وجہ سے تقریباً پورے ہند، بنگال، پنجاب، ملیبار (کیرلا)، برما، ارکان،

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ اولیاء و علماء، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

چین، غزنی، برِّ اعظم امریکہ و افریقہ حتّٰی کہ حرمین طیبین سے بھی استفتا آنے لگے جن کی تعداد ایک وقت میں پانچ پانچ سو ہو جاتی۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/499 ملخصاً) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملک و بیرونِ ملک سے آنے والے سوالات کے جوابات تحریر فرما کر لوگوں کی راہنمائی فرمائی اور آخری دَم تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ایک خط میں اس اہم ترین خدمتِ دین کا ذِکر یوں تحریر فرمایا: بِحَمْدِہٖ تعالیٰ فقیر نے 14 شعبان 1286ھ کو 13 برس کی عُمْر میں پہلا فتویٰ لکھا۔ اگر سات دن اور زندگی بالخیر ہے تو اس شعبان 1336ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بِفَضْلِہٖ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔

(کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/365)

امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے عقائد پر حملے کئے جارہے ہیں بالخصوص ذاتِ باری تعالیٰ اور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں ہرزہ سرائی زور و شور سے ہو رہی ہے تو آپ نے "سُبْحٰنُ السُّبُوح"، "تمہیدِ ایمان"، "اِعْتِقَادُ الْاَحْبَاب"، "اُمُورِ عِشْرِین"، "اَلْفَرْقُ الْوَجِیْز" جیسے اصول رسائل تحریر فرمائے۔ اس سلسلے میں آپ اپنی راہنمائی کے نفع بخش نتائج پر یوں حمدِ الٰہی بجالاتے ہیں: دفعِ گمراہان میں جو کچھ اس حقیر پیچ میرز سے بَن پڑتا ہے بِحَمْدِ اللہ تعالیٰ 14 برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے اور میرے ربِّ کریم کے وجہِ کریم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں سے ہزاروں درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/599)

عبادات و معاملات سے متعلق راہنمائی عبادات کے سلسلے میں طہارت و نماز سے لے کر حج تک کے تقریباً تمام اہم پہلوؤں پر تفصیلی راہنمائی فرمائی، اس سلسلے میں "اَلْجُوْدُ الْحُلُوْقِ اَرْکَانِ الْوُضُوْء"، "خُلَاصَۃُ تِبْیَانِ الْوُضُوْء"، "اَنْوَارُ الْبِشَارَۃ" جیسے تحقیقی رسائل تصنیف فرمائے بلکہ بعض مسائل میں تو ایسی فیصلہ کُن راہنمائی فرمائی کہ جس کی نظیر گزشتہ زمانے میں بھی کم ہے۔

"معاملات" کا مفہوم بہت وسیع ہے اس میں وہ تمام شعبے داخل ہیں جن میں دوسرے سے واسطہ پڑتا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی بارگاہ سے "معاملات" کے متعلق بھی راہنمائی لی گئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نِکاح و طلاق، حُدُود و تَعزِیز، تجارت و شرکت، مُضارَبت و عارِیت جیسے کئی اُلجھے ہوئے معاملات کے بارے میں وہ عالی شان رسائل تحریر فرمائے کہ جن سے تمام مسائل سُلجھ گئے اور تمام تر پیچیدگیاں (Complications) بھی دور ہو گئیں۔ لوگوں کے آپس کے معاملات اُسی صورت میں درست رہ سکتے ہیں جب اُن میں ایک دوسرے کی حق تلفی سے بچنے اور حقوق احسن طریقے سے ادا کرنے کا جذبہ ہو، اسی اہمیت کے پیشِ نظر اسلام نے حقوق کی ادائیگی پر نہ صرف زور دیا ہے بلکہ حق تلفی کرنے کی صورت میں سخت وعیدیں بیان کیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے حقوق العباد کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے خطوط اور فتاویٰ میں گفتگو فرمائی ہے بلکہ ایک مستقل رسالہ "اَعْجَبُ الْاِمْدَاد"[1] تحریر فرمایا جسے پڑھ کر حقوق ادا نہ کرنے کے نقصانات سے آگاہی ملتی اور حقوق کی ادائیگی کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے والدین، زوجین (شوہر و بیوی) اور استاد کے حقوق کے بارے میں ایک رسالہ "اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْق" جب کہ اولاد کے حقوق کے بارے میں "مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد اِلٰی حُقُوْقِ الْاَوْلَاد" بھی تحریر فرمایا ہے۔[2] اگر آج بھی ہم امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے اِن رسائل میں

(1) یہ رسالہ مکتبۃ المدینہ سے "حقوق العباد کیسے معاف ہوں؟" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

(2) یہ دونوں رسالے مکتبۃ المدینہ سے "والدین، زوجین اور استاد کے حقوق" اور "اولاد کے حقوق" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

موجودہ راہنما اصولوں کو عملی طور پر اپنالیں تو حق تلفیوں کا طوفان تھم سکتا ہے۔

غلط رُسوم سے متعلق راہنمائی غلط رسمیں معاشرے کا وہ ناسور ہیں جن سے فکری تباہی مچ جاتی ہے، وقت اور مال دونوں برباد ہوتے ہیں، عقیدے اور عمل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور انہی غلط رسموں کے بطن سے غربت و جہالت اور وَہم و وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ غلط رسموں کا دائرہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک پھیلا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے غلط رسموں کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کیا، ردِّ بدعات و مُنکَرات کے لئے بھرپور کردار ادا کیا اور قراٰن و حدیث اور سیرتِ بزرگانِ دین سے اَخذ شدہ وہ قوانین عطا فرمائے جن سے راہنمائی لے کر محرم الحرام، شادی بیاہ، موت، کفن و دفن پر کی جانے والی رسموں اور مزارات پر رائج خُرافات کے صحیح یا غلط ہونے کو جانچا اور پرکھا جاسکتا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی راہنمائی کے اس پہلو کی وجہ سے آج ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ماحیِ بدعت (یعنی بدعت کو مٹانے والے) کے تاریخی لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ رسائل "ھَادِیُ النَّاس فِی رُسُومِ الْاَعْرَاس، اَلزُّبْدَۃُ الزَّکِیَّۃ، جَلِّیُّ الصَّوْت لِنَھْیِ الدَّعْوَۃ اَمَامَ الْمَوْت" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

بااَخلاق راہنمائی آپ کی راہنمائی کا دائرہ کار صرف فتویٰ نویسی تک محدود نہیں تھا بلکہ دیگر علمائے کرام کے فتووں کی تصحیحات، کتب و رسائل کی تصنیف، خطوط کے جوابات کے ذریعے بھی یہ فیضان جاری رہتا بلکہ بسا اوقات آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں لوگ اپنے مسئلے لے کر آتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے ذہن ساز جملوں کے ذریعے ایسی تشفّی فرماتے جس سے برسوں کی مشکل لمحوں میں دور ہو جاتی، اس سلسلے میں دو واقعات ملاحظہ کیجئے:

(1) سیّد زادے کی شکایت دور ہوگئی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں ایک سیّد زادے کثرت سے آتے اور اپنی غریبی کا ذکر کرتے۔ ایک مرتبہ بہت زیادہ پریشان ہو کر حاضر ہوئے تو امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے ان سے یہ سوال کیا: جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہو سکتی ہے؟ سیّد زادے نے جواب دیا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اُن کی یوں راہنمائی فرمائی: حضرت امیر المؤمنین مولا علی (کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) نے جن کی آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: اے دنیا! کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے وہ طلاق دی جس میں کبھی رَجعت (یعنی رجوع) نہیں، پھر ساداتِ کرام کا اِفلاس (یعنی غربت) کیا تعجب کی بات ہے! سیّد صاحب نے فرمایا: وَاللہ! میری تسکین ہوگئی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص127) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ان جملوں سے سیّد زادے کی ایسی تسلّی (Satisfaction) ہوئی کہ پھر کبھی زبان پر حرفِ شکایت نہیں آیا۔

(2) ناراضی ختم ہوگئی امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ احباب کے شدید اِصرار پر وصال سے تین سال قبل جبل پور تشریف لے گئے، وہاں ایک ماہ قیام رہا۔ اس قیام کے دوران ساکنانِ جبل پور نے آپ کی ذاتِ پاک سے خوب خوب اِستِفادہ کیا، اپنی گھریلو شکر رنجیوں کو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں پیش کیا، امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اس طرح راہنمائی کی کہ جو فریقین ایک دوسرے سے سلام و کلام تک ختم کر چکے تھے وہ باہم شِیر و شَکَر ہوگئے۔ ماسٹر محمد حیدر اور محمد ادریس کے مابین جھگڑا تھا، یہ دونوں بھائی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے مرید تھے، ایک روز دونوں بارگاہِ رضویت میں حاضر ہوئے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فریقین کا بیان سنا پھر ہدایات و راہنمائی پر مشتمل یہ تاریخ ساز جملے ارشاد فرمائے: "آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالُف (یعنی مخالفت) ہے؟ کچھ نہیں۔ آپ دونوں صاحب

آپس میں پیر بھائی ہیں نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام و سنّت اور اکابرِ سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے، تمہارا مذہب ایک، رشتہ ایک، آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجئے کہ مخالفین

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت

کی سیرت میں مریدوں کے لئے بھی راہنمائی کے کئی پہلو موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنے پیر خانے سے محبت حد درجہ تھی جس کا اظہار آپ کے اَقوال وَاَشعار سے ہوا ہی کرتا تھا مگر اعمال سے بھی اس کا ظہور ہوتا، بریلی شریف سے جب مارہرہ تشریف لے جاتے تو مارہرہ اسٹیشن سے ننگے پاؤں آستانۂ مرشد پر حاضری دیتے۔ (انوارِ رضا،ص394)

کو دَسْت اندازی کا موقع نہ ملے۔ خوب سمجھ لیجئے! آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کرے گا جنّت کی طرف سبقت کرے گا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان جملوں کا فوراً اثر ظاہر ہوا، تلخی بُھلا کر اسی وقت ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص 267 ملخصاً) ان دو واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بارگاہ میں آنے والوں کے لئے آپ کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ خامیاں دور کرنے اور شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار کرنے کا ذریعہ ہوتے۔

مریدوں کے لئے راہنمائی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی سیرت میں مریدوں کے لئے بھی راہنمائی کے کئی پہلو موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنے پیر خانے سے محبت حد درجہ تھی جس کا اظہار آپ کے اَقوال وَاَشعار سے ہوا ہی کرتا تھا مگر اعمال سے بھی اس کا ظہور ہوتا، بریلی شریف سے جب مارہرہ تشریف لے جاتے تو مارہرہ اسٹیشن سے ننگے پاؤں آستانۂ مرشد پر حاضری دیتے۔ (انوارِ رضا،ص394)

پُر آشوب دور میں راہنمائی امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا دور انیسویں صدی عیسوی کے آخری عشروں اور بیسویں صدی کے دو عشروں پر مشتمل ہے، اس دور میں مسلمانوں کو کئی مسائل کا سامنا تھا جن میں مسلمانوں کی انفرادی شناخت (Individual Identity) کا تحفظ سب سے زیادہ اہم تھا۔ برِّعظیم میں مسلمانوں کے ہاتھ میں کئی صدیوں تک سلطنت و حکومت رہی تھی، یہاں کے مسلمان اپنی شناخت کو برقرار رکھے ہوئے تھے، دشمن نے اپنی سازشوں کے ذریعے حکومتی سطح پر غیر مسلموں کی عادات واطوار بالخصوص مذہبی رُسوم غیر محسوس انداز میں داخل کردیں جس کی وجہ سے مسلمان حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ غیر مسلموں کی خاطر عام مسلمانوں سے ان کے مذہبی معاملات ترک کروانے کی سازش اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے دور میں زور و شور سے جاری تھی جس کا پوشیدہ اور مذموم مقصد یہ تھا کہ عام مسلمان بھی اپنی انفرادیت کھو بیٹھیں تاکہ دشمن اپنے مکروہ عزائم کو عملی جامہ پہنا سکے۔ اس سازش کے جال میں بہت سے نامور اور شہرت یافتہ لوگ بھی پھنسے جس کی بدولت عوام کو پھانسنا نہایت ہی آسان ہوگیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر بھرپور راہنمائی اور روشن دلائل کے ذریعے اپنوں کی غلطیوں کی اصلاح فرمائی اور غیروں کی

سازشوں کو بے نقاب کیا۔ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کی راہنمائی کے اس پہلو کو جاننے کے لئے آپ کے یہ رسائل "اَنْفَسُ الْفِکْر"، "اِعْلَامُ الْاَعْلَام"، "دَوَامُ الْعَیْش" "اَلْمَحَجَّۃُ الْمُؤْتَمِنَۃ" دیکھے جاسکتے ہیں جن میں بالخصوص یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلامی شعائر اور مسلمانوں کی انفرادی اور جداگانہ شناخت کس قدر مطلوب ہے اور اس شناخت کی بقا میں ہی مسلمانوں کی بقا پوشیدہ ہے جبکہ "تدبیر فلاح ونجات واِصلاح" نامی رسالے میں مسلمانوں کے معاشی استحکام (Economic Stability) کیلئے بہت ہی بنیادی نکات بیان فرمائے نیز آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی تحریروں میں تعمیری تنقید بھی فرمائی جس کا مقصود ہی احساسِ خطا کو جگانا تھا۔ ان رسائل سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مومنانہ بصیرت، دانش مندانہ طرزِ عمل، شانِ مجدّدِیّت اور مُدَبِّرانہ تفہیم روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی تعلیمی پَسماندگی (Educational backwardness) دور کرنے اور شخصیت سازی کے لئے 10 نکاتی ایجنڈا پیش کیا جس کا لفظ لفظ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قائدانہ صلاحیت اور دور اندیشی پر صبحِ قیامت تک گواہ رہے گا۔

راہنماؤں کے لئے راہنمائی اپنا مقصد متعین کرنے، منزلِ مقصود کے لئے ڈٹے رہنے اور مقصد حاصل کرنے کے لئے "کوشش کی مقدار" بڑھانے والے ناکام نہیں ہوتے بلکہ کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سیرت و فتاویٰ اور خطوط سے یہ بات خوب واضح ہوجاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی زندگی مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے وقف کردی تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: اس فقیرِ حقیر کے ذِمّہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے اور اس پر نَقاہت وضُعفِ قوت اور اس پر محض تنہائی و وَحدت، ایسے اُمور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/610) مسلمانوں کی راہنمائی میں ہمہ وقت مصروف رہنے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایک لمحہ بھی فضول اور بے کار گزارنا گوارا نہ تھا۔ اُمّتِ محبوب کی راہنمائی جیسی اہم ذمہ داری اتنی خوبی سے نبھانے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خود ستائشی کے جال میں نہ پھنسے بلکہ اپنے کاموں میں ہر طرح کی حسن وخوبی کو اللہ تعالٰی کا اِنعام اور مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصی عنایت سمجھتے، خود تحریر فرماتے ہیں: رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بِضاعتی جانتا ہوں، اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے ہیں اور مجھ پر علمِ حق کا اِفاضہ فرماتے ہیں اور انہیں کے ربِّ کریم کے لئے حمد ہے، اور ان پر اَبدی صلوٰۃ وسلام۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/596) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو مال سے محبت نہیں تھی، ایک مقام پر اپنے طبعی تقاضے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں نے مال مِنْ حَیْثُ ھُوَ مال (یعنی مال کو بحیثیتِ مال) سے کبھی محبت نہ رکھی، صرف اِنْفَاق فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد مِنْ حَیْثُ ھُوَ اَوْلَاد (یعنی اولاد کو بحیثیتِ اولاد) سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عملِ نیک (یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا نیک کام) ہے اس (یعنی صلۂ رحمی) کا سبب "اولاد" ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں، میری طبیعت کا تقاضا ہے۔ (انوارِ رضا، ص366)

اگر آج بھی کوئی راہنما امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کی سیرت سے ماخوذ ان اصولوں پر عمل کرے، مقصد پر نظر رکھے اور دنیوی نفع سے بے نیاز ہوکر محض رضائے الٰہی کے لئے اُمّت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دے تو اسے دنیا و آخرت دونوں میں سُرخ روئی نصیب ہوگی۔

وہ کون سا کمال تھا جس میں نہ تھا کمال
بیٹھا ہوا قلوب پہ سکہ رضا کا ہے

مسلمانوں کی ظاہری و باطنی اصلاح میں امامِ اہلِ سنّت کا کردار

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی*

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شخصیت کا ایک پہلو مُصلح (اصلاح کرنے والا) بھی ہے۔ آپ نے علم و عمل سے لوگوں کے عقائد و اعمال اور ظاہری و باطنی اصلاح کی بھرپور کوشش فرمائی۔ آپ کی ان اصلاحی خدمات کا مختصر جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

(1) بیان کے ذریعے اصلاح بلاشبہ بیان لوگوں کی اصلاح کا بہت بڑا اور مؤثر (Effective) ذریعہ ہے۔ امام اہلِ سنّت اپنی دیگر علمی مصروفیات کے سبب بہت کم بیان فرماتے، لیکن جب بیان فرماتے تو وہ اتنا پُراثر ہوتا کہ لوگ اپنے باطل عقائد اور گناہوں سے تائب ہو جاتے۔ ایک جھلک مُلاحظہ ہو، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت کے اِن چند فِقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اِس "شمعِ اَنجمنِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم" پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خُفیہ و عَلانیہ آثام (یعنی گناہوں) سے توبہ کر رہے تھے، عَجب سَماں تھا۔ حضور پُرنور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لئے دُعائے مغفرت میں مصروف تھے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص303)

(2) صحبتِ بابرکت کے ذریعے اصلاح اللہ والوں کی صحبت اور ان کے ملفوظات کی برکت سے معاشرے کے بگڑے ہوئے افراد اپنے ظاہر و باطن کی اِصلاح کرتے اور نیکی کے راستے پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی صحبتِ مُبارکہ میں بیٹھنے والوں کو توبہ، رُجُوع اِلَی اللہ، دنیا سے بے رغبتی کا ذہن ملتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے قرآنی آیات و احادیث دنیا کی مَذمّت میں بیان فرمائیں، پھر فرمایا سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے مَحبّت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے مَحبّت رکھتے تھے۔ اللہ تعالٰی دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دُور فرماتا ہے جیسے بلا تشبیہ بیمار بچے کو مُضِر (یعنی نقصان دِہ، Harmful) چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص465 ملخصاً)

(3) مکتوبات (Letters) کے ذریعے اصلاح خطوط کا عُمومی اِستعمال دوست احباب کو اپنے اَحوال سے مُطّلع (Aware) کرنے یا ان کے حالات معلوم کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی انہی کاموں کے لئے اپنے مُتعلّقین (Relatives) کو بہت سے خطوط لکھے۔ جن میں دیگر اُمور کے ساتھ حسبِ مَوقع باطنی اِصلاح کے کئی مدنی پھول بھی لُٹائے ہیں۔ اپنے شاگردِ عزیز اور نام وَر خلیفہ، مَلِکُ العلما مولانا ظَفَرُالدّین بِہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کے نام ایک مکتوب میں دنیا کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: دنیا فاحشہ ہے اپنے طالب سے بھاگتی ہے اور ھارِب (پیچھا چھڑانے والے) کے پیچھے دوڑتی ہے۔ دنیا میں مؤمن کا قُوت کَفاف بَس ہے (یعنی اتنے اسباب جن سے مؤمن کا گزارہ ہو سکے اس کے لئے کافی

ہیں)۔ (سالنامہ معارف رضا1981ء، ص77) شبِ براءت میں حقوق العباد کی مُعافی تلافی کی ترغیب پر مشتمل ایک تفصیلی مکتوب میں یہ بھی ہے: حقوقِ مولیٰ تعالیٰ کے لئے توبہ صادِقہ (سچی توبہ) کافی ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔) (ابن ماجہ، 4/491، حدیث:4250) سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے نہ نفاق پسند ہے۔ صُلح و مُعافی سب سچے دل سے ہو۔ (کلیاتِ مکاتیب رضا، 1/356، 357 ملخصاً) بعض اَوقات ان اِصلاحی مکتوبات کو چھاپ کر تقسیم بھی کیا جاتا۔

(4) فتاویٰ جات کے ذریعے اِصلاح آپ کے پاس عرب و عجم سے اِستِفتا آتے تھے جن میں سائلین کی شرعی رَہنمائی کی جاتی۔ عُمومی طور پر مُفتیانِ کرام صِرف پوچھے گئے سوال کا جواب دینے پر اِکتفا کرتے ہیں لیکن امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اگر سائل کے سوال میں کوئی شَرعی غلطی مُلاحَظہ فرماتے تو اس پر سائل کو مُتَنبّہ فرماتے اور توبہ کی ترغیب دلاتے۔ فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کی جلد نمبر 27 میں ایک رسالہ ہے ”مَقَامِعُ الْحَدِیْدِ عَلٰی خَدِّ الْمَنْطِقِ الْجَدِیْد“ جو فلسفے پر لکھی گئی ایک کتاب کا جواب ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کتاب میں مذکور شَرعی اَغلاط کو بیان فرمایا اور صاحبِ کتاب کو توبہ کی ترغیب دلائی۔ چونکہ توبہ کرنے میں انسان کی اَنانیّت آڑے آجاتی ہے اور بعض اَوقات ضد کی بِنا پر وہ توبہ سے محروم رَہ جاتا ہے لہٰذا امامِ اہلِ سنّت نے دل نشین انداز میں سمجھاتے ہوئے فرمایا: اے عزیز! آدمی کو اس کی اَنانیّت نے ہلاک کیا، گناہ کرتا ہے اور جب اسے کہا جائے کہ توبہ کرو تو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے۔ لِلّٰہ! (یعنی اللہ کے واسطے) اپنی جان پر رحم کر۔ تو سمجھتا ہے اگر میں تسلیم کرلوں گا تو لوگوں کی نگاہ میں میری قَدْر گھٹ جائے گی اور میرے عِلمِ فلسفی میں بٹّا (عیب) لگے حالانکہ یہ محض وَسوَسَہ شیطان ہے۔ لاحَول پڑھ اور خدا کی طرف جُھک کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے یہاں تیری عزّت ہوگی اور خَلق میں بے قدری بھی غلط بلکہ تجھے مُنصِف و حق پسند جانیں گے۔ ذرا تَعَصُّب سے الگ اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچ کہ کُفریات پر اِصرار کی شامت تیرے حق میں بہتر ہے یا بعدِ رُجوع و توبہ بعض جُہّال کی تحقیر و مَلامت؟ مزید فرماتے ہیں: میں تیرے بھلے کی کہتا ہوں، عار (شرمندگی) پر نار (جہنم کی آگ) کو اختیار نہ کرنا۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/186، 187 ملخصاً) یونہی بدگمانی کے بارے میں ایک فتوے میں یوں ارشاد فرمایا: اور اگر یہ نیّت نہ تھی (اور) مسجد اللہ کے لئے نہ بنائی بلکہ اس سے مقصود اگلی (یعنی پہلی) مسجد کو ضَرر (نقصان) پہنچانا اور اس کی جماعت کا مُتفرِّق کردینا تھا تو بیشک یہ مسجد نہ ہوئی، نہ اس میں نماز کی اجازت بلکہ نہ اس کے قائم رکھنے کی اجازت اور اس صورت میں یہ لوگ ضرور تفریقِ جماعتِ مؤمنین کے وَبال میں مُبتلا ہوئے کہ حرامِ قطعی و گناہِ عظیم ہے۔ مگر نیّت امرِ باطن ہے اور مسلمان پر بدگُمانی حرام و کبیرہ اور ہرگز مسلمان سے مُتوقّع نہیں کہ اس نے ایسی فاسد ملعون نیّت سے مسجد بنائی۔ (فتاویٰ رضویہ، 8/79، 80 ملخصاً) اسی طرح حسد، بدگمانی اور بدشگونی کے بارے میں ایک روایت بحوالہ کنزُ العُمّال نقل فرمائی کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب تمہارے دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونی آئے تو رُکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/504) اسی طرح حسبِ ضَرورت دورانِ فتویٰ جہاں مُلاحَظہ فرماتے کہ سائل کو نصیحت کی ضَرورت ہے وہاں نصیحت فرماتے۔ کہیں بُغض و حَسد پر سائل کو سمجھایا جاتا اور کہیں غیبت کی تباہ کاریاں بیان کی جاتیں اور اِصلاحِ قلب کے موتی لُٹائے جاتے۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ کا مُطالعہ فرمائیے۔

اس کے علاوہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی شاعری سے بھی اِصلاحِ اُمّت کا فریضہ سَرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ امامِ اہلِ سنّت کے صدقے ہمارے ظاہر و باطن کو سُتھرا، روشن اور مُنوّر فرمادے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کی اصلاحی کاوشیں

محمد عدنان چشتی عطاری مدنی٭

جب سے دنیا آباد ہوئی ہے اللہ پاک کی عادتِ جاریہ ہے کہ راہِ ہدایت سے ہٹتے، گناہوں کی دَلدَل میں دھنستے لوگوں کو غرق ہونے سے بچانے، مسکینوں کو سہارا دینے اور بھولے بھٹکوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے انبیا و مُرشِدین اور علما و مُبلِّغین کو مُصلح اور داعی کی صورت میں بھیجتا ہے۔ چشمِ فلک اس بات سے خوب آشنا ہے کہ سرکشی، بغاوت، بے راہ رَوی اور گمراہیت کے مقابل تائید و نصرتِ الٰہی ہمیشہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے ساتھ رہی ہے۔ زمانے نے دیکھا کہ نمرود کے مقابل حضرت سیّدُنا ابراہیم علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام، فرعون و قارون کے مقابل حضرت سیّدنا موسیٰ علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام، یزید کے مقابل حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ، دینِ اکبری کے مقابل حضرت مجدّدِ الف ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کامیاب و کامران ہوئے۔ آج سے کم و بیش دو صدی قبل کے برِّعظیم پاک و ہند کی تاریخ میں جھانکا جائے تو اولیا و علما مختلف فتنوں سے لوگوں کے ایمان کی حفاظت میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ اسی دور میں اللہ پاک نے مسلمانوں پر یوں احسان فرمایا کہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان کی صورت میں ایک عالم و مفتی، فقیہ و متکلم، مُفَکِّر و مُدَبِّر، دور اندیش و درویش، اطاعت و عشقِ رسول کا پیکر، بے مثال اُصولی و مناظر، ادیب و شاعر، نُقّاد و بلیغ محدّث اور سَبُک رفتار مصنّف، رحم دل و متقی داعی اور خیر خواہ و مصلح و مجدّد عطا فرمایا۔ معاشرے میں پائی جانے والی بدعات، تَوَہُّمات، خلافِ شرع رسم و رواج کی اِصلاح کرنی ہو یا فردِ واحد میں پائی جانے والی کسی ایک برائی کی، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن ہر میدان میں خیر خواہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

تارکِ فرض مگر پابندِ نوافل کی اصلاح

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دل میں اصلاحِ اُمّت کا کیسا جذبہ موجزن تھا اس بات کا اندازہ اس تحریر سے لگائیے جو امامِ اہلِ سنّت نے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کے جواب میں لکھی

٭ رکن مجلس المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

جو نفلی صدقات میں مال خرچ کرتا تھا لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا، حکمِ شرع ذکر فرمانے کے بعد امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں: "اے عزیز! اب شیطان لعین کہ انسان کا عَدُوٌّ مُّبِین (کھلا دشمن) ہے بالکل ہلاک کر دینے اور یہ ذرا سا ڈورا جو قصدِ خیرات کا لگا رہ گیا ہے جس سے فُقَراء کو تو نفع ہے اسے بھی کاٹ دینے کیلئے یوں فقرہ سُجھائے گا کہ جو خیرات قبول نہیں تو کرنے سے کیا فائدہ، چلو اسے بھی دُور کرو اور شیطان کی پوری بندگی بجا لاؤ، مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تیری بھلائی اور عذابِ شدید سے رِہائی منظور ہے، وہ تیرے دل میں ڈالے گا کہ اس حکمِ شرعی کا جواب یہ نہ تھا جو اس دشمنِ ایمان نے تجھے سکھایا اور رَہا سَہا بالکل ہی مُتَمَرِّد و سرکش بنایا بلکہ تجھے تو فکر کرنی تھی جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی نجات ملتی اور آج تک کہ یہ وقف و مسجد و خیرات بھی سب قبول ہو جانے کی اُمید پڑتی، بھلا غور کرو وہ بات بہتر کہ بگڑتے ہوئے کام پھر بن جائیں، اَکارت (یعنی ضائع) جاتی محنتیں اَز سرِ نَو ثمرہ لائیں (یعنی فائدہ دیں) یا مَعَاذَ اللہ یہ بہتر کہ رہی سہی نام کو جو صورتِ بندگی باقی ہے اسے بھی سلام کیجئے اور کھلے ہوئے سرکشوں، اشتہاری باغیوں میں نام لکھا لیجئے، وہ نیک تدبیر یہی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کیجئے، آج تک جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے فوراً دل کی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اور اسے راضی کرنے کو ادا کر دیجئے کہ شہنشاہِ بے نیاز کی درگاہ میں باغی غلاموں کی فہرست سے نام کٹ کر فرماں بردار بندوں کے دفتر میں چہرہ لکھا جائے۔ مہربان مولا جس نے جان عطا کی، اَعْضا دیئے مال دیا، کروڑوں نعمتیں بخشیں، اس کے حضور منہ اُجالا ہونے کی صورت نظر آئے اور مُژدہ (خوشخبری) ہو، بشارت ہو، نوید ہو، تَہْنِیَت (مبارک) ہو کہ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدر خیرات دی ہے، وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے، ان سب کی بھی مقبولی کی اُمید ہوگی کہ جس جُرم کے باعث یہ قابلِ قبول نہ تھے جب وہ زائل ہو گیا انہیں بھی بِاِذْنِ اللہِ تَعَالٰی (اللہ کے حکم سے) شرفِ قبول حاصل ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ،10/182)

اس اِقْتِباس میں کتنا درد، کیسی خیر خواہی، ہمدردی اور اپنے مسلمان بھائی کی آخرت کی فکر موجود ہے، ایسا دل موہ لینے والا انداز جیسے کوئی رحم دل اور شفیق والد اپنے بیٹے کی اصلاح کے لئے دِل جلا رہا ہو۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ ایک داعی اور مبلغ کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

سجدۂ تعظیمی کرنے والوں کی اصلاح سجدۂ تعظیمی جائز سمجھنے والوں کو کیسے دل نشیں انداز میں مخاطب فرما کر حکمِ شرع واضح فرماتے ہیں ملاحظہ فرمایئے: "مسلمان، اے مسلمان! اے شریعتِ مصطفوی کے تابع فرمان، جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرتِ عِزَّتْ جَلَالُہٗ کے سوا کسی کیلئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت یقیناً اجماعاً شِرْکٌ مُّبِیْن (ذلیل شرک) و کُفْرٌ مُّبِیْن (کھلا کفر) اور سَجْدَۂ تَحِیَّت (یعنی ملاقات کے وقت تعظیم کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا) حرام و گناہِ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلافِ علمائے دین۔ ایک جماعتِ فُقَہاء سے تکفیر منقول اور عِنْدَ التَّحْقِیْق وہ کفرِ صوری پر محمول۔" (فتاویٰ رضویہ، 22/429)

اللہ و رسول کے دشمنوں سے تعلق رکھنے والوں کی اصلاح جس طرح محبِّ وطن اپنے ہم وطنوں کو ملک کے غداروں سے دور رکھنے میں کامیابی و کامرانی سمجھتے ہیں کیوں کہ ان کے قریب جانے سے ملک و ملت کی ہلاکت کا اندیشہ رہتا ہے اسی طرح ایک سچا عاشقِ رسول اور مُصْلِح و داعی بھی مسلمانوں کو دشمنانِ خدا و رسول کے قریب جانے سے روکتا ہے کیوں کہ ان کے قریب جانے سے عقائد بگڑنے اور ایمان برباد ہونے کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔

امامِ اہلِ سنّت کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی حفاظت کا جذبہ کس قدر کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ کیسی مِنّت سماجت اور درد مندانہ انداز میں ان کی اصلاح فرما رہے ہیں، دیکھئے:

"اے مسلمان! اے اُمّتیِ سیّدُ الْاِنْسِ وَالْجَان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خدارا! ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو اِن لوگوں سے یک لخت علاقہ ترک کردینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے، اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مُرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو، تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم، گمراہ، کافر، جہنمی ہو، آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذا دے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ھَیْہَاتَ، ھَیْہَاتَ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں، مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے، ابھی آیت سن چکے: ﴿الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ﴾ کیا اِس بُھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔ ہاں یہی امتحان کا وقت ہے! دیکھو! یہ اللہ واحدِ قہّار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے، علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اَقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو! بے پروائی نہ کرو، پرائے پیچھے، اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے۔ اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو! وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں، دیکھو! اور گناہ، تو نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو، مگر ایمان نہیں جاتا، عذاب ہو کر خواہ ربّ کی رحمت، حبیب کی شفاعت سے، بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا یا ہو سکتا ہے مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے، اِن کی عظمت، اِن کی محبت، مدارِ ایمان ہے، قرآنِ مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اُس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا، پھر اصلاً، ابدالآباد تک کبھی، کسی طرح ہرگز، اصلاً، عذابِ شدید سے رہائی نہ ہوگی۔ گستاخی کرنے والے، جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو، وہاں اپنی بھگت رہے ہوں گے، تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ پھر ایسوں کا لحاظ کرکے، اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضبِ جبار و عذابِ نار میں پھنسا دینا، کیا عقل کی بات ہے؟" (فتاویٰ رضویہ، 30/315)

منکرینِ عظمتِ مصطفےٰ کی اصلاح کا انداز

بعض لوگوں نے نبیِ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ مان کر سایہ نہ ہونے کی عظمت و شانِ مصطفےٰ کا انکار کیا تو امامِ اہلِ سنّت نے دلائل و براہین سے مُزیّن و مُرصّع (یعنی آراستہ) فتویٰ تحریر فرمانے کے بعد اصلاح کے مدنی پھول یوں ارشاد فرمائے:

"جانِ برادر! یہ جو تمام ائمۂ کرام بیک زبان نفیِ ظل (یعنی سایہ نہ ہونے) کی گواہی دیتے ہیں، اگر ان میں یا ان کے ہمسر

ائمہ سے کوئی بات تو اپنے مزعومہ (گمان کی ہوئی بات) کے مطابق پاتا تو وہ کون سا شور جو برپا نہ کرتا، کلہ آسمان پر چڑھاتا اور پھولا نہ سماتا، ہر ایک کے آگے آہ وزاری کرتا کہ ہائے یہ کیا ظلم ہے، ایسا امام نفیِ ظِل کا قائل نہیں، نہ اس کو قبول کرتا ہے نہ اس کی طرف کان لگاتا ہے لہٰذا اس وقت ظلم تیری طرف سے ہے، خدارا انصاف کر اور تکبر کی ٹوپی سر سے اتار، کیوں ان ائمہ کرام کی راہ پر نہیں چلتا اور اتفاق سے دور کیوں بھاگتا ہے حدیث مطلوب ہے تو حاضر، اگر نقول چاہئیں تو نقول واضح ہیں، دلیل کی طلب ہے تو دلیل موجود، لیکن اگر نقیض (یعنی ضد کرنے) کی خواہش ہے تو وہ معدوم ہے۔ تو اب کون سا پتھر راستہ میں پڑا ہے، کیوں تسلیم کا مقام خالی دیکھتا ہوں، خلاف کا چہرہ خوش، انصاف کا چہرہ شرم وحیاء سے زرد، اور کاغذ کی پیشانی شرمناک باتوں سے سیاہ، خدا کی پناہ! لیکن قادرِ مطلق جل وعلا جس نے مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نورِ خاص سے پیدا فرمایا اور خورشید درخشانندہ و بدر درخشندہ (یعنی سورج اور چاند) کو ان کی سرکار کا ادنیٰ گداگر بنایا، کیا وہ یہ نہیں کرسکتا کہ ہمارے سروِ جانفزا کو بغیر سایہ کے پرورش فرمائے اور وہ شاخِ گل جس کے ہر رگ وبرگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں، پاکیزگی کہ نہر پر گل زمین لطافت سے، ہر قسم کی کثافت سے پاک پیدا ہو۔"

(فتاویٰ رضویہ، 30/770)

خلافِ شرع رسم ورواج امامِ اہلِ سنّت نے فرد اور معاشرے میں پائی جانے والی برائیوں، خرابیوں، بدعتوں، فضول وبے ہودہ رسموں اور خلافِ شرع رواجوں کی اصلاح میں خوب تگ ودو فرمائی جیسا کہ

(1) مشکل کشا کا روزہ امامِ اہلِ سنّت سے سوال ہوا کہ اکثر عورتیں مشکل کشا علی کا روزہ رکھتی ہیں، کیسا ہے؟ داعی و مصلحِ امت نے جواب ارشاد فرمایا: روزہ خاص اللہ عزوجل کے لیے ہے، اگر اللہ کا روزہ رکھیں اور اس کا ثواب مولا علی کی نذر کریں تو حرج نہیں مگر اس میں یہ کرتی ہیں کہ روزہ آدھی رات تک رکھتی ہیں، شام افطار نہیں کرتیں، آدھی رات کے بعد گھر کے کواڑ کھول کر کچھ دُعا مانگتی ہیں اُس وقت روزہ افطار کرتی ہیں، یہ شیطانی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، 10/653)

(2) مزار کی چادریں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ ایک ہی مزار پر روزانہ بیسیوں چادریں چڑھا دیتے ہیں امامِ اہلِ سنّت نے نہ صرف انہیں درست طریقہ بتایا بلکہ ان بیسیوں چادروں کا صحیح مصرف بھی یوں ارشاد فرمایا: جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صَرف کریں اللہ تعالیٰ کے ولی کی روحِ مبارک کو ایصالِ ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ (احکام شریعت، حصہ اول، ص62)

(3) مخصوص تاریخوں یا دنوں میں شادی نہ کرنے والوں کی اصلاح بعض لوگ ان تاریخوں "3، 13، 23، 8، 18، 28" اور ان دنوں اتوار، بدھ، جمعرات کو شادی وغیرہ نہیں کرتے تھے وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی کہ اگر ان تاریخوں یا دنوں میں شادی کی تو سخت نقصان ہوجائے گا۔ امامِ اہلِ سنّت نے ان توہُّمات کی اصلاح کے لئے فرمایا: یہ سب باطل و بے اصل ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/272) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہشت پہلو سیرت کا یہ رُخِ دعوتِ دین کو دنیا بھر میں عام کرنے والے داعی و مُبلِّغین کے لئے قطب ستارے کی مانند ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ترویجِ اسلام کا جذبہ لے کر اس ستارے سے رہنمائی لی جائے، اللہ کریم نے چاہا تو وہ کامیابی نصیب ہوگی جسے تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

محمد بلال رضا عطاری مدنی*

اعلیٰ حضرت کے 10 ارشادات اور دعوتِ اسلامی

سیمائے عشق و محبّت، معیارِ اَہلِ سُنّت، مجدِّدِ دین وملت، اِمام احمد رَضا خان عَلَیْہِ الرَّحمۃُ والرِّضْوان وہ عَبقری شخصیت تھے کہ آج تقریباً 100 سال گزر جانے کے بعد بھی اُن کی نظیر نَظر نہیں آتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی و تصنیفی خدمات کا طُوطی 1000 سے زائد کُتُب و رسائل کی صورت میں آج بھی ہَفت اِقلیم میں نَغمہ سَرا ہے۔ خاص طور پر مسلکِ حق، "اَہلِ سنّت و جماعت" کی ترویج و اشاعت کے لئے اِمامِ اَہلِ سنّت کی اَنتھک کاوِشوں کا نہ صرف پاک و ہند بلکہ ایک عالَم گواہ ہے۔

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت اپنے رِسالہ "اَبحاثِ اَخیرہ (1328ھ) میں رَقم طراز ہیں: مجھے میرے سرکارِ اَبد قَرار، حُضُور پُرنور، سیّدُ الْاَبرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مَحْض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحدِ قہّار جَلَّ جَلَالُہٗ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله، ماذون، مُختار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی شانِ اَقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی بھولی بھالی بھیڑیں اِن "ذِیَابٌ فِیْ ثِیَاب" (لباس میں چھپے بھیڑیئے) کے جُبّوں، عماموں، مولویّت، مَشِیخیّت کے مُقدّس ناموں، قَالَ اللهُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکارِ گُرگاں خونخوار (یعنی خونخوار بھیڑیے کا شکار) ہوکر مَعَاذَاللہ سَقَر (جہنم) میں نہ گریں، یہ مُبارک کام بِحَمْدِ الْمُنْعَام اس عاجِز کی طاقت سے بدرجہا خوب تَر وفُزوں تَر ہوا اور ہوتا ہے اور جب تک وہ چاہے گا ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ، 15/87)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مَحْض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، اَہلِ سنّت و مذہبِ اَہلِ سنّت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں، جتنے دن چاہیں، فقیر کے یہاں اِقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ، سال دو سال اور فقیر کا جو مِنَٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اُسی وقت مُواخذہ فرمائیں کہ تُو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔

(فتاویٰ رضویہ، 29/610)

اِن 2 اِقتباسات سے واضح ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان و اِسلام کو بد مذہبوں سے محفوظ رکھنے اور اَہلِ سنّت و جماعت کے سفینے کو طاغوتی طوفان سے بچا کر مدینے شریف تک پہنچانے کا عظیمُ الشّان مَنصب بارگاہِ رِسالت سے اعلیٰ حضرت

علیہ رحمۃ ربِّ العزت کو تفویض ہوا تھا، اور اِس ذِمّہ داری کو آپ نے کبھی ایک لَحظہ کے لئے بھی فراموش نہیں کیا۔

15 جُمادَی الاُخریٰ 1330ھ کو یعنی وِصال سے 10اور آج سے 110 سال قبل بارگاہِ رَضَویّت میں ایک اِستِفتا پیش ہوا جس میں 10 سوالات پوچھے گئے، جن میں سے 2 سوالات اَہلِ سنّت کی مَرکزیّت و تقویّت اور بدمذہبیت کی تردید و مُدافعت کے لئے "رضوی تدابیر" کے مُطالبہ پر مشتمل تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اَوّلاً اَہلِ سنّت و جماعت کی زَبُوں حالی کے اسباب بیان فرمائے جن میں پیسوں کی کمی، مالداروں کا غلط مقام پر خرچ کرنا، عُلَما کی آرام طلبی، عظیمُ الشّان مَدارِس کی عَدَم دستیابی اور ماہرِینِ فُنون کی کمی جیسے اسباب کا تذکرہ فرمایا، بعد اَزاں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اَہلِ سنّت وجماعت کی بقاو فلاح کے لئے "10 مدنی پھول" عطا فرمائے۔

اوّل(1) عظیمُ الشّان مَدارِس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔ **ثانیاً(2)** طَلَبہ کو وَظائف ملیں کہ خواہی نَخواہی گرویدہ (یعنی مائل) ہوں۔ **ثالثاً(3)** مُدرِّسوں (Teachers) کی بیش قرار (یعنی معقول) تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔ **رابعاً(4)** طبائعِ طَلَبہ (یعنی طلبہ کی صلاحیتوں) کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اُس میں لگایا جائے۔ یوں اُن میں کچھ مُدرِّسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنّفین(Writers)، کچھ مُناظرین، پھر تصنیف و مُناظرہ میں بھی توزیع (یعنی تقسیم کاری) ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔ **خامساً(5)** اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر مُلک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً وَعظاً و مُناظَرۃً اِشاعتِ دین و مَذہب کریں۔ **سادساً(6)** حمایتِ (مذہب) و رَدِّ بد مذہباں میں مُفید کُتُب و رسائل مُصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سابعاً(7) تصنیف شُدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت(Free) شائع کئے جائیں۔ **ثامناً(8)** شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مُناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سَرکُوبیِ اَعداء(یعنی دشمنوں کے رَد) کے لئے اپنی فوجیں، میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ **تاسعاً(9)** جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی مَعاش میں مشغول ہیں وَظائف مُقرّر کرکے فارِغُ البال (یعنی خوشحال) بنائے جائیں، اور جس کام میں اُنہیں مَہارت ہو لگائے جائیں۔ **عاشراً(10)** آپ کے مَذہبی اخبار (Religious newspapers) شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مَضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/599)

اِن 10 مَدَنی پھولوں کے مہکتے گلدستے کی تازگی و خوش رَنگی بلاشُبہ قابلِ دید ہے، یہ فقط ایک ماہر تعلیم کی آبِ زَر سے لکھی جانے والی تجاویز ہی نہیں بلکہ ترقّی کا وہ عظیم راز ہے جسے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے اپنے سینہ سے ہماری طرف منتقل کیا ہے۔ اِن نِکات کو پڑھ کر اگر یہ مُحاورہ "دریا کوزے میں بند کرنا" بولا جائے تو یقیناً برمحل ہوگا۔

پچھلی صدی کے جھروکوں میں جھانکا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خُلَفائے اعلیٰ حضرت اور دیگر عُلَمائے اَہلِ سنّت رحمہم اللہ تعالیٰ نے مقدور بھر وسائل کے ذریعے اِن نِکات پر عمل کی بھرپور سَعْی فرمائی ہے، جس کی واضح مثال بحمدِ اللہ پاک وہند میں(عاشقانِ رسول کے) سینکڑوں دارُ العلوم، مَدارِس اور ہزاروں عُلَما و مَشائخ اَہلِ سنّت ہیں۔ نیز پاک و ہند سے شائع ہونے والی کثیر دینی کُتُب و رسائل، درجنوں جَرائد اور بیسیوں ماہنامے بھی اِس دعوے کی توثیق کرتے نظر آتے ہیں۔

دعوتِ اسلامی کی کاوشیں 1981 عیسوی بمطابق 1401 ہجری میں شروع ہونے والی عظیم تحریک "دعوتِ اسلامی"

38 سال کے عرصے کے اندر آج دنیا بھر میں اسلام اور مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت کی نمائندگی کرنے والی بہت بڑی تنظیم بن چکی ہے جس کے بانی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔

"عشقِ رضا" کا عالَم یہ ہے کہ کبھی فرماتے ہیں: "اعلیٰ حضرت پر میری آنکھیں بند ہیں" اور کبھی فرماتے ہیں: "اعلیٰ حضرت کے اَقْوال پر ہماری عُقُول قُربان، اعلیٰ حضرت کا اَقْوَل ہمیں قُبول"۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکرِ خیر کثرت سے کیا جاتا ہے آیئے! ان تجاویز کی روشنی میں دعوتِ اسلامی کی خدمات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

(1) عظیمُ الشّان مدارس اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ درسِ نظامی (یعنی عالم کورس) کے لئے 602 جامعۃُ المدینہ (للبنین و للبنات)، تعلیمِ قراٰن عام کرنے کے لئے دو ہزار نو سو اَسّی (2980) مدرسۃُ المدینہ (للبنین و للبنات) جبکہ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم دینے کے لئے ترپّن (53) دارُ المدینہ کھول چکی ہے۔ باقاعدہ تعلیم کے حوالے سے جائزہ لیں تو ملک و بیرونِ ملک جامعاتُ المدینہ میں اِس وقت باوَن ہزار آٹھ سو تینتالیس (52843) طَلَبہ و طالبات درسِ نظامی کر رہے ہیں۔ جبکہ آٹھ ہزار چھ سو ستانوے (8697) طَلَبہ و طالبات فارِغُ التَّحصیل ہوچکے ہیں۔ اس کے عَلاوہ ملک و بیرونِ ملک کے مدارسُ المدینہ میں اِس وقت ایک لاکھ پینتالیس ہزار تین سو اُنتالیس (145339) مَدَنی مُنّے اور

مَدَنی مُنّیاں زیرِ تعلیم ہیں جبکہ دو لاکھ نوّے ہزار ایک سو اِکاوَن (290151) مَدَنی مُنّے اور مَدَنی مُنّیاں ناظرہ اور حِفظِ قراٰن مکمل کرچکے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ مَدارِسُ المدینہ (بالغان و بالغات) جن کی تعداد پاکستان میں سترہ ہزار دو سو چوالیس (17244) ہے ان سے اب تک ایک لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو اُنتیس (118229) اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں قراٰنِ پاک کی تعلیم حاصل کرچکے ہیں، جبکہ ہزاروں زیرِ تعلیم ہیں۔ یہاں یہ بھی ذِہن نشین رہے کہ جامعۃُ المدینہ اور مَدْرَسۃُ المدینہ کے تحت ملک و بیرونِ ملک میں آن لائن درسِ نظامی بھی کروایا اور قراٰنِ پاک پڑھایا جاتا ہے، جس کے ذریعے اب تک سینکڑوں طلبہ و طالبات قراٰنِ پاک اور درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کرچکے ہیں، نیز سینکڑوں زیرِ تعلیم ہیں۔ دینی و عصری عُلوم کے حسین اِمتزاج دارُ المدینہ کی بات کریں تو ملک و بیرونِ ملک سولہ ہزار (16000) طَلَبہ و طالبات دارُ المدینہ میں زیرِ تعلیم ہیں نیز مستقبل میں اِنْ شَآءَ اللہ "دارُالمدینہ کالج و یونیورسٹی" کا بھی آغاز ہوجائے گا۔

نوٹ: جامعۃُ المدینہ و مدرسۃ المدینہ (علاوہ آن لائن) میں تعلیم بالکل مفت ہے جبکہ دارُ المدینہ نیز جامعۃ المدینہ و مدرسۃ المدینہ آن لائن میں معقول فیس رکھی گئی ہے۔

(2) طلبہ کو وظائف طَلَبہ کی سہولیات کی بات کریں تو جامعۃُ المدینہ کے تحت تَخَصُّص فِی الفِقْہ والحَدِیْث کے طَلَبہ کو ماہانہ (Monthly) معقول وظیفہ پیش کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ مدرسۃُ المدینہ اور جامعۃُ المدینہ کے رِہائشی طَلَبہ کو قِیام وطَعام کی سَہُولَت فَراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مجلس طِبّی علاج کے تحت فری میڈیکل بھی مُہیا کیا جاتا ہے۔

(3) مدرسین کی تنخواہیں مُدَرِّسین کی مُراعات کا جائزہ لیں تو جامعاتُ المدینہ و مَدارِسُ المدینہ کے مُدَرِّسین و مُدَرِّسات کو ماہانہ معقول مُشاہرہ (Salary) پیش کرنے کے ساتھ ساتھ رَمَضانُ المُبارَک میں بونس (Bonus) اور مقررہ چھٹیاں نہ کرنے کی صورت میں ہر چھ مہینے بعد لیو انکیشمنٹ (Leave encashment) بھی دیا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں ممتاز، بہتر اور مُناسب دَرَجہ بندی کے اِعتِبار سے سالانہ اضافہ (Increment) بھی کیا جاتا ہے اور طے شُدہ مُدّت کے حساب سے گریڈ (Grade) اور مُشاہرہ بھی بڑھایا جاتا ہے۔ نیز مجلس طِبّی علاج کے تحت مُدَرِّسین و مُدَرِّسات کو بھی مخصوص شرائط کے ساتھ فری میڈیکل کی سہولت فَراہم کی جاتی ہے۔

(4) طلبہ کی صلاحیتوں کی جانچ اور تقسیم کاری طَلَبہ کو باعتِبارِ صَلاحیّت کام میں لگانے کے حوالے سے دیکھیں تو جامعۃُ المدینہ سے فارِغُ التَّحصیل ہونے کے بعد اگر "مَدَنی"[1] تدریس کا اہل اور خواہشمند ہو تو تدریسی کورس کروایا جاتا اور مَسنَدِ تدریس سپرد

(1) جامعۃُ المدینہ سے فارِغُ التَّحصیل ہونے والے اسلامی بھائیوں کو "مَدَنی" اور اسلامی بہنوں کو "مَدَنیہ" کہا جاتا ہے۔

کی جاتی ہے۔ مفتی بننے کی صلاحیت و خواہش رکھنے والے مَدَنی کو تَخَصُّص فِی الْفِقْه اور اُس کے بعد تدریب (یعنی فتویٰ لکھنے کی مشق) کروائی جاتی ہے نیز تمام مراحل میں کامیابی کے بعد دارُ الافتاء اہلِ سنّت میں اپنی خدمات فَراہم کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ علمِ حدیث سے شغف رکھنے والے مَدَنی کو تَخَصُّص فِی الْحَدِیْث کروایا جاتا ہے۔ مَدَنی عُلَما کو انگلش، عربی، چائنیز وغیرہ (مختلف زبانیں) سکھائی جاتی اور عند الضرورت مختلف مُمالک میں تدریس و نیکی کی دعوت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی میں تصنیف و تالیف کا ایک علمی و تحقیقی شُعبہ بنام "المدینۃُ العلمیۃ" بھی موجود ہے جس میں درج ذیل 15 ذیلی شعبے ہیں: 1 کُتُبِ اعلیٰ حضرت 2 تراجمِ کُتُب (عَرَبی سے اُردو) 3 درسی کُتُب 4 اِصلاحی کُتُب 5 تفتیشِ کُتُب 6 شعبۂ تخریج 7 فیضانِ قراٰن 8 فیضانِ حدیث 9 فیضانِ صحابہ واہلِ بیت 10 فیضانِ صحابیات و صالحات 11 فیضانِ امیرِ اَہلِ سنّت 12 فیضانِ مَدَنی مذاکرہ 13 فیضانِ اَولیا و عُلَما 14 بیاناتِ دعوتِ اسلامی 15 رسائلِ دعوتِ اسلامی۔

شعبہ جات کے ان ناموں ہی سے ظاہر ہے کہ ہر شعبے میں تصنیف و تالیف کا کام جُدا ہے، صلاحیت کے اعتبار سے توزیع و تقسیم کاری کا خیال رکھتے ہوئے مَدَنی عُلَما کو مختلف فُنون و موضوعات پر تصنیف و تالیف و تحقیق کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ ان سب مُصَنِّفین، مُدَرِّسین، مُتَخَصِّصِین اور مبلغین کو معقول مشاہرہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

(5) ملک و بیرونِ ملک مبلغین کی فراہمی الحمدُ لِلّٰہ! مَدَنی عُلَما کو صلاحیت اور ضرورت کے اعتبار سے باقاعدہ مُشاہَرہ طے کر کے پاکستان اور بیرونِ ملک کے مختلف جامعات، مَدارِس، مساجد اور تربیت گاہوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں وہ سنّتوں بھرے بیانات اور انفرادی کوشش وغیرہ کے ذریعے دین کی خدمت کی سَعادت پاتے ہیں، اس کیلئے اُنہیں مختلف کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ تادمِ تحریر 100 سے زائد مَدَنی اسلامی بھائی بیرونِ ملک مختلف خدمات سَر اَنجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مَدَنی عُلَما کو تحریری خدمات کا موقع فَراہم کرنے کیلئے فی الوقت پاکستان کے 2 شہروں (بابُ المدینہ کراچی اور سردار آباد، فیصل آباد) میں المدینۃ العلمیۃ قائم کیا گیا ہے۔

شعبہ المدینۃ العلمیۃ

(6) کتابیں تحریر کرانا ماقبل سُطور میں آپ المدینۃ العلمیۃ کا کچھ احوال مُلاحظہ کرچکے ہیں، اِس شعبے میں تادمِ تحریر اسّی سے کچھ زائد مَدَنی عُلَمائے کِرام یومیہ 8 اور 10 گھنٹے کی بنیادوں پر دینی ضرورت کے اعتبار سے کُتُب و رسائل تصنیف و تالیف کر رہے ہیں جس کا انہیں معقول مُشاہرہ، سالانہ بونس اور شش ماہی بنیاد پر لیو انکیشمنٹ دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ممتاز، بہتر اور مُناسب دَرَجہ بندی کے اعتبار سے مُشاہرہ اور مدت وصلاحیت کے اعتبار سے گریڈ بھی بڑھایا جاتا ہے۔ نیز اِن حضرات کو (چند مخصوص شرائط کے ساتھ) مجلس طبی علاج کے تحت فری میڈیکل کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ تادمِ تحریر اِن مَدَنی عُلَما کی کاوِشوں سے 500 کے قریب کُتُب و رسائل دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے خوبصورت انداز میں چھپ کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کا ایک شعبہ "مجلس تراجم" بھی ہے جس کے تحت المدینۃ العلمیۃ اور اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے کُتُب و رسائل کا ماہرین کی زیرِ نگرانی دنیا کی 37 زبانوں میں ترجمہ کروایا جاتا ہے، تادمِ تحریر 320 سے زائد کُتُب و رسائل کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جاچکا ہے اور درجنوں کُتُب کا ترجمہ جاری ہے۔

(7) کتابوں کی مفت فراہمی المدینۃ العلمیۃ میں تصنیف و تالیف کے علاوہ بُزُرگانِ دین رحمھم اللہ المبین کی کُتُب پر تخریج (حوالہ جات)، ترجمہ، تحقیق اور تسہیل وغیرہ کا کام بھی ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اب تک بُزُرگانِ دین رحمھم اللہ المبین کی 130 سے زائد کُتُب مکتبۃ المدینہ کے ذریعے منظرِ عام پر آچکی ہیں جنہیں ھدیۃً پیش کیا جاتا ہے۔ جہاں تک اِن تصنیف شُدہ اور نو تصنیف کُتُب و رسائل کو عاشقانِ رسول تک مُفت پہنچانے کا تعلق ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس عظیم کام کیلئے "مجلس تقسیمِ رسائل" قائم کی گئی ہے جو عاشقانِ رسول کے لنگرِ رسائل کی مَد میں دیئے گئے چندے کو استعمال کر کے ہزاروں کُتُب و رسائل عاشقانِ رسول تک پہنچاتی ہے۔ نیز اِس شعبے کے تحت کثیر عُلَمائے اَہلِ سنّت و دیگر شخصیات کو بھی ماہانہ بنیاد پر کُتُب و رسائل تحفۃً پیش کیے جاتے ہیں۔ اِس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کی مجلس آئی ٹی (I.T) کے تحت مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ کُتُب و رسائل دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر اپ لوڈ (Upload) کیے جاتے ہیں، جہاں سے انہیں مفت ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Printout) بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اِسی شعبے کے تحت ایک سوفٹ ویئر (Software) "المدینہ لائبریری" بھی بنایا گیا ہے جو بیان کردہ ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے، اِس سوفٹ ویئر میں مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتابیں بشمول قرآنِ مجید موجود ہیں، جن میں سرچنگ (Searching) اور کاپی

پیسٹ (Copy paste) کی سہولت بھی دی گئی ہے، اس سوفٹ ویئر کو وقتاً فوقتاً اپ ڈیٹ بھی کیا جاتا ہے۔

(8) شہروں میں نگرانوں کا تقرر شہر شہر سفیر اور نگران کا تقرر کس طرح کیا گیا ہے اِس کے لئے دعوتِ اسلامی کا تنظیمی سیٹ اپ ملاحظہ کیجئے:

سب سے پہلے ذیلی حلقہ ہوتا ہے (جو عموماً ایک مسجد اور 3 اراکین پر مشتمل ہوتا ہے)، پھر حلقہ مُشاورت ہوتی ہے (جو تقریباً 5 مساجد اور 4 اراکین پر مشتمل ہوتی ہے)، اس کے بعد علاقہ مُشاورت ہوتی ہے (جو تقریباً 5 حلقوں اور 6 اراکین پر مشتمل ہوتی ہے)، پھر ڈویژن مشاورت ہوتی ہے (جو تقریباً 5 علاقوں اور 19 اراکین پر مشتمل ہوتی ہے)، اس کے بعد کابینہ ہوتی ہے (جو چند ڈویژن اور 43 اراکین پر مشتمل ہوتی ہے)، پھر زون ہوتا ہے (جو چند کابینہ کو ملا کر 56 اراکین پر مشتمل بنایا جاتا ہے) اور اس کے بعد صُوبہ یا رِیجن ہوتا ہے۔ ہر ملک میں اِسی ترتیب سے ذِمّہ داران کا تقرر ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ بیان کردہ نِظام دنیائے دعوتِ اسلامی میں جس طرح اسلامی بھائیوں میں قائم ہے اسی طرح اِسلامی بہنوں میں بھی قائم ہے، اسلامی بہنوں پر مشتمل "عالمی مجلس مُشاورت" کے تحت ان کے بھی ذیلی حلقے، حلقے، علاقے، ڈویژن، کابینہ اور زون ہوتے ہیں جن میں اِسلامی بہنیں شرعی پردے کی پابندی کے ساتھ مَدَنی کام کرتی ہیں۔

دنیائے دعوتِ اسلامی کے اِس سارے سیٹ اَپ کو مضبوط رکھنے کے لئے "مرکزی مجلسِ شوریٰ" قائم ہے جو تادمِ تحریر 26 اراکین پر مشتمل ہے۔ صرف پاکستان کی بات کی جائے تو یہاں 25 زون ہیں جن میں 135 کابینہ موجود ہیں۔ یوں بلامُبالغہ ہزاروں ذِمّہ داران اپنی اپنی سطح پر مَدَنی کاموں کے لئے کوششیں فرماتے اور مسلکِ اہلِ سنّت و جماعت کی زبردست ترویج واشاعت کرتے ہیں۔ اِن تمام ذِمّہ داران کو دنیا بھر میں جہاں لٹریچر کی ضرورت ہوتی ہے وہ تنظیمی ترکیب کے تحت ان چیزوں کی مَدَنی مرکز سے ڈیمانڈ کرتے ہیں اور ان کی ضرورت حتَّی الامکان پوری کی جاتی ہے۔ نیز دین کی ترویج و اشاعت کیلئے دنیا بھر میں مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اراکین اور دیگر مبلغین کا مَدَنی قافلوں میں سفر بھی جاری رہتا ہے۔

(9) دینی شعبوں میں تقرر

الحمدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کے تحت باصلاحیت مَدَنی عُلَما کو "نیکی کی دعوت" دنیا بھر میں عام کرنے کے عظیم کام میں مصروفِ عمل رکھنے کے لئے جون 2014 بمطابق شعبانُ المعظم 1435 ہجری میں ایک شعبہ بنام "مَدَنی کا تقرر" قیامِ عمل میں آیا، جس کا مقصد صرف زیرِ بحث نکتہ کی تکمیل تھا، اِس شعبہ کے تحت فکرِ معاش میں مشغول قابل اور باصلاحیت مَدَنی عُلَمائے کرام سے رابطہ کر کے اُن کی صلاحیت کے اعتبار سے دعوتِ اسلامی کے 104 سے

زائد شعبہ جات میں سے کسی شعبے میں معقول مُشاہَرے پر اُن کا تقرر کیا جاتا ہے، تادمِ تحریر صرف 4 سال کے عرصے میں یہ شعبہ 2000 سے زائد مَدَنی عُلَمائے کرام کا مختلف شعبوں میں تقرر کرواچکا ہے اور مزید آگے سفر جاری ہے۔

(10) پرنٹ میڈیا کا استعمال پرنٹ میڈیا(Print media) اور الیکٹرانک میڈیا(Electronic media) کا ہماری زندگی میں جو کردار ہے وہ کسی سے ڈھکا چُھپا نہیں ہے، الحمد للہ تعالیٰ! دعوتِ اسلامی نے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا دونوں کے ذریعے فکرِ رضا کو عام کرنے کی سعی کی ہے۔ چنانچہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے ترویج و اشاعتِ اَہلِ سنّت کے لئے "مجلسِ تقسیمِ رسائل" فعّال(Active) رہتی ہے یوں ماہنامہ فیضانِ مدینہ ہر ماہ ہزاروں عاشقانِ رسول تک پہنچ جاتا ہے۔ الحمد للہ عزوجل جنوری 2017ء / ربیع الآخر 1438ھ سے جنوری 2018ء / ربیع الآخر 1439ھ تک تقریباً 11 لاکھ 56 ہزار کی تعداد میں شائع ہوچکے ہیں۔ "صد سالہ عُرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر دعوتِ اسلامی نے عاشقانِ رسول کو فیضانِ رضا کی نفیس خوشبوؤں سے مہکانے کے لئے بِحَمْدِ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا یہ دیدہ زیب و دِل آویز خصوصی شمارہ "فیضانِ اِمامِ اَہلِ سنّت" شائع کرنے کی سعی کی ہے۔ اِس کے علاوہ مجلس آئی ٹی کے تحت مختلف مَدَنی عُلَمائے کرام درجنوں موضوعات پر

جہاں دعوتِ اسلامی نے مکتبۃُ المدینہ سالہا سال پہلے قائم کیا وہاں جنوری 2017 بمطابق ربیعُ الثّانی 1438 ہجری میں ماہنامہ فیضان مدینہ کا بھی آغاز کیا جو دلچسپ اور مفید مَضامین کے تنوّع اور اپنی دلکشی و جاذبیت کی وجہ سے عوامِ اَہلِ سنّت میں کافی مقبول ہوا، الحمد للہ! یہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ پابندیِ وقت کے ساتھ ہر ماہ 2 زبانوں یعنی اُردو اور انگلش میں مکتبۃُ المدینہ سے رنگین اور سادہ دونوں صورتوں میں شائع ہوتا ہے، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے مُنفرِد اور مُتعدّد مَضامین اسے ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت بناتے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں شائع ہونے والے اِس ماہنامہ کو ملک و بیرونِ ملک میں عام کرنے

مَضامین (Articles) لکھ کر ہفتہ وار یا ماہانہ بنیاد پر دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کرتے ہیں جہاں سے دنیا بھر کے عاشقانِ رسول اِن مُستَنَد (Authentic) اور مفید مَضامین سے مُفت اِستِفادہ کرسکتے ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا کی بات کریں تو اِس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسا چینل ہونا چاہئے جو مسلمانوں کے عقائد و اعمال میں آنے والے بگاڑ کو دور کرنے میں اپنا کردار ادا کرے اور لوگوں کی اِصلاح کا سامان کر کے انہیں عشقِ رسول کے جام بھر بھر کر پلائے۔ الحمد للہ! یہ

خلا پُر کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی نے 10 رمضانُ المبارک 1428ھ کو ایک 100 فیصد خالص اِسلامی چینل یعنی "مَدَنی چینل" کا آغاز کیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈبل بارہ گھنٹے ایکٹو رہنے والے اِس الیکٹرانک مُبلِّغ نے 7 سیٹلائٹ(Satellites) کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر نیکی کی دعوت کی دھوم مچانا شروع کردی، فرض عُلوم، عقائد کی دُرستی، باطنی بیماریوں کی اصلاح و دیگر اہم ترین موضوعات پر مختلف سلسلے شروع ہوگئے، جس کے نتیجے میں نہ صرف گمراہ اپنی گمراہی چھوڑ کر صحیح العقیدہ بننے لگے بلکہ غیر مسلم بھی دولتِ ایمان سے مُشرّف ہوکر عاشقانِ رسول کی فہرست میں شامل ہونے لگے۔ تادمِ تحریر مَدَنی چینل اُردو کے ساتھ ساتھ انگلش اور بنگلہ زبان میں بھی سنّتوں کی دھوم مچا رہا ہے، اور مستقبل میں اِنْ شَآءَ اللہ کئی زبانوں میں مَدَنی چینل کا آغاز ہوجائے گا۔ اِس کے ساتھ ساتھ دعوتِ اسلامی کا ایک شعبہ "سوشل میڈیا دعوتِ اسلامی" بھی ہے، جس کے ذریعے مختلف مَضامین، مَدَنی پھولوں پر مشتمل تصاویر اور مَدَنی گلدستے، مبلغین کے سنّتوں بھرے بیانات اور مختلف موضوعات پر شارٹ کلپس (Short Clips) وغیرہ مختلف سوشل نیٹ ورکس (Social networks) پر اَپ لوڈ کئے جاتے ہیں، جنہیں کثیر ممالک میں عاشقانِ رسول دیکھتے، شیئر (Share) کرتے اور اپنی اِصلاح کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کا سامان کرتے ہیں۔ فَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ۔

بیان کردہ تمام خدمات کا سہرا بلاشک وشُبہ شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے سَر سَجتا ہے، آپ کا عشقِ رسول، فکرِ اُمّت، مَسلکِ اَہلِ سنّت پر تَصلُّب اور خُلوص ولِلّٰہیّت وہ چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر آپ نے اللہ کی عطا سے اتنا عظیم اِنقلاب برپا کیا اور اِسی وجہ سے آپ کی ذات میں عاشقانِ رسول کو اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی جھلک نظر آتی ہے۔ ؎

فکرِ رضا کو کردیا عالَم پہ آشکار
یہ تیرا اُونچا کام ہے الیاس قادری
سَر مَستیِ رضا کی ہر عالَم میں دھوم ہے
ساقیِ دورِ جام ہے الیاس قادری
ہے دعوتِ اسلامی کی دنیا میں دھوم دھام
مقبول تیرا کام ہے الیاس قادری

(علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی صاحب)

اللہ کریم امیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کو درازیِ عمر بالخیر نصیب فرمائے اور دعوتِ اِسلامی کو مزید عُروج عطا کرے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

طبیبوں کے لئے اعلیٰ حضرت کے مدنی پھول

کاشف شہزاد عطاری مدنی*

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی شہرت اگرچہ ایک عالم و مفتی کے طور پر ہے لیکن آپ کی تحریروں میں زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ افراد کے لئے راہنمائی (Guideline) موجود ہے۔ ذیل میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کا ایک ایسا مکتوب مع خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔[1] جس میں آپ نے ایک طبیب کو علاج سے متعلق راہنما مدنی پھول عنایت فرمائے۔ آج سے تقریباً 133 سال پہلے لکھا گیا یہ خط بالخصوص شعبۂ طب (Medical) سے وابستہ افراد اور بالعموم تمام مسلمانوں کے لئے آج بھی اتنا ہی مُفید ہے جتنا اس زمانے میں تھا۔

از بریلی — 4 جمادی الآخر 1306ھ

برادرِ عزیز مولانا عبدالعزیز سَلَّمَہُ الْعَزِیْزُ عَنْ کُلِّ رَجِیْز

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا خط آیا خوش کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو دستِ شِفا بخشے اور جفاو شِقا (ظلم اور بد بختی) سے محفوظ رکھے۔ برادرم (میرے بھائی)! تم طبیب ہو، میں اس فن سے محفوظ مگر وہ دلی محبت جو مجھے تمہارے ساتھ ہے مجبور کرتی ہے کہ چند حرف تمہارے گوش گزار کروں:

① جانِ برادر! جس طرح فقہ میں صدہا حوادث (سینکڑوں واقعات) ایسے پیش آتے ہیں جو کُتُب میں نہیں اور اُن میں حُکم لگانا ایک سخت و دُشوار گزار پہاڑ کا عُبور کرنا ہے جس میں بڑے بڑے ٹھوکریں کھاتے ہیں، بِعَیْنِہٖ یہی حال طِب کا ہے بلکہ اس سے بھی نازک تر، بالکل بے دیکھی چیز پر حکم کرنا ہے۔ پھر اگر آدمی قابلیتِ تامہ نہیں رکھتا اور برائے خود کچھ کر بیٹھا اگرچہ اتفاق سے ٹھیک بھی اتری، گناہگار ہوگا۔ جس طرح تفسیر قرآن کے بارے میں ارشاد ہوا: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَأْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور ٹھیک ہی کہے، جب بھی خطا کی۔ (ترمذی، 4/440، حدیث: 2961)

یوں ہی حدیث شریف میں فرمایا: مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ یُعْلَمْ مِنْہُ طِبٌّ فَھُوَ ضَامِنٌ جو طب کرنے بیٹھا اور اس کا طبیب ہونا معلوم نہ ہو اس پر تاوان ہے۔ (مشکوٰۃ، 1/641، حدیث: 3504) یعنی اس کے علاج سے کوئی بگڑ جائے گا تو اس کا خون بہا اس کی گردن پر ہوگا۔ اگرچہ کسی اُستادِ شفیق نے تمہیں مجاز و ماذون کر دیا ہو (یعنی علاج کرنے کی اجازت دیدی ہو) مگر میری رائے میں تم ہرگز ہرگز ہنوز مُستقل تنہا (علاج) گوارا نہ کرو اور جب تک ممکن ہو مَطَب (Clinic) دیکھتے اور اصلاحیں لیتے رہو۔ میں نہیں کہتا کہ جُداگانہ مُعالَجہ (Medical treatment) کے لئے نہ بیٹھو، بیٹھو مگر اپنی رائے کو ہرگز رائے نہ سمجھو اور ذرا ذرا میں اساتذہ سے اِستعانت (مدد) لو۔

② رائے لینے میں کسی چھوٹے بڑے سے عار (شرم) نہ کرو۔ کوئی علم (میں) کامل نہیں ہوتا، آدمی (نے) بعد فراغِ درس (تعلیم حاصل کرنے کے بعد) جس دن اپنے آپ کو عالمِ مُستقل جانا اسی دن اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔

③ کبھی محض تجربہ پر بے تشخیصِ حادثۂ خاص (بیماری کو Diagnose کئے بغیر) اعتماد نہ کرو۔ اختلافِ فصل، اختلافِ بلد، اختلافِ عُمر، اختلافِ مِزاج (موسم، شہر، عمر، مزاج کے مختلف ہونے) وغیرہا بہت باتوں سے علاج مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک نسخہ ایک مریض کیلئے ایک فصل میں صدہا بار مُجرَّب (سینکڑوں بار تجربہ) ہو چکا، کچھ ضرور نہیں کہ دوسری فصل میں بھی کام دے بلکہ ممکن کہ ضَرر (نقصان) پہنچائے وَعَلٰی ھٰذَا اِخْتِلَافُ الْبِلَادِ وَالْاَعْمَارِ وَالْاَمْزِجَۃِ وَغَیْرِھَا (شہروں، عمروں اور مزاجوں کے مختلف ہونے کا بھی یہی معاملہ ہے)۔

④ مَرض کبھی مُرَکَّب ہوتا ہے۔ ممکن کہ ایک نسخہ ایک مرض کے لئے تم نے فُصُولِ مُخْتَلِفَہ، بِلَادِ مُتَعَدِّدَہ و اَعْمَارِ مُتَفَاوِتَہ و اَمْزِجَہ مُتَبَایِنَہ (مختلف موسموں، شہروں، عمروں اور مزاجوں) میں تجربہ کیا اور ہمیشہ ٹھیک اترا مگر وہ مرض ساذج (سادہ Simple) تھا یا کسی ایسے مریض (Patient) کے ساتھ جسے یہ مُضِر (نقصان دہ Harmful) نہ تھا، اب جس شخص کو دے رہے ہو اس

---

[1] بعض مقامات پر معمولی ترمیم کی گئی ہے۔

*ماہنامہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

میں (سادہ مرض) ایسے مرض سے مُرَکّب ہو جس کے خلاف ضَرَر (نقصان) دے گا اور وہ تجربہ صد (100) سالہ لَغْو (بے کار) ہو جائے گا۔ (5) ابھی اِبتدائے اَمر (Practice کا آغاز) ہے۔ کبھی بعض دَلالات (علامتوں) پر مَدارِ تشخیص (بیماری کی پہچان کی بنیاد) نہ رکھو مثلاً صرف نَبض یا مُجَرَّد تَفْسِرَہ (صرف قارورہ) یا محض اِستماعِ حال (حالت سننے) پر قناعت نہ کرو، کیا ممکن نہیں کہ نَبض دیکھ کر ایک بات تمہاری سمجھ میں آئے اور جب قارُورَہ (پیشاب کی شیشی، Urine Bottle) دیکھو، رائے (Opinion) بدل جائے، تو بالضَّرور حتَّی الامکان بطرفِ تشخیص (مرض کی پہچان کے ایک سے زائد ذرائع) کو عمل میں لاؤ اور ہر وقت اپنی عِلْم وفَہم و حَول وقُوَّت سے بری ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں اِلتجا کرو کہ اِلقائے حق (صحیح بات کی طرف رہنمائی) فرمائے۔ (6) کبھی کیسے ہی ہلکے سے ہلکے مَرَض کو آسان نہ سمجھو اور اس کی تشخیص و مُعالَجہ میں سَہْل اَنگاری (سستی) نہ کرو،

دشمن نہ تواں حقیر و بے چارہ شُمرد (دشمن کو چھوٹا اور بے بس نہیں سمجھنا چاہئے)

ہوسکتا ہے کہ تم نے بادِیُ النَّظر میں (سرسری نظر سے) سَہْل (آسان) سمجھ کر جُہدِ تام نہ کیا (خوب کوشش نہ کی) اور وہ باعثِ غلطی تشخیص ہوا جس نے سہل کو دشوار کردیا یا فِی الْوَاقِع (درحقیقت) اسی وقت ایک مرض عَسِیر (مشکل) تھا اور تم نے قِلّتِ تحقیق سے آسان سمجھ لیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ دِق (ٹی بی) سا دُشوار مرض وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اوّل (شروع میں) سَہْل معلوم ہوتا ہے۔ (7) مریض یا اس کے تیماردار جس قدر حال بیان کریں کبھی اس پر قناعت نہ کرو، ان کے بیان میں بہت باتیں رہ جاتی ہیں جنہیں وہ نقصان نہیں سمجھتے یا ان کے خیال اس طرف نہیں جاتے۔ ممکن ہے کہ وہ سب بیان میں آئے (تو) صورتِ واقعہ دِگرگوں (کچھ اور) معلوم ہو۔ میں نے مسائل میں صدہا (سینکڑوں مرتبہ) آزمایا ہے کہ سائل نے تقریراً یا تحریراً (زبانی یا تحریری طور پر) جو کچھ بیان کیا اس کا حُکم کچھ اور تھا، جب تفتیش کرکے تمام مَالَہٗ وَمَاعَلَیْہ (تفصیلات) اس سے پوچھے گئے، اب حکم بدل گیا۔ بہت مواقع پر ہم لوگوں (مفتیانِ کرام) کو رخصت ہے کہ مُجَرَّد (صرف) بیانِ سائل پر فتویٰ دیدے مگر طبیب (Doctor) کو ہرگز اجازت نہیں کہ بے تشخیصِ کامل (مرض کو اچھی طرح Diagnose کئے بغیر) زبان کھولے۔ (8) تمام اَطِبّاء (Doctors) کا معمول ہے اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہ (چند ایک کے علاوہ) کہ نسخہ لکھا اور حوالہ کیا، ترکیبِ استعمال زبان سے ارشاد نہیں ہوتی۔ بہت مریض جُہلاءِ زمانہ (بے پڑھے لکھے) ہوتے ہیں کہ آپ کا لکھا ہوا نہ پڑھ سکیں گے۔ طبیب صاحب (Doctor) کو اعتماد یہ ہے کہ عطّار (دوا بیچنے والا) بتادے گا، عطّار کی وہ حالت ہے کہ مزاج نہیں ملتے اور ہجومِ مرض سے اس بیچارے (مریض) کے خود حواس گُم ہیں۔ اس جلدی میں انہوں نے آدھی چہارم (نامکمل) بات کہی اور دام سیدھے کئے اور رخصت۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ غلط استعمال سے مریض کو مَضَرَّتیں پہنچ گئیں (نقصان پہنچ گیا)، لہٰذا بہت ضروری ہے کہ تمام ترکیبِ دوا و طریقۂ اصلاح و استعمال خوب سمجھا کر سمجھ کر ہر مریض سے بیان کرے، خُصوصاً جہاں اِحتمال ہو کہ فرق آنے سے نقصان پہنچ جائے گا۔ (9) اکثر اطبّاء نے کج خُلقی و بدزبانی و خُردماغی و بے اِلتفاتی اپنا شِعار (پہچان) کرلی، گویا طِب کسی مرضِ مُزمِن (پرانی بیماری) کا نام ہے جس نے یوں بدمزاج کرلیا۔ یہ بات طبیب کے لئے دین و دنیا میں زہر ہے۔ دین میں تو ظاہر ہے کہ تکبّر و رعونت و تشدُّد و خُشُونت (سختی) کس درجہ مذموم ہے خصوصاً حاجت مند کے ساتھ اور دنیا میں یوں کہ رُجوعِ خلق (لوگوں کی آمد) ان کی طرف کم ہوگی، وہی آئیں گے جو سخت مجبور ہو جائیں گے، لہٰذا طبیب پر اہم واجبات سے ہے کہ نیک خُلق، شیریں زبان، مُتواضع، حلیم، مہربان ہو، جس کی میٹھی باتیں شربتِ حیات کا کام کریں۔ طبیب کی مہربانی و شیریں زبانی مریض کا آدھا مرض کھودیتی ہے اور خواہی نخواہی دل اس کی طرف جھکتے ہیں اور نیک نیت سے ہوتا ہے تو خدا بھی راضی ہوتا ہے جو خاص جالبِ دستِ شفاء ہے۔ (10) بہت جاہل اَطِبّاء کا انداز ہے کہ نبض دیکھتے ہی مرض کا عَسِیرُالْعِلاج (مشکل علاج والا) ہونا بیان کرنے لگتے ہیں اگرچہ واقعی میں سَہْلُ الْاِدْرَاک (آسان علاج والا) ہو۔ مطلب یہ کہ اچھا ہو جائے گا تو ہمارا شکر زیادہ ادا کرے گا اور شُہرہ بھی ہوگا کہ ایسے

بگڑے کو تندرست کیا حالانکہ یہ محض جہالت ہے، بلکہ اگر واقع میں مرض دشوار بھی ہو تاہم ہرگز اس کی بُو آنے نہ پائے (مریض کو اس بات کا پتہ نہ چلنے پائے) کہ یہ سن کر دردمند دل ٹوٹ جاتا ہے اور صدمہ پاکر ضُعفِ طبیعت باعثِ غلبۂ مرض ہوتا ہے، بلکہ ہمیشہ بکشادہ پیشانی تسکین و تسلی کی جائے کہ کوئی بات نہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اب آپ اچھے ہوئے۔ (11) بعض احمق ناکردہ کار یہ ظلم کرتے ہیں کہ دوا کو ذریعۂ تشخیصِ مرض بتاتے ہیں یعنی جو مرض اچھی طرح خیال میں نہ آیا انہوں نے رَجْماً بِالْغَیْب (اندازے سے) ایک نسخہ لکھ دیا کہ اگر نفع کیا تو فَبِہا (اچھی بات) ورنہ کچھ حال تو کھلے گا، یہ حرام قطعی ہے۔ علاج بعدِ تشخیص ہونا چاہئے نہ کہ تشخیص بعدِ علاج۔

اس قسم کی صدہا باتیں ہیں مگر اس قلیل کو کثیر پر حمل کرو اور میں اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وقتاً فوقتاً تمہیں مطلع کرتا رہوں گا۔ بہت باتیں ایسی ہیں جن کا اس وقت بیان ضرور نہیں، جب خدا نے کیا کہ تمہارا مَطَب (Clinic) چل نکلا اور رُجوعِ خلائق ہوئی اس وقت اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَظِیْم بیان کروں گا۔ اگر تمہیں یہ میری تحریر مقبول (ہو) تو اسے بطور دَسْتُوْرُ الْعَمَل اپنے پاس رکھو اور اس کے خلاف کبھی نہ چلو، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بہت نفع پاؤ گے اور اگر یہ سمجھ کر یہ طِب سے جاہل ہے، اس فن میں اس کی بات پر کیا اعتماد، تو بے شک یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہے۔ اس تقریر پر مناسب ہے کہ اپنے اساتذہ کو دکھالو اور وہ پسند کریں (تو) معمول بہ کرو۔

وَالسَّلَامُ خَیْرُ خِتَام فقیر احمد رضا قادری عُفِیَ عَنْہُ

4 جمادی الآخر، روز جمعہ 1306ھ

(کلیاتِ مکاتیبِ رضا دوم، ص 147)

خلاصہ (1) علمِ فقہ کی طرح علمِ طب کا معاملہ بھی انتہائی نازک اور دشوار ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ علمِ طب کے حصول کے بعد فوراً علاج معالجہ شروع کرنے کے بجائے کچھ عرصہ کسی ماہر ڈاکٹر کی صحبت میں رہ کر علاج کی مشق کی جائے۔ (2) طبیب کو چاہئے کہ کسی بڑے یا چھوٹے سے مشورہ کرنے میں شرم نہ کرے اور وقتاً فوقتاً ماہر ڈاکٹروں سے مشورہ کرتا رہے۔ اپنے آپ کو مشورے سے بے پرواہ اور فن کا ماہر سمجھنا، ناسمجھی کی پہلی سیڑھی ہے۔ (4،3) ایک دوا بسا اوقات ایک مریض کے لئے فائدہ مند اور دوسرے کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے لہٰذا بیماری کی پہچان کے بغیر ہرگز دوا کا استعمال نہ کروایا جائے۔ یونہی بسا اوقات ایک سے زائد امراض جمع ہوجاتے ہیں، اس کے اعتبار سے بھی دوا میں فرق ہوگا۔ عُمر، مزاج اور آب و ہوا وغیرہ کے مختلف ہونے سے بھی علاج مختلف ہوسکتا ہے۔ (5) مرض کی پہچان کے لئے ایک ذریعے پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ مختلف ذرائع سے اس کی تصدیق کی جائے نیز اپنی مہارت پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی جائے۔ (6) کسی بیماری کو معمولی سمجھ کر اس کے علاج میں کوتاہی نہ کی جائے، ٹی بی جیسی خطرناک بیماری بھی ابتدا میں معمولی لگتی ہے۔ (7) مریض یا اس کے ساتھ آنے والے فرد کے بیان کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ تمام ضروری معلومات حاصل کرکے پھر علاج شروع کیا جائے۔ (8) کون سی دوا کتنی اور کب استعمال کرنی ہے نیز کھانے پینے وغیرہ میں کیا احتیاطیں کرنی ہیں اس کے بارے میں مریض یا اس کے تیماردار کو اچھی طرح سمجھایا جائے۔ میڈیکل اسٹور والے کے بھروسے پر یا دیگر مریضوں کو دیکھنے کی جلدی میں اس معاملے سے پہلو تہی نہ کی جائے۔ (9) مریضوں کے ساتھ بے اِعتنائی اور بداَخلاقی سے پیش آنا دین کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی نقصان دہ ہے کہ بداخلاق آدمی سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔ رِضائے الٰہی پانے کے لئے خوش اَخلاقی کو معمول بنایا جائے تو اس کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ لوگ زیادہ رجوع کریں گے اور انہیں شفا بھی حاصل ہوگی۔ (10) بیماری اگرچہ خطرناک اور جان لیوا ہو لیکن حَتَّی الامکان مریض کو تسلی اور شفا کی امید دلائی جائے، اس کی ڈھارس بندھائی جائے۔ اپنی شہرت (Publicity) کی خاطر معمولی بیماری کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کرنا کہ مریض کے ٹھیک ہونے پر میرا نام ہوگا، شرعی اور اخلاقی اعتبار سے انتہائی نامناسب عمل ہے۔ (11) بیماری کی تشخیص (Diagnose) کئے بغیر اندازے سے مریض کو دوا دینا کہ یا تو ٹھیک ہوجائے گا یا پھر اس کی بیماری ظاہر ہوجائے گی، ناجائز عمل ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم

مکاتیبِ رضا سے انتخاب

ابوالحسنین عطاری مدنی

پیغام رسانی کا قدیم ذریعہ جس شخص سے براہِ راست گفتگو کرنا ممکن نہ ہو اس تک اپنا پیغام پہنچانے کیلئے مَکتوب (خط، Letter) کا سہارا لینے کا سلسلہ زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ قراٰنِ کریم میں اُس مُقدّس خط کا ذکر موجود ہے جو حضرت سیّدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکۂ بلقیس کے نام روانہ فرمایا تھا۔ (پ19، النمل:28) ہمارے پیارے نبی، مکی مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے بھی غیر مسلم بادشاہوں وغیرہ کو اسلام کی دعوت دینے سمیت مختلف مدنی مقاصد کے لئے خطوط لکھوائے جو سیرتِ نبوی کا ایک اہم باب ہیں۔

پیغام رسانی کے لئے لکھے جانے والے خُطوط کسی دور میں کبوتر وغیرہ پرندوں کے ذریعے بھیجے جاتے تھے۔ اس مقصد کے لئے تیز رفتار سُواروں کا استعمال بھی ہوا اور آج دنیا کے تقریباً تمام مَمالک میں محکمۂ ڈاک موجود ہے جو خُطوط رسانی کرتا ہے۔

شخصیت کی عکاسی انسان کی گفتگو کی طرح تحریر بھی اس کی شخصیت کی عکاسی کرتی ہے۔ بزرگانِ دین کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے سے ان کی شان و عظمت اور عُلوم و حکمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت سیّدنا مُجدّدِ الف ثانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے "مکتوباتِ امام ربانی" سمیت کئی بزرگوں کے مکتوبات آج بھی امت کی راہنمائی کررہے ہیں۔

مکتوباتِ رضا کی تعداد اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا حلقۂ احباب جس قدر وسیع تھا اسے دیکھتے ہوئے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے مکتوبات کی تعداد بلامبالغہ ہزاروں میں ہوگی۔ ان میں سے جس قدر مَکاتیب دستیاب ہیں وہ آپ کی عِلمیّت اور اَخلاق و کردار کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں۔

مکتوباتِ اعلیٰ حضرت کی دو اقسام اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (1) سائلین کے نام شرعی سوالات کے جوابات پر مشتمل خُطوط (2) احباب کے نام خطوط۔ فتاویٰ پر مشتمل خطوط میں صرف پوچھے گئے سوال کا

* ماہنامہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

جواب دینا مقصود ہوتا ہے جبکہ احباب کے نام لکھے گئے مکتوبات میں اپنی خیریت کی خبر دینا، خیریت معلوم کرنا، علوم و معارف کے مدنی پھول لٹانا، اوراد و وظائف اور طِبّی علاج بتانا، مُفید مشورے دینا اور دعاؤں سے نوازنا، تعزیت یا مبارکباد وغیرہ مختلف مقاصد پیشِ نظر ہوتے ہیں۔ اس مضمون میں ہم صرف دوسری قسم کے خطوط کا ذکرِ خیر کریں گے۔ آیئے! گلستانِ مکتوباتِ رضا سے چند مدنی پھولوں کی مہک حاصل کرتے ہیں:

اپنی طبیعت کی خبر دینا مولانا عبدالسلام جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے نام مکتوب سے اقتباس: دعائے جناب و احباب سے غافل نہیں، اگرچہ منہ دعا کے قابل نہیں، اپنے عفو و عافیت کیلئے طالبِ دعا ہوں کہ سخت محتاجِ دعائے صُلحا ہوں۔ اجل (موت) نزدیک اور عمل رکیک (معمولی)، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

نواں روز ہے، بخار کا دورہ ہوا، ضُعف (کمزوری) کو اور قوّت بخشی، روز تجربہ کیا، مسجد تک جانے آنے کے تعب (تھکن) سے فوراً بخار آجاتا ہے، مجبورانہ کئی روز سے یہ ہے کہ کرسی پر بٹھا کر چار آدمی لے جاتے اور لاتے ہیں، ظہر کو جاتا اور مغرب پڑھ کر آتا ہوں، طالبِ دعا ہوں۔ (اکرامِ امام احمد رضا، ص134)

درازیِ عمر کا نسخہ بتانا اور نام رکھنا مولانا عبدُالسّلام صاحب کے پوتے یعنی مولانا برہان الحق جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے شہزادے کی ولادت پر مبارک باد دیتے ہوئے تحریر فرمایا: ربّ عزوجل یہ نعمتِ تازہ مبارک کرے۔ تین تعویذ حاضر کرتا ہوں، بچے کے گلے میں ڈالے جائیں۔ 40دن تک روزانہ بچے کو اناج سے تول کر اناج محتاج کو دیں، پھر بِاِذنِہٖ تعالیٰ سال بھر تک ہر سہ ماہ (تین مہینے بعد) تولیں، دوسرے سال ہر دو ماہ پر، تیسرے سال تین مہینے پیچھے اور چوتھے برس 4مہینے اور پانچویں ہر ساڑھے چار مہینے پر، چھٹے سال ہر شَشماہی (6مہینے) پر، ساتویں برس ہر سہ سال۔

میرا معمول یہ رہا ہے کہ جتنے بیٹے بھتیجے پیدا ہوئے، عقیقہ میں سب کا نام، نامِ اقدسِ رسالت پر رکھا اور کہنے (پکارنے) کے لئے کچھ اور، اس نعمتِ تازہ کا عقیقہ بھی اسی مبارک نام پر ہو اور عُرفِ لُعانُ الحق۔ (اکرامِ امام احمد رضا، ص137،136)

احباب کی خبر گیری مولانا برہان الحق جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے نام: مولانا و بالفضل اولانا! اپنے والد ماجد سلمہ اللہ تعالیٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے، آپ کے اس لفظ سے کہ ہمیشہ مریض رہتے ہیں" تفکُّر ہو گیا ہے۔ آپ اب کیا پڑھتے ہیں، اطلاع دیجئے۔ حضرت مولانا دامت برکاتھم اور اپنی دادی صاحبہ کی خدمت میں فقیر کا سلام عرض کیجئے، اپنی والدہ صاحبہ عافاھا اللہ تعالیٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ (اکرامِ امام احمد رضا، ص139)

اپنے شاگرد کے اوصاف بیان کرنا مولانا تاجُ الدّین احمد صاحب کے نام لکھتے ہیں: مولانا مولوی محمد ظفرُالدین صاحب قادری سلمہٗ فقیر کے یہاں کے اَعَزّ طلبہ سے ہیں اور میرے بجان عزیز، ابتدائی کُتُب کے بعد کارِ افتاء (فتویٰ نویسی کے کام) میں میرے مُعین (مددگار) ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا (1)سُنّی خالص مخلص، نہایت صحیحُ العقیدہ، ہادی مہدی ہیں (2)عام درسیات میں بفضلہٖ تعالیٰ عاجز نہیں (3) مفتی ہیں (4)مصنف ہیں (5)واعظ ہیں (6)مناظرہ بعونہٖ تعالیٰ کرسکتے ہیں (7)علمائے زمانہ میں علمِ توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کرکے انہیں آپ کے لئے پیش کرتا ہے۔ (مکتوباتِ امام احمد رضا خان بریلوی، ص104)

صبر وہمّت کی تلقین ایک عزیز کے انتقال پر مولانا سید محمد عرفان علی صاحب کے نام مکتوب میں صبر وہمّت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مولیٰ عزوجل مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور مدارجِ عالیہ بخشے اور آپ سب صاحبان کو صبر و اجر عطا کرے۔ اُسی کا ہے جو اس نے لیا اور اُسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مُقرّر ہے جس میں کمی بیشی نا متصوّر

ہے اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ بے صبری سے جانے والی چیز واپس آئے گی؟ ہرگز نہیں مگر مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا ثواب جائے گا، وہ ثواب کہ لاکھوں جانوں کی قیمت سے اعلیٰ ہے۔ کیا مقتضائے عقل ہے کہ کھوئی ہوئی چیز ملے بھی نہیں اور ایسی عظیم ملتی ہوئی دولت خود ہاتھ سے کھوئی جائے۔ صابروں کو اجر حساب سے نہ دیا جائے گا بلکہ بے حساب، یہاں تک کہ جنہوں نے صبر نہ کیا تھا روزِ قیامت تمنا کریں گے: کاش! ان کے گوشت قینچیوں سے کتر جاتے اور یہ ثواب پاتے۔

دوسرے کے جانے کی فکر اس وقت چاہئے کہ خود جانا نہ ہو اور جب اپنے سر پر بھی جانا رکھا ہے تو اس کی فکر چاہئے کہ جانا اچھی طرح سے ہو کہ وہاں مسلمان عزیزوں سے نعمت کے گھر میں ایسا ملنا ہو کہ پھر کبھی جدائی نہیں۔ لَاحَوْل شریف کی کثرت کیجئے اور ساٹھ بار پڑھ کر پانی پر دم کرکے پی لیا کیجے۔ آپ بِفضلِہٖ تعالیٰ خود عاقل ہیں، ان کو ہدایتِ صبر کیجئے۔

(مکتوباتِ امام احمد رضا خان بریلوی، ص114)

تعزیت 25 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک 1339ھ صدرُ الافاضل مولانا نعیمُ الدّین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کے والدِ ماجد استاذُ الشُّعَراء حضرت مولانا مُعینُ الدّین نزہت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ 80 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ خبر ملنے پر امام اہلِ سنّت نے جو تعزیتی مکتوب روانہ فرمایا اس میں سے چند جملے پیش ہیں: یہ پُرملال کارڈ روزِ عید آیا، میں نمازِ عید پڑھتے نینی تال گیا ہوا تھا، شب کو بے خواب رہا تھا اور دن کو بے خور و خواب اور آتے جاتے ڈانڈی میں چودہ میل کا سفر، دوسرے دن بعد نمازِ صبح سو رہا، سو کر اٹھا تو یہ کارڈ پایا۔ اسی روز سے مولانا المرحوم کا نام تا بقائے حیات اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ روز ایصالِ ثواب کے لیے داخلِ وظیفہ کرلیا۔ وہ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ بہت اچھے گئے مگر دنیا میں ان سے ملنے کی حسرت رہ گئی۔ مولیٰ تعالیٰ آخرت میں زیرِ لوائے سرکارِ غوثیت (غوثِ پاک کے جھنڈے کے نیچے) ملائے۔ میں قابلِ حاضری ہوتا تو سر سے چل کر مزار کی زیارت اور آپ کی تعزیت کرتا۔ مصطفےٰ رضا کل صبح بریلی گئے، میں نے کہہ دیا ہے کہ تعزیت کے لئے حاضرِ خدمت ہوں۔

(حیات صدر الافاضل، ص173تا176)

حوصلہ افزائی حضرت مولانا لعل محمد خان صاحب کے نام: اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں میں بے شمار نعمتیں اور اجرِ کثیر عطا فرمائے اور آپ جیسے عالی ہمّت خادمِ سنّت، ہادمِ بدعت اہلِ سنّت میں بکثرت پیدا فرمائے۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ آپ اور مولانا قاضی عبد الوحید صاحب اور مولانا وصی احمد صاحب مُحدِّث سورتی کی شان کا ایک ایک سُنّی بھی ہر شہر میں ہو جائے تو اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ اہلِ سنّت کا طوطی بول جائے۔

(کلیات مکاتیب رضا، 2 / 229)

ایثار و خیر خواہی حضرت مولانا شاہ محمود جان صاحب کے نام: بھائی سلیمان صاحب نے مجھ سے تعویذ مانگا تھا۔ میں آج کل لکھ نہیں سکتا لہٰذا سب سے بہتر ان کی خاطر یہی میری سمجھ میں آئی کہ خاص اپنے لئے جو عظیم تعویذ 786 خانے کا تیار کیا تھا ان کی نذر کروں۔ زندگی اگر باقی ہے تو اپنے لئے اور تیار کرلیا جائے گا۔ اس تعویذ کے منافع وسعت رزق و بلندیٔ مرتبہ و استقامتِ دینِ حق و رحمتِ الٰہی ہیں۔ ایک دن کامل کی محنت میں لکھا جاتا ہے۔ میں نے بھائی سلیمان صاحب کو وہ چیز دی جو عمر بھر میں صرف اپنے لئے تیار کی تھی اور کسی کو نہ دی تھی۔ آپ کے فرمانے کی اس قدر تعمیل کرسکا۔ آپ کی زیارت برسوں میں ہوا کرتی ہے اور میں کثیرُ الاشتغال (بہت مصروف)، کثیرُ النِّسیان،(1) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "قصیدۃُ الِاستِمداد" کے آخر میں احبابِ حامیانِ سنّت کے اَسما گنائے۔ ان میں آپ کا نامِ نامی کہ سونے کے حرفوں میں لکھنے کا تھا، سہو ہوگیا۔ طَبع کے بعد یاد آیا جس کا اب تک افسوس ہے۔ (کلیات مکاتیب رضا، 2 / 240)

وابستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
لطف و کرم کا آپ کے داماں ہے آج بھی

(1) یہ عاجزی کے طور پر فرمایا ورنہ آپ کے حافظے سے کون واقف نہیں۔

مکاتیب سے القابات کا انتخاب

مہتاب احمد عطاری مدنی

مکتوب نگاری ایک ہنر، ایک فن ہے ادب کی تمام تر صنفوں اور قسموں سے الگ متنوع، بے تکلف، بے ضابطہ مگر یہ بے ضابطگی بھی ایک قاعدے کے اندر اور برجستہ مکتوب نگاری ضرورتا اور بامقصد بھی ہوتی ہے نیز تفنن طبع کیلئے بھی، انسانی زندگی کے سارے اتار چڑھاؤ، رنج و غم، سرد گرم کسی نہ کسی زاویے سے خطوط میں نظر آتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے مکتوب نگاروں کی کثرت کا سبب

تیرہویں چودہویں صدی کی ایک عبقری اور نابغۂ روزگار ادبی و مذہبی شخصیت، مجدِّدِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی تھی۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی وادبی زندگی نصف صدی سے زیادہ عرصہ کو محیط ہے۔ اس عرصۂ حیات میں انہوں نے سینکڑوں خطوط لکھے کیونکہ ان کا حلقۂ تعارف اور حلقۂ عقیدت وارادت بہت وسیع تھا۔ ان کے احباب و معتقدین کا دائرہ شرق تا غرب پھیلا ہوا تھا، اس اعتبار سے ان کی خط وکتابت کا سلسلہ بھی دراز تھا۔ پورے پورے خطوط نقل کرنا باعث طوالت ہے البتہ زیر قلم صفحات میں ان چند القابات کا ذکر کیا جائے گا جو امام اہل سنّت نے کسی کے لئے لکھے یا احباب نے آپ کے لئے لکھے۔

القاباتِ رضا

(1) شیخ اسماعیل خلیل مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی

(از مکۂ مکرمہ 12 رجب 1324ھ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :وَبِہٖ ثِقَتِیْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ: عُمْدَۃُ الْعُلَمَاءِ الْاَفَاضِلِ، قُدْوَۃُ الْفُقَھَاءِ الْاَمَاثِلِ، شَیْخُ الْمُحَدِّثِیْنَ عَلَی الْاِطْلَاقِ وَسَیِّدُ الْمُحَقِّقِیْنَ فِی السَّبْعِ الطِّبَاقِ، سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ وَعُمْدَتِیْ وَاعْتِمَادِیْ وَشَیْخِیْ وَمَلَاذِیْ وَذُخْرِیْ لِیَوْمِیْ وَمَعَادِیْ سَیِّدِیْ اَلْمَوْلَوِی الشَّیْخ اَحْمَدْ رَضَا خَان سَلَّمَہُ الرَّبُّ الْمَنَّان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو واحد و یکتا ہے۔ درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ افاضل علما کے بھر وسا، اماثل فُقَہا کے پیشوا، بلا تخصیص جُملہ مُحَدِّثین کے استاذ، ساتوں طبقوں میں محققین کے سردار، میرے آقا، سید، استاذ، جائے پناہ، آج دنیا میں کل حَشْر میں میرے ذخیرہ، سیدی المولوی الشیخ احمد رضا خاں (ربِّ مَنّان آپ کو سلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

(خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا، 1 / 96تا99)

(2) شیخ سید مامون البری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(از مدینہ منورہ، محرم 1326ھ)

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ۔

اِلَی الْاُسْتَاذِ الْعَلَّامَۃِ الْبَارِعِ، وَالْمَلَاذِ الْفَہَّامَۃِ اللَّامِعِ، صَاحِبِ الْقَلَمِ الْاَسْحَارِ وَالْحِکَمِ الْفَائِقِ لُطْفُہَا نَسِیْمَ الْاَسْحَارِ، ذَا الْکَمَالَاتِ الْعَالِیَۃِ الَّتِیْ لَا تَتَصَوَّرُ کُنْہُہَا بِرَسْمٍ اَوْ حَدٍّ، فَہُوَ الْحَقِیْقُ بِاَنْ یُّقَالَ اِتَّفَقَ عَصْرِہٖ اَوْحَدُ، کَیْفَ وَفَضْلُہٗ اَشْہَرُ مِنْ نَّارٍ عَلٰی عَلَمٍ، اَعْنِیْ بِہٖ حَضْرَۃُ الْجَنَابِ الْمُکَرَّمِ الْمُحْتَرَمِ، وَحِیْدُ الْاَوَانِ، الشَّیْخ سَیِّدِیْ احمد رضا خان اَبْقَی اللہُ عِزَّہٗ وَجَلَالَہٗ عَنِ الزَّوَالِ مَامُوْنًا وَعَنْ آفَاتِ الدَّہْرِ مَصُوْنًا۔ آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام اس کے رسول پر۔ یہ خط ان کی طرف ہے جو یکتا عالم ہیں، جائے پناہ، بہت سمجھدار اور تیز فہم ہیں، جن کا قلم جادو کی طرح فریفتہ کرتا اور ان کی باتوں کا لطف نسیم سحر پر فوقیت رکھتا ہے، وہ ایسے کمالات عالیہ کے مالک ہیں کہ ہم ان کی حقیقت کا تصور نہ حد سے کر سکتے ہیں نہ رسم سے (حد اور رسم منطق کی اصطلاح ہے۔) سچ تو یہ ہے کہ کہا جائے فی زمانہ ان جیسا کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ ان کا فضل و کمال اس آگ سے بھی زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ پر مسافروں کی رہنمائی کے لئے جلائی جاتی ہے۔ میری مراد حضرت جناب مکرم و محترم یکتائے زمانہ میرے سردار احمد رضا خان ہیں، اللہ کریم آپ کی عزت و بزرگی کو زوال اور آفات زمانہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ (الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، ص:36)

مولانا عبد السلام قادری جبل پوری آپ علیہ الرحمہ اپنے مکتوب، مؤرخہ 6 / جمادی الاخریٰ 1320ھ میں رقمطراز ہیں:

سَیِّدُنَا وَسَنَدُنَا وَمَوْلٰنَا وَمُرْشِدُنَا وَالذُّخْرُ لِیَوْمِنَا وَغَدِنَا وَوَسِیْلَتُنَا وَبَرَکَتُنَا فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ، اٰیَۃٌ مِّنْ اٰیَاتِ اللہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، نِعْمَۃُ اللہِ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ، اَعْلَمُ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِیْنَ اَفْضَلُ الْفُضَلَاءِ الْمُتَصَدِّرِیْنَ، تَاجُ الْمُحَقِّقِیْنَ سِرَاجُ الْمُدَقِّقِیْنَ، مَالِکُ اَزِمَّۃِ الْفَتَاوٰی وَالْمُفْتِیْنَ، ذُو الْمَقَامَاتِ الْفَاخِرَۃِ وَالْکَمَالَاتِ الزَّاہِرَۃِ الْبَاہِرَۃِ، صَاحِبُ الْحُجَّۃِ الْقَاہِرَۃِ، مُجَدِّدُ الْمِائَۃِ الْحَاضِرَۃِ، اَلْعَلَّامَۃُ الْاَجَلُّ الْاَبْجَلُ، حَلَّالُ عُقْدَۃٍ مَا لَا یُنْحَلُ، بَحْرُ الْعُلُوْمِ، کَاشِفُ السِّرِّ الْمَکْتُوْمِ، صَدْرُ الشَّرِیْعَۃِ، مُحْیِ السُّنَّۃِ، اَلْمُحَدِّثُ الْفَقِیْہُ الْعَدِیْمُ النَّظِیْرِ النِّحْرِیْرُ لَازَالَتْ لَوَامِعُ اَفْکَارِہٖ تُوْضِحُ غَوَامِضَ الْمُشْکِلَاتِ وَاَنْوَارُ اَسْرَارِہٖ تَحُلُّ الْمُعْضِلَاتِ فِیْ ہٰذَا الْمَرَامِ۔ ترجمہ: ہمارے سربراہ و آقا، مرشد، ہمارے آج اور کل کیلئے ذخیرہ، دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، اللہ ربُّ العالمین کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، مسلمانوں پر اللہ کی نعمت، مُتَبَحِّر علما سے زیادہ صاحب علم، فُضَلا سے افضل، تاجُ المُحَقِّقِین، سراجُ المُدَقِّقِین، فتاویٰ اور اصحاب فتاویٰ کے شیخ، صاحب مقاماتِ کاملہ اور کمالاتِ زاہرہ وباہرہ، صاحبِ حُجّتِ قاہرہ، مُجدّدِ زمانۂ حاضرہ، علامہ اجل واَبجل، نہ کُھلنے والے عُقدوں کو کھولنے والے، عُلوم کے سَمُنْدر، مَخْفِی رازوں کے واضح کرنے والے، صدرُ الشَّریعہ، سنّت کو زندہ کرنے والے، عظیم مُحدّث وفقیہ، جن کی مثالیں نہیں، آپ کے افکارِ عالیہ ہمیشہ نہایت ہی مشکل پیچیدگیوں کو واضح کرتے رہیں، اور آپ کے اَسرار کے انوار اس مقصد کی مُشکلات حل کرتے رہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، 321/7)

قاضی عبد الوحید پٹنہ اعلیٰ حضرت جناب مولانا و مخدومنا، قبلہ وکعبہ فخرِ عُلماءِ دوراں، محسودِ دانیاں، مَلِکُ العلماء، بَحرُ العلوم، مُحِیُّ السُّنّہ، مُبِیْتُ الْبِدْعَۃ، محسودِ اَقراں، فاضلِ لبیب، کاملِ اَرِیب، فَخرُ العلماء، صدرُ الکُبَراء، مولانا و مُقْتَدانا، سیّدی مُعْتَمَدِی، مخدومی۔

(مکتوباتِ علماء و کلام اہلِ صفا، ص:68تا74)

مولانا سید شاہ عبد الغفار قادری بنگلور جامع منقول و معقول، حاوی فروع واصول، جامع شریعت و طریقت، واقف حقیقت و

مَعْرِفت، مخدومُنا حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب حَنفی قادری قِبلہ مدّ ظِلّہُ العالی۔ (خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا، 2/ 61)

استاذُ المُحدِّثین مولانا وصی احمد مُحدِّث سُورتی مولانا مولوی صاحب، مجدّدِ مائۃِ حاضرۃ، صاحبِ حُجّۃِ قاہرۃ، امامِ جماعت، عالمِ سنّت، مولانا و سیّدنا المولوی امام احمد رضا خان تمت فیوضاتھم وعمت سکینتہ المشارق والمغارب۔

ان کے دیگر خطوط میں جو القابات ہیں، ان میں مذکورہ بالا سے درجِ ذیل زائد ہیں: امامُ الدّھر وھُمامُ العصر، بحرُ العلوم، امامُ المتکلمین وھُمامُ الفُقَہاء والمحدّثین، خَیْرُ اللّاحِقَۃِ بِالْمَھَرَۃِ السّابِقِین، فقیہُ الدّھر، مُقتدانا، سیّدُ العلماء و سَنَدُ الفُضَلاء، مُجدِّدُ دھرِنا، مُجدّدُ عصرِنا، اَعْلَمُ العُلَماء اَفْھَمُ الفُضَلاء، محدّثِ عصر، ہادیِ خواص وعوام، عالمِ ربّانی، فاضلِ حقّانی فقیہِ بے تمثیل و محدّثِ بے عدیل، مُجدّدِ مائۃِ حاضرہ، صاحبِ حُجّۃِ قاہرہ، امامِ اہلِ سنّت۔

(خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا، 2/ 462، 454)

حضرت علامہ مفتی احمد بخش صادق تونسوی سیّدِی سَنَدِی اِعتِضَادِی وَعَلَیْہِ اِعْتِمَادِی اَلْبَحْرُ الْبَحْر العلامۃ الفَھّامَۃ الاَلْمَعِی اللّوذَعِی حضرت مجدّدُ المائۃِ الحاضرۃ اَدامَ اللہ بَرَکاتِھِم وَاَلْقَابَھُم اِلٰی یَوْمِ الدّین۔ (فتاویٰ رضویہ، 8/ 196)

امامِ اہلِ سنّت کی طرف سے مکتوب الیہم کو ملنے والے القابات اعلیٰ حضرت کی جانب سے سینکڑوں مرسلہ مکتوبات میں مکتوب الیہم (جن کی طرف مکتوب لکھے گئے) کو ملنے والے القابات کی بھی ایک لمبی فہرست ہے لیکن ذیل میں اُن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے، جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ امام اہلِ سنّت اپنے مُتَعَلِّقِین کو کس طرح خراجِ عقیدت و خراجِ تحسین پیش کرتے اور کس طریقے سے اظہارِ محبت و تعظیم کرتے اور ہر خاص و عام کا مرجع ہونے کے باوجود ہر ایک کے مرتبہ و مقام کا کس زاویے سے خیال رکھتے بلکہ اپنے بعض مریدوں اور عزیز طلباءِ کرام کی بھی حوصلہ افزائی اس نہج پر کرتے کہ اُن کو ان کے علمی منصب کے مطابق القابات سے نوازتے تھے۔

بنام تاجُ العلماء حضرت سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں برکاتی مارہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی حضرت صاحبزادہ والا قدر، بالا فخر، والا مرتبت، بالا منقبت، حضرت بابرکت، حامیِ سنّت، رفیعُ القدر، جلیلُ الشّان حضرت سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہ۔ (کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/ 54تا73)

بنام علامہ سیّد محمد آصف رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

حَبیبی و مُحِبّی و محبوبی، مولانا المُکرَّم، ذِی المَجْدِ وَالکَرَم مولانا مولوی سیّد محمد آصف صاحب دامت فضائلھم۔

(فتاویٰ رضویہ، 14/ 136، 15/ 160)

بنام مَلِکُ العلماء ظفر الدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری حبیبی وولدی اَعزی وزَینی و قُرّۃُ عَیْنی و برادرِ زینی ویقینی، حامیُ السّنۃ و ماحِیُ الفِتنۃ، ولدی الاعز، مولانا المکرّم ذِی المَجدِ والکَرَم، ذی العلمِ المتین، مولانا محمد ظَفَر الدّین اَعَزّکَ اللہ فی الدّنیا و الدّین و جعلکَ کَاِسمِکَ ظَفَر الدّین۔ آمین! آمین!! آمین!!!۔ (کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/ 321تا364)

بنام مولانا شاہ عبدُ السلام رضوی جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی مَوْلَانَا الْمُبَجَّل الْمُعَظَّم الْمُفَخَّم الْمُکَرَّم، ذِی الْفَضْلِ الشَّامِ وَالْفَیْضِ الْعَامِ وَالْعِزِّ وَالْاِکْرَام حَامِیُ الْاِسْلَام، ذِی الْفَضَائِلِ الْاِنْسِیَّہ وَالْفَوَاضِلِ الْقُدْسِیَّہ، الْمُنَزَّہُ عَنِ الرَّذَائِلِ الْاِنْسِیَّہ، حامِیُ السُّنَنِ السَّنِیَّہ ماحِیُ الفِتَنِ الدَّنِیَّہ، عَضُدِی وَاُنْسِی وَبَھْجَۃُ نَفْسِی سَامِی، جَامِعُ الْفَضَائِل قَامِعُ الرَّذَائِل لَامِعُ الْفَوَاضِل ذِی الْمَجْدِ وَالْکَرَمِ وَاللُّطْفِ الْاَتَمِّ وَالْفَضْلِ الْاَعَمِّ وَالْاَکْرَمِ اَحْسَنِ الشِّیَمِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ مولانا بِالْفَضْلِ اَوْلَانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السّلام، عَبْدُ الْاِسْلَام سَلَّمَہُ السَّلَام۔ (کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 2/ 14تا38)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے خطوط و تحریرات کا مطالعہ کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کا سفرِ حج

سید محمد سجاد عطاری مدنی*

سفرِ حرمینِ طیبین امامِ اہلِ سنت، سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کو دو مرتبہ حرمینِ طیبین کی حاضری نصیب ہوئی۔ دونوں مرتبہ ہی ہر لمحہ ربِّ کریم کا کرم، رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نظرِ عنایت اور حضور غوثِ اعظم و دیگر اولیائے کرام رحمھم اللہ السَّلام کی خُصوصی عنایتیں شاملِ حال رہیں۔

پہلا سفرِ حج امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پہلا سفرِ حج 1295 ہجری میں اپنے والدین کریمین کے ساتھ کیا۔ اس مُبارک سفر میں مکّۂ مکرّمہ کے مفتیِ شافعیہ، امام الحرمین سیّد احمد بن زینی دحلان اور مفتیِ حنفیہ علامہ عبدُ الرّحمٰن سراج جیسے اکابِر علمائے کرام رحمھم اللہ السَّلام نے آپ کو کئی عُلُوم و فُنون میں اَسناد دیں۔

بشارت مکّۂ مکرّمہ کے مشہور عالِم، امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بغیر کسی سابقہ تعارُف (Introduction) کے امامِ اہلِ سنت کو اپنے کاشانۂ اقدس پر لے گئے، دیر تک پیشانیٔ مُبارکہ کو دیکھتے رہے پھر فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْن بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں۔ پھر صحاحِ ستّہ کی سَنَد اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت عطا فرمائی اور ضیاءُ الدین کے لقب سے نوازا۔ اعلیٰ حضرت نے شیخ موصوف کے ایما پر ان کے عَرَبی رسالے "جَوْہَرَۃُ مُضِیۡئَہ" کی عربی شرح 2 دن میں لکھی۔ پھر مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد سُوئے مدینہ جانے لگے تو اپنے جذبات نعت کی صورت میں یوں بیان فرمائے:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو[1]

پھر مدینۂ منوّرہ پہنچ کر بارگاہِ رسالت میں حاضری سے مُشرّف ہوئے۔ جس شخص نے ہمیشہ عشقِ رسول کا درس دیا، جس کا قلم تحفظِ ناموسِ رسالت کیلئے ہر وقت حرکت میں رہا، جس کی لمحہ بھر کی صحبت سے لوگوں کو محبّتِ رسول جیسی عظیم

[1] حدائقِ بخشش میں یہ پورا کلام موجود ہے۔

* شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

دولت نصیب ہو جاتی، اس عاشقِ رسول کی دربارِ مصطفےٰ میں پہلی حاضری کے وقت نجانے کیا کیفیت ہو گی، محبت و وارفتگی کا کیا عالَم ہو گا! نجانے دربارِ رسالت سے اس عاشقِ صادق کو کن کن خِلعتوں سے نوازا گیا ہو گا! اور پھر اس درِ پاک کی جدائی کے وقت اس عاشقِ زار کی کیفیت کیا ہو گی! یہ اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے۔ وطن واپسی پر امامِ اہلِ سنّت نے اپنے غم کا اظہار بصورتِ اَشعار یوں فرمایا:

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا
تمہارے کُوچہ سے رُخصت کیا نِہال کیا[1]

وطن واپسی پر سمندر میں شدید طوفان(Storm) تھا۔ لوگوں نے کفن پہن لئے تھے مگر امامِ اہلِ سنت پُرسکون تھے۔ والدۂ ماجدہ کو پریشان دیکھا تو فرمایا: "اطمینان رکھیں! خدا کی قسم! یہ جہاز نہیں ڈوبے گا" یہ قسم آپ نے حدیث میں مذکور اُس دعا پر اعتماد کرتے ہوئے کھائی تھی جسے پڑھ لیا جائے تو کشتی غَرق ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ پھر ایسا ہی ہوا بظاہر ختم نہ ہونے والا طوفان بغیر کچھ نقصان پہنچائے اچانک تھم گیا اور سب بخَیریت اپنی مَنزِل تک پہنچ گئے۔

دوسرا سفرِ حج 1323 ہجری کی بابرکت ساعتیں تھیں، حج کی تیاری زوروں پر تھی۔ عازمینِ حج کے قافلے سُوئے حَرَم روانہ ہو رہے تھے۔ بریلی شریف سے بھی عُشّاق کا ایک قافلہ روانہ ہوا، جس میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد رضا خان اور آپ کے شہزادے مولانا حامد رضا خان صاحب مع مُتعلّقین شامل تھے۔ امامِ اہلِ سُنّت انہیں لکھنؤ تک پہنچا کر واپس تشریف لے آئے، مگر اب طبیعت بے چین تھی، طیبہ کی یاد تڑپا رہی تھی، جب دل بہت زیادہ مچلا تو آپ نے حَرَمینِ طیّبین کا اِرادہ فرمایا۔

پھر اُٹھا وَلولۂ یادِ مُغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سُوئے بیابانِ عرب

خود ہی انتظام ہو گئے طلب سچی تھی، بارگاہِ مُصطفےٰ سے اِذن مل چکا تھا، بس پھر کیا تھا خود ہی اِنتظام ہوتے چلے گئے۔ ٹرین میں سیٹ بُک کرانے کے لئے چوبیس گھنٹے پہلے رابطہ ضروری تھا مگر اسی رات کی سیٹ مل گئی۔ اب والدۂ مُحترمہ سے اجازت لینی تھی، آپ ان کے پاس گئے تو وہ آرام فرما رہی تھیں، آپ نے قدموں پر سر رکھ دیا، انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ عرض کی: حضور! حج پر جانے کی اجازت عطا فرمادیں، انہوں نے "خدا حافظ" کہہ کر اجازت عطا فرمادی، چنانچہ آپ اسی رات بذریعہ ٹرین بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ بمبئی میں بھی دعاؤں اور اِستِغاثوں کی بَرکات خوب ظاہر ہوئیں، بَحری جہاز میں اپنوں کا ساتھ مل گیا اور پھر یہ نورانی قافلہ امامِ اہلِ سنت کی قیادت میں بمبئی سے سُوئے عرب روانہ ہوا۔

خوشا جھومتا جا رہا ہے سفینہ
پہنچ جائیں گے اِنْ شَآءَ اللہ مدینہ

وعظ و نصیحت امامِ اہلِ سنت بَحری جہاز(Ship) میں تقریباً روزانہ ہی مَناسکِ حج کی تعلیم دیتے اور شانِ مصطفےٰ بیان فرماتے کہ آپ کے بیان کا مقصودِ اعظم یہی ہوا کرتا تھا۔

(1) حدائقِ بخشش میں یہ پورا کلام موجود ہے۔

مزار پر حاضری راستے میں جہاز "کامران" میں ٹھہرا، یہاں دس دن قیام تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک ولیُّ اللہ کا مزار تھا، امام اہلِ سنّت نے مع رُفقا (Companions) وہاں حاضری دی۔

پل بھر میں شِفا کامران میں امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب رُفقا کو اچانک پیٹ درد اور اِسہال کا مرض لاحق ہوا، یہی کیفیت رہتی تو میڈیکل عملے کی طرف سے رُکاوٹ ہوتی، حج کا وقت قریب تھا سب کو پریشانی لاحق ہوئی۔ امامِ اہلِ سنّت کی بارگاہ میں عرض کی گئی تو فرمایا: "ذرا ٹھہرو! میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔" پھر دعا کی اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا، دعا سے فراغت کے بعد سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا کبھی مرض تھا ہی نہیں۔

عُشّاق کی بے قراری کامران سے جدّہ کی طرف سفر جاری تھا۔ حرم پہنچنے کا تصوُّر دلوں کو مسرور کر رہا تھا، جبینیں حرم کے سجدوں کو مچل رہی تھیں، آنکھیں دیدارِ کعبہ کی منتظر تھیں، زبانیں زم زم سے سیرابی کیلئے بے تاب تھیں، جسم طواف و سعی کیلئے بے قرار تھا اور مدینۂ منوّرہ کی حاضری کا تصوُّر سوز و گُداز میں اِضافہ کر رہا تھا۔ اب جدّہ کا ساحِل قریب آچکا تھا۔

اب آیا کہ اب آیا جدّہ کا ساحل
اب آئے گا مکہ چلیں گے مدینہ

جدہ میں نُصرتِ غیبی بالآخر جہاز جدّہ شریف پہنچا۔ یہاں حاجیوں کا بے پناہ ہُجوم تھا، سخت گرمی تھی، باہر جانے کا ایک ہی راستہ تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ خواتین بھی تھیں اس لئے بِھیڑ میں چلنے کے بجائے انتظار فرمایا، پانچ گھنٹے گزر گئے مگر ہُجوم میں کمی نہ آئی۔ اچانک ایک عربی صاحب آئے اور امام اہلِ سنّت سے کہا: یَاشَیْخُ مَالِی اَرَاكَ حَزِیْنًا؟ کیا بات ہے؟ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے صُورتِ حال بیان کی تو فرمایا: "اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے چلے آؤ" ایسے ہی کیا گیا، سُبْحٰنَ اللہ! پورا راستہ طے ہوگیا مگر اہلِ قافلہ کے کندھوں سے بھی کوئی مَس (Touch) نہ ہوا۔ اب عربی صاحب کو دیکھا تو وہ نظروں سے غائب ہوچکے تھے۔ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس نورانی قافلے کی غیبی مدد تھی۔

جدہ میں بخار جدّہ میں امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بخار ہوگیا، آپ کو بخار میں سردی بہت محسوس ہوتی تھی، آپ نے بارگاہِ رسالت میں استغاثہ کیا، بِحمدہٖ تعالیٰ بخار فوراً جاتا رہا، جب تمام مَناسکِ حج ادا ہوگئے تو تیرھویں تاریخ کو دوبارہ بخار آگیا۔ قربان جایئے امام اہلِ سنّت کی ہمّت پر آپ نے فرمایا: "اب آیا کیجئے، ہمارا کام ربُّ العزّت نے پورا کردیا۔"

غلافِ کعبہ ہاتھ میں لے کر دعا امام اہلِ سنّت نے طوافِ زیارت کے بعد غلافِ کعبہ ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی: "یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ! لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ" یعنی اے واحد! اے ماجد! مجھ سے وہ نعمتیں زائل نہ فرمانا جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔"

حرم شریف کی لائبریری حج سے فراغت کے بعد امام اہلِ سنّت کا حرمِ محترم کی لائبریری میں جانے کا سلسلہ رہا۔ وہاں کے لائبریرین مشہور عالمِ دین مولانا سیّد اسماعیل صاحب تھے۔ یہ امام اہلِ سنّت کی ایک کتاب پر سات سال پہلے تقریظ لکھ چکے تھے، ان کا امام اہلِ سنّت سے غائبانہ تعارُف تھا۔ ایک دن لائبریری میں رَمی سے متعلق ایک مسئلے پر بحث چلی تو امام اہلِ سنّت کا تبحُّرِ علمی دیکھ کر آپ کے بارے میں دریافت کیا، مولانا حامد رضا خان صاحب نے امامِ اہلِ سنّت کا تعارُف کرایا تو بڑی عقیدت سے گلے ملے۔ پھر عقیدت و محبت کا یہ رشتہ اتنا مُستحکم ہوا کہ امام اہلِ سنّت جب تک مکّۂ مکرّمہ میں حاضر رہے مولانا سیّد اسماعیل صاحب تقریباً روزانہ ہی آپ کی قیام گاہ پر تشریف لاتے۔ ان کے کمالِ اعتقاد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1338 ہجری میں صرف امام اہلِ سنّت سے ملاقات کی خاطر مکّۂ مکرّمہ سے بریلی تشریف لائے۔

اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة مکۂ مکرّمہ میں دورانِ قیام امامِ اہلِ سنّت نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علمِ غیب سے متعلق ایک مایہ ناز کتاب بنام "اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة" تصنیف فرمائی۔ شیخُ الخطباء، کبیرُ العلماء مولانا احمد ابو الخیر مرداد صاحب کا پیغام آیا کہ میں ملاقات چاہتا ہوں، چلنے سے معذور ہوں اس لئے خود نہیں آسکتا۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ شیخُ الخطباء نے بڑی عقیدت سے اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة سنی۔ امامِ اہلِ سنّت نے بوقتِ رُخصت تعظیماً ان کے زانوئے مُبارَک کو ہاتھ لگایا تو انہوں نے فرمایا: "اَنَا اُقَبِّلُ اَرْجُلَكُمْ، اَنَا اُقَبِّلُ نِعَالَكُمْ: یعنی میں آپکے قدموں کو بوسہ دوں اور آپکے جوتوں کو بوسہ دوں۔"

زندہ جاوید کرامت اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة امامِ اہلِ سنّت کی زندہ جاوید کرامت ہے۔ یہ عظیمُ الشّان کتاب جس میں حقائق و دَقائق، مَعارف و عَوارِف کا بحرِ ذَخّار مَوجزن ہے، آپ نے شدید بخار کی حالت میں بغیر کوئی کتاب دیکھے محض اپنی خداداد یادداشت سے تقریباً ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں تصنیف فرمائی۔

مکۂ مکرّمہ میں قیام مکۂ مکرّمہ میں آپ کا قیام 23 صفرُ المُظفّر 1324 ہجری تک رہا۔ زمانۂ قیام میں مکۂ مکرّمہ کے اکابر علمائے کرام رحمھم اللہ السّلام کی طرف سے آپ کی بکثرت دعوتیں ہوتیں، جہاں علمائے کرام کا مجمع ہوتا، علمی مذاکرات ہوتے، علمائے مکہ آپ سے سَندیں اور اجازتیں لیتے، قیام گاہ (Residence) پر صبح سے رات بارہ بجے تک ملاقات و زیارت کے لئے علمائے کرام کا ہجوم رہتا۔

حرم کے کبوتروں کا ادب مکۂ مکرّمہ زادھَا اللہُ شرفًا وَّ تعظیمًا میں جہاں امامِ اہلِ سنّت کی رہائش تھی وہاں ایک کھڑکی میں حرم شریف کے جنگلی کبوتروں (Wild pigeons) کا گھونسلہ تھا، وہ نیچے بیٹھنے والوں پر تنکے وغیرہ گراتے رہتے تھے، مگر جب امام اہلِ سنّت وہاں جاتے تو کبوتر اپنی جگہ چھوڑ دیتے۔ یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا شیخ اسماعیل مکّی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے امام اہلِ سنّت سے فرمایا: "یہاں کے جنگلی کبوتر بھی آپ کا ادب کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "صَالَحْنَاهُمْ فَصَالَحُوْنَا، یعنی ہم نے ان سے صُلح کرلی انہوں نے ہم سے صُلح کرلی۔" (یعنی ہم انہیں تنگ نہیں کرتے اس لئے یہ ہمارا لحاظ رکھتے ہیں) جبکہ یہاں کے لوگ انہیں اڑاتے، ڈراتے، کنکریاں مارتے اور شور وغل سے تنگ کرتے ہیں، حالانکہ حرمِ محترم کے کبوتروں کو ڈرانا حرام ہے۔

شدید بخار میں سفر مدینۂ منورہ روانگی سے قبل آپ کو شدید بخار ہوا اور کافی طویل ہوگیا مگر آپ نے اسی حالت میں جانے کا عَزم فرمایا۔ عُلَما اور اَحبا نے اس حالت میں جانے سے منع کیا تو فرمایا: "حاضری کا اَصْل مقصود زیارتِ طیبہ ہے، اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچ لوں، روضۂ اَقدس پر ایک نگاہ پڑجائے اگرچہ اسی وقت دَم نکل جائے۔"

سوئے طیبہ روانگی 24 صفرُ المظفر 1324 ہجری کو امامِ اہلِ سنّت سُوئے مدینہ روانہ ہوئے۔ مکۂ مکرّمہ سے جدہ تک اُونٹ پر سفر تھا اور وہاں سے "رابغ" تک بحری جہاز پر۔ جہاز چلانے والے حبشی مَلّاح جہاز چلاتے وقت اولیائے کرام کو بالخصوص حضور سیّدنا غوثِ اعظم، سیّدنا احمد کبیر، سیّدنا احمد رفاعی اور سیّدنا اَبدَل رحمھم اللہ کو نہایت اچھے انداز میں نِدا کرتے اور ہر کَشِش پر ان کی آواز بہت دلکش اور اچھی لگتی۔ امامِ اہلِ سنّت کے علم و فَضْل کا چرچا رابغ تک بھی پہنچ چکا تھا۔ وہاں کے سردار شیخ حسین نے سفرِ مدینہ کے لئے ہر طرح کی سہولت (Facility) بہم پہنچائی۔ رابغ سے مدینۂ مُنوَّرہ تک اونٹ پر سفر ہوا۔

نماز کی خاطر سواری چھوڑ دی جب قافلہ "بیرِ شیخ" پر پہنچا تو نمازِ فجر کا وقت تھوڑا بچا تھا، منزل تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت ختم ہوجاتا، امامِ اہلِ سنّت مع رُفقا یہیں اتر گئے اور قافلہ چلا گیا۔

یہاں کنویں کا پانی کافی گہرا تھا، عمامے باندھ کر پانی نکالا گیا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وقت پر نماز ادا ہوئی۔ اب سواری کے لئے کچھ بھی نہ تھا اور قافلہ دور جاچکا تھا۔ مگر جس ربِّ قدیر کی رضا کے لئے سواری چھوڑی تھی اس نے یوں مدد فرمائی کہ اچانک ایک اَجنبی اپنا اونٹ لئے حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: "ہمیں رابغ کے سردار شیخ حُسین نے آپ کی خدمت کے لئے بھیجا ہے۔" پھر آگے چلے تو آپ کا اپنا جمّال (اونٹ والا) بھی اونٹ لئے کھڑا تھا، وہ بھی آپ کی خاطر قافلہ چھوڑ کر آگیا تھا۔

کیوں کرنہ میرے کام بنیں غیب سے حسؔن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کار ساز کا

عالَمِ بیداری میں زیارت چھٹے دن یہ قافلہ مدینۂ مُنوَّرہ پہنچا۔ تقریباً 28 سال بعد ایک عاشقِ صادِق کی دربارِ رسالت میں دوبارہ حاضری ہورہی تھی۔ آپ عربی لباس پہن کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ایک رات شوقِ دیدار میں مُواجَہہ اَقدس کے سامنے شب بھر درود و سلام پڑھتے رہے مگر اس رات یہ سَعادت نصیب نہ ہوئی، تو یہ کلام لکھا:

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں[1]

دوسری رات یہ کلام عرض کر کے باادب بیٹھ گئے، قسمت نے یاوری کی اور آپ نے عالَمِ بیداری میں جاگتی آنکھوں سے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار کیا۔

مدینۂ منورہ میں مشغولیت مدینۂ مُنوَّرہ میں 31 دن قیام رہا۔ اس دوران صرف ایک بار "مسجدِ قُبا" اور ایک مرتبہ سیّدُ الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری ہوئی اس کے علاوہ بقیہ وقت سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس ہی میں حاضری رہی۔

وطن واپسی مدینۂ مُنوَّرہ سے رخصت کے وقت وہاں کے علماء و دیگر مُحِبّین بیرونِ شہر تک امامِ اہلِ سنّت کے ہمراہ پیدل آئے۔ یہاں سے جدّہ تک اونٹوں پر سفر ہوا۔ جدّہ سے بحری جہاز پر سفر تھا۔ ٹکٹ بمبئی کے لئے خریدے تھے مگر عَدَن پہنچے تو اعلان کیا گیا کہ جہاز (بابُ المدینہ) کراچی جائے گا۔ (بابُ المدینہ) کراچی کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں ایسا شدید طوفان آیا کہ جہاز کا لنگر (Anchor) ٹوٹ گیا، سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح اَمان رکھی، بخیریت (بابُ المدینہ) کراچی پہنچے اور وہاں سے بمبئی روانہ ہوئے۔ بمبئی سے دیگر اہلِ خانہ کو گھر روانہ کردیا اور آپ خود مُحِبّین و مُریدین کے پیہم اِصرار پر احمد آباد تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے تقریباً ایک ماہ بعد آستانۂ عالیہ پر تشریف آوری ہوئی۔

دعا اس مُبارک سفر میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے مولانا نذیر احمد صاحب اور حاجی کفایتُ اللّٰہ صاحب کو یوں دعا دی: ان دونوں نے اس سفرِ مبارک میں بلا طَمع وبلا مُعاوضہ مَحض اللّٰہ ورسول کے لئے جیسے آرام دیئے، اللّٰہ تعالیٰ ان کا اجرِ عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) یہ پورا کلام حدائقِ بخشش میں موجود ہے۔ اس کا مقطع یوں ہے:

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا　　تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

کچھ دن جبل پور میں

سید ابو طلحہ عطاری مدنی*

کسی بھی جائز و نیک مقصد مثلاً عبرت و نصیحت حاصل کرنے کے لئے سیر و سفر کے بہت سے دینی و دنیوی فوائد ہیں۔ بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کا سفر ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے ہی ہوا کرتا تھا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، ولیِ نعمت، عظیمُ البرکت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجَدِّدِ دین وملّت حضرتِ علّامہ مولانا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے بھی جتنے سفر فرمائے کسی دینی ضرورت و منفعت ہی کے لئے فرمائے، آپ کے اَسفار میں حَرَمَینِ طَیِّبَین (مکۂ مکرمہ و مدینۂ منوّرہ) اور جَبَل پور (وَسطِ ہند، ایم پی) کا سفر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ **سفرِ جبل پور** اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (اپنے وِصال سے تقریباً چار سال پہلے) 1336ہجری میں پہلی مرتبہ جبل پور تشریف لے گئے اور چار دن وہاں قیام(Stay) فرمایا۔ پھر اَہلیانِ جبل پور کے پیہم (Continuous) اِصرار اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد عبدُ السّلام قادری علیہ رحمۃ اللہ الھادی کی پُر خلوص دعوت پر آپ نے دوبارہ (1337 ہجری میں) جبل پور کا ارادہ فرمایا اور سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ **سفر سے قبل خاص اہتمام** امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ سفر سے پہلے ہی گاڑی کا ٹائم ٹیبل معلوم کرلیتے کہ کس نماز کا وقت کس اسٹیشن پر شروع اور کس پر ختم ہوگا پھر اُن مقامات کے اَوقاتِ صلٰوۃ (نماز کے وقت) نکالتے جب پورا اطمینان ہوجاتا کہ دورانِ سفر سب نمازیں وقت پر باجماعت ادا ہوسکیں گی تب سفر کا قصدِ مصمّم (پکا ارادہ) فرماتے، پھر ایک دو اسٹیشن پہلے ہی نماز کی تیاری کرکے مُقَرَّرہ اسٹیشن آتے ہی پلیٹ فارم پر باجماعت نماز ادا فرماتے۔ **نماز کے لئے گاڑی چھوڑ دیتے** نمازوں کے اَوقات میں جس گاڑی کا اسٹاپ نہ ہوتا اس میں سفر نہ فرماتے یا جہاں دورانِ وقت گاڑی رُکتی اُتر کر جماعت قائم فرماتے اور اس گاڑی کو چھوڑ کر بقیہ سفر دوسری گاڑی میں کرتے۔ سفر و حَضَر، صحت و علالت ہر حال میں جماعت کی خاص پابندی فرماتے۔ **خوش نصیب رُفقا** امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جبل پور جانے کا اعلان فرمایا تو مُتَعَلِّقِین کے دل مچلنے لگے کہ کاش ہمیں بھی ہمراہ جانا نصیب ہو، مگر یہ سعادت صرف چند ہی حضرات کے حصے میں آئی جن میں آپ کے شہزادگان حجۃُ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان، برادر زادہ مولانا حَسْنَین رضا خان، پوتے (مُفسِّرِ قرآن مولانا ابراہیم رضا) جیلانی میاں، حاجی کفایتُ اللہ، (امینُ الفتوٰی مفتی محمد) شفیع احمد خان (جبل پوری)، مولانا سیّد ایّوب علی اور سیّد قناعت علی رحمہم اللہ تعالٰی شامل تھے۔ **اسٹیشن پر باطمینان نماز** یہ نورانی قافلہ 19 جُمادَی الاُخریٰ 1337ہجری بروز ہفتہ جبل پور جانے کے لئے (بریلی شریف) اسٹیشن پر موجود تھا۔ نمازِ فجر کا وقت اسٹیشن پر ہوگیا تھا، اعلیٰ حضرت نے وہیں نماز شروع فرمادی، گاڑی نے ہارن دے دیا تھا، سب یہی سمجھے کہ اب ٹرین گئی، لوگ دیکھ رہے تھے کہ اس حالت میں اعلیٰ حضرت کو نماز میں کچھ اضطراب ہوتا ہے یا نہیں! واللہِ العظیم پوری نماز حسبِ

* شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

عادتِ کریمہ اسی اطمینان سے پڑھی بلکہ بعد نماز وظائف وغیرہ بھی پڑھے مگر گاڑی پھر بھی نہ چلی۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

عُشّاق کا ہجوم بَریلی شریف سے جبل پور تک اکثر اسٹیشنوں پر مسلمانوں کی کثیر تعداد اپنے امام کے اِستقبال (Welcome) کے لئے موجود تھی۔ نجانے کیسے آگ کی طرح خبر پھیل گئی تھی کہ امام اہلِ سنّت فلاں گاڑی سے تشریف لا رہے ہیں!! کیوں نہ ہو کہ خوشگوار ہوائیں بارانِ رَحمت کی خبر دے ہی دیتی ہیں۔ **جبل پور کے قافلے** گاڑی پَرتاب گڑھ (یوپی ہند) سے ہوتی ہوئی اِلٰہ آباد پہنچی، مَغرب وہیں ادا کی گئی، رات تقریباً چار بجے کٹنی اسٹیشن (ایم پی) آیا، یہاں آپ کے خلیفہ حاجی عبدُ الرزّاق قادری اور مولانا عبدُ السّلام قادری اہلیانِ جبل پور کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ خیرِ مقدم کے لئے موجود تھے یہاں سے یہ سب ساتھ ہولئے۔ **جبل پور آمد** جبل پور والوں نے چلتی ٹرین میں سب کو ناشتہ (Breakfast) پیش کیا۔ تقریباً دس بجے یہ نورانی قافلہ جبل پور پہنچا۔ گاڑی رُکتے ہی فضا نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت سے گونج اٹھی، تاحدِّ نظر لوگ استقبال کے لئے موجود تھے، اس قدر گُل ریزی ہوئی کہ ہر طرف پھول ہی پھول نظر آتے تھے۔ **انوکھا حیلہ** جبل پور کا اسٹیشن ماسٹر مسلمانوں کے اس امام کی زیارت کا مشتاق تھا، اس نے زیارت کرنے کے لئے یہ انوکھا حیلہ کیا کہ باہر جانے والا گیٹ قصداً بند کر دیا، جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہاں پہنچے تو اس نے قریب سے زیارت کی اور گیٹ کھول دیا۔ **مرشد کی آمد مرحبا!** یہاں سے یہ قافلہ مختلف سواریوں پر ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں آگے بڑھنے لگا، راستے میں جا بجا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اِمَامَ اَھْلِ السُّنَّۃِ" اور "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَدِّدَ مِأَۃِ حَاضِرَۃ" کے بینرز نصب تھے۔ بچے، عورتیں، بوڑھے، جوان ہر ایک اس مُبارک جلوس کو مشتاق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ بالآخر کئی گھنٹوں میں یہ جلوس مولانا عبدُ السّلام جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے کاشانۂ اقدس پر رونق افروز ہوا۔ **جبل پور والوں کی حوصلہ افزائی** امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جبل پور والوں کی محبت دیکھ کر فرمایا: حَرَمَیْنِ طَیِّبَیْن میں جیسا اس فقیر کو نوازا گیا اس کے بعد نمبر ہے تو آپ کا۔ **جبل پور میں معمولات** یہاں امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ دن میں تحریری کام فرماتے جو آپ کی روح کی غذا تھی۔ صبح 8 تا 11 اور بعدِ ظہر وعشا ملاقات کے لئے حاضر ہونے والوں کو وقت عطا فرماتے۔ تقریباً ہر روز ہی علما و محبّین کی جانب سے دعوت ہوتی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ امیر و غریب سب کی دعوت یکساں قبول فرماتے بلکہ آپ کے ہاں غریبوں کی زیادہ پذیرائی تھی۔ **دھواں دھار کی سیر** جبل پور سے دس بارہ میل دور ایک قُدرتی منظر تھا جسے "بھیرا گھاٹ" اور "دھواں دھار" کہا جاتا تھا۔ میزبانوں کے اِصرار پر ان کی دلجوئی کے لئے ایک دن ناشتے کے فوراً بعد وہاں کا قصد فرمایا۔ ابھی وہ مقام پانچ چھ میل دور تھا کہ ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے بڑے زور سے ریل گاڑی آ رہی ہو، لوگوں نے بتایا کہ یہ اُسی دھواں دھار کی آواز ہے، کچھ دور چلے تو دریائے نربدا بہتا نظر آیا، یہی دریا سینکڑوں فُٹ نیچے ایک پہاڑی پر گرتا جس کا شور میلوں تک سنائی دیتا، گرتے وقت یہ پانی دودھ کی طرح سفید نظر آتا اور دھوئیں کی سی شکل اختیار کر جاتا یہی دھواں دھار تھا۔ **کشتی میں سواری** بعدِ عصر کشتی میں سوار ہو کر ایک بحری دَرّہ (گھاٹی) میں گئے جس کے دونوں جانب سنگِ مَرمَر کی سَربفلک (Very high) چٹانیں اور قدرتی عجائبات قابلِ دید (دیکھنے کے قابل) تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر رُفقا نے ان پہاڑوں (Mountains) کو بھی اپنے ایمان پر گواہ بناتے ہوئے بلند آواز سے بار بار کلمۂ شہادت پڑھا۔ **امام اہلِ سنّت کی برکت سے جان بچی** پھر امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حکم پر ایک بُزرگ کی زیارت کے لئے کشتی ایک جانب روانہ ہوئی مگر وہ بزرگ وہاں موجود نہ تھے۔ راستے میں ایک جگہ دور تک سیاہ کائی سی جمی ہوئی تھی، ملاحوں نے فوراً کشتی روکی اور گھبرا کر کہا

"شہد کی مکھیاں پانی پی رہی ہیں" پھر نہایت تیزی سے کشتی کا رُخ موڑا اور گھاٹ پر آکر دم لیا اور کہا: "آج امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں کی برکت سے سلامت آگئے ہیں، اگر مکھیاں خبر دار ہو جاتیں تو ایک بھی نہ بچتا۔" سب نے اللہ عزّوجلّ کا شکر ادا کیا اور نمازِ مغرب پڑھ کر شہر واپس آگئے۔ **جبل پور میں مدتِ قیام** اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 28 دن جبل پور میں برکتیں لُٹاتے رہے، اہلِ جبل پور کے لئے گویا ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ براءت کی مثال پیش کرتی تھی، کیوں نہ ہو کہ آپ کے قدموں کی برکت سے دینی و دُنیوی انوار کا نُزول وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی تو یہی تمنا تھی کہ ایک عاشقِ رسول کی میزبانی میں ساری عمریوں ہی گزر جائے مگر آپ کے مشاغلِ دینیہ میں بہت فرق آگیا تھا اگرچہ یہاں بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری تھا مگر یکسوئی حاصل نہ تھی۔ **واپسی** اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واپسی کا قصد فرمایا تو اہلیانِ جبل پور پر اُداسی چھاگئی، جسے دیکھو غم کی تصویر بنا ہوا ہے۔ مولانا عبدُ السّلام قادری صاحب نے ایک ہزار روپے نذر کئے تو اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "مولانا یہی کیا کم تھا جو آپ نے اب تک کیا۔" انہوں نے اِصرار (Insist) کیا تو قبول فرمالئے۔ **امامِ اہلِ سنّت کی کرامت** پھر امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صندوقچی میں سے میوہ جات، طلائی زیورات اور مختلف تحائف نکال کر میزبانوں اور ان کے ملازمین و متعلقین کو عطا فرمائے حالانکہ اس صندوقچی میں صرف آپ کی کتابیں تھیں اور کسی چیز کی اس میں بالکل گنجائش نہ تھی۔ مولانا حسنین رضا نے مُتعجِّب ہو کر فرمایا: "سمجھ میں نہیں آتا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ زیورات کب خریدے اور یہ اس صندوقچی میں کیسے سمائے۔" یہ واقعہ جس طرح آپ کی سیر چشمی (بے نیازی و دریا دلی) اور جود و سخا کی روشن مثال ہے اسی طرح آپ کی واضح کرامت کا پُرزور ثبوت بھی۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی واپسی بھی بذریعہ ٹرین ہوئی۔ صبح سات بجے جب آپ کی گاڑی جبل پور سے روانہ ہوئی تو پلیٹ فارم پر کھڑے عُشّاق کی آنکھیں برسنے لگیں، جب تک گاڑی نظر آتی رہی وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے تکتے رہے۔ گویا اہلیانِ جبل پور اپنے مرشد کی جدائی میں زبانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے:

بچھڑا وہ اس ادا سے کہ رُت[1] ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

(ماخوذ از ذکر امام امام احمد رضا)

---

[1] کیفیت

اعلیٰ حضرت اور تحدیثِ نعمت

اشفاق احمد عطاری مدنی*

اللہ عزوجل کی نعمتوں پر شکر کرتے ہوئے اس کا اس طرح سے اِظہار کہ یہ نعمتیں اللہ پاک کا کرم ہیں، میری ذات کا کوئی کمال نہیں، تحدیثِ نعمت کہلاتا ہے۔ قراٰنِ پاک میں اللہ کریم کا فرمان ہے: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو) (پ30، الضحیٰ:11)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن پر بلاشبہ اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بے حد فضل و کرم تھا۔ چاہے وہ فِقہ و فتویٰ نویسی کا میدان ہو، یا اِعْتِقادات واِیمانیات کا باب، وہ سلسلۂ کرامات ہو یا زہد و تقویٰ کے واقعات! امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کیلئے ہر جگہ مددِ الٰہی و کرمِ مُصطفوی شاملِ حال رہتے تھے، جس کا اِظہار آپ نے بطورِ تحدیثِ نعمت کئی مقامات پر کیا ہے، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں: فقیر حقیر غُفِرَلَہُ المَولَی القَدِیر (قدرت والا مولیٰ اس کی بخشش فرمائے) کو اپنی تمام تصانیفِ مُناظرہ بلکہ اکثر اُن کے ماوَرا (علاوہ) میں بھی جن کا عدد (تعداد، Quantity) بعونہٖ تعالیٰ (اللہ کی مدد سے) اس وقت تک ایک سو چالیس سے مُتَجاوِز (زیادہ) ہے۔ (یہ اس وقت تک کی تعداد ہے، اب امامِ اہلِ سنّت کی کتب کی تعداد 1ہزار سے زائد ہے) ہمیشہ اِلتزام رہا ہے کہ محلِّ خاصِ نقل و اِستِناد کے سوا (دلیل پیش کرنے اور کسی کی بات نقل کرنے کی جگہ کے علاوہ) محض جمع و تَلْفِیقِ کلماتِ سابقین (پچھلے بزرگوں کی کتابوں کی عبارتوں کو جمع کرنے) سے کم کام لیا جائے، حتَّی الوسع بِحَوْل وقوتِ ربّانی (جہاں تک ممکن ہو اللہ پاک کی عطا کردہ توفیق سے) اپنے ہی فائضاتِ قلب کو جلوہ دیا جائے (دل پر ظاہر ہونے والی معلومات کو ہی بیان کیا جائے)۔

مزید آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: اس وقت تو یہ اپنا بیان ہے جس سے بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی تحدیث بِنِعْمَةِ اللہ مقصود (جس کا مقصد اللہ پاک کی نعمت کا اظہار ہے) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَفُوْرِ الْوَدُوْد (اور تمام تعریف اللہ غفور و وَدود کیلئے ہے)، اہلِ حسد جس معنٰی پر چاہیں محمول کریں مگر اربابِ اِنصاف اگر تصانیفِ فقیر کو موازنہ فرمائیں گے بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی عین موافقِ بیان (بیان کے مطابق) پائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/164)

سبحٰن اللہ! محترم قارئینِ کرام! امامِ اہلِ سنّت پر یہ اللہ پاک کا عظیم فضل تھا کہ علم آپ کے پاکیزہ دل پر وارد ہوتا تھا جسے دوسرے الفاظ میں علمِ لَدُنّی یعنی

* مدنی چینل، باب المدینہ کراچی

رَبِّ کریم کے خزانۂ غیب سے عطا ہونے والا علم بھی کہا جاسکتا ہے اور یقیناً امامِ اہلِ سنّت کا دل مبارک اس قدر پاک و صاف تھا کہ جس میں رَذِیل خَصائل (بُری صفات) نام کو نہ تھیں۔ بدگُمانی، حُبِّ جاہ و مال، دنیا کی محبت، خود پسندی، بُغض و کینہ وغیرہ فسادات سے آپ کو کبھی تعلق نہ رہا، خود فتاویٰ رضویہ میں تحدیثِ نعمت کے طور پر حسد کے بارے میں لکھتے ہیں: میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے، اپنے سے جسے زیادہ پایا، اگر دنیا کے مال و مَنال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف و اَفضال میں زیادہ ہے اس کی دَست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا، پھر حسد کیا اپنے مُعَظَّمِ بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایتِ دین پر دیکھا اس کے نشرِ فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً و تقریراً ساعی (کوشش میں لگا) رہا۔ اس کے لئے عمدہ اَلقاب وضع کرکے (بناکر) شائع کئے جس پر میری کتاب "اَلْمُعْتَمَدُ الْمُسْتَنَد" وغیرہ شاہد ہیں، حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے ربِّ کریم کے وجہِ کریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نُفُور (نفرت کرنے والا) اور گوشہ نشینی کا دِلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے دَوروں سے دُور رہنا انہیں دو وجہ پر تھا۔ اول حُبِّ خُمُول (محبتِ گمنامی) دوم: زمانہ عیب دار کو خریدتا نہیں اور میرے پاس اس کے علاوہ نہیں ہے، اس کھوٹے سامان کے ساتھ اپنے گدھے کو کہاں لے کر جاؤں، اور اب تو سالہا سال سے شدّتِ ہجومِ کار (زیادہ کام کی شدت) و اِنْعِدامِ کُلّی فُرصَت (اور بالکل فرصت نہ ہونے کی وجہ سے اور) غلبۂ ضُعف و نَقاہت (کمزوری کے غلبے) نے بالکل ہی بٹھا دیا ہے، جسے میرے اَحباب نے نازک مِزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر حمل کیا اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/598 ملخصاً)

میرے پاس اِن عَملیات کے ذَخائر بھرے ہیں لیکن بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی آج تک کبھی اِس طرف خیال بھی نہیں کیا۔ ہمیشہ اُن دُعاؤں پر جو اَحادیث میں اِرشاد ہوئیں عمل کیا۔ میری تو تمام مُشکِلات اِنہیں سے حل ہوتی رہتی ہیں۔

ایک بار عصر کے بعد ایک طالبِ علم (Student) کوئی کتاب لے کر امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟

عَرض کی: حضور! اَعمالِ تسخیر (یعنی کسی جن یا انسان کو قابو کرنے کے عملیات کے بارے میں) ہے، ایک عِبارت کا مطلب دَرْیافت کرنا تھا۔

امامِ اہلِ سنّت نے اِرشاد فرمایا: میرے پاس اِن عَملیات کے ذَخائر بھرے ہیں لیکن بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی آج تک کبھی اِس طرف خیال بھی نہیں کیا۔ ہمیشہ اُن دُعاؤں پر جو اَحادیث میں اِرشاد ہوئیں عمل کیا۔ میری تو تمام مُشکِلات اِنہیں سے حل ہوتی رہتی ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص181تا182 ملخصاً)

دوسرے سفرِ حج کا ذکر کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت نے بیان فرمایا: جدّہ پہنچتے ہی مجھے بخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔ محاذاتِ یَلَمْلَم (یَلَمْلَم پہاڑ کے سامنے) بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی احرام بندھ چکا تھا۔ اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے، سوجاتا آنکھ کھلتی تو بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی رضائی

گردن سے اصلاً (یعنی بالکل) نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جَدَّہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے، آج چل کر جَدَّہ کے کُھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی۔ بخار میں کیا حالت ہوگی؟ سرکارِ اَقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم سے عرض کی۔ بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی بخار معاً (فوراً) جاتا رہا اور تیرھویں ذوالحجہ تک عَود نہ کیا (دوبارہ نہ آیا)۔ جب بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی تمام مناسکِ حج سے فارغ ہولئے، تیرھویں تاریخ بخار نے عَود کیا۔ میں نے کہا: اب آیا کیجئے، ہمارا کام ربُّ العِزَّت نے پورا کردیا۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص187 ملخصاً)

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جب 21 برس کے نوجوان تھے اُس وَقْت کا واقِعہ بیان فرماتے ہیں: سَتْرھویں شریف ماہِ فاخِر ربیعُ الآخِر 1293ھ میں کہ فقیر کو اکیسواں سال تھا۔ اعلیٰ حضرت مصنِّف عَلّام سیِّدُنا الوالِد قدس سرہ الماجد (والدِ محترم) اور حضرت مُحِبُّ الرَّسول جناب مولانا مولوی محمد عبدُالقادِر صاحِب بدایونی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے ہمراہِ رِکاب (ساتھ ساتھ) حاضرِ بارگاہِ بیکس پناہ، حُضُور پُرنُور محبوبِ الٰہی نظامُ الحقِّ وَالدِّین سلطانُ الاَوْلیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ ہوا۔ حُجرۂ مُقدَّسہ کے چار طرف مجالسِ باطِلہ لَہْو و سُرُوْد (ڈھول باجے کی محفلیں) گرم تھیں۔ شور و غَوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی۔ دونوں حضراتِ عالیات اپنے قُلوبِ مُطْمَئِنَّہ کے ساتھ حاضرِ مُواجَہہ اَقْدس ہوکر مشغول ہوئے۔ اِس فقیرِ بے تَوقیر نے ہُجُومِ شور و شَر سے خاطِر (یعنی دل) میں پریشانی پائی۔ دروازۂ مُطَہَّرہ پر کھڑے ہوکر حضرتِ سلطانُ الاولیاء سے عرض کی کہ اے مولیٰ! غلام جس لئے حاضر ہوا، یہ آوازیں اس میں خَلَل انداز ہیں۔ (لفظ یہی تھے یا ان کے قریب، بہرحال مضمونِ مَعْرُوضہ یہی تھا) یہ عرض کرکے بِسْمِ اللہ کہہ کر دَہنا پاؤں دروازۂ حُجرہ طاہِرہ میں رکھا بِعَونِ رَبِّ قدیر وہ سب آوازیں دَفْعَۃً گُم تھیں، مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہورہے، پیچھے پھر کر دیکھا تو وہی بازار گرم تھا۔ قدم کہ رکھا تھا، باہَر ہٹایا پھر آوازوں کا وُہی جوش پایا۔ پھر بِسْمِ اللہ کہہ کر دَہنا پاؤں اندر رکھا۔ بِحَمْدِ اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ مولیٰ کا کرم اور حضرتِ سلطانُ الاولیاء کی کرامت اور اس بندۂ ناچیز پر رَحمت و مَعُونَت ہے، شکرِ الٰہی بجالایا اور حاضرِ مُواجَہہ عالیہ ہوکر مشغول رہا۔ کوئی آواز نہ سنائی دی، جب باہَر آیا پھر وُہی حال تھا کہ خانقاہِ اقدس کے باہَر قِیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔ فقیر نے یہ اپنے اوپر گُزری ہوئی گزارِش کی کہ اوّل تو وہ نعمتِ الٰہی تھی اور ربّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ اپنے رب کی نعمتوں کو لوگوں سے خوب بیان کر۔ مَعَ ہٰذا اِس میں غُلامانِ اولیائے کِرام کے لئے بِشارت اور مُنکِروں پر بَلا و حسرت ہے۔ الٰہی! صَدَقہ اپنے محبوبوں کا ہمیں دنیا و آخرت وقبر و حَشر میں اپنے محبوبوں کے بَرَکاتِ بے پایاں سے بَہرہ مند فرما۔ اٰمین

(احسن الوعاء لاداب الدعاء، ص140 تا142 ملخصاً)

راشد نور عطاری مدنی*

جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم و عرفان اور فضل و کمال کے ایسے ماہتاب تھے جس کی روشنی عالمِ اسلام کو مُنوّر کرتی رہی اور علما و فُضَلا نے اُن کے علمی کمال اور عارفانہ شُعور کا کُھلے دل سے نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اُن کے سامنے زانوئے تَلَمُّذ طے کرنے (یعنی شاگرد بننے) کو باعثِ اِفتخار جانا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کی عظمت ہر صاحبِ علم کے دل میں تھی، ہے اور رہے گی۔ آپ سے ملاقات اور آپ کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے آپ کی زندگی ہی میں بَرِّعظیم (پاک و ہند) کے ساتھ ساتھ عرب دنیا کے علمی شہسواروں میں آپ کے علم و فن کی شہرت ہو چکی تھی۔ زیرِ نظر مضمون میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں عرب و عجم کے چند اربابِ علم و فن علما کے تأثرات کو شامل کیا جارہا ہے جنہیں پڑھ کر اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنے دل میں فرحت محسوس فرمائیں گے اور اللہ پاک کے فضل و کرم سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت و محبت میں مزید اضافہ ہو گا۔

علمائے مکۂ مکرّمہ

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی (مسجدِ حرام) (اعلیٰ حضرت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ) اس زمانے میں مُحَقِّقِین علما کے بادشاہ ہیں اور ان کی ساری باتیں سچی ہیں، گویا (تحریر کی صورت میں) ان کا کلام ہمارے نبی پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُعجِزات میں سے ایک مُعجِزہ ہے جسے اللہ پاک نے ان کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا ہے۔ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص28)

شیخ سید اسماعیل بن سید خلیل (محافظ کتبِ حرم) یکتائے روزگار، وحیدِ عصر شیخ احمد رضا خان وہ ہیں کہ مکۂ مُعظّمہ کے علماء جن کے فضل کی گواہی دے رہے ہیں اگر وہ اس مقامِ رفیع پر فائز نہ ہوتے تو علمائے مکۂ مُعظّمہ اُن کیلئے یہ گواہی نہ دیتے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اُن کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے

* مُدَرِّس جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار، بابُ المدینہ کراچی

مجدّد ہیں تو حق اور صحیح ہے۔ ان کے حوالے سے یہ بھی منقول ہے کہ جب انہوں نے اعلیٰ حضرت کی فقہی تحقیقات اور علمی جواہر پاروں کو دیکھا تو فرمایا: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابوحنیفہ ان فتاویٰ کو دیکھتے تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور ان فتاویٰ کے مؤلف یعنی احمد رضا کو اپنے تلامذہ میں شامل کر لیتے۔ (حسام الحرمین، ص78، خیابان رضا، ص216)

شیخ العلماء مفتی شافعیہ محمد سعید بن محمد بابصیل فاضل، امام کامل شیخ احمد رضا خان شریعت کے اُصول و فُروع میں نہایت مُحقّق و مُدقّق ہیں۔ (الدولۃ المکیۃ، ص142)

علمائے مدینہ

سیّد احمد بن اسماعیل الحسینی البرزنجی (مفتی شافعیہ مدینۂ طیبہ) اے علامۂ کامل، صاحبِ تحقیق و تنقیح، عالمِ اہلِ سنّت شیخ احمد رضا میں نے آپ کی کتاب "المعتمد المستند" کا مطالعہ کیا تو میں نے اسے قوّت و نقد کی انتہائی بلندیوں پر پایا۔
(حسام الحرمین، ص128)

موسیٰ علی الشامی الاَزْھَری (مدینۂ منورہ) مُصنّفِ کتاب (الدولۃ المکیۃ) اماموں کے امام، اس اُمّت کے دین کے مُجدّد ہیں، یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستہ ہیں، اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں انہیں قبول و رضوان عطا فرمائے۔ (الدولۃ المکیۃ، ص204)

علمائے شام

علامہ سیّد محمد تاج الدین حسنی دمشقی کتاب (الدولۃ المکیۃ) کے مُصنّف شیخ احمد رضا خان بڑے صاحبِ فضل ہیں جو اپنے ہم مثلوں میں بہترین اور قدر و منزلت والے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے اور ہم سب کو قیامت کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جھنڈے تلے جمع فرمائے۔ آمین (امام احمد رضا اور عالم اسلام، ص184)

شیخ محمد آفندی الحکیم (دمشق، شام) کتاب (الدولۃ المکیۃ) مؤلف علّامہ (احمد رضا) کے مَعارفِ نَقلِیَہ و عقلیہ اور شریعتِ محمدیہ کیلئے ان کی غیرت پر گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام میں ان جیسے علما بکثرت پیدا فرمائے جو ہدایت و ارشاد کے آفتاب بن کر چمکیں۔ (امام احمد رضا اور عالم اسلام، ص180)

علمائے مصر

ڈاکٹر حسین مجیب (قاہرہ، مصر) امام احمد رضا ایک راسخ العقیدہ سُنی عالمِ دین تھے۔ انہوں نے دینِ حنیف پر ہونے والے حملوں کا بھرپور انداز میں دِفاع کیا اور علم سے نابلد مُخالفین کے مَکر و فریب کا پردہ فاش کر دیا۔ (مقدمہ صفوۃ المدیح، ص14، 15)

استاذ حازم احمد عبد الرحیم المحفوظ (جامعہ ازہر) شیخ احمد رضا صحیح معنوں میں فقیہ اور امام ہیں آپ نے مسلمانانِ عالم کو پوری استقامت کیساتھ صحیح و درست دینی شاہراہ پر چلانے کا فریضہ سر انجام دیا ہے۔ (مقدمہ المنظومۃ السلامیہ، ص34)

علمائے بغداد

ڈاکٹر محمد مجید السعید (جامعہ اسلامیہ بغداد) امام احمد رضا ایسے علامہ فہّامہ ہیں کہ زمانہ کم ہی ایسے لوگوں کے وُجودِ مسعود سے سر فراز ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسے جلتے ہوئے روشن چراغ اور ایسی روشنی بکھیرتی ہوئی شُعاعِ پُرنور ہیں کہ جس کا اُجالا کم ہونے اور روشنی بُجھنے کا کبھی نام نہیں لیتی۔

(مقدمہ شاعر من الھند، ص10)

ڈاکٹر رشید عبد الرحمٰن العبیدی (استاذ بجامعہ صدام للعلوم الاسلامیہ) امام احمد رضا ایک ماہر عالمِ دین تھے اور اُن کی ذات ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے وہ اپنے دور کے مُروّجہ علوم وفنون میں درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

(مقدمہ قصید تان رائعتان، ص16، 17 ملخصاً)

علمائے ہند

حضرت مخدوم شاہ آلِ رسول مارہروی (پیرو مرشد اعلیٰ حضرت) ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اگر قیامت کے دن اللہ ربُّ العزّت نے سوال کیا کہ اے آلِ رسول تو میرے لئے دُنیا سے کیا لایا ہے تو میں عرض کردوں گا خدایا! تیرا عاجز بندہ دنیا سے احمد رضا کو لایا ہے۔ (سالنامہ معارف رضا 1989ء، ص164)

تاج العلماء حضرت علامہ محمد میاں مارہروی اعلیٰ حضرت کو میں علامہ ابنِ عابدین شامی پر فوقیت دیتا ہوں کیونکہ جو جامعیّت اعلیٰ حضرت کے ہاں ہے وہ ابنِ عابدین شامی کے ہاں نہیں۔ (سر تاج الفقہا، ص19)

امام المحدّثین علامہ وصی احمد محدّث سُورتی جب میں اعلیٰ حضرت سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مِل گئی۔ اب میرا ایمان رَسمی نہیں بلکہ بعونہٖ تعالیٰ حقیقی ہے جس نے حقیقی ایمان بخشا اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔ (علمِ حدیث کے تذکرے کے دوران فرمایا کہ) اعلیٰ حضرت اس فن میں امیرُ المؤمنین فی الحدیث ہیں کہ سالہا سال تک (میں) صرف اس فن میں تلمّذ (ان کی شاگردی اختیار) کروں تو بھی ان کا پاسنگ (یعنی ان کے مقابلے میں کچھ بھی) نہ ٹھہروں۔ (ماہنامہ المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، اپریل، مئی، جون 1976ء، ص247)

زُبدۃُ العارفین خواجہ شاہ محمد رُکنُ الدّین اَلْوَری ساری زندگی ایک ولیٔ کامل کی طرح گزاری۔ آپ کے فیضانِ قلم سے سینکڑوں لوگوں کو فیض پہنچا ہے۔ رُکنِ دین، توضیحُ العقائد اور ضمیمہ آدابِ سالک وغیرہ آپ کے تصنیفی شاہکار ہیں۔ آپ نے اپنے اِستفتاء میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو قامِعِ بدعت وضَلالت، جامعِ منقول ومعقول جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ 7/152)

علمائے پاکستان مع شخصیات

سیّدُ الفقہاء علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری (لاہور) سیّدی ومولائی اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا قادری برکاتی اپنے دور کے جلیلُ القدر عالمِ دین اور شیخِ طریقت تھے اگرچہ وہ جملہ علومِ معقول ومنقول میں امامت کے درجہ پر فائز تھے مگر فقہ ان کا خاص موضوع تھا اور اس فن میں پاک وہند میں ان کا کوئی ہم پلّہ نہیں۔

(مقالاتِ یومِ رضا، حصہ دوم، دائرۃ المصنفین لاہور، ص57)

خواجہ نظامُ الدّین تونسوی (آستانہ عالیہ پیر پٹھان تونسہ شریف): آپ کے بیٹے خواجہ غلام معینُ الدّین صاحب فرماتے ہیں "میرے والدِ بزرگوار ہر رات عشاء کی نماز کے بعد امامِ اہلِ سنّت کی روحِ پاک کو ایصالِ ثواب کیلئے دو رکعت نماز پڑھ کر سویا کرتے تھے۔ جب تک دو رکعت نفل نہ پڑھ لیتے اس وقت تک نیند کرنا مُناسب نہ سمجھتے تھے۔"

(امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، ص90)

شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری یہ آستانہ عالیہ بھرچونڈی شریف (ضلع گھوٹکی، باب الاسلام سندھ) کے مَشائخ میں سے ہیں یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ امام اہلِ سنّت سے بہت عقیدت بھی رکھتے تھے ایک مرتبہ کسی مسئلہ کے حل کیلئے بریلی شریف خط بھیجا تو فاضلِ بریلوی کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا "بخدمت تاجُ الفقہاء، سراجُ العلماءِ المُدقّقین، حامیُ السّنّۃ و الدّین، غیاثُ الاسلام والمسلمین، مجدد مائۃ حاضر جناب سید احمد رضا خاں صاحب قادری۔"

(فتاویٰ رضویہ، 21/290)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی صوفیائے پنجاب میں آپ کا نام ایک اِمتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ مَردِ کامل، عالم فاضل، فقیہ، قادرُ الکلام شاعر تھے۔ فتنۂ مرزائیت کے خلاف آپ کا علمی و قلمی جہاد قابلِ ستائش ہے۔ آپ کی نظر میں امام اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت کا کیا مقام تھا اس کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ ایک موقع پر آپ کے سامنے ایک مکتوب پڑھا گیا

جس میں یہ شعر تھا:

پیشِ نظر وہ نَو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سَر کو روکیے، ہاں یہی اِمتحان ہے

تو آپ نے پوچھا یہ شعر کس کا ہے؟ عرض کی گئی یہ شعر مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ "ایسا شعر کہنا ان ہی کی شانِ عالی کے مُناسب ہے۔" (امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، ص63)

امیرِ ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدّث علی پوری آپ دنیائے روحانیت کے آفتاب، حسنی شیر ازی سیّد اور پیرِ طریقت تھے۔ مرزا قادیانی کو آپ کے مقابلہ میں آکر شدید ذِلّت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع اور آپ کے خلفاء کی تعداد 100 کے قریب ہے۔ ایک بار جب آپ کے سامنے یہ مقطع پڑھا گیا

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جِناں کہ رضا کی طرح کوئی سَحَر بَیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہُدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم

تو اس پر آپ نے لُقمہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "صرف ہند ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایسا سَحَر بَیاں واصفِ شاہِ ہُدیٰ کوئی نہیں۔" حَرم میں ایک بار جب آپ نے امام اہلِ سنّت سے مُعانقہ کیا تو اس کے بعد سجدۂ شکر بجالائے کہ ایک عاشقِ رسول سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور اس کو آپ نے اپنے لئے سعادت جانا۔ (امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، ص69، 70)

سراجُ الفقہاء مفتی سراج احمد خانپوری آپ فاضل مُدرِّس اور بہت بڑے مفتی تھے، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی فیض احمد اویسی صاحب کا آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ غزالیِ دوراں حضرت علامہ سیّد سعید احمد کاظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے آپ کو "سراجُ الفقہاء" کے لقب سے یاد کیا۔ آپ امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت سے بڑی عقیدت رکھتے تھے لیکن ان کی حیات میں بریلی شریف حاضر نہ ہوسکے، بعدِ وصال ایک بار بریلی شریف تشریف لے گئے اور مُحدّثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملاقات کی اور بتایا: ایک بار میں نے علمِ میراث کے فَن میں مشہور کتاب "سراجی" کی ذَوِی الاَرحام کے بارے میں ایک پیچیدہ عبارت کو لکھ کر حل طلب کرنے کے لئے بریلی اور کئی مقامات پر مشہور علماء کے پاس بھیجا، جو جوابات آئے ان میں "اعلیٰ حضرت کے جواب کو سب سے بہتر اور تسلّی بخش پایا"۔ مولانا سردار احمد صاحب نے آپ کو فتاوٰی شامی کی ایک جلد جس پر اعلیٰ حضرت کا حاشیہ تھا مطالعہ کے لئے دی، چند گھنٹے مطالعہ کرنے کے بعد مولانا سردار احمد صاحب نے جب دریافت کیا کہ حاشیہ کیسا ہے؟ جواب دیا: "واللہ (خدا کی قسم) اگر علامہ شامی زندہ ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے پڑھتے۔"

(امام احمد رضا اور علماء ریاست بہاولپور، ص25 تا 31 ملخصاً)

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال (مرکز الاولیا لاہور) ہندوستان کے دورِ آخر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جیسا ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے یہ رائے قائم کی ہے کہ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کرلیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاوی میں کبھی کسی تبدیلی یا رُجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(انوار رضا، ص684)

احباب و خلفائے اعلیٰ حضرت

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ حسنِ اخلاق کے بھی پیکر تھے، اس لئے آپ کا حلقۂ احباب بھی وسیع تھا، چونکہ انسان کے قریب ترین احباب میں قریبی رشتہ دار، مرید اور خلفا ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے خاندان، خلفا، مشہور مریدوں، شاگردوں اور کچھ احباب کا (ایامِ وصال / اعراس کے اعتبار سے) مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے:

محرم الحرام

یکم محرم الحرام مریدِ اعلیٰ حضرت، شمس العلماء، حضرت مولانا مفتی قاضی ابو المعالی شمس الدّین احمد جعفری رضوی جونپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1322ھ محلہ میر مست جونپور (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جیّد مدرس، صاحبِ قانونِ شریعت اور شیخ طریقت تھے۔ یکم محرم الحرام 1401ھ کو وصال فرمایا، آپ کو احاطۂ مزار حضرت قطب الدّین بینادل قلندر، جونپور (یوپی) ہند میں دفن کیا گیا۔ (مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء، 1/ 434تا439)

08 محرم الحرام شیر بیشۂ سنّت، مولانا ابو الفتح عبید الرّضا محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی 1319ھ کو لکھنؤ (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظُ القراٰن، فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتیِ اسلام، مصنف، مدرس، شاعر، شیخ طریقت اور بہترین واعظ تھے۔ چالیس تصانیف میں "الصوارم الہندیہ" اور "فتاویٰ شیر بیشۂ سنّت" زیادہ مشہور ہیں۔ وصال 8 محرم الحرام 1380ھ میں فرمایا، مزار مبارک بھورے خاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص304تا316)

13 محرم الحرام استاذ العلماء حضرت مولانا سیّد محمد غیاث الدّین حسن شریفی چشتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 1304ھ کو قصبہ رجہت (ضلع گیا، صوبہ بہار) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مدرس، مصنف، واعظ اور شیخ کامل تھے۔ اردو، فارسی اور عربی تصانیف میں "غیاث الطالبین" اہم ہے۔ آپ نے 13 محرم الحرام 1385ھ میں وصال فرمایا، مزارِ مبارک خانقاہِ کبیریہ شہسرام (ضلع آرہ، صوبہ بہار) ہند کے احاطۂ قبرستان میں ہے۔

(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص364تا373، ماہنامہ معارفِ رضا، اگست 2007ء، ص30تا35)

14 محرم الحرام شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1310ھ رضا نگر محلہ سوداگران بریلی (یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف،

* رکن شوریٰ و نگران مجلس المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

جملہ علوم وفنون کے ماہر، جید عالم، مصنفِ کتب، مفتی و شاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخ طریقت، مرجع علماو مشائخ اور عوام اہل سنت تھے۔ 35 سے زائد تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور فتاویٰ مصطفویہ مشہور ہیں۔ 14 محرم الحرام 1402ھ میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (جہانِ مفتی اعظم، ص64تا130)

25 محرم الحرام فقیہ دوراں، حضرتِ علّامہ مولانا قاضی ابو المظفر غلام جان ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی فاضل دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف، بہترین مدرس، مفتی اسلام اور صاحبِ تصنیف ہیں۔ آپ کی ولادت 1316ھ اوگرہ مدنی صحرا (مانسہرہ، پاکستان) میں ہوئی اور وصال 25 محرم الحرام 1379ھ کو فرمایا، آپ مرکز الاولیا لاہور میں غازی علم دین شہید کے مزار کے جنوبی جانب محوِ استراحت ہیں۔ **"فتاویٰ غلامیہ"** آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ (حیاتِ فقیہ زماں، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص299تا300)

26 محرم الحرام محسنِ ملت حضرتِ علّامہ مولانا حامد علی فاروقی رضوی رائے پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت قاضی پور چندہا (الہ آباد یوپی) ہند میں 1306ھ میں ہوئی۔ 26 محرم الحرام 1388ھ کو وصال فرمایا، رائے پور کے مشہور ولیُّ اللہ حضرت فاتح شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قرب میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ فاضل منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظر و خطیبِ اسلام، ملّی قائد اور قومی راہنما تھے، آپ نے کئی فتاویٰ بھی لکھے، آپ کا 1924ء میں قائم کردہ "مدرسہ و ادارہ اصلاح المسلمین و دارالیتامیٰ چھتیس گڑھ ہند" آج بھی قوم وملت کی آبیاری کررہا ہے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص562تا573)

26 محرم الحرام امینِ شریعت حضرت مولانا مفتی سبطین رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن 1346ھ میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور 26 محرم الحرام 1437ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک کانکر ٹولہ، بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہے۔ آپ عالمِ دین، مفتی اسلام، استاذ العلماء، اور شیخ طریقت تھے۔ درسِ نظامی کی جملہ کتب میں مہارتِ تامہ حاصل تھی اور اچھے حکیم بھی تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ کانکر ضلع بستر چھتیس گڑھ میں گزارا اور مدرسہ فیضِ الاسلام کشنگل (ایم پی) ہند میں تدریس فرمائی۔

(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، ص387تا391)

27 محرم الحرام استاذُ العلماء، مفتیِ اسلام حضرت علّامہ ابو السعادات شہابُ الدّین احمد کویا ازہر شالیاتی ملیباری شافعی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 1302ھ قریہ چالیم ملیبار کیرالا (جنوبی ہند) میں ہوئی اور یہیں 27 محرم الحرام 1374ھ کو وصال فرمایا، آپ جیّد عالم، مدرس، شیخ طریقت، مفتی اسلام، مرجع عوام و علما اور علم و عمل کے جامع تھے۔ آپ "دارالافتاء الازہریہ" کے بانی ہیں اور **"الفتاوی الازھریۃ فی احکام الشرعیۃ"** آپکے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص574تا578)

27 محرم الحرام استاذُ الحُفّاظ، حضرت مولانا حافظ یعقوب علی خان پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادتِ باسعادت پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہوئی اور 27 محرم الحرام 1357ھ کو وصال فرمایا اور یہیں پاکھڑ (پاسو پاکر) والی پُرانی جامع مسجد (محلہ بھورے خاں) سے متصل باغ میں دفن کیے گئے۔ آپ فاضل مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، حافظ القرآن، مدرس مدرسۃ الحدیث و مدرسہ احمدیہ جامع مسجد، ولیُّ اللہ اور استاذُ الحُفّاظ تھے۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص53تا55، 161، تذکرہ محدث سورتی، ص269)

28 محرم الحرام استاذُ العلماء، مولانا ابو المساکین محمد ضیاء الدّین ہمدم قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادتِ باسعادت شوّال المکرّم 1290ھ تلہر (ضلع شاہ جہاں پور، یوپی) ہند میں ہوئی اور 28 محرم الحرام 1364ھ کو وصال فرمایا، پیلی بھیت (یوپی) ہند میں بہشتیوں والی مسجد سے متصل آسودۂ خاک ہیں۔ آپ جید مدرس، مصنف، صاحبِ دیوان شاعر، شیخ طریقت اور پیلی بھیت کی مؤثر شخصیت تھے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص274تا275)

صَفَرُ الْمُظَفَّر

یکم صَفَرُ الْمُظَفَّر

شیخ الخطباء والائمہ، امام الحرم حضرت سیّدنا شیخ عبدُ اللہ ابوالخیر مرداد مکّی حنفی قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1285ھ کو مکّہ شریف میں ہوئی اور شہادت طائف میں (غالباً یکم صفر) 1343ھ کو ہوئی۔ آپ جیّد عالمِ دین، حنفی فقیہ، مؤرّخ، مصنف، مدرس اور مکّہ شریف کی مؤثر شخصیت تھے۔ علمائے مکّہ کے حالات وکرامات پر مشتمل ضخیم کتاب "نشر النور والزھر" آپ کی یادگار ہے۔ (مختصر نشر النور والزھر، ص31، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکۂ مکرمہ، ص89، 21)

2 صَفَرُ الْمُظَفَّر

مدرسِ حرم، عالمِ باعمل حضرت سیدنا شیخ سیّد ابوبکر بن سالم البار مکّی علَوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1301ھ کو مکّہ مکرمہ کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 2 صفرُ المظفر 1384ھ کو وصال فرمایا، جنّتُ المعلٰی میں مدفون ہوئے۔ آپ قاضیِ شہر، فقیہ شافعی، استاذُ العلما، مصنف اور شیخِ طریقت تھے۔ (الدلیل المشیر، ص21۔ سالنامہ معارف رضا1999ء، ص200)

3 صَفَرُ الْمُظَفَّر

عالمِ باعمل حضرت علّامہ محمود جان خان قادری جام جودھ پوری پشاوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1255ھ کو پشاور پاکستان میں ہوئی اور 3 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1370ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جام جودھ پور (ضلع جام نگر، گجرات) ہند میں ہے۔ آپ عالمِ دین، خطیبِ اہلِ سنّت، شاعرِ اسلام اور جام جودھ پور کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ منظوم حیاتِ اعلیٰ حضرت "ذکرِ رضا" آپ کی یادگار ہے۔ (شخصیاتِ اسلام، ص136تا138)

5 صَفَرُ الْمُظَفَّر

شہزادۂ استاذِ زمن، استاذُ العلما حضرتِ مولانا محمد حَسَنَین رضا خان رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1310ھ کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے بھتیجے، داماد، شاگرد و خلیفہ، جامعِ معقول و منقول، کئی کُتب کے مصنف، مدرسِ دارالعلوم منظرِ اسلام، صاحبِ دیوان شاعر، بانیِ حسنی پریس و ماہنامہ الرضا و جماعت انصار الاسلام تھے۔ وصال 5 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1401ھ میں فرمایا اور مزار بریلی شریف میں ہے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص95، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، ص77تا81)

10 صَفَرُ الْمُظَفَّر

سیاحِ ممالکِ اسلامیہ حضرت شیخ سیّد عبد اللہ بن صدقہ دحلان حسنی مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1291ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور وِصال 10 صفر 1363ھ کو قاروت (Garut) صوبہ جاوا مغربی انڈونیشیا میں فرمایا۔ آپ امام الحرم، ماہرِ علمِ فلکیات، فقیہ اسلام، مقبول خاص وعام، کئی مساجد، مدارس اور تنظیمات کے بانی تھے۔ (ماہنامہ معارف رضا1999ء، ص198)

11 صَفَرُ الْمُظَفَّر

مُفسّرِ اعظم حضرتِ مولانا محمد ابراہیم رضا خان رضوی جیلانی میاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1325ھ کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، مصنف، مہتمم دارالعلوم منظرِ اسلام اور شیخ الحدیث تھے۔ 11 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1385ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک بریلی شریف (یوپی) ہند میں روضۂ اعلیٰ حضرت کے دائیں جانب مرجعِ خلائق ہے۔

(تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص93، مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، ص110)

12 صَفَرُ الْمُظَفَّر

استاذُ العلما، حضرت مولانا سیّد احمد عالم قادری رجہتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت موضع بچرو کھی نزد رجہت (ضلع نوادہ، بہار) ہند میں ہوئی اور 12 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1377ھ کو وصال فرمایا، بسرام پور، تھانہ امام گنج (ضلع گیا، بہار) ہند میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ جیّد عالم، مدرس اور قادرُ الکلام واعظ تھے۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، اپریل2002ء، صد سالہ منظر اسلام نمبر قسط2، ص167)

13 صَفَرُ الْمُظَفَّر

مدرسِ حرم، قاضیِ مکّۂ مکرّمہ حضرت سیّدنا شیخ احمد بن عبدُ اللہ ناضرین شافعی مکّی قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1299ھ میں مکّۂ مکرّمہ میں ہوئی اور 13 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1370ھ کو وصال فرمایا، جنّۃُ المعلٰی میں دفن کئے گئے۔ آپ بہترین مدرس، علومِ قدیم و جدید کے جامع، صاحبِ تقویٰ و ورع، فقہِ شافعی کے فقیہ اور باعمل عالمِ دین تھے۔ (الدلیل المشیر، ص46تا51)

13 صَفَرُ الْمُظَفَّر

شیخ الواعظین، حضرت مولانا مفتی ابوعبد القادر محمد عبد اللہ کوٹلوی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت کوٹلی لوہاراں غربی (ضیاء کوٹ، سیالکوٹ) پاکستان میں 1281ھ کو ہوئی اور یہیں 13 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1342ھ کو وصال فرمایا، عبد اللہ شاہ قبرستان میں تدفین ہوئی، آپ عالمِ باعمل، واعظِ خوش بیان، صاحبِ دیوان شاعر اور مصنّف تھے، شعری مجموعہ ”انواعِ احمدی“ مطبوع ہے۔ (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علمائے کوٹلی لوہاراں، ص13، تذکرہ اکابر اہلِ سنّت، ص83)

15 صَفَرُ الْمُظَفَّر

حافظُ المسائل حضرت علّامہ محمد عبدالکریم نقشبندی رضوی چتوڑی محدث بھیرو گڑھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، جید عالمِ دین، واعظ، مدرس، مصنف، شیخِ طریقت اور فعّال عالمِ دین تھے۔ پیدائش چتوڑ گڑھ میواڑ (راجستھان) ہند میں ہوئی اور وصال 15 صَفَرُ الْمُظَفَّر (غالباً 1342ھ) کو بھیرو گڑھ (ضلع اجین، ایم پی) ہند میں ہوا۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص490تا500، ماہنامہ معارفِ رضا دسمبر 2014، ص20)

19 صَفَرُ الْمُظَفَّر

امام العلماء حضرت مولانا حافظ امام الدین کوٹلوی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت کوٹلی لوہاراں مغربی (ضلع ضیاکوٹ سیالکوٹ) میں ہوئی اور 19 صفر المظفر 1381ھ کو وصال فرمایا، تدفین قبرستان عید گاہ شریف راولپنڈی میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، مصنفِ کتب، قادر الکلام شاعر اور مجازِ طریقت تھے۔ نصرۃ الحق آپکے کلام کا مجموعہ ہے۔ (تذکرہ فقیہ اعظم، ص30تا33)

20 صَفَرُ الْمُظَفَّر

مفسرِ قراٰن حضرتِ علامہ سیّد محمد عمر خلیق حسینی قادری حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1282ھ محلہ قاضی پورہ (حیدرآباد دکن) ہند میں علمی سادات خاندان میں ہوئی اور وصال 20 صفر 1330ھ کو فرمایا، مزار قادری چمن، مضافاتِ محلہ فلک نما حیدرآباد دکن ہند میں ہے۔ آپ بہترین واعظ، مفسر، قاری، مصنف، شاعر، اُستاذُ العُلَماء اور شیخِ طریقت تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان کی وفات پر منظوم عربی قصیدہ قلمبند فرمایا۔ (مرقع انوار، ص929، تذکرہ علمائے اہلسنت ص186)

25 صَفَرُ الْمُظَفَّر

ابوحنیفہ صغیر، امین الفتویٰ حضرت سیّدنا شیخ سیّد ابوالحسین محمد بن عبد الرحمن مرزوقی مکی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1284ھ کو مکّۂ مکرّمہ میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، فقیہِ حنفی، عہدِ عثمانی میں مکّہ شریف کے قاضی، تراویح کے امام اور عہدِ ہاشمی میں وزارتِ تعلیم کے بڑے عہدے پر فائز رہے۔ 25 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1365ھ کو وصال فرمایا اور جنّۃُ المعلٰی مکّۂ مکرّمہ میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص80تا83، حسام الحرمین، ص79)

27 صَفَرُ الْمُظَفَّر

تلمیذِ اعلیٰ حضرت، امام السالکین حضرت علّامہ سیّد ابو الفیض قلندر علی گیلانی سہروردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیدائش 1312ھ میں کوٹلی لوہاراں شرقی (ضلع ضیاکوٹ، سیالکوٹ) پاکستان میں ہوئی۔ آپ جید عالمِ دین، فاضلِ دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی، بہترین خطیب، صاحبِ تصنیف اور صاحبِ کرامت شیخِ طریقت تھے۔ 27 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1377ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک ہنجروال (ملتان روڈ) مرکز الاولیاء لاہور میں ہے۔ (تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ، ص234تا289، تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور، ص302)

28 صَفَرُ الْمُظَفَّر

استاذُ العُلَماء، حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت منگلور (ضلع مظفر نگر، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ ماہرِ معقولات عالم، صدر مدرس اور مجازِ طریقت تھے۔ آپ نے بحالتِ سفرِ آخر (غالباً 28) صَفَرُ الْمُظَفَّر 1363ھ کو وصال فرمایا۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص138)

ربیعُ الاول

05 ربیعُ الاوّل

مفکرِ اسلام، پروفیسر حضرت علّامہ سید محمد سُلیمان اشرف بہاری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 1295ھ میں میر داد، ضلع پٹنہ، بہار ہند میں ہوئی اور وصال 5 ربیعُ الاوّل 1358ھ کو فرمایا۔ تدفین علی گڑھ اسلامی یونیورسٹی کے اندر شیروانیوں والے قبرستان میں ہوئی۔ آپ کی کئی کتب مثلاً النور، الرشاد وغیرہ یاد گار ہیں۔(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص144، سیدی ضیاء الدین احمد القادری 2/266-268)

12 ربیعُ الاوّل

قطبِ میواڑ حضرت مولانا مفتی محمد ظہیر الحسن اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1302ھ کو محلہ اورنگ آباد اعظم گڑھ (یوپی) ہند میں ہوئی اور 12 ربیعُ الاوّل 1382ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مسجد سے متصل احاطۂ اولیا برھم پول اودھے پور (راجستھان) ہند میں ہے۔ آپ جیّد مفتیِ اسلام، مدرّس مدرسہ اسلامیہ اودھے پور، عالِم باعمل اور شیخِ طریقت تھے۔

(سالنامہ یادگارِ رضا 2007، ص143-151)

14 ربیعُ الاوّل

ہمدردِ ملّت، حضرت مولانا حافظ سیّد محمد حسین میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1290ھ بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، صاحبِ ثروت عالمِ دین اور دین کا درد رکھنے والے راہنما تھے۔ آپ نے میرٹھ میں دینی کُتُب شائع کرنے کیلئے طلسمی پریس اور یتیموں کے لئے مسلم دارالیتامیٰ والمساکین قائم فرمایا اور جب پاکستان آئے تو گلبہار میں عظیم الشان جامع مسجد غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 14 ربیعُ الاوّل 1384ھ میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان پاپوش نگر بابُ المدینہ (کراچی) میں ہوئی۔

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص213، سالنامہ معارفِ رضا 2008، ص236-238)

15 ربیعُ الاوّل

شیخُ الاصفیاء حضرت مولانا سیّد غلام علی اجمیری چشتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ باعمل، عاشقِ سلطانُ الہند، مُحِبِّ اعلیٰ حضرت، حُسنِ اخلاق کے پیکر اور خادمِ درگاہِ اجمیر شریف تھے 15 ربیعُ الاوّل 1374ھ کو وصال فرمایا، مزار خواجہ غریب نواز سے متصل قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔(تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص471تا474)

19 ربیعُ الاوّل

مجاہدِ دین وملت حضرت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1289ھ عظیم آباد پٹنہ (بہار) ہند میں ہوئی، آپ متحرک عالمِ دین، صاحبِ ثروت، بہترین واعظ، نعت گو شاعر، مفکر و راہنما تھے، آپ نے مجلسِ عالی حمایتِ سنّتِ محمدی بنائی، پریس بنام مطبعِ اعوانِ اہلسنت وجماعت (مطبع حنفیہ) کا آغاز کیا، دینی رسالہ تحفۂ حنفیہ (مخزنِ تحقیق) جاری کیا اور مدرسہ اہلسنت وجماعت (مدرسہ حنفیہ) قائم فرمایا۔ آپ کا وصال 19 ربیعُ الاوّل 1326ھ کو ہوا اور درگاہ حضرت پیر جگ جوت جیٹھلی شریف پٹنہ (بہار) ہند میں دفن کئے گئے۔

(سالنامہ معارفِ رضا 2005ء، 251، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص191، تذکرہ علمائے اہلسنت ص153)

22 ربیعُ الاوّل

عارفِ کامل حضرت مولانا فضلِ رحمٰن صدیقی گنج مرادآبادی نقشبندی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1208ھ سندیلہ (ضلع ہردوئی، یوپی ہند) میں ہوئی اور وصال 22 ربیعُ الاوّل 1313ھ کو فرمایا۔ مزار مبارک گنج مرادآباد (ضلع اناؤ، یوپی ہند) میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، استاذ و شیخُ العلماء والمشائخ، اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ جدِّ اعلیٰ حضرت مولانا رضا علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن آپ کے ہی مرید و خلیفہ تھے۔(تذکرہ محدث سورتی ص53-57، تجلیاتِ تاج الشریعہ ص86)

23 ربیعُ الاوّل خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی نقشبندی جماعتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1284ھ محلہ سرائے کبیر سنبھل (نزد مرادآباد، یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال 23 ربیع الاول 1362ھ کو مرادآباد میں ہوا، مزار شاہ باقی قبرستان میں درگاہِ حضرت مظہرُاللہ شاہ صفی سے متصل جانبِ شمال مغرب ہے، آپ عالم دین، حاذق طبیب، صاحبِ دیوان شاعر، قومی راہنما، سجادہ نشین درگاہِ شیخ کبیر کلمہ رواں، تیس سے زائد کتابوں کے مصنف اور صدرالافاضل کے خالہ زاد بھائی تھے۔

(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص330تا339، تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص116، 121)

24 ربیعُ الاوّل مُحِبِّ اعلیٰ حضرت، شیخ الاسلام حضرت سیدنا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1245ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور یہیں 24 ربیعُ الاوّل 1330ھ کو وصال فرمایا۔ قبر مبارک جَنَّةُ المَعلیٰ میں ہے۔ آپ رئیسُ العُلَماء، مفتی شافعیہ، عالم باعمل، مصنف اور مُقَرِّظِ اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة اور حُسَامُ الْحَرَمَيْن ہیں۔ (امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ، ص251-278)

26 ربیعُ الاوّل برہانِ ملت حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1310ھ کو جبل پور (سی پی) ہند میں ہوئی اور وصال 26 ربیع الاول 1405ھ کو فرمایا۔ مزار مبارک عید گاہ کلاں رانی تال جبل پور میں ہے۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام، مفتیِ اسلام، عُلومِ عقلیہ ونقلیہ کے ماہر، نعت گو شاعر، بہترین واعظ، متحرک راہنما، شیخ طریقت اور درگاہِ قادریہ سلامیہ کے سجادہ نشین تھے۔ تصنیف کردہ 26 کتب ورسائل میں "جذبات برہان" بھی ہے جو آپ کا نعتیہ دیوان ہے۔

(برہان ملت کی حیات وخدمات، 16، 17، 63)

ربیع الآخر

06 ربیعُ الآخر فقیہِ اعظم حضرت علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1277ھ میں کوٹلی لوہاراں (ضیاء کوٹ سیالکوٹ) پاکستان میں ہوئی۔ 6 ربیع الآخر 1370ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک کوٹلی لوہاراں غربی محلہ نکھووال (ضیاء کوٹ، سیالکوٹ) پاکستان میں جامع مسجد شریفی سے متصل ہے۔ آپ عالمِ باعمل، شیخ طریقت، مفتیِ اسلام، استاذُ العُلَماء، واعظِ خوش بیان، رئیس التحریر ہفت روزہ اخبار الفقیہ، مناظرِ اسلام، شاعر وادیب اور صاحبِ تصنیف تھے۔ (تذکرہ فقیہِ اعظم، ص97-100)

15 ربیعُ الآخر شہزادۂ شیخ المشائخ، حضرت مولانا سید ابو المحمود احمد اشرف اشرفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1286ھ کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالم باعمل، شیخ طریقت، مناظرِ اسلام اور سلطان الواعظین تھے۔ 15 ربیع الآخر 1347ھ کو وصال فرمایا۔ مزار کچھوچھہ شریف میں ہے۔ (حیات مخدوم الاولیاء، ص439تا449)

24 ربیعُ الآخر استاذُ العُلَماء حضرت مولانا عبدالحی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیلی بھیتی کی ولادت تقریباً 1299ھ پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال 24 ربیع الآخر 1359ھ کو ہوا۔ تدفین قبرستان محلہ منیر خان پیلی بھیت میں ہوئی۔ آپ ذہین وفطین عالمِ دین، جامع علوم وفنون، مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے سینیئر مدرس، محدثِ سورتی کے بھتیجے اور علمی جانشین تھے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص253)

28 ربیعُ الآخر مُریدِ اعلیٰ حضرت، اجمل العُلَما، حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1318ھ سنبھل (یوپی) ہند میں ہوئی، آپ جید مفتی، بہترین مدرس، کئی کتب کے مصنف، استاذُ العُلَما، صاحبِ فتاویٰ اجملیہ (چار جلدیں) اور بانی

مدرسہ اہلِ سنّت اجمل العلوم (متصل جامع مسجد جہاں خاں) سنبھل (یوپی) ہند ہیں۔ آپ کا وصال 28 ربیع الآخر 1383ھ میں ہوا، مزار مذکورہ مدرسے میں ہے۔ (فتاویٰ اجملیہ، 1 / 12تا56)

29 ربیع الآخر

امین الفقہاء حضرت مولانا احمد حسن خان قادری رضوی حیدر آبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1292ھ کو حیدر آباد دکن ہند میں ہوئی۔ آپ جید عالمِ دین، بہترین واعظ، سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت تھے آپ کا وصال 29 ربیع الآخر 1395ھ کو حیدر آباد دکن میں ہی ہوا۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت 557تا561)

جُمادَی الاُولیٰ

02 جمادی الاولیٰ

جدِ اعلیٰ حضرت، مفتی رضا علی خان نقشبندی رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ عالم، شاعر، مفتی اور شیخِ طریقت تھے۔ 1224ھ میں پیدا ہوئے اور 2 جمادی الاولیٰ 1286ھ میں وصال فرمایا، مزار قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (معارف رئیس اتقیا، ص17)

17 جمادی الاولیٰ

شہزادہ اعلیٰ حضرت، حُجّۃُ الاسلام مفتی حامد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ عالمِ دین، ظاہری و باطنی حسن سے مالامال اور جانشینِ اعلیٰ حضرت تھے۔ بریلی شریف میں ربیع الاول 1292ھ میں پیدا ہوئے اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ میں وصال فرمایا اور مزار شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے، تصانیف میں فتاویٰ حامدیہ مشہور ہے۔

(فتاویٰ حامدیہ، ص48،79)

08 جمادی الاولیٰ

استاذُ العلماء والمحدثین، مولانا وصی احمد محدثِ سورتی رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ محدّثِ کبیر، عالمِ باعمل، مفتیِ اسلام، بانی مدرسۃُ الحدیث پیلی بھیت اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک تھے، آپ کا شمار اکابر علما میں ہوتا ہے، تصانیف میں جامع الشواہد، حاشیہ شرح معانی الآثار اور حاشیہ مُنْیَۃُ الْمُصَلِّی (اَلتَّعْلِیْقُ الْمُجَلّٰی) مشہور ہیں۔ ولادت 1286ھ میں راندھیر سورت ہند میں ہوئی اور 8 جمادی الاولیٰ 1334ھ میں پیلی بھیت (یوپی، ہند) میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک یہیں بیلوں والی مسجد سے متصل قبرستان میں ہے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص44،65،111،177،180)

08 جمادی الاولیٰ

استاذ العلماء، حضرت مولانا حافظ عبد العزیز خان محدث بجنوری رضوی رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کی ولادت بجنور (یوپی، ہند) میں ہوئی، آپ عالم، مدرس اور شیخ طریقت تھے، جامعہ منظرِ اسلام بریلی میں طویل عرصہ تدریس کی، 8 جمادی الاولیٰ 1369ھ میں بریلی شریف میں وصال فرمایا۔ تدفین انجمن اسلامیہ بریلی قبرستان میں ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص181)

12 جمادی الاولیٰ

شمس العلماء حضرت مولانا ظہور الحسن رامپوری رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کی ولادت 1273ھ میں رامپور (یوپی، ہند) میں ہوئی، آپ جامع معقول و منقول، صدر المدرسین دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مہتمم ثانی ارشاد العلوم اور شارحِ کتبِ منقولات تھے۔ وصال 12 جمادی الاولیٰ 1342ھ میں ہوا۔ (تذکرہ کاملان رامپور، ص184تا186، تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص535)

14 جمادی الاولیٰ

عیدُ الاسلام، حضرت مولانا مفتی حافظ محمد عبد السلام رضوی جبل پوری رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کی ولادت 1283ھ میں جبل پور (ایم پی، ہند) میں ہوئی، تعلیم والدِ گرامی سے حاصل کی، اعلیٰ حضرت کے مرید و خلیفہ ہیں، جبل پور میں

دارُالافتاء عیدُالاسلام قائم کیا۔14 جمادی الاولیٰ 1371ھ کو جبل پور میں وصال فرمایا، مزار شریف مشہور ہے۔

(برہانِ ملت کی حیات وخدمات، ص28 تا37)

14 جمادی الاولیٰ

مبلغ اسلام، حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم باعمل، واعظِ خوش بیان، استاذُ العلماء، ہمدردِ ملّت اور بلند پایہ مُصنّف تھے، آپ کی کوشش سے کئی غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔1249ھ میں میرٹھ (یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے اور 14 جمادی الاولیٰ 1357ھ کو ڈمن پرتگیز (ہند) میں وصال فرمایا۔

(ماہنامہ معارف رضا جون 2012ء، ص29)

16 جمادی الاولیٰ

خلیفۂ مفتیِ اعظم الور، شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی سیّد محمود الحسن زیدی الوری نقشبندی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیّد عالمِ دین، فاضل دارالعلوم مُعینیہ عثمانیہ اجمیر شریف، مدرس مدرسہ اسلامیہ اودے پور، صدر انجمن خادم الاسلام الور اور جانشین درگاہ سیّد ارشاد علی مجددی الوری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔ آپ کا وصال 16 جمادی الاولیٰ 1365ھ کو الور میں ہوا اور تدفین بیرون لادید دروازہ کے متصل ہوئی۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت 501تا504، مشاہیر الفقیہ، 190، 191)

26 جمادی الاولیٰ

صُوفیِ باصفا، مولانا مفتی محمد حبیب رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن عالمِ باعمل، ناظمِ اِدارہ سُنّی دُنیا، مُفتی مرکزی دارُ الاِفتاء اور یادگار اَسلاف تھے، وِلادت 1352ھ کو محلہ کان کرٹولہ پُرانا شہر بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کا وِصال 26 جُمادی الاُولیٰ 1435ھ کو ہوا۔ (مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء، ص318 تا323)

جمادی الاولیٰ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، سیّدنا شیخ حسن بن عبدُ الرّحمٰن عُجَیْمی حنفی مکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم کبیر، فاضلِ جلیل اور عُجَیْمی خاندان کے علمی وارث تھے، 1289ھ میں ولادت ہوئی اور جمادی الاولیٰ 1361ھ میں وصال فرمایا، جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ میں دفن کیے گئے۔ (مکہ مکرمہ کے عُجَیْمی علما، ص95، الاجازت المتینۃ، ص64)

جمادی الاولیٰ

حامیِ سنّت حضرت الحاج عیسیٰ محمد خان گجراتی رضوی دھوراجی علیہ رحمۃ اللہ القوی (ضلع راجکوٹ، ریاست گجرات) ہند کی صاحبِ ثروت شخصیت، مجازِ طریقت، مسائلِ فقہیہ پر عبور رکھنے والے، بہترین واعظ، مدرسہ مسکینیہ دھوراجی اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے عمائدین میں شامل تھے۔ آپ کا وصال جمادی الاولیٰ 1363ھ دھوراجی گجرات ہند میں ہوا۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 513تا514، مشاہیر الفقیہ، 183)

جُمادَی الاُخریٰ

2 جُمادی الاُخریٰ

زینتُ القُرّاء، حضرت مولانا قاری حافظ محمد یقینُ الدّین رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوی حافظ القراٰن، فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام، شیخِ طریقت اور صاحبِ تصنیف تھے، آستانۂ رضویہ کی مسجد میں نمازِ تراویح پڑھاتے تھے، 25 سال مسجد پٹھان محلہ ضلع بالاسور (اڑیسہ) ہند میں خدمات سرانجام دیں۔ یہیں 2 جُمادی الاُخریٰ 1353ھ کو وصال فرمایا۔ مزار احاطہ قدم رسول قبرستان میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص534 تا540)

12 جُمادی الاُخریٰ

عالمِ باعمل علامہ قاضی حافظ محمد عبد الغفور قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوی استاذُ العلماء، آرمی خطیب (فیروز پور چھاؤنی) اور صاحبِ تصنیف ہیں، 1293ھ میں پیدا ہوئے اور 12 جُمادی الاُخریٰ 1371ھ میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان

پنجہ شریف (نزد منھا ٹوانہ ضلع خوشاب، پنجاب) پاکستان میں ہوئی، تحفۃ العلماء اور عمدۃ البیان دو رسائل مطبوع ہیں۔

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 366، عقیدۂ ختم النبوۃ، 13/507، 541)

15 جُمادَی الاُخریٰ تاج المحدثین حضرت مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی مُجدّدی رامپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی حنفی عالم، مفتی، شیخِ طریقت، صاحبِ تصنیف، استاذُ العُلَماء اور اکابرینِ اہلسنّت سے تھے۔ پیدائش 1248ھ اور وصال 15 جُمادی الاُخریٰ 1311ھ میں ہوا۔ محلہ کھاری کنواں رامپور (یوپی) ہند میں دفن ہوئے۔ (مولانا ارشاد حسین مجددی، ص 11، 26)

17 جُمادَی الاُخریٰ حافظِ بخاری، حضرت علامہ سیّد عبدالصمد چشتی مودودی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی عالِمِ باعمل، شیخِ طریقت، صاحبِ تصانیف تھے، مجلس علمائے اہلِ سنّت کے صدر منتخب ہوئے، 1269ھ میں سہسوان (یوپی) میں پیدا ہوئے اور 17 جُمادی الاُخریٰ 1323ھ میں وصال فرمایا۔ مزار پھپھوند شریف (ضلع اوریا یوپی) ہند میں ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت، ص 128 تا 130)

19 جُمادَی الاُخریٰ مَلِکُ العُلَماء حضرت مولانا مفتی سیّد محمد ظفرُ الدین رضوی محدّث بہاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی عالمِ باعمل، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتیِ اسلام، ماہرِ علمِ توقیت، استاذُ العلماء اور صاحبِ تصانیف ہیں، حیاتِ اعلیٰ حضرت اور صَحِیْحُ الْبِھَارِی کی تالیف آپ کا تاریخی کارنامہ ہے، 1303ھ میں پیدا ہوئے اور 19 جُمادی الاُخریٰ 1382ھ میں وصال فرمایا، قبرستان شاہ گنج پٹنہ (بہار) ہند میں دفن کئے گئے۔ (حیاتِ ملک العلماء، ص 9، 16، 20، 34)

19 جُمادَی الاُخریٰ بڑے مولانا حضرت علامہ مفتی محمد رحیم بخش باتھوی رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی عالمِ باعمل، عارف باللہ، فاضل منظرِ اسلام، استاذُ العلماء اور شیخِ طریقت ہیں، 19 جُمادی الاُخریٰ 1379ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک جنوبی قبرستان موضع باتھ اصلی ضلع سیتا مڑھی صوبہ بہار ہند میں ہے۔ (تذکرہ علماء اہل سنت سیتا مڑھی، ص 157 تا 159، فقیہ اسلام، ص 266)

24 جُمادَی الاُخریٰ تاجُ العُلَماء، حضرت سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی حافظ القراٰن، عالمِ باعمل، شیخِ طریقت اور صاحبِ تصنیف تھے، 1309ھ میں پیدا ہوئے اور 24 جُمادی الاُخریٰ 1375ھ مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ یوپی) ہند میں وصال فرمایا، 33 کتب و رسائل میں "تاریخِ خاندانِ برکات" زیادہ مشہور ہے۔ (تاریخ خاندانِ برکات، ص 65 تا 69)

رَجَبُ المُرَجَّب

یکم رَجَبُ المُرَجَّب شیخِ طریقت، حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عبدالحکیم خان شاہجہانپوری قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ باعمل، صُوفی، مُصَنِّف اور یادگارِ اَسلاف تھے۔ مُوضع کرلان نزد شاہجہانپور ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے اور یکم رجب 1388ھ کو الٰہ آباد (یوپی) ہند میں وِصال فرمایا۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 188 تا 194، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 11)

02 رَجَبُ المُرَجَّب اُستاذُ العُلَماء مولانا احمد بخش صادِق تونسوی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالم باعمل، شاعر، صاحبِ تصنیف، مُدرِّس و مُہتَمِم مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف اور بانیِ جامع مسجد احمد بخش (بلاک 12، ڈیرہ غازی خان پنجاب) تھے۔ 1262ھ میں پیدا ہوئے اور 2 رجب 1364ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مذکورہ جامع مسجد سے مُتّصل ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 124)

03 رَجَبُ المُرَجَّب تِلمیذِ اعلیٰ حضرت، مفتی تَقَدُّس علی خان رَضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی، عالمِ باعمل، شیخ الحدیث اور اُستاذُ العُلَماء تھا۔

1325ھ میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور 3 رجب 1408ھ میں پیرجو گوٹھ ضلع خیرپور میرس بابُ الاسلام سندھ میں وِصال فرمایا، مزار یہاں کے قبرستان میں ہے۔ (مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، ص682،273)

03 رَجَبُ المُرَجَّب تِلمیذِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت حضرت مولانا سیّد علی اَصغر شاہ جماعتی علیہ رحمۃ اللہ القوی، عالمِ باعمل، شاعر اور مُبلّغِ اسلام تھے۔ پیدائش 1321ھ میں ہوئی اور وِصال 3 رجب 1411ھ میں ہوا، مزارِ پُرانوار آستانہ عالیہ نقشبندیہ لاثانیہ علی پور سیدان ضلع نارووال پنجاب (پاکستان) میں ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص126، تذکرہ مشائخِ قادریہ، ص264)

09 رَجَبُ المُرَجَّب سیّدُ السادات حضرت مولانا پیر سیّد فتح علی شاہ نقوی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی، عالمِ دین، واعظ، شاعر اور صاحبِ تصنیف تھے، 1296ھ میں پیدا ہوئے اور 9 رجب 1377ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار جامع مسجد سیّد فتح علی شاہ سے مُتَّصِل محلہ کھرا سیاں جیرا مپور کھروٹہ سیدان ضلع ضیا کوٹ (سیالکوٹ، پنجاب پاکستان) میں ہے۔ (تذکرہ اکابرینِ اہلِ سنّت، ص367)

09 رَجَبُ المُرَجَّب رئیسِ مکہ مکرمہ حضرت شیخ عبدالقادر کُردی آفندی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1275ھ کو اَرْبیل (کردستان) عراق میں ہوئی۔ عالمِ دین، مکۂ مکرمہ کے مُجاوِر، مُترجِم، مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ 9 رجب 1365ھ کو طائف میں وفات پائی اور وہیں دفن کئے گئے۔ (اجازات المتینۃ، ص69،31، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص67)

11 رَجَبُ المُرَجَّب سِرَاجُ العَارِفِین حضرت مولانا سیّد ابوالحُسَین احمد نُوری علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ دین، شیخِ طریقت اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ 1255ھ میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1324ھ میں وِصال فرمایا۔ مزارِ پُرانوار مارہرہ مُطَہَّرہ (ضلع ایٹہ یوپی) ہند میں ہے۔ "سِرَاجُ الْعَوَارِفِ فِی الْوَصَایَا وَالْمَعَارِف" آپ کی اہم کتاب ہے۔ (تذکرہ نوری، ص146، 275، 218)

11 رَجَبُ المُرَجَّب شَبِیہِ غوثِ اَعظم، مُجدِّدِ سلسلۂ اَشرفیہ حضرت مولانا سیّد علی حُسین اَشرفی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ دین، شیخِ طریقت، مرجعِ عُلَما اور اکابرینِ اَہلِ سنّت سے تھے۔ 1266ھ کچھوچھہ شریف میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1335ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار شریف کچھوچھہ شریف میں ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنّت، 188تا190)

11 رَجَبُ المُرَجَّب شاگردِ علامہ احمد زینی دحلان مکی حضرت مولانا ابوالفیض عبدالسّتار صدیقی دہلوی مکی حنفی چشتی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت مکہ مکرمہ میں 1286 کو ہوئی اور یہیں 11 رجب 1355ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضل مدرسہ صولتیہ، مدرس مسجدِ حرام، امام تراویح فی الحرم، محدّثِ وقت، مؤرخ، مجازِ طریقت اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ آپ کی 35 کتب میں فیض الملک المتعالی آپ کی مشہور کتاب ہے۔ انھوں نے 18 ذوالحجہ 1323ھ کو اعلیٰ حضرت سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔ (فیض الملک المتعالی، 1/ 9تا47، نثر الجواہر والدرر، 1/ 708۔710)

12 رَجَبُ المُرَجَّب عالمِ جلیل، حضرت شیخ سیّد محمد عبدالحی کتّانی حسنی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1305ھ فاس مغرب (یعنی مراکش) میں ہوئی۔ 12 رجب 1382ھ کو وصال فرمایا۔ نیس (Nice) فرانس کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ مُحدّثِ عرب وعجم، عالمِ باعمل، کئی کتب کے مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ آپ کی کتاب "فہرسُ الفہارس" علمائے سِیَر (علمائے سیرت) میں معروف ہے۔ (نظام حکومتِ نبویہ مترجم، ص27، الاعلام للزرکلی، 6/ 187)

12 رَجَبُ المُرَجَّب عمید العلماء، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جے پوری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت مؤناتھ بھنجن (ضلع مؤ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 12 جمادی الاخریٰ 1370ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین تکیہ آدم شاہ (آگرہ روڈ، جے پور، راجستھان) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، مدرس، بانی دارالعلوم بحر العلوم مؤناتھ بھنجن، شیخِ طریقت اور ولیِ کامل تھے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص475تا479)

13 رَجَبُ المُرَجَّب

عالمِ ربانی حضرت مولانا ابو الفخر محمد نور قادری رَضَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالم با عمل، شاعِر، مُصنِّف، اُردو اور عربی زبان کے ماہر تھے۔ 13 رَجَبُ المُرَجَّب 1307ھ میں پیدا ہوئے اور 1333ھ میں وِصال ہوا۔ آپ کا مزار پنجاب (پاکستان) کے شہر چکوال سے مُتّصِل مَوضَع اوڈھروال کے قبرستان میں ہے۔ آپ نے 15 کُتُب تالیف فرمائیں۔ آپ کا یومِ عُرس 13 رجب ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنّت ضلع چکوال، ص45،47،118)

16 رَجَبُ المُرَجَّب

مُحدِّثِ اعظمِ ہند حضرت مولانا سیّد محمد کچھوچھوی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ کامل، مُفسِّرِ قراٰن، واعِظِ دلنشین، صاحِبِ دیوان شاعِر اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1311ھ میں پیدا ہوئے اور 16 رجب 1381ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مُبارک کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر، یوپی) ہند میں ہے۔ 25 تصانیف میں سے ترجمۂ قراٰن "معارفُ القراٰن" کو سب سے زیادہ شُہرت حاصل ہوئی۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص219تا224)

18 رَجَبُ المُرَجَّب

صَدرُ العُلَماء مفتی محمد تحسین رضا خان رَضَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ باعمل، مفتیِ اسلام، اُستاذُ العُلَماء اور مُحدِّث تھے۔ 1348ھ میں پیدا ہوئے اور 18 رجب 1428ھ میں وِصال فرمایا، مزار مُبارک محلّہ کانکر ٹولہ، علامہ تحسین رضا روڈ، پرانا شہر بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہے۔ (سالنامہ تجلیاتِ رضا، شمارہ 6 / 46، 82)

22 رَجَبُ المُرَجَّب

امامُ المُحدِّثین حضرت مولانا سیّد محمد دیدار علی شاہ مَشہدی نقشبندی قادِری مُحدِّث اَلْوری علیہ رحمۃ اللہ القوی جیّد عالِم، اُستاذُ العُلَماء، مفتیِ اسلام تھے۔ آپ اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1273ھ کو اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور مَرکزُ الاولیاء لاہور میں 22 رجب 1345ھ میں وِصال فرمایا۔ دارُ العُلوم حِزبُ الاَحناف اور فتاوٰی دیداریہ آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا مزار مُبارک اَندرونِ دہلی گیٹ محمدی محلّہ مَرکزُ الاولیاء لاہور میں ہے۔ (فتاویٰ دیداریہ، ص2)

22 رَجَبُ المُرَجَّب

حضرت پروفیسر الحاج محمد الیاس برنی چشتی قادِری فاروقی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت برن (بلند شہر، یوپی) ہند میں 1307ھ کو ہوئی اور یہیں 22 رجب 1378ھ کو وِصال ہوا۔ آپ نے دنیاوی علوم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، لکھنؤ اور علمِ حدیث پیلی بھیت سے حاصل کیا، آپ صدر شعبۂ معاشیات وناظم شعبہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن ،نعت گو شاعِر، مصنّفِ کتب اور ماہرِ معاشیات تھے۔ 33 کتب میں قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ اور علم المعیشت مشہور ہوئیں۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، 658تا661، سالنامہ معارفِ رضا1984ء، 250)

27 رَجَبُ المُرَجَّب

تاجُ الفُیُوض حضرت مولانا احمد حسین امروہی نقشبندی قادِری علیہ رحمۃ اللہ القوی عالمِ باعمل، شیخِ طریقت، شاعِر، کئی کُتُب کے مُصنِّف اور مُترجِم تھے۔ 1289ھ میں پیدا ہوئے اور 27 رجب 1361ھ میں وِصال فرمایا۔ تدفین والدِ گرامی کے پہلو اَمروہہ ضلع مُرادآباد (یوپی) ہند میں ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص126، تذکرہ مشائخ قادریہ، ص264)

27 رَجَبُ المُرَجَّب

استاذُ العُلَماء حضرت علامہ مفتی شمس الدین احمد باستوی قادِری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1274ھ کو کمہاری نزد باسنی، ناگور راجستھان میں ہوئی، آپ عالمِ باعمل، جیّد مدرس، مفتیِ اسلام، خطیب احمد شہید مسجد کمہاری، عاشقِ کتب اور شیخِ طریقت تھے۔ 27 رجب 1357ھ کو جائے پیدائش میں وِصال فرمایا، تدفین مزار حضرت بالا پیر حسن سے جانب مغرب ہوئی۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص463تا470)

شَعْبانُ المُعَظَّم

02 شَعْبانُ المُعَظَّم

مفسّرِ قراٰن حضرت علامہ سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادری اشرفی علیہ رحمۃ اللہ القوی 1314ھ الور (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور 2 شعبان 1380ھ میں پاکستان کے دوسرے بڑے شہر مرکز الاولیا لاہور میں وفات پائی، مزارِ داتا گنج بخش سید علی ہجویری کے قرب میں دفن ہونے کا شرف پایا۔ آپ حافظ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعظ، مسلمانوں کے متحرک راہنما اور کئی کتب کے مصنّف تھے۔ تصانیف میں تفسیرُ الحسنات (8 جلدیں) آپ کا خوبصورت کارنامہ ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص442، تفسیر الحسنات، 1/46)

05 شَعْبانُ المُعَظَّم

نواسۂ حضور مفتیِ اعظم ہند، شہزادۂ مفسّرِ اعظم ہند، قمرِ ملت، حضرت مولانا ڈاکٹر قمر رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں بتاریخ 14 جولائی 1946ء اور ہجری کے اعتبار سے 14 شعبان 1365ھ کو پیدا ہوئے 25 جون، 2012ء بمطابق 5 شعبان 1433ھ کو وصال ہوا۔ مزار درگاہِ اعلیٰ حضرت میں ہے۔ آپ شیخِ طریقت اور مبلغِ اسلام تھے۔ آپ نے ملک و بیرونِ ملک کئی تبلیغی دورے فرمائے۔ (سالنامہ تجلیات رضا، 2008ء، ص73، ماہنامہ اعلیٰ حضرت اگست 2012ء، ص57)

06 شَعْبانُ المُعَظَّم

خطیبُ العُلَماء حضرت مولانا نذیر احمد خُجندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1305ھ کو میرٹھ (یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال 6 شعبان 1368ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوا۔ تدفین جنۃ البقیع میں کی گئی۔ آپ عالمِ باعمل، خوش الحان قاری، امام جامع مسجد خیر الدین بمبئی، بہترین قلمکار، مجاہدِ تحریکِ آزادی اور قادر الکلام شاعر تھے۔ (جب جب تذکرہ خجندی ہوا، ص15، 84، 193)

08 شَعْبانُ المُعَظَّم

استاذُ العُلَماء، حضرت علامہ مفتی محمد رحیم بخش آروی رضوی، جیّد مدرّس، مُناظر، واعظ، مجازِ طریقت اور بانیٔ مدرسہ فیضُ الغُربا (آرہ بہار ہند) تھے۔ 8 شعبان 1344ھ میں وفات پائی، مولا باغ قبرستان آرہ (ضلع شاہ آباد بہار) ہند میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص137)

13 شَعْبانُ المُعَظَّم

سلطانُ الواعظین حضرت علامہ مولانا محمد عبدُالاحد مُحدِّث پیلی بھیتی علیہ رحمۃ اللہ القوی مجازِ طریقت، استاذُ العُلَماء اور واعظِ خوش بیاں تھے۔ 1298ھ میں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے اور یہیں 13 شعبان 1352ھ میں وصال فرمایا، گنج مرادآباد (ضلع اناؤ) ہند میں دربارِ مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی کے قرب میں دفن کیے گئے۔ (تذکرہ محدث سورتی، 209تا218)

14 شَعْبانُ المُعَظَّم

مفتی محمد عُمَرُ الدین ہزاروی، مفتیِ اسلام، مُصنّف، نامور علمائے اسلام میں سے ہیں۔ طویل عرصہ بمبئی میں خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ وصال 14 شعبان 1349ھ میں فرمایا، مزار شریف کوٹ نجیبُ اللہ (ضلع مدنی صحرا، مانسہرہ) خیبر پختون خواہ پاکستان میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 622تا627)

19 شَعْبانُ المُعَظَّم

استاذُ العُلَماء مفتی عبدالکریم دَرْس اَزہری قادری علیہ رحمۃ اللہ الباری، مُناظر اور مصنِّف ہیں۔ پیدائش بابُ المدینہ (کراچی) میں 1277ھ کو ہوئی اور وصال 19 شعبان 1344ھ میں ہوا۔ میوہ شاہ قبرستان بابُ المدینہ (کراچی) میں مدفون ہیں۔ (تذکرہ بزرگانِ کراچی، 86تا90)

21 شَعْبانُ المُعَظَّم

برادرِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد رضا خان نوری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی علمُ الفرائض (وراثت کے علم) کے ماہر تھے۔ 1293ھ میں پیدا ہوئے اور 21 شعبان 1358ھ میں وصال فرمایا، مزار قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی

شریف (یوپی،ہند) میں ہے۔ (معارف رئیس الاتقیاء، 32، تجلیاتِ تاج الشریعہ، 89)

22 شَعْبَانُ الْمُعَظَّم حضرت مولانا سیّد حسین علی رضوی اجمیری علیہ رحمۃ اللہ القوی کتاب "دربارِ چشت اجمیر" کے مصنف، انجمن تبلیغِ مُحِبِّ خواجہ مشن ہند اجمیر کے بانی اور روضۂ خواجہ غریب نواز کے مجاور تھے۔ وصال 22 شعبان 1387ھ میں ہوا اور اناساگر گھاٹی اجمیر (راجستھان) ہند میں دفن کیے گئے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، 448تا462)

28 شَعْبَانُ الْمُعَظَّم مفتیِ مالکیہ شیخ محمد علی مالکی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی مُدَرِّسِ حَرَم، مُصنّفِ کتبِ کثیرہ اور امامُ النّحو ہیں، 1287ھ میں مکہ شریف میں پیدا ہوئے اور طائف میں 28 شعبان 1367ھ کو وصال فرمایا۔ حضرتِ سیّدنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے مزار کے قریب دفن ہونے کی سعادت پائی۔
(مختصر نشر النور والزہر، ص181، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص136تا149)

رَمَضَانُ الْمُبَارَك

09 رَمَضَانُ الْمُبَارَك نواسۂ اعلیٰ حضرت مولانا ادریس رضاخان علیہ رحمۃ المنّان تیرھویں صدی کے نصف میں پیدا ہوئے اور 9 رمضان 1385ھ کو وصال فرمایا، خاندانی قبرستان سٹی بریلی شریف میں تدفین ہوئی، آپ نبیرۂ مولانا حسن رضاخان، داماد مُفتیِ اعظم ہند اور خاندان میں لالہ میاں کے نام سے معروف تھے، آپ عالمِ دین تھے مگر حصولِ علم کے بعد زمین داری میں مصروف ہوگئے تھے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ ص99، 100)

18 رَمَضَانُ الْمُبَارَك ریحانِ ملت مولانا محمد ریحان رضاخان علیہ رحمۃ الحنّان مبلّغِ اسلام، بانیِ رضوی برقی پریس، دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے شیخُ الحدیث اور مہتمم تھے۔ 18 ذوالحجہ 1325ھ بریلی میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسرِ اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضاخان کے ہاں پیدا ہوئے اور 18 رمضان 1405ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کی تدفین مرقدِ اعلیٰ حضرت سے مُتّصِل جانب جنوب ہوئی۔ (مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، 1/ 362-371)

22 رَمَضَانُ الْمُبَارَك صاحبِ ذوقِ نعت، استاذِ زمن مولانا حسن رضاخان علیہ رحمۃ الحنّان برادرِ اکبر اعلیٰ حضرت، قادرُ الکلام شاعر، کئی کتب کے مصنف اور دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے مہتممِ اوّل ہیں، 1276ھ کو محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے، 22 رمضان 1326ھ کو وہیں وصال فرمایا، مزارِ مبارک قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت، ص78، 79)

23 رَمَضَانُ الْمُبَارَك سلطانُ الواعظین مولانا سیّد محمد ہدایت رسول لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی واعظ، شیخِ طریقت، شاعر، مصنف اور تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے، تصانیف میں "فیوضِ ہدایت" مطبوعہ ہے، غالباً 1276ھ مصطفےٰ آباد (رام پور، یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے، 23 رمضان المبارک 1332ھ کو یہیں وصال فرمایا۔ (تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص353، 363)

24 رَمَضَانُ الْمُبَارَك امینُ الفتویٰ مفتی محمد شفیع احمد بیسل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی مُدَرِّس، واعظ، مفتیِ اسلام اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہیں، شعبان 1301ھ بیسل پور (پیلی بھیت، یوپی) ہند میں پیدا ہوئے، عینِ عالمِ جوانی میں محض 37 سال کی مختصر عمر میں 24

رمضان جمعۃ الوداع 1338ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک بیسل پور میں ہے۔ (مجالس علما، ص 75۔ تذکرہ محدث سورتی، ص 288)

26 رَمَضانُ المبارَک صاحبِ باغِ فردوس حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی، فارسی وریاضی میں ماہر، مُدرِّس، شاعر، مصنف، بانیِ رضوی کتب خانہ اور اعلیٰ حضرت کے پیش کار (منیجر) تھے۔ 1295ھ بریلی شریف (یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے، جمعۃ الوداع 26 رمضان 1390ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک میانی قبرستان مرکز الاولیاء لاہور میں ہے۔

(ماہنامہ معارف رضا، نومبر 2001ء، ص 19، 21)

شَوّالُ المُکَرَّم

یکم شَوّالُ المُکَرَّم جامع علوم و فنون حضرت مولانا حافظ مشتاق احمد صدیقی کانپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی، استاذ العلماء، واعظ، شیخ الحدیث والتفسیر تھے۔ 1295 ہجری میں سہارن پور (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے اور کانپور ہند میں یکم شوال 1360 ہجری کو وصال فرمایا۔ آپ کو بساطیوں والے قبرستان پنجابی محلہ کانپور (یوپی) ہند میں والدِ گرامی علامہ احمد حسن کانپوری کے مزار سے متصل دفن کیا گیا۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص 289-290)

02 شَوّالُ المُکَرَّم زینتُ القُرّاء حضرت مولانا حافظ قاری محمد بشیر الدین قادری نقشبندی جبل پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی، مدرّس، شیخِ طریقت اور اچھے قاری تھے، ولادت 1285 ہجری میں اور وصال 2 شوال 1326 ہجری میں ہوا۔ مزار مبارک عید گاہ کلاں جبل پور (مدھیہ پردیش) ہند میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 431-434)

06 شَوّالُ المُکَرَّم ناصرُ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد عبد السّلام باندوی قادری علیہ رحمۃ اللہ الباری، عالمِ دین، قومی راہنما، خطیب، مصنف، شاعر، پیرِ طریقت اور بانیِ انجمنِ امانت الاسلام تھے، 1323 ہجری کو باندہ (یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے اور 6 شوال 1387 ہجری میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک پاپوش قبرستان ناظم آباد باب المدینہ کراچی میں ہے۔

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 315۔ انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص 479-483)

09 شَوّالُ المُکَرَّم محدثُ الحرمین حضرت شیخ عمر بن حمدان مَحْرَسی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی، 1291 ہجری میں مَحْرَس (ولایت صَفاقُس) تیونس میں پیدا ہوئے اور 9 شوال 1368 ہجری کو مدینۂ منورہ میں وصال فرمایا۔ محدّثِ کبیر، تقریباً 35 اکابرین سے سندِ حدیث لینے والے، حرم شریف اور مسجدِ نبوی کے مدرّس اور متعدد اکابرینِ اہلِ سنت کے اُستاذ ہیں۔ آپ نے کم و بیش 44 سال حرمین شریفین میں درسِ حدیث دینے کی سعادت پائی۔ (الدلیل المشیر ص 318۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص 161۔ دمشق کے عالمانی علما، ص 26)

14 شَوّالُ المُکَرَّم عاشقِ اعلیٰ حضرت مولانا سیّد محمد آصف علی کانپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی، عالمِ باعمل اور مجازِ طریقت تھے، کانپور محلہ فیل خانہ قدیم میں 1295 ہجری میں پیدا ہوئے اور 14 شوال 1360 ہجری میں کانپور (یوپی) ہند میں ہی وصال فرمایا۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 283-288)

19 شَوّالُ المُکَرَّم مجازِ طریقت حضرت الحاج عبد السّتار اسماعیل کاٹھیاواڑی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی رنگون (برما) کی صاحبِ ثروت اور دینی حمیت سے مالامال شخصیت کے مالک اور جماعتِ رضائے مصطفیٰ کے نمائندین میں سے تھے۔ رنگون پھر افریقہ میں

مسلکِ حق اہلِ سنّت کی خوب اشاعت کی، آپ کا وصال غالباً 19 شوال 1354ھ کو افریقہ میں ہوا۔

(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 515تا516، تذکرہ مشاہیر الفقیہ، 115)

20 شَوّالُ الْمُکَرَّم — مفتیِ اعظم پاکستان، سیّدُ المحدّثین حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی علیہ رحمۃ اللہ القوی، استاذُ العُلَماء، شیخ الحدیث، مناظرِ اسلام، بانی وامیر مرکزی دارُ العلوم حزبُ الاحناف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1319 ہجری کو محلہ نواب پور اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور مرکز الاولیا لاہور میں 20 شوال 1398 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک دارُ العلوم حزب الاحناف داتا دربار مارکیٹ مرکز الاولیاء لاہور میں ہے۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص314-318)

22 شَوّالُ الْمُکَرَّم — مفتیِ مالکیہ حضرت سیّدُنا شیخ عابد بن حسین مالکی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی، عالمِ باعمل، مدرّسِ حرم اور کئی کُتُب کے مصنّف ہیں۔ 1275 ہجری میں مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کے ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے اور 22 شوال 1341 ہجری میں یہیں وِصال فرمایا۔ (مختصر نشر النور والزھر، ص181۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص129-136)

24 شَوّالُ الْمُکَرَّم — حضرت مفتی حافظ سیّد عبد الرّشید عظیم آبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے اوّلین طالب علم، مَلِکُ العلماء علامہ سیّد ظفر الدّین بہاری کے زندگی بھر کے رفیق، جیّد عالم، مُناظرِ اسلام اور کئی مدارِس خصوصاً جامعہ اسلامیہ شمسُ الھدیٰ پٹنہ کے مدرّس تھے۔ 1290 ہجری میں موضع موہلی (پٹنہ) میں پیدا ہوئے اور 24 شوال 1357 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک موضع کوپا عظیم آباد پٹنہ (یوپی) ہند میں ہے۔ (جہان ملک العلماء، ص863-959-965)

24 شَوّالُ الْمُکَرَّم — تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اعجاز ولی خان قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی، شیخُ الحدیث، مدرّس، فقیہِ عصر، مصنّف، مترجم، واعظ اور مجازِ طریقت تھے۔ 1332 ہجری میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور مرکز الاولیاء لاہور میں 24 شوال 1393 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک میانی صاحب قبرستان میں ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، ص63-65)

26 شَوّالُ الْمُکَرَّم — صدرِ ملّت حضرت مولانا حافظ محمد حبیبُ اللہ قادری میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی، عالمِ باعمل، واعظِ خوش بیان، عربی وفارسی کے مدرّس اور بانیِ مسلم دَارُ الْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْن میرٹھ ہیں۔ 1304 ہجری میں پیدا ہوئے اور 26 شوال 1367 ہجری میں وِصال فرمایا۔ مزار مبارک قبرستان شاہ ولایت محلہ خیر نگر میرٹھ (یوپی) ہند میں ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص227-233)

ذو القعدۃ الحرام

02 ذوالقعدۃ الحرام — صاحبِ بہارِ شریعت صدرُ الشّریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1300ھ کو مدینۃ العلماء، گھوسی (ضلع مؤ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 2 ذوالقعدہ 1376ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک گھوسی میں ہے۔ آپ جیّد عالم و مدرّس، متقی وپرہیز گار، مصنف کتب، استاذُ العُلَماء، مصنفِ کتب وفتاویٰ، مؤثر شخصیت کے مالک اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا بہارِ شریعت آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (تذکرہ صدر الشریعہ، ۵،۳۱، وغیرہ)

05 ذوالقعدۃ الحرام — عالمِ باعمل حضرت علّامہ محمد عمر بن ابو بکر کھتری رَضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1291ھ کو پور بندر (صوبہ گجرات) ہند میں ہوئی اور وصال 5 ذوالقعدۃ الحرام 1384ھ کو ہوا۔ مزار پور بندر (گجرات) ہند میں

ہے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص532، 533)

06 ذوالقعدۃ الحرام تاجُ الشَّریعہ، جانشینِ مفتیِ اعظم ہند، قاضیُ القضاۃ، حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1362ھ کو ہند کے شہر بریلی شریف (یوپی) کے محلہ سوداگران میں ہوئی اور 6 ذوالقعدۃ الحرام 1439ھ کو وصال فرمایا۔ آپ فاضل وصدر المدرسین دارُالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، فارغ التحصیل جامعۃُ الازہر قاہرہ مصر، صدر مفتیِ رضوی دارُالافتاء، مختلف علوم وفنون پر عربی اور اردو میں 65 سے زائد کتب کے مصنف، قاضیُ القضاۃ فی الہند، صاحبِ دیوان شاعر، عالمی شہرت یافتہ شیخ طریقت تھے۔ (ماہنامہ فیضان مدینہ محرم الحرام 1440، ص44)

12 ذوالقعدۃ الحرام امام تراویح و مدرّسِ مسجدِ حرام حضرت سیّدنا شیخ عبدُالرحمٰن بن احمد دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حافظُ القراٰن، عالمِ باعمل، ماہر فلکیات، استاذُ العُلَماء، مقبولِ عوام وخواص اور مقرّبِ الدّولۃُ المکّیۃ وحُسّامُ الحَرَمَین ہیں۔ مکۂ مکرّمہ میں 1283ھ کو پیدا ہوئے اور 12 ذوالقعدۃ الحرام 1337ھ کو وصال فرمایا، قبرستان المعلیٰ میں دھان خاندان کے احاطے میں دفن کئے گئے۔ (مختصر نشرالنور والزھر، ص241۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ، ص205 تا 211)

15 ذوالقعدۃ الحرام ناصرِ ملّت حضرت مولانا محمد لعل خان قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خادمِ سنّت، مصنّفِ کُتب اور عالی ہمّت ہستی کے مالک تھے۔ پیدائش 1283ھ ویلور (مدراس، تامل ناڈو) ہند میں ہوئی۔ 15 ذوالقعدۃ الحرام 1339ھ کو وصال فرمایا اور کلکتہ (ہند) میں آسودۂ خاک ہوئے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص317، 321۔ تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص554)

21 ذوالقعدۃ الحرام شیخ الاسلام، حضرت امام احمد بن محمد حضراوی مکی شاذلی قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حافظُ القراٰن، عالمِ باعمل، شاعر ومؤرّخِ اسلام، فقیہِ شافعی، کاتب ومصنّفِ کتب اور استاذُ العُلَماء تھے۔ 1252ھ کو مصر کے شہر اِسکندریہ میں پیدا ہوئے، حصولِ علم کے بعد زندگی بھر مکۂ مکرّمہ میں رہے اور یہیں 21 ذوالقعدہ 1327ھ میں وصال فرمایا۔ تصنیف شدہ کتب میں نَفَحاتُ الرِّضا والقَبُول فِی فَضَائِلِ الْمَدِیْنَۃ وَزِیَارَۃِ الرَّسُوْل بھی یادگار ہے۔ (مختصر نشر النور والزھر، ص84۔ سالنامہ معارف رضا1999، ص203)

23 ذوالقعدۃ الحرام تاجُ العُلَماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی اَشرفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیدائش 1311ھ کو مراد آباد (یوپی) ہند میں ہوئی اور 23 ذوالقعدہ 1386ھ ناظم آباد بابُ المدینہ کراچی میں وصال پایا۔ مسجد دارُالصلوٰۃ ناظم آباد نمبر 4 کے شرقی دروازے کے پاس آپ کا مزار ہے۔ آپ مدرّس، مصنّف، مفتی، خطیب، مدیرِ ماہنامہ سواد الاعظم مراد آباد اور بانیِ دارالعلوم مخزنِ عربیہ بحر العلوم تھے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص846 تا 853)

30 ذوالقعدۃ الحرام والدِ اعلیٰ حضرت، رئیسُ المتکلمین مفتی نقی علی خان قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ باعمل عالمِ دین، مفتیِ اسلام، پچیس سے زائد کتب کے مصنّف اور بہترین مدرّس تھے۔ 1246ھ میں بریلی شریف (ہند) میں پیدا ہوئے اور یہیں 30 ذوالقعدہ 1297ھ میں وصال فرمایا، مزار مُبارک قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہے۔
(مولانا نقی علی خان حیات اور علمی و ادبی کارنامے، ص5 تا 6)

ذوالحجۃ الحرام

یکم ذوالحجۃ الحرام
تلمیذِ اعلیٰ حضرت، حضرت بابا پیر سید عبدالکریم محمد یوسف شاہ تاجی صابری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ عالمِ دین اور ولیِ کامل تھے۔ ولادت جے پور نزد اجمیر شریف (راجستھان) ہند میں ہوئی اور وصال یکم ذوالحجۃ الحرام 1367ھ کو بابُ المدینہ کراچی میں ہوا، مزار مبارک میوہ شاہ قبرستان (نزد جوناد ھوبی گھاٹ) بابُ المدینہ کراچی میں ہے۔
(انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 6/65تا69)

4 ذوالحجۃ الحرام
قطبِ مدینہ، شیخُ العرب والعجم، حضرت مولانا ضیاءالدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1294ھ کلاس والا ضلع ضیاکوٹ (سیالکوٹ) میں ہوئی اور وصال 4 ذوالحجہ 1401ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ تدفین جنۃ البقیع میں کی گئی۔ آپ عالمِ باعمل، ولیِ کامل، حسنِ اخلاق کے پیکر اور دنیا بھر کے علما و مشائخ کے مرجع تھے۔ آپ نے تقریباً 75 سال مدینہ منورہ میں قیام کرنے کی سعادت حاصل کی، اپنے مکانِ عالی شان پر روزانہ محفلِ میلاد کا انعقاد فرماتے تھے۔ (سیدی قطب مدینہ، 7،8،11،17)

13 ذوالحجۃ الحرام
مخدومِ ملت حضرت مولانا سید عبدالرحمن رضوی گیاوی بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری عالمِ دین، فتاویٰ نویس، مدرس اور شیخ طریقت تھے، آپ کی ولادت 1294ھ کو بیتھو شریف (ضلع گیا صوبہ بہار) ہند میں ہوئی، خانقاہ رحمانیہ کیری شریف (ضلع بانکا، صوبہ بہار) ہند میں 13 ذوالحجہ 1392ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک یہیں ہے۔
(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 418تا421)

16 ذوالحجۃ الحرام
مفتیِ آگرہ حضرت علامہ مولانا حافظ نثار احمد کانپوری رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1297ھ کانپور (یوپی) ہند میں ہوئی۔ غالباً 16 ذوالحجہ 1349ھ کو حج سے واپسی پر جدہ شریف میں وصال فرمایا اور جنّت البقیع میں دفن ہوئے۔ خوش الحان حافظ و قاری، عالمِ باعمل، سحر بیاں خطیب، حاضر دماغ مناظر اور قومی راہنما تھے۔
(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص349- تذکرہ محدث سورتی، ص292)

18 ذوالحجۃ الحرام
صدرُ الافاضل حضرت علامہ حافظ سیّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1300ھ مُرادآباد (ہند) میں ہوئی اور آپ نے 18 ذوالحجہ 1367ھ کو وفات پائی۔ دینی علوم کے ماہر، شیخُ الحدیث، مفسّرِ قراٰن، مناظرِ ذیشان، مفتیِ اسلام، درجن سے زائد کتب کے مصنف، قومی راہنما و قائد، شیخِ طریقت، اسلامی شاعر، بانیِ جامعہ نعیمیہ مُرادآباد، اُستاذُ العلماء اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ کتب میں تفسیرِ خزائنُ العرفان مشہور ہے۔ (حیات صدرالافاضل، ص9تا19)

20 ذوالحجۃ الحرام
صوفی باصفا حضرت مولانا صوفی خالد علی خان قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت محلہ گڑھیا بریلی شریف میں 1355ھ کو ہوئی اور وصال 20 ذوالحجہ 1436ھ میں ہوا۔ آپ ہمشیرۂ اعلیٰ حضرت کے پوتے مولانا ساجد خان کے صاحبزادے، عالمِ باعمل، خلیفہ و نواسۂ مفتی اعظم ہند، شیخِ طریقت اور مہتمم و ناظم دارالعلوم مظہرِ اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف تھے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفا، ص347تا349، ماہنامہ کنزالایمان، جنوری ۲۰۱۴ء، ص۴۴)

22 ذوالحجۃ الحرام قُطبِ وقت حضرت مولانا سیّد نورُ الحسن نگینوی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1315ھ کو مَحَلّہ سادات، نگینہ شریف ضلع بجنور (اتر پردیش) ہند میں ہوئی اور 22ذوالحجہ 1393ھ کو وصال فرمایا، مزار مواز والہ (نزد موچھ ضلع میانوالی، پنجاب) پاکستان میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، شیخ طریقت اور ولیِ کامل تھے۔

(مقالات نور، ص204،62۔فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص680)

22 ذوالحجۃ الحرام مُبلّغ اسلام، حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صِدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینی و دنیاوی عُلوم کے جامع، کئی زبانوں کے ماہر، درجن سے زائد کتب کے مصنف، شُعلہ بیان خطیب، مُتعَدِّد اداروں کے بانی اور تعلیماتِ اسلام میں گہری نظر رکھنے والے عالمِ دین تھے، انہوں نے دنیا کے کئی ممالک کا سفر کیا، ان کی کوششوں سے صاحبِ اقتدار حضرات سمیت تقریباً پچاس ہزار (50,000) غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ 1310ھ کو میرٹھ (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے اور وصال 22ذوالحجہ 1374ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوا، تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، ص236تا242)

26 ذوالحجۃ الحرام تلمیذِ اعلیٰ حضرت، مولانا عبد الرّبی رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1307ھ میں موضع بانڈی میرا (ضلع ایبٹ آباد، صوبہ خیبر پختون خواہ) پاکستان میں ہوئی۔ 26ذوالحجۃ الحرام 1387ھ کو وصال فرمایا، آپ کو مرکزی قبرستان کیہال (ایبٹ آباد سٹی) میں دفن کیا گیا۔ (علمائے اہلسنت ایبٹ آباد، ص160تا161)

لباسِ اعلیٰ حضرت کے چند تبرکات

خلفائے اعلیٰ حضرت

(جن کا یومِ وصال نہ مل سکا)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن علما و عوام میں یکساں مقبول تھے، برِعظیم کے ساتھ ساتھ آپ کو حَرَمَیْنِ طَیِّبَیْن میں بھی مقبولیتِ عامہ حاصل تھی بقولِ حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی: علما تو علما (مدینہ منورہ کے) اہلِ بازار (عوام) کو بھی آپ کا اِشتیاق تھا۔ حاضریِ حَرَمَیْنِ طَیِّبَیْن کے موقع پر آپ کے پاس علمائے مکہ ومدینہ کا ہجوم رہتا تھا۔ (خلاصہ از ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص221) اسی مقبولیت کا ثمرہ (پھل، نتیجہ) ہے کہ پاک وہند اور حَرَمَیْنِ طَیِّبَیْن میں آپ کے کثیر خلفا تھے۔ اس مضمون میں اُن خُلَفائے اعلیٰ حضرت کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے جن کا یوم وصال تلاش کے باوجود نہ مل سکا:

خلفائے عرب

1 تلمیذِ علامہ احمد زَینی دَحلان حضرتِ سیدنا شیخ سیّد سالم بن سید عیدروس بن عبد الرحمن البار، مکی علوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکۂ مکرمہ کے جیّد عالمِ دین، مُدرِّس، شیخِ طریقت، 11 صفر 1324ھ کو مکۂ مکرمہ میں اعلیٰ حضرت سے خلافت پانے والے، حرمِ پاک کے دو مُدَرِّسِین شیخ سید عیدروس البار، مکی (1299 تا 1367ھ) اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت شیخ سید ابو بکر البار، مکی (1301 تا 1384ھ) کے والد گرامی تھے۔ آپ نے 1327ھ کو مکۂ مکرمہ میں وفات پائی۔ (الاجازات المتینہ، ص46، خلفائے اعلیٰ حضرت، ص61)

2 مُحافِظِ کُتُبِ حَرَم، عالمِ جلیل حضرت شیخ سید اسماعیل بن سید خلیل حنفی قادری آفندی مکی کی ولادت اندازاً 1270ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور وصال 1329ھ کو استنبول میں فرمایا۔ آپ جیّد و مُحتاط عالمِ دین، بڑے ذہین و فطین، وجیہ صورت اور حُسنِ اخلاق کے پیکر تھے۔ (الاجازات المتینہ ص32 تا 35، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص36 تا 53، تاریخ الدولۃ المکیہ ص104)

3 برادر مُحافِظِ کُتُبِ حَرَم سید اسماعیل، حضرت سید مصطفیٰ خلیل آفندی مکی، حَسَب نَسَب کے اِعتبار سے اعلیٰ، عقل وذہانت کے مالک، صدق ووفا سے مُتَّصِف تھے۔ آپ کا وصال 1229ھ میں ہوا۔ (الاجازات المتینہ ص8، 14، 30، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص119)

4 مفتیِ اَعظم مکہ، عالمِ اَجل حضرت شیخ محمد صالح کمال حنفی قادری کی ولادت 1263ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور یہیں 1332ھ کو وصال فرمایا، مکہ شریف کے قبرستان اَلْمَعْلیٰ میں دَفن کئے گئے۔ آپ علامۂ دَہر، حافِظ و قاری، مُدَرِّسِ مسجدِ حَرَم، قاضیِ جدّہ، شیخُ الخُطَباوالاَئِمّہ، اُستاذُ العُلَماء اور مکہ شریف کی مُؤثِّر شخصیت تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کی 4 کتب فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین، الدَّوْلَۃُ الْمَکِّیۃ، حُسام الحرمین، کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاہِم پر تَقارِیظ بھی تحریر فرمائیں تھی۔

(امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکۂ مکرمہ، ص305)

5 شیخ الدلائل حضرت شیخ سیّد محمد سعید بن محمد مالکی قادری مغربی مدنی ادریسی کی ولادت باسعادت اندازاً 1270ھ مدینہ شریف یا مراکش میں ہوئی۔1330ھ کے بعد کسی سال وِصال فرمایا۔ آپ جید عالم، مُدَرِّسِ مسجدِ نبویٌ شریف، شیخِ طریقت، مُقَرِّظُ الدولۃ المکیۃ اور حُسام الحرمین، اور مَرْجَعِ خلائق شخصیت تھے۔ (تاریخ الدولۃ المکیۃ ص 120، الاجازات المتینۃ ص 54، ملفوظات اعلیٰ حضرت 219)

6 امامِ تراویح فی الحَرَم سیّد حسین بن صدیق دَخلان حسنی مکی شافعی کی ولادت 1294ھ کو مکہ شریف میں ہوئی۔ وفات 1340ھ کو انڈونیشیا میں ہوئی اور یہیں دفن کئے گئے۔ آپ خوش الحان قاری، مبلغ اسلام، سیاحِ ممالکِ اسلامیہ، اَدیب و شاعر، جید عالم اور اُستاذ العُلما تھے۔

(نشر النورص 179، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ ص 303)

7 قاضی مکہ شیخ اَسعد بن احمد دھان مکی حنفی کی ولادت 1280ھ مکہ شریف میں ہوئی اور 1341ھ کو وِصال فرمایا، مکہ مکرمہ میں دفن کئے گئے۔ آپ کثیر عُلوم کے جامع، بہترین کاتب، مُدَرِّسِ حرم، امامِ نمازِ تراویح، حَسَنَۃُ الزَّمان، زاہد و متقی، رُکنِ مجلسِ تعزیراتِ شَرعیہ، صدر ہیئۃِ مجلسِ تدقیقاتِ اُمُورِ المُطوفین (معلمین سے معاملات کی چھان بین کرنے والے ادارے کے صدر) اور مُقَرِّظُ الدَّولۃ المکیۃ وحُسام الحَرَمَین تھے۔ (مختصر نشر النور والزھر ص 129، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ ص 201 تا 205)

8 منظورِ نظرِ اعلیٰ حضرت شیخ سید حسین بن عبد القادر حنفی مَدَنی کی وِلادت اور وِصال مدینہ شریف میں ہوا۔ تدفین جنّۃ البقیع میں کی گئی۔ آپ مدرس مسجد نبوی، جامع عُلومِ جدیدہ و قدیمہ بالخصوص جفر، نُجوم، ہیئت، اوفاق، اور تکسیر میں ماہر، متقی و قانع اور باحیا تھے۔ تحصیلِ علم کے لیے 14 ماہ بریلی میں اعلیٰ حضرت کے پاس بھی رہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص 58 تا 60، تاریخ الدولۃ المکیۃ ص 66، 117، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 211، 214)

9 مُدَرِّسِ حَرَم حضرتِ سیّدُنا شیخ جمال بن امیر بن حسین مالکی قادری کی ولادت 1285ھ کو مکہ شریف میں ہوئی۔ وفات 1349ھ کو فرمائی، مکہ شریف میں دفن کئے گئے۔ آپ امام مالکی، مُصَنِّفِ کُتُب، جَسْٹس شرعی عدالت، رُکنِ مجلس اعلیٰ محکمہ تعلیم اور مُقَرِّظُ الدولۃ المکیۃ وحُسام الحرمین تھے، آپ کی کتب میں "الثمرات الجنیۃ فی الاسئلۃ النحویۃ" مشہور ہے۔ (مختصر نشر النور والزھر، ص 163، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص 149 تا 151)

10 عالمِ باعمل حضرت سید ابراہیم بن عبد القادر حنفی مدنی کی ولادت مدینہ شریف میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل تھے۔ فاضلِ اجل، عابد و زاہد اور بڑے پرہیز گار تھے۔ تحصیلِ علم کے لیے 6 ماہ بریلی میں اعلیٰ حضرت کے پاس بھی رہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص 79، تاریخ الدولۃ المکیۃ ص 117، ملفوظات اعلیٰ حضرت 214)

11 امام وخطیب مسجدِ نبوی سیّد مامون بَری مدنی حنفی قادری کا تعلق افریقی ملک ٹیونس کے سیّد بَری قبیلے سے ہے۔ آپ جید عالم، مفتیٔ اَحنافِ مدینہ منورہ، اُستاذ العلماء اور بہترین خطیب تھے۔ (تاریخ الدولۃ المکیۃ ص 82، 188، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 76 تا 79، علمائے عرب کے خطوط ص 45)

12 اَدیب جلیل، حضرت شیخ محمد مامون عبد الوہاب اَرزَنجانی مدنی قادری کی ولادت چودھویں صدی کے شروع میں اَرزَنجان (مشرقی اناطولیہ) ترکی میں ہوئی۔ وصال 1375ھ میں فرمایا۔ آپ بہترین عالم دین، جامع علوم جدیدہ وقدیمہ، روحانی اسکالر، صحافی، بانی اخبار المدینۃ المنورہ (عربی و ترکی) و مجلہ (میگزین) المناھج دمشق اور کئی کُتُب کے مُصَنِّف تھے۔

(علمائے عرب کے خطوط ص 38 تا 40، الاجازات المتینۃ ص 36، 38)

13 عالمِ جلیل، حضرت سیّد علوی بن حسن الکاف حضرمی علوی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ (الاجازات المتینۃ، ص 46)

14 فاضلِ مکہ، حضرت مولانا بکر رفیع مکی کو اعلیٰ حضرت نے 3 صفر 1324ھ کو مکہ مکرمہ میں خلافت سے نوازا۔

(الاجازات المتینۃ، ص 44)

15 اُستاذ العُلما حضرت مولانا محمد یوسف افغانی مہاجر مکی، جید عالم، مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ اور صاحبِ فضائل و

مَناقِب تھے 24 صفر 1324ھ کو اعلیٰ حضرت سے خلافت کی سعادت پائی۔ (الاجازات المتینہ ص 47، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 117)

16 جامع جمال وافتخار مولانا سید محمد عمر مطوف بن سید ابوبکر رشیدی مکی، عالم دین، عالی ہمت، جامع اور حُجّاج کو حج و طواف کرانے پر مامور تھے۔ اعلیٰ حضرت نے دوسرے حج کے موقعہ پر ان کے گھر قیام فرمایا اور انہیں 11 صفر 1324ھ کو خلافت اور اجازت عطا فرمائیں۔

(الاجازات المتینہ، ص 9، 55، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 112 تا 116)

17 شہزادہ رئیس مکہ شیخ عبد اللہ فرید مکی کُردِی رئیسِ مکۂ مکرمہ حضرت شیخ عبد القادر کُردِی آفندی مکی کے فرزند ارجمند تھے، ان کو اعلیٰ حضرت نے 9 صفر المظفر 1324ھ کو خلافت سے نوازا۔ (الاجازات المتینہ، ص 31، 69)

خلفائے ہند

1 مَدّاحُ الحبیب مولانا صوفی شاہ محمد جمیل الرحمن خان قادری رضوی کی ولادت بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ 1343ھ کو وصال فرمایا، تدفین قبرستان بہاری پور (سول لائن سٹی اسٹیشن) بریلی شریف (یوپی) ہند میں مزار مولانا حسن رضا خان کے پہلو میں ہوئی۔ آپ واعظِ خُوش بیاں، عالم باعمل اور صاحبِ دِیوان شاعر تھے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 132، 134۔ برکات قادریت ص 15 تا 18، بریلی سے مدینہ ص 2)

2 حکیمِ اہلِ سنت حضرت مولانا حکیم محمد یعقوب علی خان رامپوری قادری کی ولادت ایک علمی گھرانے میں غالباً 1260ھ کو قصبہ بلاسپور تحصیل وضلع رامپور (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل دار العلوم منظرِ اسلام، جید عالم، بہترین واعظ، عالم باعمل اور حاذِق طبیب تھے۔

(تذکرہ کاملانِ رام پور ص 454، تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 341 تا 350)

3 سید السادات حضرت مولانا علامہ سید نور احمد چاٹگامی رضوی 1279ھ کو چاٹگام میں پیدا ہوئے اور یہیں 1345ھ میں وصال فرمایا۔ فاضل مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ، مُرید و خلیفہ اعلیٰ حضرت اور بہترین واعظ تھے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 665 تا 668)

4 اُستاذ العُلَماء، حضرت مولانا مفتی عبد الحق پنجابی محدث پیلی بھیتی کی ولادت محلہ پنجابیاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہوئی۔ یہیں 75 سال کی عمر میں 1361ھ کو وِصال فرمایا۔ آپ فاضل مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، ذہین وفطین عالمِ دین، اوراد ووظائف کے پابند، بہترین مُدَرِّس اور پیلی بھیت کے چاروں مدارس مُدَرَسہ الحدیث، مُدَرَسہ حافظیہ، مُدَرَسہ رحمانیہ اور مُدَرَسہ آستانہ شیریہ، میں تدریسی خدمات سر انجام دینے والے تھے۔

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 180۔ تذکرہ محدثِ سورتی، ص 252)

5 مقرب شاہ جی میاں حضرت مولانا حکیم حبیب الرحمن خان رضوی پیلی بھیتی کی ولادت 1288ھ پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہوئی۔ 1362ھ کو وِصال فرمایا، ان کی تدفین ان کے اپنے ذاتی باغ میں ہوئی۔ آپ عالم شہیر، مُدَرِّس جلیل، استاذ العُلَماء، مقبولِ عوام وعلما اور بانی مُدرسہ آستانہ عالیہ شیریہ ہیں۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 135۔ تذکرہ محدث سورتی، ص 242)

6 مفسرِ قرآن حضرت مولانا محمد حشمت علی فائق قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1882ء بریلی شریف میں ہوئی اور یہیں 1962ء کو وصال فرمایا۔ قبرستان باقر گنج بریلی شریف میں دَفن کئے گئے۔ آپ فاضلِ منظرِ اسلام، واعظ اور شاعر تھے۔ آپ نے بالخُصُوص بچوں، عورتوں اور دینی طَلَبہ کے لیے کُتُب تحریر فرمائیں۔ آپ کی تفسیر جواہر الایقان المعروف تفسیر رضوی پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ (جہان مفتی اعظم ہند، ص 1072)

7 تلمیذِ اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الحسن خان رضوی پھپھوندی کی ولادت باسعادت قصبہ پھپھوند (ضلع اٹاوہ) ہند میں ہوئی اور 1362ھ کو وِصال فرمایا، تدفین قصبہ پھپھوند شریف (Phaphund، ضلع اوریا، اترپردیش) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل دار العلوم منظرِ اسلام، علم وعمل کے جامع اور پیکرِ اخلاص وتقویٰ تھے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 183۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، ص 183، تذکرہ محدث سورتی ص 256)

8 خلیفہ وتلمیذِ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حکیم مفتی سیّد عزیز غوث بریلوی قادری رضوی کی ولادت باسعادت بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ 1363ھ کو وِصال فرمایا اور بریلی شریف (یوپی) ہند میں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ اولین فاضل دارالعلوم منظر اسلام، مفتیِ اسلام اور جیّد عالِمِ دین تھے۔ (جہانِ مفتیِ اعظم ص1075، تذکرۂ علمائے اہلِ سنت ص 183، ماہنامہ اعلیٰ حضرت صد سالہ منظر اسلام نمبر قسط1، مئی 2001ص 243)

9 صوفیِ باصفا ثناخوانِ مصطفیٰ، حضرت مولانا حافظ محمد اسماعیل فخری چشتی رضوی کی ولادت ریاست محمود آباد (ضلع سیتا پور، یوپی) ہند غالباً 1300ھ میں ہوئی۔ یہیں 1371ھ میں وِصال فرمایا اور دَفن کئے گئے۔ فاضل مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، بانی مدرسہ نظامیہ محمود آباد، اُستاذُالعُلَما اور رِقّت وسوز کے مالک تھے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 211۔ تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص62، تذکرہ محدث سورتی، ص 258)

10 واعظِ خُوش بیاں حضرت مولانا سرفراز احمد قادری رضوی کی ولادت غالباً محلہ کھیڑی کھوہ مرزاپور (یوپی) ہند میں ہوئی اور یہیں وِصال فرمایا۔ آپ فاضل مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، عالِمِ دین، واعظ اور مجازِ طریقت تھے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 317)

11 پابندِ سنت حضرت مولانا سیّد محمد عمر ظہیر الدین الہ آبادی قادری رضوی کی ولادت غالباً موضع خلیل پور پرگنہ نواب گنج ضلع الہ آباد (یوپی) ہند میں ہوئی اور یہیں وصال فرمایا۔ آپ فاضل مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، عالِمِ باعمل اور مجازِ طریقت تھے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 13، تذکرہ محدث سورتی، ص 269)

12 اُستاذُالعُلَما حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن بہاری قادری رضوی، جید عالم دین، واعظ خوش بیان، مدرسِ مدرسہ عربیہ مُتیالی مٹھ مدراس (ریاست تامل ناڈو) اور مجاز طریقت تھے۔

(تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 415تا417)

13 بدرِ مُنیر حضرت مولانا منیرالدین بنگالی رضوی، عالمِ دین، مجازِ طریقت اور صاحبِ کرامت بُزُرگ تھے۔ آپ متحدہ بنگال ہند کے رہنے والے تھے۔ حصولِ علمِ دین کے بعد 11 سال بریلی شریف میں رہے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 555)

14 عالمِ جَلیل حضرت مولانا عبدالجبار قادری رضوی ڈھاکہ (بنگلادیش) میں پیدا ہوئے اور یہیں وِصال فرمایا۔ فاضل مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، مُرید وخلیفہ اعلیٰ حضرت اور اچھے عالمِ دین تھے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 669تا672)

15 شیخِ طریقت حضرت مولانا قاضی محمد قاسم میاں رضوی، عالمِ دین، مجازِ طریقت، حامیِ سنت اور امام جامع مسجد گونڈل پوربندر (کاٹھیاواڑ گجرات) ہند تھے۔ (خطوط مشاہیر بنام احمد رضا، ص 314)

16 واعظِ اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل پشاوری قادری رضوی عالِم، واعظ اور مجازِ طریقت تھے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، 664)

17 تلمیذِ اعلیٰ حضرت مولانا سلطان احمد خان قادری رضوی فاضل منظر اسلام اور بریلی کے رہنے والے تھے۔

(مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی، حاشیہ، ص 153)

18 عاشقِ اعلیٰ حضرت حاجی کِفایت اللہ خان قادری رضوی کی ولادت بریلی شریف میں تقریباً 1300ھ میں ہوئی اور وِصال 1359ھ کے بعد ہوا۔ آپ اعلیٰ حضرت کے خادمِ خاص، متقی وپرہیزگار، محبوب خلیفہ اور مُجاوِرِ خانقاہ رضویہ تھے۔ خانقاہ رضویہ میں تعویذات دینے کی ذمہ داری ان کے سپرد تھی۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 141تا149)

19 عاشقِ رضا حضرت میر مؤمن علی مؤمن جنیدی رضوی حافظِ قرآن، بہترین نعت خواں، صاحبِ دِیوان شاعر اور بانیِ مدرسۃ العلوم مسلمانان تاجپور (ناگپور، مہاراشٹر ہند) تھے۔ آپ کا دِیوان "تحفۂ مؤمن" شائع شدہ ہے۔

(تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 664)

20 مُحِبِّ اعلیٰ حضرت الحاج سیّد عبدالرزاق رضوی ہند کی ریاست مدھیہ پردیش کے شہر کٹنی کی صاحبِ ثروت شخصیت اور مجازِ طریقت تھے، مزارِ اعلیٰ حضرت تعمیر کمیٹی کے رُکن بنائے گئے۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 446تا447)

21 حضرت صوفی عنایت حسین قادری رضوی مُرید وخلیفہ اعلیٰ حضرت اور بریلی شریف (یوپی) ہند کے رہنے والے تھے۔ (مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی، حاشیہ، ص 107)

محمد عمر فیاض عطاری مدنی*

مناقبِ اعلیٰ حضرت

ولیِ نعمت، عظیمُ البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجدّدِ دین و ملّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی شانِ مُجدّدیت، شانِ رفعت، شانِ منزلت، شانِ عزیمت، شانِ بابرکات اور شانِ مجاہدات کا کیا کہنا، ہر جگہ آپ ہی کی جلوہ نمائی ہے، علم، فضل، تفقّہ، تدریس، تدبّر، تفکّر، تصوّف، تصنیف، تبلیغ، تحریر، تقریر جہاں نظر اٹھائیے، آپ ہی کی جلوہ گری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس عظیمُ الشّان اور فقیدُ المثال ہستی پر اربابِ قلم و قرطاس نے بہت لکھا اور ابھی تک لکھ رہے ہیں۔ گویا فکرِ رضا کی تابشوں اور ضوفشانیوں سے چہار جانب منوّر اور روشن ہیں اور ہر سمت تاجدارِ بریلی کا جھالا برس رہا ہے۔ اصحابِ سخن وراں نے جس قدر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شان میں زمزمہ خوانی کی یہاں ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں البتہ حصولِ برکت کے لئے فقط 4 مناقب کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(1) بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے سب سے پہلے ذکر ہو اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چھوٹے بھائی استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کا! جنہوں نے اپنے کلاموں میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا دعائیہ وثنائیہ ذکر کیا ہے آپ نے نعت گوئی کے اصول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہی سے سیکھے تھے جس کا ذکر خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یوں فرماتے ہیں: ان (یعنی مولانا حسن رضاخان) کو میں نے نعت گوئی کے اُصول بتادیئے تھے، اُن کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیارِ اِعتدال پر صادِر ہوتا۔ جہاں شُبہ ہوتا مجھ سے دریافت کرلیتے۔ حسن میاں مرحوم نے ایک مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

(2) اس سے سوا تم ہو خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مُبلّغِ اِسلام حضرت علّامہ مولانا شاہ عبدُ العلیم میرٹھی صدیقی علیہ رحمۃ اللہ القوی حرمین شریفین سے واپسی پر امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی شان میں اپنی لکھی ہوئی ایک منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھی۔ ایسی عمدہ منقبت لکھی تھی کہ ابھی صرف چند ہی اشعار پڑھے کہ مجمع میں ایک جوش و جذبہ پیدا ہوگیا بعض تو وجد میں آگئے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی ان اشعار سے محظوظ ہورہے تھے، علّامہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی جب مکمل پڑھ چکے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: مولانا! میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں (پھر اپنے عمامہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:) اگر اس عمامہ کو پیش کردوں تو آپ اُس دیارِ پاک سے تشریف لارہے ہیں، یہ آپ

*ماہنامہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

کے قدموں کے لائق بھی نہیں، البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جُبّہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں، چنانچہ آپ نے کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبۂ مبارکہ لاکر عطا فرمادیا جس کی قیمت تقریباً ڈیڑھ سو روپے تک تھی۔ مولانا ممدوح نے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا، آنکھوں سے لگایا، لبوں سے چوما، سر پر رکھا، پھر سینے سے دیر تک لگائے رہے۔ علامہ عبد العلیم میرٹھی صدیقی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی لکھی ہوئی اس منقبت کے منتخب اشعار ملاحظہ فرمائیں:

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو
قسیمِ جامِ عرفاں اے شہِ احمد رضا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قُطبُ الاولیاء تم ہو
یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمعُ البحرین ایسے رہنما تم ہو
حَرَم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہلِ قبلہ کا ہے وہ قبلہ نُما تم ہو
عرب میں جاکر ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صَولت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نُما تم ہو
اَشِدَّاءُ عَلَی الکُفّار کے ہو سر بسر مظہر
مخالف جس سے تھرّائیں وہی شیرِ وغا تم ہو
تمہیں پھیلا رہے ہو علمِ حق اکنافِ عالم میں
امامِ اہلِ سنّت نائبِ غوثُ الوریٰ تم ہو
بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو
علیمِ خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 132، 133، 134 ملتقطاً)

آبروئے مومناں احمد رضا خاں قادری

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مدّاح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے 1335ھ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں یہ قصیدہ تحریر فرمایا:

آبروئے مومناں احمد رضا خاں قادری
رہنمائے گمرہاں احمد رضا خاں قادری
علم میں بحرِ رواں احمد رضا خاں قادری
دین میں گوہر فشاں احمد رضا خاں قادری
تیرا علم و فضل و شان و شوکت و جاہ و حشم
شش جہت پر ہے عیاں احمد رضا خاں قادری
ہے عرب کے عالموں کا مدح خواں سارا جہاں
اور وہ تیرے مدح خواں احمد رضا خاں قادری
روز افزوں حشر تک یارب ترقی پر رہے
لہلہاتا بوستاں احمد رضا خاں قادری
تیرے صدقہ میں خدا چاہے تو پائینگے غلام
کل وہاں باغِ جناں احمد رضا خاں قادری
دے مبارکباد ان کو قادری رضوی جمیل
جن کے مرشد ہیں میاں احمد رضا خاں قادری

(قبالۂ بخشش، ص190، تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص134)

لعلِ یکتائے شہِ احمد رضا ملتا نہیں

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ مفتیِ اعظم ہند، تاجُ الشّریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خان الازہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بھی اپنے جدِّ امجد امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شان میں قصیدہ لکھا:

زینتِ سجادہ و بزمِ قضا ملتا نہیں
لعلِ یکتائے شہِ احمد رضا ملتا نہیں
وہ جو اپنے دور کا صدیق تھا ملتا نہیں
محرمِ رازِ محمد مصطفیٰ ملتا نہیں
اب چراغِ دل جلا کر ہو سکے تو ڈھونڈیئے
پرتوِ غوث و رضا و مصطفیٰ ملتا نہیں
عالَم سوزِ دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
چارہ سازِ دردِ دل درد آشنا ملتا نہیں
عالموں کا معتبر وہ پیشوا ملتا نہیں
جو مجسّم علم تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں
زاہدوں کا وہ مُسلَّم مُقتدا ملتا نہیں
جس پہ نازاں زُہد تھا وہ پارسا ملتا نہیں
فردِ افرادِ زماں وہ شیخِ اشیاخِ جہاں
کاملانِ دہر کا وہ منتہا ملتا نہیں
استقامت کا وہ کوہِ محکم و بالا تریں
جس کے جانے سے زمانہ ہل گیا ملتا نہیں
ایک شاخِ گل نہیں سارا چمن اندوہ گیں
مصطفیٰ کا عندلیبِ خوشنوا ملتا نہیں
مفتیِ اعظم کا ذرّہ کیا بنا اخترؔ رضا
محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اللہ پاک کی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر رحمت ہو، ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اساتذۂ کرام کی محبّتیں

استاذ حافظ محمد حسان رضا عطاری مدنی

(استاذ دورۂ حدیث مرکزی جامعۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملّت، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا دامن کرم عطا فرمایا اور آپ کی ذات وہ ہے کہ جو ان کے دامن سے وابستہ ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پُر فتن دور کے اندر اُس کو فتنوں سے محفوظ رکھا، دین کے معاملات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے کامل ہدایت عطا فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ امام اہلِ سنّت کے مسلک پر، آپ کے طریقہ کار پر ہمیں قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی ذات وہ ہے کہ جس پر آپ کے زمانہ ہی کے علما بلکہ فقط آپ کے علاقے یا ہند کے علما ہی نہیں بلکہ عرب و عجم کے علما نے اعتماد فرمایا۔ آپ کے بعد آنے والے اجلّہ علما نے آپ کی تحقیقات و تحریرات پر اعتماد فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دعوتِ اسلامی کو سلامت رکھے کہ جس نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو عام کیا اور لوگوں تک پہنچایا اور اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر دعوتِ اسلامی کی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ایک خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کر رہی ہے جو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ امامِ اہلِ سنّت سے متعلق بہت ساری باتیں اور نادر معلومات فراہم کرے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مجلس کو بھی برکتیں عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاذ یحییٰ رضا عطاری مصباحی

(مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ کنز الایمان، ممبئی و رکن ہند مشاورت)

امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملت، عاشقِ ماہِ رسالت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان عالمِ اسلام کی وہ عظیم علمی و روحانی اور عبقری شخصیت ہیں جن کی عمر شریف کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف اور مسائلِ شرعیّہ کے جوابات دینے میں گزرا۔ لاینحل مسائل (حل نہ ہونے والے مسائل) کی عقدہ کشائی کرتے رہے۔ مجدّدِ اعظم کی تصانیف اور فتاویٰ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اپنے تو اپنے اغیار بھی ان سے استفادہ پر مجبور ہیں۔ جب کسی مفتی کو کسی مسئلہ کا حل مشہورِ زمانہ کتبِ فقہ (شامی، عالمگیری، فتح القدیر وغیرہ) میں نہ مل پاتا تو وہ فتاویٰ رضویہ کی طرف رجوع کرتا اور تلاش کے بعد مفتیٰ بہ اور شافی جواب حاصل کرلیتا ہے بلکہ ان میں بہت سے تو وہ ہیں جو دیگر کتبِ فقہ کی طرف ابتداءً نظر بھی نہیں اٹھاتے بلکہ فتاویٰ رضویہ سے ہی اپنے مسائل کو حل کر کے اس میں مندرج حوالوں سے اپنی تحریروں کو مزین کرتے ہیں۔ علمِ حدیث ہو یا تفسیر، علمِ فقہ ہو یا تجوید، علمِ تصوف ہو یا اذکار، تاریخ و مناقب ہو یا سیر، ادب ہو یا نحو، لغت ہو یا عروض، علمِ جعفر ہو یا تکسیر، جبر و مقابلہ ہو یا ارثماطیقی، توقیت ہو یا نجوم، حساب ہو یا ہیئت، ہندسہ ہو یا ریاضی ہر فن میں مصنفِ اعظم مجدّدِ اعظم امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قلم گوہر باری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

قابلِ صد مبارکباد ہیں "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے اربابِ حل و عقد خصوصاً امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور اراکینِ شوریٰ جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی حیات و خدمات پر بہترین قلم کاروں سے مضامین تیار کرواکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" پیش کر رہے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔ والد گرامی وقار، فقیہِ اسلام حضرتِ مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ ان دنوں علیل ہیں تحریری تاثرات پیش کرنے سے قاصر ہیں۔[1] جب میں نے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شمارے کے حوالہ سے عرض کیا تو مبارکباد کے

(1) بعد میں مفتی صاحب نے اپنے صوتی پیغام (Audio Message) کے ذریعے حوصلہ افزائی فرمائی جو تحریری صورت میں ماقبل مذکور ہے۔

ساتھ ساتھ خوب دعاؤں سے بھی نوازا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو خوب ترقیوں سے نوازے اور اس کے فیضان سے عالَمِ اسلام کو بہرہ وَر فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاذ غلام شبیر سعیدی عطاری

(استاذ الحدیث جامعۃ المدینہ، مدینۃ الاولیاء ملتان)

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذات فقہ میں اعلیٰ اور تقویٰ میں بے مثال ہے، آپ عقائد و نظریات اور فقہی مسائل پر دلائل کے انبار لگاتے نظر آتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فتاویٰ جات کو جب تک ملاحظہ نہ کیا جائے تب تک مفتی کی فقاہت جاندار نظر نہیں آتی۔ آج کے اس پُر فتن دور میں اعمال و عقائد کی حفاظت میں مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ایک عظیم کردار کی حامل ہے، 252 صفحات اور 57 سے زائد مضامین پر کام کرنا، تفتیش و اشاعت کے مراحل سے گزارنا اور پھر ڈیزائننگ وغیرہ کا بھی اہتمام کرنا دشوار اور کٹھن مرحلہ ہے، جو مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خاصہ ہے۔ اللہ کریم مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو اسی طرح دینِ متین کی خدمت میں مصروف رکھے اور "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کا فیضان عام فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاذ اسد منور عطاری مدنی

(استاذ الحدیث جامعۃ المدینہ گوجرانوالہ)

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے صد سالہ عرس مبارک پر شائع ہونے والا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" بہت اہمیت کا حامل ہے۔ موجودہ دور میں بڑھتے ہوئے الحاد اور بے راہ روی کی روک تھام کے لئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جیسے قائد و راہنما کی تعلیمات کو عام کرنا از حد ضروری ہے اور یہ شمارہ اس ضرورت کو پورا کرنے میں کافی کردار ادا کرے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

استاذ احمد اللہ عطاری مدنی

(استاذ الحدیث، جامعۃ المدینہ، اسلام آباد)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے صد سالہ عرس پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی مجلس کی یہ کاوش قابلِ ستائش ہے کہ انہوں اعلیٰ حضرت کی سیرت، کاوشوں اور کارناموں پر ایک مجلہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" مرتب کیا اور ہمیں اپنی قسمت پر رشک آتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں ایک عظیم ہستی امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بذریعۂ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ منسلک فرمایا ہے۔

استاذ عبد الرشید عطاری مدنی

(استاذ الحدیث جامعۃ المدینہ اوکاڑہ)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی خبر فرحت اثر سن کر دل باغ باغ بلکہ باغِ مدینہ ہوگیا۔ میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالٰی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے تمام اسلامی بھائیوں، معاونین اور محررین کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاذ محمد وسیم اکرم خان رضوی مصباحی

(استاذ الحدیث جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار، نیپال گنج، نیپال)

سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عاشقِ زار ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے لیکن لاکھوں کروڑوں کو عاشقِ رسول بنا دینا اس سے بھی بڑی سعادت ہے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک ایسی ہی شخصیت ہیں جو نہ صرف عاشق بلکہ عاشق گر ہیں، آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے اور آپ کے نعتیہ کلام پڑھنے سننے والے کو اللہ کی رحمت سے عشقِ رسول کی لازوال دولت نصیب ہو جاتی ہے۔

لائقِ صد تحسین و ستائش ہے مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" جو سو سالہ عرسِ رضا کے موقع پر "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کے عنوان سے خصوصی شمارہ جاری کر رہی ہے۔ اللہ کریم اس کاوش

کو قبول فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاذ حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی

(استاذ تخصص فی الامامۃ باب المدینہ کراچی)

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا صد سالہ عرس مبارک اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا بھر میں منایا جائے گا اس موقع پر عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے جارہی ہے یہ بات لائق مسرت ہے، ہماری اس مجلس کے تمام ذمہ داران کو خصوصی شمارے کے اجرا پر مبارک باد! اللہ پاک اس مجلس کو خوب ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاذ محمد جمیل عطاری مدنی

(مدرس جامعۃ المدینہ، آفندی ٹاؤن، زم زم نگر حیدرآباد، پاکستان)

صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کے عنوان سے شائع ہونے والے خصوصی شمارے کے چند عنوانات پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ جن اسلامی بھائیوں نے جس طرح بھی اور جس جس حوالے سے تعاون کیا میں انہیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

استاذ محمد نواز عالم مصباحی (مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار، ہند)

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جو بیک وقت عظیم فقیہ ومفتی، مفسر و محدث، مناظر و خطیب، مصنف و مدرس، وغیرہ کے ساتھ ساتھ متعدد علوم کے ماہر تھے۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے اربابِ حل وعقد قابلِ صد مبارک باد ہیں کہ مَاشَآءَ اللہ یہ رسالہ نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہورہا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عرس صد سالہ کے موقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کرنے کا عمل نہایت قابلِ تحسین اور لائق ستائش ہے۔

استاذ محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

(جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف، یوپی، ہند)

1440 ہجری جاری ہے اور گویا ہر طرف امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عرس مبارک کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت ہے جس کے مشمولات کے عنوانات پڑھ کر کافی خوشی ہوئی۔ راقم الحروف اس خوشی کے موقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی مجلس، تمام محررین ومعاونین اور بالخصوص امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جن کی بدولت یہ سب بہاریں ہیں کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

استاذ سرفراز احمد عطاری مصباحی

(مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار، نیپال گنج، نیپال)

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بے شمار خوبیوں اور کمالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی کتابوں، اَقوال، اَفعال اور اَشعار کے ذریعے انبیائے کرام، صحابۂ عظام اور اہلِ بیتِ اَطہار وغیرہ تمام بزرگانِ دین کے ادب واحترام کا درس دیا اور بے ادبی وبے ادبوں سے دوری کی تاکید فرمائی۔ سو سالہ عرسِ رضوی کی مناسبت سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے خصوصی شُمارے کے اِجرا پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔

استاذ محمد گل ریز مصباحی

(جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار تاج پور (ناگپور ہند)

اللہ کے جن بندوں نے دین کی خدمت کرکے تاریخ کے صفحات میں اپنے نقوش ہمیشہ کیلئے چھوڑے ان میں ایک عظیم ہستی امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی ہے۔ آپ کو مُرَوَّجہ علوم وفنون کے ساتھ ساتھ علمِ طب، علمِ جفر، ریاضی اور سائنس وغیرہ میں بھی مہارت حاصل تھی۔ اللہ تعالٰی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو شاد و آباد رکھے جو عرسِ رضا کے موقع پر خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری کرکے آپ کے فیضان کو عام کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ اٰمِین

پاکستان سے موصول ہونے والے پیغامات

محمد یاسر عطاری مدنی (نگرانِ مجلس مدرسۃ المدینہ آن لائن)

بلاشبہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ پاک کے ان مقبول بندوں میں شامل ہیں جنہوں نے بڑے پیمانے پر دینِ متین کی خدمت کی نہ صرف اپنے دور بلکہ آنے والی نسلوں کے ایمان کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صد سالہ عرس کے موقع پر آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایک نئے انداز میں اجاگر کرنے پر میں مجلسِ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حاجی محمد فیاض عطاری (نگرانِ مجلس مکتبۃ المدینہ)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کا سن کر بہت خوشی ہوئی۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بدولت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علمی و تحقیقی کام سے متعلق معلومات حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حافظ محمد افضل عطاری مدنی (نگرانِ مجلس رابطہ بالعلماء)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان بے شک ایک عظیم ہستی ہیں شیخ اسماعیل بن سید خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اگر امامِ اعظم فتاویٰ رضویہ کو دیکھتے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور آپ اعلیٰ حضرت کو اپنے تلامذہ میں شامل فرمالیتے۔ مَا شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سال اعلیٰ حضرت کا صد سالہ عرس مبارک منایا جارہا ہے اور اس موقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی مجلس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ایک خصوصی شمارہ فیضانِ امامِ اہلِ سنّت کے نام سے شائع کر رہی ہے اللہ پاک اس مجلس کو مزید برکتیں عطا فرمائے، میں اس مجلس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

حاجی محمد سلیم عطاری (نگرانِ مجلس ہفتہ وار اجتماع)

مرحبا! صد مرحبا! صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے موقع پر خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی آمد مرحبا! ماہنامہ فیضانِ مدینہ مجلس کو صد کروڑ مبارباد ہو، اللہ پاک امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضان کو عام فرمائے اور عام کرنے والی اس مجلس کو ڈھیروں ڈھیر برکتیں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حاجی محمد شعیب عطاری (نگرانِ مجلس آئی ٹی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اعلیٰ حضرت کے سو سالہ عرس مبارک کی آمد آمد ہے۔ اس موقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع ہونے جارہا ہے جس کے بارے میں میرا حسنِ ظن ہے کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق جامع (Comprehensive) معلومات پر مشتمل ہوگا۔ میں مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

محمد ظہور عطاری مدنی (نگرانِ مجلس المدینہ لائبریری)

اللہ پاک کے فضل سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کئی علوم پر عبور حاصل تھا، آپ کے فیضان کو مزید لوگوں تک پہنچانے کے لئے خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کرنے پر مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو بہت بہت مبارک ہو، اللہ پاک اس مجلس کو نظرِ بد سے بچائے۔

محمد شاہنواز عطاری (نگرانِ مجلس تحفظِ اوراقِ مقدسہ)

مَا شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ مبارک باد کی مستحق ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سو سالہ عرس کے موقع پر خصوصی شمارہ بنام "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری کر رہی ہے۔

مختلف ممالک سے ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی کے پیغامات

حاجی محمد امتیاز عطاری

(رُکنِ مجلس بیرونِ ملک، نگرانِ ہجویری ممالک (ایران وافغانستان))

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صد سالہ عُرس کے موقع پر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"

کی جانب سے ایک خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" منظرِ عام پر آرہا ہے جو کہ بہت خوش آئند بات ہے میں پوری مجلس کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں اور ان سب کے لئے دعا گو ہوں۔

حاجی مسعود احمد عطاری

(رُکنِ مجلس بیرونِ ملک، نگرانِ مدنی ممالک (عرب شریف وغیرہ))

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے جو شمارے اب تک نظر سے گزرے ہیں وہ بھی خوب سے خوب تر ہیں تو پھر خصوصی شمارے میں نہ جانے کس قدر مَدَنی پھول پوشیدہ ہوں گے۔ یہ خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" بہت بڑی دینی خدمت اور وقت کی ضَرورت ہے۔

سیّد فضیل رضا عطاری (یوکے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" جب سے شروع ہوا اس کا مطالعہ کرنے کا معمول ہے، جس کی بدولت کثیر علم حاصل ہوتا ہے۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اُردو کے علاوہ انگلش میں بھی دستیاب ہوتا ہے۔ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کے نام سے خصوصی شمارے کی تیاری کا سُن کر خوشی ہوئی۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے بھی ایک عرصہ دَرکار ہے، جس فن میں آپ کی کتاب پڑھیں ایسا لگتا ہے کہ آپ اسی فن کے ماہر تھے۔ دنیا میں حضرت بہت ہیں لیکن اعلیٰ حضرت ایک ہی ہیں۔ میری طرف سے اس عظیم کاوش پر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو بہت مبارَک ہو۔

محمد کمال عطاری (نگرانِ بنگلہ دیش مشاورت)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عُرسِ مبارک پر دعوتِ اسلامی کی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت بہت ہی خوش آئند بات ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ہم پر بہت احسانات ہیں، انہوں نے ہمیں عقیدہ کی حفاظت اور اللہ پاک و رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ناموس و محبت کا جذبہ عطا فرمایا، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمیں آقائے نعمت، امامِ اہلِ سنّت اور ان کی تعلیمات سے آگاہی بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ذریعے ملی، اللہ کریم امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دَم سے جاری ہونے والے فیضانِ رضا کو یونہی جاری و ساری رکھے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حافظ نصیر احمد عطاری (امریکہ)

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ پر اللہ پاک کی رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو کہ جنہوں نے سیّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی شان و عظمت اور علمی مقام عاشقانِ رسول کے دلوں میں اُجاگر فرمایا۔ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خون پسینے سے سینچی ہوئی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فیضانِ امامِ اہلِ سنّت ہی ہے۔ دعوتِ اسلامی ہر سال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا عُرسِ پاک نہایت شان و شوکت سے مناتی ہے اور صد سالہ عُرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت کا سُن کر دل باغ باغ ہوگیا۔ اللہ پاک دعوتِ اسلامی کے تمام شعبہ جات اور مجالس بشمول مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو دن پچیسویں، رات چھبیسویں ترقیاں عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد فراز عطاری مدنی (ساؤتھ کوریا)

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ہم پر احسان ہے کہ آپ کی بدولت آج بھی اُمّتِ مسلمہ کو عقائد کی پختگی اور درستی حاصل ہے۔ آپ کی تصنیفات بالخصوص فتاویٰ رضویہ سے آج بھی ایک عالَم مستفید ہو رہا ہے۔ سو سالہ عُرسِ رضا کے موقع پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی خوش خبری سننے میں آئی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں نہ صرف خود اسے خرید کر پڑھوں گا بلکہ 25 شمارے خرید کر علمائے اہلِ سنّت اور اسلامی بھائیوں کو تحفے میں بھی پیش کروں گا۔

محمد جامی رضا عطاری مدنی (ہانگ کانگ)

مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بارے میں خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ پاک اس خصوصی شمارے کے ذریعے فیضانِ رضا کو مزید عام فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ابو جامی غلام یٰسین عطاری مدنی (انڈونیشیا)

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فیض دنیا بھر میں جاری ہے یہاں تک کہ انڈونیشیا میں بھی آپ کے دو خلیفہ تشریف لائے اور یہاں ان کے مزارات موجود ہیں: شیخ عبداللہ بن صدقہ زینی دحلان اور شیخ حسین بن دحلان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما۔ ان دونوں ہستیوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے فیض پایا اور آج لوگ ان سے فیض پا رہے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں فیضانِ اعلیٰ حضرت سے مستفید فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حافظ صدام حسین عمادی عطاری

(نگرانِ مجلسِ رابطہ بالعلماء و المشائخ و مجلسِ مزاراتِ اولیا، ہند)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عُرس مبارک کی آمد آمد ہے اور ہر طرف عُرسِ رضوی کی دھوم ہے۔ دعوتِ اسلامی کی مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی جانب سے بھی خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" تشریف لانے والا ہے، میں صمیمِ قلب کے ساتھ اس مجلس کے اراکین و معاونین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حاجی محمد جنید عطاری (ماپوتو، موزمبیق)

مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ذریعے خوب علمِ دین عام ہو رہا ہے۔ بالخصوص سو سالہ عُرسِ رضا کے حوالے سے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت قابلِ تحسین ہے۔ اللہ پاک مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی اس عظیم کاوش کو قبول فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

آصف محمود عطاری (اوسلو، ناروے)

میری رہائش ایک ایسے ملک میں ہے جو دنیا کے سب سے شمال میں ہے اور یہاں نماز روزے کے اوقات کا دُرست حساب رکھنا ایک مشکل کام ہے لیکن اس کا حل بھی ہمیں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فتاویٰ رضویہ میں مل جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی آپ کے درجات بلند فرمائے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سو سالہ عُرس پر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ فیضانِ امامِ اہلِ سنّت تیار کرنے پر میں مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اویس عطاری (یوراگوئے، ساؤتھ امریکہ)

مجھ ناچیز پر امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بہت احسانات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ دیارِ غیر میں جب کبھی غمگین ہوتا ہوں تو حدائقِ بخشش شریف کے نعتیہ کلام راحت کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ سو سالہ عُرسِ اعلیٰ حضرت کی مناسبت سے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری کرنے پر میں مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

توصیف رضا عطاری (ملائیشیا)

امامِ اہلِ سنّت، مُجدّدِ دین و ملّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دینی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ سو سالہ عُرسِ امامِ اہلِ سنّت کے موقع پر "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کے نام سے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" پیش کرنے پر مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ مبارک باد کی مستحق ہے۔ اللہ کریم ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد منظور عطاری (اٹلی)

اللہ پاک ہم سب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مبارک فیضان نصیب فرمائے، یہ فیضان بذریعہ مرشدی امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہمیں حاصل ہو رہا ہے۔ "مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اپنی بھرپور کوششوں سے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

کے صد سالہ عُرس کے موقع پر جو خصوصی شمارہ بنام "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" جاری کر رہی ہے، اس پر میں مجلس کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

محمد مزمل عطاری (بنگلہ دیش)

یقیناً امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے علم کے سمندر سے موتی نکال کر ہمارے سامنے بکھیر دیئے ہیں اور علم کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے، اللہ پاک ہمیں ان کی خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔

محمد فرحت عطاری (نگران مجلس تجہیز و تکفین ہند)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے صد سالہ عُرس کے موقع پر دعوتِ اسلامی کی مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ جو خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کر رہی ہے اس پر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

محمد ریحان عطاری (رکن ہند مشاورت)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے صدقے ہمیں جو اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا دامن ملا ہے یہ احسان زندگی بھر نہیں بھلایا جاسکتا یہ یقیناً ایک ایسی ہستی کا دامن ملا ہے جس کی مہارت ایک دو نہیں بلکہ 55 سے زیادہ علوم پر ہے۔ مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" نے خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" شائع کرنے کی سعی کی ہے جسے پڑھ کر اعلیٰ حضرت کی عقیدت میں مزید مدینے کے 12 چاند لگ جائیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

محمد سعد عطاری (کورسٹو، کینڈا)

مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے خصوصی شمارے "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کی اشاعت بہت زبردست اور خوش آئند اقدام ہے۔اس سال صفر المظفر 1440ھ میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وصال کو 100 سال ہوگئے لیکن ان کے کمالات و مہارات، عشقِ رسول اور زہد و تقویٰ کی دھوم آج بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بھی امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محمد ثوبان رضا عطاری (شعبہ تعلیم، مرکز الاولیا لاہور)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن اپنی ذات میں ایک پوری تحریک کا نام ہیں۔ جتنا کام آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے 68 سالہ زندگی میں کر دیا اور جو کچھ آپ سکھا گئے، سمجھا گئے، رہتی دنیا تک امّتِ مسلمہ کیلئے مشعلِ راہ ہے۔ بہر حال جو کچھ آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل کے حالات کی پیش گوئی کرتے ہوئے سمجھایا تھا، آج عملی طور پر امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس کو پورا کرنے کی سعی فرمائی۔ یہ حقیقت کہ ہمیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا پتا امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے چلا ہے۔ مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" کا شائع کیا جانا بہت مسرت کا باعث ہے۔

محمد سلمان عطاری مدنی (مدنی چینل)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن نے محبتِ الٰہی اور عشقِ مصطفےٰ کی جو شمع فروزاں روشن کی ہے وہ سارے جہان کو اپنی نورانیت سے فیض یاب کر رہی ہے۔ مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے اسلامی بھائیوں کو صد کروڑ مبارکباد کہ جو امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذاتِ ستودہ صفات کے حوالے سے کم و بیش 58 مضامین پر مشتمل خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" پیش کر رہے ہیں۔ میں اس میں کام کرنے والے تمام ہی اسلامی بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بڑا احسن اقدام ہے۔ مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ان کے علاوہ محمد نوید عطاری (ایسٹ افریقہ)، محمد ساجد عطاری (کورس مجلس، چٹاگانگ، بنگلہ دیش)، محمد نور الدّین عطاری (چٹاگانگ، بنگلہ دیش)، محمد شمس عطاری (نگران نیپال مشاورت) اور ظہیر الاسلام مجددی عطاری (بنگلہ دیش) نے بھی مبارک باد کے پیغامات بھیجے۔

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اللہ عزّوجلّ

میرے پیارے پیارے رضا (رحمۃ اللہ علیہ)

اپنے محلّے کی عاشقانِ رسول کی بارونق مسجد "بادامی مسجد" (گوگلی، میٹھادر، باب المدینہ کراچی) میں مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی نعتوں کے مقطع کے لفظ "رضا" سے بچپن میں کان آشنا تو ہوئے مگر یہ سمجھ نہیں تھی کہ "رضا" کون ہیں! ایک بار اسی مسجد کے ایک ٹرسٹی حاجی زکریا مرحوم کے پاس مسجد کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے "رضا" کا نام احترام سے لیتے ہوئے "رحمۃ اللہ علیہ" پڑھا، میں چھوٹا تھا اور چونکہ اتنا ذہن بنا ہوا تھا کہ اولیائے کرام کے نام کے ساتھ ترحیم (رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں، لہٰذا بھولپن سے میں نے کہا: کیا "رضا" "رحمۃ اللہ علیہ" ہیں؟ یعنی کیا یہ بہت بڑے ولیُّ اللہ ہیں؟ میرا سن کر عاشقِ رضا حاجی زکریا مرحوم نے مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بجائے میری ننھی سی عقل کے پیشِ نظر رضا کا ذکرِ خیر کیا اور یوں ذہن بنا کہ رضا کوئی بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ رضا کے بارے میں معلومات کے اندر اضافہ ہوتا چلا گیا اور "رضا" میری نظر میں "میرے پیارے پیارے رضا (رحمۃ اللہ علیہ)" ہو گئے!

کیوں رضا آج گلی سُونی ہے
اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

صلّوا علی الحبیب! صلّی اللہ علیٰ محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی تقریباً دنیا بھر میں 104 سے زائد شعبہ جات میں دینِ اسلام کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔

ISBN 978-969-631-974-0
0125764
فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net